عشق حدِ جنوں تک

منتہا چوہان

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آج خانزادہ مینشن میں خوشیوں کا سماں تھا۔
ہر طرف روشنیاں بکھری تھیں۔ برقی قمقموں نے خانزادہ مینشن کو چار چاند لگا دیئے تھے۔

اور خوشیاں کیوں نہ بکھرتیں۔۔۔؟؟ آج تک کبھی خانزادہ مینشن نے کبھی کوئی غم نہیں دیکھا تھا۔ برسوں سے خوشیوں کا راج تھا۔ سب کے چہروں پے رقم خوشیاں رقیبوں کو جلائے رکھتی تھی۔ لیکن آج تو جشن کا ایک الگ ہی سماں تھا۔

خانزادہ مینشن کے اکلوتے سپوت کی آج منگنی کی رسم تھی۔اپنی پھوپھو زاد کے ساتھ۔

ازہان خانزادہ کی منگنی زوبیہ کے ساتھ تھی۔

برسوں کا ارمان آج پورا ہو رہا تھا۔

ازہان خانزادہ اپنے نام کا ایک ہی تھا۔انتہادرجے کا مغروراور سخت مزاج لیکن مردانہ وجاہت کا بھرپور شاہکار۔خاندان کی ہر لڑکی ہی اس پے فدا تھی۔لیکن وہ اتنا ہی لڑکیوں سے دور رہتا تھا۔محبت سے ناواقف۔

لیکن اپنی بہنوں کے لیے سرتاپا محبت اور شفقت کا علمبردار تھا۔ساری دنیا کی خوشیاں وہ اپنی بہنوں پے نچھاور کر دیتا تھا۔ان کی زبان سے ہر نکلنے والی بات پہلے ہی پوری کر دیتا تھا۔

یہی وجہ تھی۔کہ خانزادہ منشن کی بیٹیاں مغروراور ضدی تھیں۔اور یہ مان بھی ازہان خانزادہ کا بخشا ہوا تھا۔

باپ کی خواہش پے وہ اپنی پھوپھو کی بیٹی زوبیہ سے آج منگنی کر رہا تھا۔

اس کے لیے یہ رشتہ بھی ایک فارمیلٹی کی طرح تھا۔کہ بس جہاں ماں باپ نے کہہ دیا۔رشتہ جوڑلیا۔کبھی کسی کو خود کے قریب آنے ہی نہیں دیا۔کہ کوئی پسند ہوتی۔اور وہ اسے اپنا ہمنوا بناتا۔

سب کی موجودگی میں وہ نک سک سا تیار ہوتا اپنی بہنوں کے ہمراہ ایک کروفر سے سیڑھیاں اترتا نیچے آرہا تھا۔ ہر ایک کی آنکھ میں رشک تھا۔

اس کے دائیں طرف پھولوں سے مہکتی اسکی لاڈلی بہن رخسار تھی۔ جو رنگ و روپ میں بھائی کا پرتو ہی تھی جبکہ دوسری طرف دو چھوٹی کزنز اس کے چچا کی بیٹیاں۔ آئمہ اور صائمہ تھیں۔ جو تھیں تو ازہان سے دس سال چھوٹی۔ لیکن ازہان کی جان تھی ان میں۔

ان کو یوں ایک ساتھ نیچے اترتا دیکھ بہت سی آنکھوں نے نظر اتاری تھی۔ تو بہت سی آنکھیں حسد سے پھیری گئی تھیں۔

سب کی بھرپور تالیوں کی گونج میں ایک عام اور سادہ سی لڑکی زوبیہ کو ازہان خانزادہ نے رنگ پہنائی۔ ماں اور دادی نے آگے بڑھ کے نظر اتاری۔ ڈھیروں پیسے ان پے وار کے ملازموں کو تھمائے۔

ہر چہرہ خوشی سے مسرور تھا۔

خان بی انکی دادی جان بہت ہی سخت اور غصہ والی مشہور تھیں۔ وہیں وہ اپنے پوتے اور پوتیوں پے جاننچھاور کرتی دکھائی دیتی تھیں۔

زوبیہ چپکے چپکے چور نظر اپنے ساتھ حسن کے شہنشاہ کو کھڑا دیکھ کے رشک کرتی۔ جہاں سب لڑکیوں کو ریجیکٹ کر کے اسے ازہان کے لیے چنا گیا۔ وہ کیوں ناں خود پے مان کرتی۔۔؟؟

بھیا۔۔۔! چلیں سیلفی ٹائم۔ رخسار نے پلو سنبھالا۔ اور موبائل کے کیمرے میں وہ اپنی بہنوں کے ساتھ سیلفی لے رہا تھا۔ ساری دنیا کے لیے سخت مزاج وہ بہنوں کے لیے ہر لمحہ جانثار کرنے کو تیار رہتا تھا۔

بھابھی۔۔۔! آپ بھی آئی یں نا۔۔۔ رخسار کی معصومیت اور اسکا بھولا پن سب ہی کی توجہ کا مرکز تھا۔اس وقت دونوں بہن بھائی پوی محفل کی جان بنے ہوئے تھے۔

بنا کسی کی پرواہ کیے وہ اسٹیج پے کھڑے اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے تو وہیں۔۔ تھا کوئی۔۔ جو انکی خوشیوں کو ڈسنے والا تھا۔خانزادہ منشن کو گرہن لگانے والا تھا۔

اپنے مشن کے لیے ہی وہ اس وقت یہاں موجود تھا۔

اور موقعے کی تلاش میں تھا۔اور موقع اسے مل ہی جانا تھا۔اس کے بعد خانزادہ منشن پے دکھوں کے بادلوں نے ڈیرہ جمالینا تھا۔ہر ہنسی کو ایک نظر لگنی تھی۔

بھ ئی رقیہ بہن ۔۔! بہت ہی خوش قسمت ہے تمہاری بیٹی ۔۔۔! چن کے قسمت پائی ہے۔

ایک امیر زادی نے رقیہ کی قسمت پے رشک کیا۔

بس ۔۔۔ اللہ نے ہی جوڑی بنائی ہے ۔۔ ماشاءاللہ چاند سورج کی جوڑی ہے۔ رقیہ نے دور سے ہی اپنی بیٹی اور ازہان کی نظر اتاری۔

خیر ۔۔ اللہ جھوٹ نہ بولائی ے ۔۔۔ تمہاری بیٹی تو کہیں سے بھی ازہان خانزادہ کے ہم پلہ نہیں لگتی ۔۔ نہ شکل وصورت میں اسکا مقابلہ ۔۔ نہ ہی حیثیت میں ۔! اس عورت نے نخوت سے کہتے منہ بنایا۔

جبکہ رقیہ کے چہرے پے ایک سایہ ایک گزرا تھا۔

ایسی بھی کوئی بات نہیں۔۔ میری بیٹی لاکھوں میں ایک ہے۔۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو خان بی کبھی بھی سب کو چھوڑ کے میری بیٹی کا انتخاب نہ کرتیں۔

کچھ فخر اور غرور کے ملے جلے تاثر میں رقیہ نے اپنا دفاع کیا۔

تو اس امیر زادی عورت نے نخوت سے منہ پھیرا۔

کیا پتہ ترس ہی کھا لیا ہو۔۔۔! کہتے ہوئے وہاں سے وہ واک آؤٹ کر گئی۔ جبکہ رقیہ کے تو پاؤں لگی سر بجھی۔

بس۔۔ لوگوں کا کام جلنا ہے۔۔ جلتی ہی رہے گی یہ عورت ساری زندگی۔۔ ہماری خوشیوں سے۔

کیا ہوا امی۔۔۔؟ کیوں اتنا غصہ میں ہیں۔۔؟ اسٹیج پے زوبیہ ان کمفرٹیبل محسوس کرتی نیچے اتر آئی تھی۔

دیکھنے میں وہ سانولے رنگ کی گہرے نین نقش کی مالک زہین لڑکی تھی۔ لیکن

اسکا سارا کانفیڈینس۔۔۔ خانزادہ فیملی میں آکے کہیں کھو جاتا تھا۔ وہ سبھی انتہا کے خوبصورت تھے۔ اور ان سب میں وہ خود کو ٹاٹ کا پیوند سمجھتی تھی۔ لیکن قسمت اس پے مہربان تھی اس لیے تو ساری لڑکیوں کو ریجیکٹ کر کے خان بی نے زوبیہ کو ازہان کے لیے چنا تھا۔

وہی۔۔۔ فادیہ۔۔۔! پتہ نہیں کیا سمجھتی ہے اپنے آپ کو۔۔۔؟؟ کپڑے نکال کے تھکتے نہیں لوگ۔ رقیہ کو غصہ آیا ہوا تھا۔

چھوڑیں ناں۔۔امی۔۔۔!اپنی انگلی میں پہنی وہ ڈائی منڈ رنگ دیکھتی کچھ دکھی تھی۔

کیاہوا۔۔؟؟تم کیوں اداس ہو۔۔؟؟رقیہ کوایک دم بیٹی کامرجھایاچہرہ کھٹکا۔

امی۔۔۔؟؟کیا۔۔میں اورازہان۔۔۔ایک ساتھ اچھے لگیں گے۔۔؟؟ازہان کو حسرت سے دیکھتے پوچھا۔

ایسے کیوں سوچ رہی ہو۔۔میری جان۔۔۔؟تم اور وہ بنے ہی ایک دوسرے کے لیے ہو۔۔۔!اس لیے کبھی کوئی وہم دل میں نہ پالنا۔۔۔!اوراپنی قسمت پے کبھی شک مت کرنا۔رقیہ نے بیٹی کہ ڈھارس بڑھائی۔

امی۔۔؟؟مجھے ان کے بیچ۔۔۔کچھ عجیب سالگتاہے۔۔مطلب۔۔۔؟؟کوئی اپنا پن محسوس نہیں ہوتا۔۔ایسالگتاہے۔۔۔ان بہنوں اوربھائی کی زندگی ایک

دوسرے سے شروع ہوتی ہے۔اور ایک دوسرے پے ہی ختم ہوتی ہے۔ کسی تیسرے کی وہاں گنجائی ش ہی نہیں۔

اسٹیج پے ازہان کو بہنوں میں گھرا ہوا دیکھ زوبیہ دکھی دل سے بولی۔

رقیہ اپنی بیٹی کی کیفیت سمجھ گ ئی تھیں۔

فکر نہ کرو۔۔۔ بہنیں کونسا ساری زندگی ساتھ رہیں گیں۔۔۔؟؟ایک دن انہیں اپنے گھر چلے جانا ہے۔۔اور اکلوتا وارث ہے وہ اس پوری جائی یداد کا۔ پورے بزنس پر صرف اسکا راج ہے۔۔ سب کچھ اسی کا ہے۔۔ تھوڑا صبر رکھو۔۔۔ سب تمہارا ہو گا۔۔۔ ازہان خانزادہ بھی۔۔ یہ منشن بھی۔اور پوی جائی یداد بھی۔
مالکن ہو گی تم یہاں کی۔

رہقیہ نے بیٹی کو مستقبل کے حسین خواب دکھائے۔

ایک نظر ماں کو دیکھتے دوسری نظر سامنے ان پے ڈالی۔ازہان رخسار کو گلے لگائے کسی بات پے مسکرا رہا تھا۔اس شخص کی مسکان بھی اسکی طرح جادو بھری تھی۔ اسکا گال کا ایک ڈمپل۔۔زوبیہ کو اسکی ہلکی ہلکی بی ئی رڈ میں بھی نظر آگیا تھا۔

اسکی آنکھوں کی نرمی اپنی بہنوں کے لیے ہی تھی صرف۔

زوبیہ سے تو وہ سلام دعا کے علاوہ کوئی بات ہی نہ کرتا تھا۔اسے بس بہنوں سے مطلب تھا۔خاص طور پے رخسار۔۔۔!ایک جلن ایک حسد سی محسوس ہوئی زوبیہ کو رخسار سے۔

ازہان کے پہلو میں پورے استحقاق سے کھڑی وہ زوبیہ کو آج پہلی بار بری لگی تھی ۔اور دل سے اسکے لیے ایک ہی بات نکلی تھی۔

کہ وہ سب کی آنکھوں کا تارا تھی۔اللہ کرے کہیں۔۔دور غائی ب ہو جائے۔۔

!

اور گھڑی تھی قبولیت کی۔۔۔! کیا پتہ تھا۔کہ وہ اس کے لیے جو سوچے گی۔اسکے لیے جو چاہے گی۔ویسا ہی ہو جائے گا۔۔۔ورنہ وہ کبھی ایسا نہ سوچتی۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤

حاکم فیملی میں اس وقت صبح کا وقت تھا۔

بہت بڑی فیملی تھی۔حاکم صاحب کے تین بیٹے تھے۔

بہروز حاکم سب سے بڑے بیٹے تھے۔انکی ایک بیٹی تھی۔دس سال کی فائی قہ۔۔۔! سخت غصہ والے اور اپنی من مانی کرنے والے۔ان کی اجازت کے بنا حاکم فیملی میں پتہ بھی نہ ہلتا تھا۔

دوسرے نمبر پے تھے۔شہروز حاکم۔۔۔۔! انکا نکاح اپنی خالہ زاد سے طے ہوا تھا۔لیکن رخصتی ابھی ہونا باقی تھی۔طبعیت میں وہ بہروز حاکم سے دو ہاتھ آگے تھے۔

تیسرے نمبر پے تھے۔فیروز حاکم۔۔وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے جرمنی مقیم تھے۔اور بہت جلد واپس پاکستان آے والے تھے۔

ان سب سے چھوٹی انکی اکلوتی بہن۔۔

امامہ حاکم تھی۔ جو انتہائی سادہ طبعیت معصوم اور بلا کی حسین تھی۔ اسکی معصومیت ہی اسکی دلکشی تھی۔ اور اسکا پہننا اوڑھنا اسے سب سے منفرد بناتا تھا۔

ماں باپ کی وفات کے بعد بھائی یوں نے اسے کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ وہیں جہاں وہ اسکی ہر خواہش پوری کرتے وہیں نظر شیر کی رکھتے۔

پردہ میں رہنے والی امامہ حاکم اپنے بڑے بھائی بروز حاکم سے ہت ڈرتی تھی۔ لیکن انکی بیوی شمع سے اسکی بہت بنتی تھی۔ وہ اس سے پیار بھی تو بے انتہا کرتی تھیں۔ ڈھیروں ملازموں کے باوجود وہ صبح کی چائے خود بناتی سب کو سرو کرتی تھی۔ اور سبھی کو اسکی صبح کی چائے کی ایسی عادت ہوگ ئی تھی

جب تک وہ چائے سب کو سرو نہیں کردیتی تھی۔ کسی کی صبح ہی نہیں ہوتی تھی۔

لامبی گھنی خم دار پلکیں۔۔ گرین آئی یز کٹ دار گلابی لب اور لبوں کے پاس ایک پیارا سا قاتل تل۔ اسکی خوبصعرتی اور دلکشی میں بے پناہ اضافہ کرتا تھا۔

چوبیس گھنٹے سر پے دوپٹہ رکھنے والی اس معصوم کی نازک اور صراحی دار گردن پے بھی جان لیوا تل تھا۔ جو اس کے بھائی بھی آج تک نہیں دیکھ پائے تھے۔ اسے اپنے اس تل سے اکثر ہی خوف آتا تھا۔

جو تھا تو اسکے حسن کے لیے جان لیوا۔ لیکن یہ چھپا کے ہی رکھتی تھی۔

دروازے پے ناک ہوا۔ بڑھے بھیا۔۔۔! بھابھی۔۔۔! چاۓ۔۔۔! اس نے باہر سے ہی پکارا۔

دروواشہ زرقا نے کھولا۔

کب سے تمہارے بھیا راہ دیکھ رہے ہیں۔۔انکی تو صبح ہی تمہاری چائے سے ہوتی ہے۔

زرقا نے مسکرا کے کہا۔جبکہ امامہ کی مسکراہٹ تو اسکی طرح ہی معصوم تھی۔

اب اسکا رخ چھوٹے بھیا شہروز کے روم کی طرف تھا۔جو صبح صبح ہی کثرت کرتا تھا۔اور کافی پیا کرتا تھا۔لیکن جب سے امامہ کے ہاتھ کی چائے کی عادت پڑی تھی۔ت سے کافی چھوڑ دی تھی

چھوٹے بھیا۔۔۔!آپ کی چائے۔پیاری مسکان کے ساتھ شہروز بھیا کو بھی چائے پکڑاتی وہ ان سے شفقت بھرا پیار لیتی اب اپنا رخ پھوپھو کے کمرے کی جانب کرتی گہرا سانس خارج کرتی آگے بڑھی۔

اسے پھوپھو زرینہ جتنی عزیز تھیں۔انکا بیٹا اتنا ہی برا لگتا تھا۔وہ تھا بھی ایسا۔۔۔عیاش سا۔۔۔اور امامہ کو گہری نظروں سے دیکھتا کہ امامہ کا دل چاہتا کہیں جا کے چھپ جائے۔

پھوپھو۔!چائے۔۔۔!پھوپھو جو قرآن پاک کی تلاوت کرنے کے بعد غلاف لپیٹ رہی تھیں۔امامہ کے پکارنے پے مسکرائی یں۔

ماں باپ کی وفات کے بعد پھوپھو نے ہی انکی پرورش کی تھی۔ہر طرح سے ماں بننے کی کوشش کی تھی۔لیکن گھر کے تمام فیصلوں کا اختیار بہروز حاکم کے پاس تھا۔جس کے غصہ سے سب ہی نالاں رہتے تھے۔اسے بس پیسہ کمانے کا ہر فن اور ہنر آتا تھا۔اور وہ کما رہا تھا۔بے تحاشا دولت۔۔۔!بزنس اسکا پھیل چکا تھا۔جس میں شہروز شانہ بشانہ ساتھ تھا۔البتہ پھوپھو کا بیٹا عرفان اپنے ہی کاموں میں مست تھا۔یونی جاتا تھا۔سب کی نظر میں وہ ابھی پڑھ رہا تھا۔جبکہ پڑھائی کی آڑ میں غلط کاموں میں پڑ چکا تھا۔

آپ کی چائے پھوپھو۔۔۔! ان کے سامنے چائے کا کپ رکھا۔

صدا خوش رہو بیٹا۔۔! سب اک اتنا خیال رکھتی ہو۔۔۔اللہ آپ کے نصیب اچھے کرے۔ آمین۔

چائے کا سپ لیتے کھلے دل سے دعا بھی دے دی۔

میر چائے نہیں لائی۔۔۔؟؟ عرفان کے ماتھے پے بل پڑے۔

ہم۔۔۔۔ شبنم کے ہاتھ بھجواتے ہیں۔

امامہ اپنے سر پے فوراً دوپٹہ درست کرتی جھپاک سے وہاں سے غائب ہوئی۔

آپ کی چہیتی مجھ سے کچھ زیادہ نہیں خار کھانے لگی۔۔؟۔ عرفان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے منہ بناتے کہا۔

وہ پردہ کرتی ہے۔اسطرح اگر سامنے آجاؤ گے۔تو وہ ایسے ہی کرے گی ناں۔۔۔! پھوپھو زرینہ نے امامہ کی سائیڈلی۔

آپ وک کتنی بار کہا ہے۔۔ بات کریں۔۔ بہروز بھائی سے۔۔ ہمارے رشتے کی ۔لیکن آپ بھی نہیں سنتیں۔وہ پھر سے پرانا ٹاپک لے بیٹھا۔

کیسے بات کروں۔۔؟؟ جبکہ میں تمہیں امامہ کے قابل ہی نہیں سمجھتی۔

پھوپھو نے اسے آئی ینہ دکھایا۔ تو وہ تڑپ ہی گیا۔

آپ کیسی ماں ہیں۔۔؟؟اپنے ہی بیٹے کو برا کہہ رہی ہیں۔۔؟؟اس نے منہ بنا کے گلہ کیا۔

جو سچ ہے وہ سچ ہے۔

اور بہروز کبھی بھی نہیں مانے گا۔اپنی نازوں پلی بہن کو وہ بہت اچھے اور اونچے خاندان میں بیاہے گا۔اس لیے امامہ کے خواب دیکھنا چھوڑ دے۔اور اپنی پڑھائی پہ دھیان دے۔

چائے ختم کرتیں۔وہ اٹھیں تھیں۔جوتے پہنتے وہ باہر نکل گ ئ یں۔

ہونہہ۔۔۔اونچا خاندان۔۔۔!امامہ تو میری ہی ہو گی۔۔اسے میرا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

دل ہی دل میں اس نے خود سے عہد کیا تھا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

رخسار۔۔۔! دیر ہو رہی ہے۔۔ جلدی کرو یار۔۔۔! ازہان نے ناشتے کی ٹیبل سے اٹھتے ہوئے گھڑی پے ٹائی م دیکھتے رخسار سے کہا۔ جو جلدی جلدی ناشتہ کرنے کی تگ ودو میں لگی تھی۔

بھیا۔۔۔! بس۔۔۔ چلیں۔۔۔! رخسار نے آدھا ناشتہ چھوڑ دیا۔

یہ کیا۔۔۔؟؟ بھوکا رہنا ہے آج کیا۔۔؟؟ چلو فنش کرو ناشتہ۔۔۔! ازہان آرام سے واپس بیٹھ گیا۔

لیکن آپ کو دیری ہو رہی ہے ناں۔۔۔! رخسار نے وجہ بتائی۔

اتنی بھی دیری نہیں ہو رہی۔۔۔اور میری بہن سے بصھ کے میرے لیے کچھ بھی نہیں۔ چلو۔۔۔ فنش کرو ناشتہ۔

ازہان نے پیار سے اسے دیکھتے کہا۔

اللہ دیرے بچوں کو یو نہی ہنستا مسکراتا رکھے۔آمین۔

فرحت بیگم نے اپنے دونوں بچوں کی طبلائی ہیں لیں۔ تو خان بی نے بھی نظر اتاری۔ یہاں رواج تھا۔ہر بات پے نظر اتای جاتی۔ صدقہ دیا جاتا۔ خیرات بانٹی جاتی۔ کوئی بھی سائل در سے خالی ہاتھ نہ جاتا۔ ہر جمعے کے جمعے لنگر تقسیم ہوتا۔۔ غریبوں او مسکینوں میں کھانے اور پینے کی اشیاو کپڑے تقسیم کیے جاتے۔

الغرض ان کی خوشیوں کا راج ہی صدقہ و خیرات تھا۔ جو وہ ہر بری نظر سے بچے ہوئے تھے۔

بھیا۔۔۔! چلیں۔۔۔ مینگو شیک کا آخری سپ لیتے رخسار مسکراتے ہوئے اٹھی۔

ہمممم۔۔۔ لیٹس گو۔۔۔! سب کی دعائیں لیتے وہ دونوں باہر نکلے تھے۔

ازہان نے اسے ونی چھوڑا تھا۔ جو سکی روز کی روٹین تھی۔ پک بھی خود ہی کرتا تھا۔ چاہے کتنا ہی امپورٹنٹ کام کیوں نہ ہو۔ وہ کسی پے بھی ٹرسٹ نہیں کرتا تھا۔ خاص کر رخسار کے معاملے میں۔ وہ بہت بڑا بزنس مین تھا۔ مٹی میں بھی ہاتھ ڈالتا تو اس سونا کر دیتا تھا۔ اور لوگ ترستے تھے۔ اس کے ساتھ ایک ڈیل کرنے کے لیے۔ جس کے ساتھ ازہان خانزادہ ڈیل۔ کر لیتا۔ وہ راتوں رات امیر ہو جاتا۔ لیکن وہ اتنی آسانی سے کسی کو بھی دستیاب نہ تھا۔

آفس میں اس کے قدم رکھتے ہی سب الرٹ ہوئے تھے۔

آنکھوں پے گاگلز لگائے۔ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے وہ بلیک مرسیڈیز سے اترا تھا۔ایک ہاتھ سے چشمہ درست کیا۔سائن بورڈ و ہمیشہ کی طرح پڑھا۔

خان انڈسٹریز۔۔۔ایک فخر کا احساس جاگا۔

اور مطمین انداز میں کروفر سے اندر کی جانب قدم بڑھاتا۔وہ سب ورکرز کے سانس خشک کر گیا تھا۔

آج کی میٹنگز شیڈیول۔۔۔؟؟اپنے پرسنل اسسٹنٹ کو ہدایت دیتا وہ لفٹ میں داخل ہوا تھا۔

پرسنل اسسٹنٹ بھی میل تھا۔ازمیر نے اسے آج کی تامم میٹنگز سے انفارم کیا۔

اوکے۔۔۔۔! مسٹر شاہ۔۔۔اور۔۔۔ مسٹر حاکموالی میٹنگ کینسل کردو۔

آرڈر دیتاوہ لفٹ سے باہر نکلا۔

بٹ سر۔۔۔! مسٹر حاکم تو پچھلے ایک ماہ سے آپ سے ملاقات کرناچاہ رہے ہیں۔

ازمیر۔حیران وپریشان تھا۔

ازمیر۔۔۔! مجھے کس سے ملناہے اور کس سے نہیں۔۔یہمیں ڈیسائیڈ کروں گا۔آپ نہیں۔

دھیمے لیکن سرد لہجے ہیں سکہتاوہ اسے بہت کچھ باور کرواگیا۔

سوری سر۔۔۔! ازمیر شرمندہ ہوا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

اتنی صبح کہاں جارہے ہیں۔۔۔؟ آج تو سنڈے ہے ناں۔۔۔؟؟

زرقا نے بہروز کو آفس ورک کے لیے جانے کے لیے تیار ہوتے دیکھا۔ تو پاس آگئی۔

ہممم۔۔۔ آج ایک خاص بندے سے خاص میٹنگ ہے۔ دعا کرنا۔۔ بات بن جائے۔

خود پے پرفیوم کی بارش کرتا وہ زرقا کو ہر حال۔میں پسند تھا۔اسکا شوہر۔تھا۔تو وہ اسکی داسی۔

اللہ آپ کو کامیاب کرے۔

زرقا نے دل سے کہا۔بہر و حاکم اور شہروز حاکم وقت

پر خان انڈسٹری پہنچ گ ئے تھے۔انکو ویٹنگ روم میں بٹھا دیا گیا۔کافی دیر کے بعد بھی جب ازہان خانزادہ کے آنے کے آثار نظر نہ آئے۔تو دونوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی۔دونوں ہی سمجھ گ ئے تھے۔کہ انہیں یہاں بلا کے نہیں ملنے کا ارادہ تھا۔مطلب۔۔۔اچھی خاصی تذلیل ہوئی تھی ان کی۔

ایکسکیوز می۔۔۔!آج اپائی منٹ تھی۔اب تو آدھا گھنٹہ سے بھی اوپر کا وقت ہو گیا ہے۔ان سے بات کروادیں۔

اپنے غصہ کو ضبط کرتا شہروز ریسپشنسٹ کے پاس آیا تھا۔

سوری سر۔۔۔! میں کروادیتی۔۔ لیکن ابھی وہ میٹنگ میں ہیں۔آپ پلیز ویٹ کریں۔وہ مہزب انداز میں بولی۔

ویٹ؟ پچھلے آدھے گھنٹے سے اور کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟

شہروز صدا غصہ کا تیز۔یہاں بھی اپنا غصہ وہ ریسپشنسٹ پے اتار گیا۔

ایکسکیوز می۔۔۔! سر حاکم۔۔۔؟؟ازمیر۔انکو یکھتے ہیا نکی طرف لپکا۔

آج کی میٹنگ سر ازہان نے کینسل کر دی ہے۔نیو میٹنگ کی فائی نل ڈیٹ آپ کو جلد ہی بتادیں گے۔

کیا فضول بکواس ہے یہ۔۔۔؟ اتنی دیر انتظار کے بعد۔۔۔وہ یہ کہہ رہے ہیں۔۔؟؟ شہروز کو تو آگ ہی لگ گئی۔

سوری۔۔سر۔۔۔! لیکن جو

خان سر کہیں گے وہی ہو گا۔ازمیر نے مہذب انداز اپنایا۔

شہروز کچھ بولتا کہ بہروز نے اسکا کندھا دبایا۔اور کچھ بھی بولنے سے منع کر دیا۔

اسے لیے وہ باہر آئی ے۔

بھائی۔۔۔آپ نے مجھے بولنے کیوں نہیں دیا۔۔؟؟ اتنی انسلٹ۔۔۔؟؟

شہروز سے برداشت نہ ہو رہا تھا۔

صبر۔۔میرے بھائی۔۔۔!صبر۔۔۔!بہروز حاکم کچھ اور ہی پلان کر رہا تھا۔

کچھ بہت ہی بڑا۔اور اس کے لیے اسے خود بھی صبر کرنا تھا۔اور بھائی کو بھی صبر رکھوانا تھا۔

جبکہ اپنے پلان کو وہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کا اب سنجیدگی سے سوچنے لگا تھا۔

❤❤💌❤❤❤❤❤❤

ہائے رخسار۔۔!کیسی ہو۔۔؟؟نگین نے اسے دیکھا تو بھاگے ہوئے اس تک پہنچی۔

کہاں تھی یار۔۔۔؟اور کل آئی کیوں نہیں منگنی پے؟ رخسار نے چھوٹتے ہی اپنی بیسٹ فرینڈ سے ناراضی کا اظہار کیا۔

وہ گھر میں مہمان آگ ئے تھے کچھ تو۔۔۔اسلیے۔۔۔ سوری یار۔۔۔! ناراض نہ ہونا۔

نگین نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

بہت بے مروت ہو تم۔۔۔! رخسار نے منہ بنایا۔

معاف کر دوناں۔۔۔۔! نگین نے کانوں کوہاتھ لگائے۔اسے اپنییہ پیاری سی دوست بہت عزیز تھی۔ عزیزی تو اسے ازہان خانزادہ بھی تھا۔ لیکن وہ اسکے لیے آسمان کا وہ چاند تھا۔ جسے وہ بس دور سے دیکھ سکتی تھی۔ چھو کے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ وہ سکا کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

اور یہ بات وہ رخسار کو کیسے بتاتی۔ کہ وہ ساری رات انگاروں پے جلی۔ ازہان کا کسی اور کا ہو جانا۔۔ اس نے کیسے برداشت کیا۔ وہی جانتی تھی۔ یا اسکا اللہ۔

ایک شرط پے۔۔۔! آئی سکریم کھلاؤ۔۔۔ رخسار نے جھٹ سے کہا۔ تو وہ تو فوراً مان گ ئی۔

اوت دونوں کینٹین کی طرف چل دیں۔ رخسار نے اپنا فیورٹ آئی سکریم چاکلیٹ آئی سکریم کا آرڈر دیا۔

اور دنوں نے ادھر ادھر کی باتوں کے ساتھ آئی سکریم کے ساتھ صحیح اُنصاف کیا۔

جبکہ دور دو آنکھیں مسلسل اسے دیکھ رہی تھیں۔ جن سے وہ یکسر نابلد تھی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ازہان کی منگنی کے بعد اب فرحت بیگمنے رشتے والی کو بلوایا ہوا تھا۔میرج بیورو سے بہت ہی خوبصورت خاتون براجمان تھی۔اور خسار کے لیے ایک سے بڑھ کے ایک رشتہ دکھا رہی تھی۔

خان بی اور فرحت کتنے ہی لڑکے ویجیکٹ کر چکی تھیں لیکن۔۔میرج بیورو والی بھی ہار نہیں مان رہی تھی۔

اور نجانے کتنی تصویریں اسنے دکھادیں تھیں۔

اب فرحت بیگم کو غصہ آنے لگا تھا۔

نرجس۔۔۔! کوئی بھی ایک بھی ڈھنگ کے لڑکے کی تصویر ابھی تک نہیں دکھائی۔ کیا فائی دہ۔۔۔؟ فرحت نے منہ بنایا۔

• بی بی جی۔۔۔ آپ دیکھیں۔ تو سہی۔۔۔! چلیں چھوڑیں یہ سب۔۔ ایک بہت ہی ہینڈ سم لڑکی کی تصویر دکھاتی ہوں۔

نرجس نے ایک تصویر بیگ سے نکال کے خان بیبی کے سامنے رکھی۔

اس خوب صورت لڑکے کی تصویر دیکھ ایک پل کو خان بی اور فرحت دونوں ہی دنگ رہ گ ئی ں۔

دیکھا۔۔۔! بہت امیر اور بہت خوبصورت ہے۔ ایک دم اکیلا کوئی آگے پیچھے نہیں۔۔ ہماری رخسار عیش کرے گی عیش۔۔۔! نرجس نے انکو سبز باغ

دکھاتے کہا۔ جبکہ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ لڑکا دونوں کو ہی پسند آیا تھا۔

اب اللہ کرے خان کو بھی پسند آہی جائے۔ فرحت بیگم نے دل سے کہا۔

ان شاءاللہ۔۔۔! نرجس۔۔ایک کام کریں۔ یہ تصویر چھوڑ جائی یں۔ ہم خان سے بات کر کے آپ کو بتادیں گے۔

لڑکے کا نام پتہ وغیرہ کچھ نہیں پوچھو گے کیا۔۔۔؟ نرجس نے حیرانی سے کہا۔

خان کے ہوتے ہمیں کچھ بھی کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہے کیا۔۔۔؟ وہ خود سب پتہ کرالیں گے۔ آپ جاتے ہوئے اپنی رقم لے جائی یے گا۔

فرحت کو اشارہ کیا۔ تو وہ اثبات میں سر ہلاتی اٹھیں تھیں۔

جبکہ خان بی تصویر کو بغور دیکھے جا رہی تھیں۔

اے کاش۔۔۔ یہ لڑکا۔۔۔ میری رخسار کو پسند آجائے۔دونوں کیجوڑی کتی پیاری لگے گی۔

خان بیدل ہی دل میں دعامانگ رہی تھیں۔آنے والے بے رحم وقت سے انجان۔۔۔ وہ رخسار کا گھر بسانے کا سوچ رہی تھیں۔جبکہ اس معصوم پے بہت بڑی آزمائی ش آنے والی تھی۔جس کی زد میں پورا خان منشن لپیٹا جانا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

چاچو کی جان۔۔۔ کیا کر رہی ہے۔۔؟؟ شہروز نے روتی ہوئی ماہ رخ کو گود میں اٹھایا۔جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔شہروز کا پیار پاتے ہی رونے میں مزید شدت آگئی۔

چاچو۔۔۔ میرا کارڈ۔۔۔۔! ماہ رخ نے کرڈ دکھایا۔

ارے واہ۔۔۔ میرا بچہ تو فرسٹ آیا ہے۔ پھر تو ٹریٹ بنتی ہے۔ کیا کھائے گا میرا

بچہ۔۔۔؟؟ شہروز نے پیار سے پوچھا۔

آئی سکریم۔۔۔۔! سوں سوں کرتی وہ بولی تھی۔

شہروز اسے پچکارتا ہوا باہر لے گیا۔ جبکہ زرقا کو آج بہروز کا رویہ بہت برا لگا تھا۔

کونسا فلیور لے گا میرا بچہ۔۔؟؟

آئی سکریم پارلر میں کھڑے مختلف فلیورز دیکھتی ماہ رخ سب بھول گ ئی تھی۔

چاکلیٹ۔۔۔۔۔! وہ پھولے ہوئے گالوں سے چہکی تھی۔

شہروز نے چاکلیٹ آئی سکریم کا آرڈر دیا۔

تبھی اسکی سماعت سے لڑکیوں کے ہنسنے اور کھلکھلانے کی آواز ٹکرائی۔

وہ پلٹا۔ اور سمے ٹیبل پے امل کو قہقہے لگاتے دیکھ ماتھے پے بے شمار بل پڑے۔

وہ اپنی دوستوں کے ساتھ وہاں موجود تھی۔ اور اسوقت ارد گرد سے بے خبر اپنی

خوش گپیوں میں مصروف تھی۔

آئی سکریم لیتے ہی ماہرخ کی نظر بھی امل پے پڑی۔

چاچی جان۔۔۔!اس نے شہروز کا ہاتھ چھوڑا۔اور امل کیجانب بھاگی۔اور اس سے جا کے لپٹ گ ئی۔

امل اس اچانک افتاد پے ہکا بکا رہ گ ئی۔

آئی سکریم۔۔۔!ماہ رخ نے آئی سکریم اسے بھی دینی چاہی۔جبکہ ماہ رخ کو دیکھ وہ مزید خوش ہوئی تھی۔

ہائے میری جان۔۔۔!کس کے ساتھ آئی ہو۔۔۔؟اسکے گال پے بوسہ دیتی وہ مسکراتے ہوئے ناپوچھنے والا سوال پوچھ بیٹھ ئی۔۔

چاچو۔۔۔کے ساتھ۔۔۔!آئی سکریم کا بائی ٹ لیتے اس نے سامنے کھڑے شہروز کی جانب اشارہ کیا۔وہیں املکا سانس رکا تھا۔اپنیجگہ سے میکانکی انداز میں وہ اٹھی تھی۔سمنے ہی وہ شیر۔۔اسے خونخوار نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔امل کو لگا آج اسکا آخری دن ہے۔وہ اس سے زیادہ اسکی ڈریسنگ پے اسے گھور رہا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے چلتی ماہ رخ کا ہاتھ تھامے اس تک پہنچی۔ وہ یہاں اسکی دوستوں کے سامنے آ کے کچھ کہتا اور اسے سبکی ہوتی۔ اکیلے میں جا کے عزت کروانے خیال زیادہ مناسب لگا اسے۔

شہروز نے ایک تنقیدی نگاہ اسکے کپڑوں پے ڈالی۔ دوپٹے کے نام پے ایک چھوٹا سا اسکارف گلے میں لٹکایا ہوا تھا۔ ٹائی ٹ پینٹ شرٹ پہنے وہ اس وقت اپنے حسن کیبجلیاں گرا رہی تھی۔ اس حالت میں وہ کسی کا بھی ایمان ڈگمانے میں کامیاب ہو سکتی تھی۔ شہروز نے دانت پیستے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ ای طرف اسکی بہن تھی۔ جو پردہ کرتی تھی۔ اور دوسری طرف اسکی منکوحہ۔۔۔ جو لباس بی ایسا پہن کے باہر نکلتی تھی۔ کہ دیکھ کے شرم سے نظریں جھک جائی یں۔

آپ یہاں۔۔۔؟؟ امل کو سمجھ نہ آیا۔ کیا بات کرے۔

حیرت ہو رہی ہو گی۔۔ مجھے یہاں دیکھ کے۔۔؟؟ شہروز نے سخت نظروں سے اسے دیکھتے کہا۔

امل نے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔اور کاجل سے بھری آنکھوں سے
شہروز کو ڈرتے ہوئے دیکھا

انسان جب بھی باہر نکلے۔۔تو اپنے اوپر ایک نظر ضرور ڈال لے۔۔۔ایٹ
لیسٹ۔۔۔لڑکیوں کو پہننے اوڑھنے کا سینس ہونا چاہیے۔۔۔!کاٹ دار انداز میں
کہتا وہ ماہ رخ کا ہاتھ تھامے وہاں سے نکل گیا۔

کھڑوس جلاد۔۔۔۔!اسے مختلف القابات سے نوازتی اٹکا ہوا سانس بحال کیا۔
لیکن۔۔یہ فی الحال کے لیے ہی تھا۔اس نے فوراً سے دوستوں سے چلنے کا کہا۔وہ
جانتی تھی۔اب شہروز حاکم کا رخ اسکے گھر کیجانب ہوگا۔اور مما سے چھپ کے
آنے والی اس حالت میں دیکھ اسکی خوب کلاس لگنی تھی۔

اس سے پہلے کے شہروز حاکم اسکے گھر پہنچے۔وہ اس سے پہلے گھر واپس لوٹ جانا
چاہتی تھی۔

لیکن وشش کے باوجود بھی وہ وقت پے نہ پہنچ سکی۔جب لاؤنج میں
داخل۔ہوئی تو سامنے ہی شہروز خاکم کو صوفے پے براجمان دیکھ وہیں ٹھٹھک
گ ئی۔

امل۔۔۔؟؟آپ اس وقت۔۔؟؟ کہاں سے آرہی ہیں۔۔؟نادیہ کو اسکی ڈریسنگ دیکھ کے حیرت ہوئی۔ایسے میں شہروز کے سامنے انہیں ابھی خاصی سبکی کا سامنا کرنا پڑا۔جبکہ وہ بالکل نظرانداز کیے بیٹھا تھا۔

وہ۔۔۔مامم۔۔۔م!میں۔۔۔۔؟؟امل کو سمجھ نہ آیا۔کہ کیا کرے۔۔۔؟؟

جائیں۔۔۔روم میں۔۔۔اور چینج کرکے آئیں۔نادیہ کی کرخت آواز پہ وہ بھاگی تھی۔اپنے روم کی طرف۔

نانو۔۔۔!میں نے نوڈلز کھانے ہیں۔ماہ رخ نے فرمائش کی۔

کیوں نہیں بیٹا۔۔۔!لیں آئیں مل کے بناتے ہیں۔۔۔نادیہ ماہ رخ کو ساتھ لے گئیں۔

جبکہ اب شہروز کا راستہ صاف تھا۔اور اس کا رخ املکے کمرے کی جانب تھا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

دروزے پہ ہلکی سی ناک ہوئی۔

آرہی ہوں۔۔یار مما۔۔۔!جلا کو۔بھی ابھی آنا تھا۔

بنا پلٹے وہ اپنی شرٹ کے فٹافٹ بٹن کھولتی اپنے خیالات کا اظہار بھی اونچی آواز میں کر رہی تھی۔

شہروز کی دماغ کی رگیں تنیں تھیں۔

جب ہاتھ تیسرے بٹن پے گیا۔ تو وہ پلٹی تھی۔

ناک کی سیدھ میں اس خون خوار انسان کو دیکھ اسکے ہاتھ بھی تھمے تھے۔

اور سانس بھی رکا تھا۔ بے اختیار ہاتھوں کی مٹھی میں اپنی شرٹ کو دبوچا۔ اور سہمے انداز میں سامنے کھڑے شعلہ برساتی آنکھیں دیکھ اسکی سٹی گم ہوئی تھی۔

آپ۔۔۔؟ امل کو اسکے یوں اچانک کمرے میں آجانے کی امید نہ تھی۔

رک کیوں گ ئی۔۔۔؟؟ ماتھے پے بل ڈالے وہ آگے بڑھا۔ جبکہ امل اتنے ہی قدم پیچھے۔

شہروز اس وقت غصہ کی انتہا پے تھا۔ کھینچ کے اسے خود سے قریب کیا۔ اور اسکے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ سے جکڑے کمر پے باندھے۔ اور دوسرے ہاتھ سے اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔

نن۔۔ نہیں۔۔۔۔ پلیز۔۔۔؟؟ امل کا رواں رواں کانپ اٹھا تھا۔

جو لباس تم نے پہنا ہے۔۔اس سے تو بہتر ہے۔۔ تم نہ ہی پہنو۔۔۔! کہتے ہوئے
وہ اسکی شرٹ کے ایک ایک کر کے بٹن بھی کھولتا جا رہا تھا۔

پلیز۔۔۔۔! معا۔۔۔ف۔۔۔؟؟ وہ تڑپی تھی۔اس کے سخت لمس پے۔اسکی
قربت پے۔۔اس کے غصہ سے۔۔۔! جبکہ شہروز کا بس نہیں چل رہا تھا۔اسے
جان سے مار ڈالے۔

اسی لیے پہن کے جاتی ہو ناں۔۔یہ کپڑے۔۔۔۔! سب کو دعوت دیتی ہو۔۔
آؤ۔۔۔مجھے دیکھو۔۔۔! مجھے۔۔ سراہو۔۔۔مجھے۔۔ چھوؤ۔۔۔!

اس وقت شہروز اپنے حواس میں نہ لگا۔اسکے چہرے پے اپنی سانسوں کی
گرمائش سے وہ اسے اچھا خاصا ڈرا چکا تھا۔

شرٹ کے سارے بٹن کھل چکے تھے۔ لیکن شہروز نے ایک نظر بھی اسکے
چہرے سے نہیں ہٹائی تھی۔

امل کا بس نہیں چل رہا تھا۔وہ خود کو کہیں غائب کر لے۔رو رو کے اسکی ہچکی
بندھ گئی تھی۔

وہ جانتی تھی۔ شہروز حاکم ایک ظالم انسان ہے۔۔ لیکن محبت کے معاملے میں اتنا ظالم ہو گا۔اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

شہروز نے اس کے کانپتے وجود کی پرواہ کیے بنا اسے بیڈ پے دھکا دیا۔اسکی شرٹ اسکے جسم سے ڈھلکی۔

اسکا وجود نمایاں ہوا۔ تو وہ چہرہ چھپا کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

شہروز اسکے قریب ہوتا کچھ کہتا کہ اسکی سراسیمہ وجود کو دیکھتا پیچھے ہٹا۔اسکی حالت اس وقت قابل رحم تھی۔ لیکن وہ کوئی رحم نہیں کھانا چاہتا تھا۔وہ امل کو اس روپ میں دیکھ آگ کی لپیٹ میں آگیا تھا۔اسے لگا اسے آگ کے ہنٹر سے مارا گیا ہو۔جب وہ پینٹ شرٹ پہنے اسے باہر ہوٹلنگ کرتی نظر آئی۔ نجانے کتنے لوگوں نے اسکو دیکھا ہو گا۔ یہ سوچ آتے ہی پھر سے شہروز کی رگیں تنیں۔

ٹانگوں سے کھینچ کے اسے اپنے پاس کیا۔وہ ڈر اور خوف سے بری طرح کانپ رہی تھی۔

یہی چاہتی تھی ناں۔۔ کہ تمہارے حسن کو خراج پیش کیا جائے۔۔۔ تو کسی اور کو دعوت دینے کی کیا ضرورت ہے۔۔ میں ہوں۔۔ ناں۔۔ تمہارا شوہر۔۔۔

تمہارے اندر کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہوں۔۔۔اسے بالوں سے جکڑ کے اسکا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا۔تو امل کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہوا تھا۔ اسکا کانپتا وجود اور رکتا سانس شہروز کو ایک دم ہوش میں واپس لایا تھا۔آنکھیں بند کرتا وہ خود پے قابو کر ہی گیا تھا۔

ایک منٹ سے پہلے جاؤ۔۔اور ڈریس چینج کر کے آؤ۔۔۔!ورنہ میرے غصہ کی انتہا تم دیکھ نہیں پاؤ گی۔

شہروز کا سرد لہجہ امل کو مزید لرزا گیا۔کہ اس کے چھوڑتے ہی وہ آگے بڑھی۔ لڑکھڑا کے اسی کا سہرا لیتی دوبارہ خود کو کھڑا کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ شہروز نے اسکی حالت کے پیشِ نظر اس پے ترس کھا ہی لیا۔اسے اپنی بانہوں میں بھرے بنا اسکی جانب ایک نظر بھی ڈالے وہ اسے باتھ روم تک لے گیا تھا دھرے سے اسے اتارا۔

صرف دس منٹ ہیں تمہارے پاس۔۔!ورنہ۔۔؟؟شہروز کی بات ابھی مکمل نہ ہوئی تھی۔کہ وہ جھپاک سے دروازہ بند کرتی اندر غائب ہوئی تھی۔

اور ٹھیک دس منٹ بعد وہ سفید چوڑی دار پجامے اور لانگ فراک میں گلے میں دوپٹہ ڈالے سر جھاکئے باہر نکلی تھی۔اسکے قدموں میں ابھی بھی لغزش باقی تھی۔

وہ آج پہلی بار شہروز سے بری طرح ڈری تھی۔

شہروز نے اسکا ستا ہوا چہرہ دیکھا۔اس کو مکمل لباس میں دیکھ اسکی جانب بڑھا۔

اسکا دوپٹہ اسکے کندھے سے اٹھاتا اسکے سر پے فیتے بہت عقیدت سے اسکی جانب دیکھا۔امل نے روئی ہوئی آنکھوں سے سامنے کھڑے موسم کی طرح بدلتے اپنے مجازی خدا کو دیکھا۔

کبھی گھنگھور گھٹائیں۔۔تو کبھی بن بدلی برسات۔

وہ اس شخص کو ان چھ ماہ میں بالکل نہیں سمجھ پائی تھی۔

اس کے ماتھے پے مان اور پیار بھرا بوسہ دیتے وہ اسے معتبر کر گیا تھا۔

یہ ہے میری امل۔۔۔!مسز امل شہروز۔۔۔!محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے وہ اسے دنگ ہی تو کر گیا تھا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

ماہ رخ کہاں ہے۔۔۔؟؟ بہروز نے کمرے میں آتے ہی خاموش بیٹھی زرقا سے پوچھا۔

وہ۔۔۔ باہر گئ ہے۔ شہرزلے گیا ہے۔ زرقا نے دھیرے سے جواب دیا۔

آج بہت بزی تھا۔اور پریشان بھی۔۔اسے ڈانٹ دیا۔ بہروز کو دکھ تھا. کہ آج اس نے اپنی بیٹی کو بری طرح ڈانٹ دیا۔

آپ کے کھانے کے لیے کچھ لاؤں۔۔۔؟؟زرقا نے بات کو پلٹا۔ جبکہ وہ خود بھی اندر سے دکھی تھی۔

نہیں بھوک نہیں۔۔۔! چہرے پے ابھی بھی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔ کھانا کھالے آئیں۔ میں لے آتی ہوں۔۔

زرقا بروز کو یوں پریشان دیکھ خود بھی پیشان ہونے لگی تھی۔

ایک کپ چائے بنادو۔۔۔بلکہ۔۔۔امامہ سے کہو۔۔کہ وہ بنادے۔ تم میرے پاس ہی رہو۔

نجانے آج زرقا کو بہروز کچھ بدلا بدلا سا کیوں لگ رہا تھا۔

میں چائے کا بول کے آتی ہوں۔۔زرقا فوراً سے باہر نکلی۔

امامہ جو پودوں کو پانی دے رہی تھی۔
زرقا کے بلانے پے دوڑی چلی آئی۔
جی بھابھی۔۔۔!
پیاری۔۔اپنے بھائی کے لیے ایک کپ چائے بنادو۔انہیں آپ کے ہاتھ کی چائے کی طلب ہو رہی ہے۔
بہت پیار سے کہتے وہ اس حسین دوشیزہ کا چہرہ تکنے لگیں۔
ابھی بنا کے لاتی ہوں۔۔۔!امامہ نے خوشی سے کچن کی جانب رخ کیا۔
جبکہ زرقا واپس کمرے میں آئی۔جہاں بہروز بیڈ پے آڑھا ترچھا ماتھے پے بازو رکھے لیٹا تھا۔
بہروز۔۔۔!آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے نا۔۔؟؟اسکا ماتھا چیک کیا۔اور پریشان سی ہو اٹھی۔
آپ کو تو بخار ہو رہا ہے۔۔۔!زرقا پریشان ہوئی۔
ہمممم۔۔۔زیادہ نہیں۔۔۔بس یونہی۔۔۔!زرقا کو پریشان دیکھ وہ مسکرایا تھا۔
کوئی پریشانی ہے کیا۔۔۔؟؟زرقا کو وہ آج کچھ زیادہ پریشان لگ رہا تھا۔

وہ اب اسے کیا بتاتا کہ ۔۔۔وہ کتنی بڑی پریشانی میں پھس گ ئے تھے۔

انکی کمپنی کے ستقریباً سارے شیر زبک گ ئے تھے۔اور انہیں خبر ہی نہ ہوئی۔

کسی نے بہت بری طرح سے ان کے اندر گھس کے انکو برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔اب واپس اپنی پوزیشن پے آنا۔۔۔ناممکن سالگ رہا تھا۔

ایک ایسی کشتی میں سوار تھے۔جس میں جگہ جگہ سوراخ ہو چکے تھے۔او کسی بھی وقت وہ ڈوب سکتے تھے۔

دروازے پے ناک ہوئی تو زرقا نے اٹھ کے دروازہ کھولا۔

امامہ چائے کے ساتھ کافی تعداد میں اسنکیس بھی لے آئی تھی۔

تھیکنس پیاری۔۔۔!زرقا نے اسکا شکریہ ادا کیا اور ٹرے لیے اندر آگ ئی۔

بہروز۔۔۔!یہ لے لیں۔۔۔پھر میڈیسن دوں آپ کو۔۔!زرقا کی پریشان آواز سماعت سے ٹکرائی تو وہ بہروز نے زبردستی آنکھیں کھولتے خود کو نارمل رکھنا چاہا۔ایک سینڈ وچ بمشکل کھاتے چائے پیتے وہ گہری سوچ میں گم تھے۔

چائے کا لاسٹ سپ لے کے ایک طرف رکھا تو زعقا ٹیبلٹس لے کے کھڑی تھی۔

بہروز نے خاموشی سے ٹیبلٹس لیں۔اور پھر سے لیٹ گیا۔

زرقا وہیں پاس بیٹھی اسکے سر میں ہاتھ پھیرنے لگی۔ بہروز کو جیسے سکون سا آنے لگا۔خود سے لڑتا آج وہ پہلی بار کچھ بہت بڑا سوچ رہا تھا۔جو بہت ہی خطرناک تھا۔ لیکن اس کے اندر کے حیوان کو جگانے والے کو کچھ تو خمیازہ بھگتنا پڑنا تھا۔سو وہ اپنی پلاننگ کو آگے بڑھاتا ریلکیس ہوتا لیٹ گیا تھا۔

اور۔۔یہ۔۔۔کتنا پیارا ہے رخسار آپی۔۔۔!وہ چھوٹے بڑے ڈھیر سارے ٹیڈی بی ئی رز اکھٹے کیے اس وقت ازہان کے روم میں بیٹھیں تھیں۔آئی مہ اور صائی مہ بھی اسکی ہمنوا بنی ہوئی تھیں۔

کل ازہان کی برتھ ڈے تھی۔اور وہ اسکا روم ڈیکوریٹ کر رہی تھیں۔

ڈھیر سارے بلونز۔۔کینڈلز۔۔سرخ گلاب اور ٹیڈی ب ئی رز۔

پورا کمرہ ان چیزوں سے سجا دیا تھا۔کہ کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہیں بچی تھی۔

خان بھائی کتنا خوش ہوں گے ناں۔۔۔!صائی مہ ایک ٹیڈی ب ئی ر کو اٹھاتے ہوئے بولی۔

یس۔۔۔۔!کیک بھی بس آنے والا ہے۔اور بھیا بھی۔ چلواب ہم ریڈی

ہو جائیں۔ شام کے پانچ بج رہے تھے

وہ تھک چکی تھیں۔ لیکن بہت ایکسائیٹڈ تھیں۔اوراب خود بھی تیار ہونے چلی

گئیں۔روم کو احتیاط سے بند کرتے وہ اپنی اپنی تیاری کرنے لگی تھیں۔

امی۔۔۔!میں ٹھیک لگ رہی ہوں ناں۔۔؟؟زوبیہ نے کوئی بسویں بار پوچھا

تھا۔آج ازہان کی برتھ ڈے تھی۔اور رخسار نے اسے بھی انوائیٹ کیا تھا۔

ازہان نے کبھی سلیبریٹ نہیں کی تھی۔ لیکن ہمیشہ ہی رخسار اسے کچھ نہ کچھ نیا

کر کے سرپرئز دیا کرتی تھی۔اس بار بھی کچھ الگ سا ہی کیا تھا۔

ایسے میں فرسٹ ٹائم زوبیہ ازہان کو سب کے ساتھ سرپرائز دینے والی تھی۔

لیکن ہمیشہ کی طرح کنفیوز تھی۔

میری بیٹی بہت پیاری لگ رہی ہے۔اور ازہان خانزادہ کی ہونے والی بیوی ہے۔تو

تھوڑی اکڑ اور غرور بھی تو ہونا چاہیے ناں۔۔۔!رقیہ نے بیٹی کو پٹی پڑھائی۔ جسے

زوبیہ نے ایک کان سے سن دوسرے سے نکال دیا۔وہ خود سے کبھی بھی مطمین

نہ ہوتی تھی۔ایک ڈر ایک احساس کمتری کا احساس ہر وقت اس پے حاوی رہتا تھا۔اور اب بھی یہی حال تھا۔ لیکن صد شکر کے وہ وقت سے پہلے پہنچ گ ئی تھی۔

جاتے لمحے تو وہ مطمین ہو گ ئی تھی۔ لیکن وہاں پہنچ رخسار صائی مہ اور رائی مہ کو دیکھ انکی خوبصورتی انکی کھلتی رنگت دیکھ وہ دل مسوس کر رہ گ ئی۔

کوئی اتنا بھی خوب صورت کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔؟؟

وہ دل ہی دل میں سوچتی کڑھ رہی تھی۔

ازہان کی گاڑی بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو خان منشن کو اندھیرے اور خاموشی میں ڈوبا دیکھ وہ ٹھٹھکا۔

ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ازہان اندر کی جنب جاتا تھوڑا حیران تھا۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ایک م سے ساری لائیٹس آن ہوئی یں۔اور ڈھیر سارے پھول ازہان کے اوپر بارش کی طرح برسے۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔! ہیپی برتھ ڈے ڈھیر بھیا۔۔ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔! رخسار کی سب سے اونچی آواز پے ازہان نے محبت پاش نظروں سے بہن کو دیکھا۔

رخسار آگے بڑھ کے اسکے گلے لگی۔اہان نے پھولوں کی طرح اسے دھیرے سینے سے لگایا۔

کیسا لگا سرپرائی ز۔۔؟؟ بہت شوخ سے پوچھا۔

بہت ہی پیارا۔ بالکل میری رخسار کی طرح۔

اسکے پھولوں جیسے نرم گالوں کو کھینچا تو وہ براسا منہ بنا گ ئی۔

بھیا۔۔۔! نروٹھے انداز میں بولی۔ جبکہ صائمہ اور رائمہ بھی اب ازہان کو وش کرتیں اس سے پیار لے رہی تھیں۔

ہم بھی ہی لائی ن میں برخوردار۔۔۔!

چاچو نے کہا۔تو وہ آگے بڑھتا ان کے گلے لگا تھا۔ باپ سے ملتا خان بی کی دعائی یں لیتا وہ ماں کے گلے بھی لگا۔

جگ جگ جیو میرا بیٹا۔۔ ! اللہ لمبی حیاتی دے میرے بیٹے کو۔۔اور ہر دن ہزاروں خوشیاں نصیب ہوں۔

ازکان کے ماتھے پے بوسہ دیتے انہوں نے اسکی نظر اتاری۔

اس نے ماں کو اپنے سینے سے لگایا۔انکی آنکھوں میں آنسو آگ ئے۔

انہوں نے دل سے اپنے سب بچوں کی دائ می خوشیوں کی دعا کی۔

ہیپی برتھ ڈے۔دھیمے لہجے میں کہتا ایک ریپ ہوا گفٹ زوبیہ نے ازہان کی جانب بڑھایا۔

تھینکس۔۔۔۔ !ایک دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اسنے گفٹ لیا تھا۔

چلیں ناں بھیا کیک کائ یں۔

رخسار نے اسک ہاتھ پکڑ کے کھینچا۔اور وہ اسکتے ساتھ کھینچتا چلا گیا۔وہیں زوبیہ کے تن بدن میں آگ لگی۔اور اسے رخسار سے شدید نفرت ہوئی۔

سب کی بھرپور تالویں کی گونج میں ازہان نے کیک کٹ کیا۔اور سب سے پہلے رخسار کے منہ میں ڈالا۔رخسار نے بھی ایک پیس اسکے منہ میں ڈلا۔اور ساتھ ہی اگلا پیس ازہان کی ناک پے پہ لگایا۔

ازہن کو توقع نہ تھی۔اس کے بعد صائمہ اور رائمہ کو بھی موقع مل گیا۔اب ازہان ان سے بچتا بچاتا اپنے روم کی جانب بھاگا۔جیسے ہی وہ روم میں داخل ہوا۔ ایک بار پھر سے پھولوں کی بارش ہوئی۔۔۔اور ڈھیر سارے بلونز۔ٹیڈی بئیرز اس کے روم میں اسکا استقبال کر رہے تھے۔ازہان نے سر ہی پکڑ لیا۔ جبکہ چہرہ پے ایک پیاری مسکان سج گئی۔اپنی بہنوں کا اتنا پیار دیکھ وہ دل سے مسرور ہوا تھا۔

ڈریس اپ ہوتا وہ واپس نیچے آیا۔اور ہمیشہ کی طرح اپنوں کے سنگ ہر لمحہ کو دل سے انجوائے کیا۔

رخسار کا فیورٹ کام سیلفیاں۔۔۔!ازہان کو تصاویر بنانے سے سخت چڑ تھی۔ لیکن رخسار کو وہ بھی کسی بات کے لیے انکار کر ہی نہیں سکتا تھا۔

یہ کام آج ہی ہو جانا چاہیے۔۔۔!بہروز نے فون پے کہتے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

حاکم صاحب۔۔! آپ فکر ہی نہ کریں۔آپ نے کہہ دیا۔ سمجھیں کام ہو گیا۔

آگے سے کونفیڈینس سے جواب آیا۔

یادرکھنا بندہ اعتباری ہو۔۔! اور سارا کام رازداری سے ہونا چاہیے۔ بروز حاکم نے سگار سلگایا۔

بے فکر رہیں۔ بندہ بھی اعتباری ہے۔اور کام بھی مکمل رازداری سے کرے گا۔ بس وہ پیسوں کی زبان سمجھتا ہے۔اور۔۔ پچاس لاکھ چھوٹی رقم نہیں ہے۔

چاند۔۔!

حکم نے اسکی بات کاٹی۔

بالکل بجا فرمایا۔۔آپ بس اگلے فون کا انتظار کریں۔اگلے فون پے کام ڈن ہونے کی خوش خبری ملے گی۔

شروز کے آنے پے بہروز نے کال کاٹ دی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ مسٹر وصی سے ہوئی ملاقات۔۔؟؟

اپنی چ ئی یر پے بیٹھتے پوچھا۔

جی ہوئی تھی۔۔۔انہیں ہمارا پروجیکٹ بھی اچھا لگا۔ لیکن بات وہی ہے۔۔۔!ایک ڈوبتے جہاز پے کوئی انویسٹ نہیں کرتا۔۔ شہروز دلبرداشتہ ہوا تھا۔

بہروز حاکم سوچ میں میں ڈوبا۔

اگروہ۔۔۔ازہان خانزادہ۔۔۔ہمارے ساتھ ڈیل کرلیتا۔تو ہماری ساری مشکلیں آسان ہوجاتیں۔ لیکن۔۔۔وہ بھی تواکڑرہاہے۔۔۔!شہروزنے دانت پیسے۔

بروزنے چ ئی یر کے ساتھ ٹیک لگائی۔

فکر نہیں کرو۔۔۔ڈیل بھی ہوگی۔اور ہماری کمپنی کے شیرز بھی ہمیں واپس ملیں گے۔سگار کے ساتھ شغل فرماتے بروزنے آنکھیں موندے یقین سے کہاتو شہروزچپ ساہوگیا۔ بہروز کی پراسرار آنکھوں کارازوہ آج تک نہیں جان پایا تھا۔وہ بس اتناجانتا تھا۔ب تک بہروزحاکم انکے سرپے موجود ہےا۔کوئی بھی انکابال بھی بانکانہیں کرسکتا تھا۔ بروزحکم کے پاس ہر مس ئی لہ کا حل ہوتا تھا۔ اوراس بار بھی کوئی نہ کوئی حل ڈھونڈیاہوگا۔شہروزوہاں سے خاوشی سے اٹھ گیا۔

کہ فون پہ اسے اطلاع ملی۔املِ اور امامہ گھر سے نکلیں ہیں۔اس اطلاع پہ شہروز کے لب بھیچے۔

ہزار بار منع کیا ہے۔۔۔۔ لیکن یہ۔۔ لڑکیاں۔۔ سنتی نہیں۔۔۔!ماتھے پہ بے شمار بل ڈالے وہ باہر نکلا تھا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

آؤ چ۔۔۔!امامہ کا چلتے ہوئے پاؤں مڑا تھا۔آج وہ لائبریری سے کوئی کتاب ایشو کروانے آئی تھی۔ڈرائیور اور گارڈ ساتھ تھے۔جبکہ امل کو بھی اس نے ساتھ رکھا تھا۔

لیکن وہ شہروز کے گھر پہنچنے سے پہلے پہنچ جانا چاہتی تھی۔کیونکہ اس نے امامہ کو گھر سے اکیلے باہر نکلنے سے سختی سے منع کیا ہوا تھا۔ابھی بھی اسے کتاب کی اشد ضرورت نہ ہوتی تو وہ کبھی نہ نکلتی۔

کیاہوا۔۔؟؟امل پریشان ہوئی۔

بھابھی۔۔۔! شاید پاؤں مڑ گیا ہے۔امامہ نے تکلیف برداشت کرتے آنکھوں میں آنسو لیے کہا۔ وہ نقاب میں تھی۔اور بہت خوبصورتی سے حجاب کے ساتھ اس نے نقاب کیا ہوا تھا۔ جبکہ امل سادہ قمیض شلوار میں حجاب لیے ہوئے تھی۔

اوہ۔۔! امل کو پریشانی ہوئی۔دھیرے سے اسے کھڑا کیا۔ کہ وہ بمشکل کھڑی ہوتی امل کے سہارے چلنے کی ناکام کوشش کرتی جیسے ہی سیڑھیاں اترنے کے لیے آگے بڑھی تھی۔ سامنے سے آنے والے پہ گری تھی۔اس شخص نے کمال مہارت سے اپنے اوپر گرنے والی اس لڑکی کو سنبھالا۔ لیکن اس قدر بھی نہ سبھال پایا۔ کہ خود کو اور اس لڑکی کو نیچے لڑھکنے سے بچا پاتا۔دونوں ہی ایک دوسرے پہ الٹتے ہوئے نیچے کی جانب گرتے چلے گئے۔

مانا۔۔؟؟امل کی دل خراش چینخ پہ وہاں موجود اکادکا لوگ سب کی نظریں اس پہ اٹھیں۔

جبکہ اس شخص نے امامہ کو اچھے سے کور کیا۔ جس کی وجہ سے اسے بہت کم چوٹ لگی تھیں۔

نیچے گرتے ہی امامہ کا سر اس شخص کے سینے پے دھرا۔ وہ نیچے اور امامہ اس کے اوپر گری تھی۔

آر یو او کے۔۔۔؟ ازہان نے اس نازک سی لڑکی کی گہری سبز آنکھوں کی طرف دیکھا۔ جو نقاب سے جھانک ہی تھیں۔

امامہ تو ایک پل کو سن ہی ہو گ ئی۔ اسے یقین نہ آیا۔ کہ وہ کسی شخص کے اتنا قریب جا سکتی ہے۔ کہ وہ اسے چھو لے۔ اس نے جھر جھری لی۔ اور ایک دم سے پیچھے ہٹی۔

میرا پاؤں۔۔۔؟؟ امامہ پیچھے ہوتی زمین پے بیٹھی وہ تڑپی تھی۔ اور اپنا بازو اور پاؤں دونوں ہی پکڑے تھے۔

ازہان کا دل چاہا وہ اسکا نقاب ہٹا کے اسکا چہرہ دیکھے۔ لیکن اپنی اس سوچ پے خود کو سرزنش کرتا وہ اٹھ کے بیٹھا۔ اور اس نازک سی لڑکی کو دیکھتا اپنی سوچ پے نفی میں سر ہلایا۔ کھڑے ہوتے اسکی نظر اسکے پاؤں پے جا ٹکی۔۔ جو انتہائی سرخ ہو چکا تھا۔

امل بھاگتی ہوئی نیچے آئی۔

تم۔۔ٹھیک ہو ؟امل کے انداز میں پریشانی تھی۔

ہمیں درد ہو رہا ہے۔۔۔؟امامہ نے اب باقاعدہ روتے ہوئے کہا۔جبکہ ازہان سر نفی میں ہلاتا اب اٹھ چکا تھا۔کپڑے جھاڑتا وہ اپنی گاگلز آنکھوں پے چڑھا چکا تھا۔

اٹھنے کی کوشش کرو۔۔۔!امل نے اسے سہارا دے کے اٹھانا چاہا۔

ہماری بک۔۔؟؟وہ کہاں ہے۔۔؟؟ازہان جواب انہیں نظرانداز کرتا آگے بڑھا تھا۔اس لڑکی کی بات پے ٹھٹھکا۔

اور گردن موڑ کے اس بے وقوف کو دیکھا۔

پلیز۔۔مانا۔۔۔!اپنی حالت دیکھو۔۔۔اور کتاب کا پوچھتے دیکھو۔۔۔!دیر ہو رہی ہے۔۔ہمیں گھر جانا ہو گا۔۔ورنہ پتہ ہے ناں ہٹلر کا۔۔۔۔؟؟جان سے مار دے گا وہ۔۔۔!

امل نان اسٹاپ شروع ہو چکی تھی۔

ہمیں وہ کتاب بہت سخت ضرورت ہے۔۔اس کی وجہ سے چوٹیں بھی کھائی یں۔سیڑھیوں سے بھی گری۔اب وہ بھی نہ ملی تو کیا فائدہ ہوا۔۔اتنی قربانی دینے کا۔۔؟؟

اس لڑکی کی عجیب منطق پے ازہان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

مانا۔۔! ابھی گھر چلو۔۔۔وہ کتاب مل جائے گی۔۔۔ پلیز شام ہو رہی ہے۔۔ چلو جلدی۔۔۔! امل اسے زبردستی گھسیٹتی گاڑی تک لائی۔ جہاں ڈرائیور اور گارڈ کھڑے تھے۔امل نے امامہ کو گاڑی میں بٹھایا۔اور ڈرائیور سے چلنے کا کہا۔ جبکہ گارڈ بھی فرنٹ سیٹ پے بیٹھ چکا تھا۔

ازہانے اس گاڑی کو نظروں سے اوجھل ہوتا دیکھا تھا۔اور سر جھٹکتا اوپر کی جانب بڑھا۔ کہ وہیں قریب ایک کتاب گری ہوئی نظر آئی۔

اس کتاب کو اٹھاتے اس نے چشمہ اتارا تھا۔

وہ اس کتاب کی بات کر رہی تھی۔

ازہان سوچتا ہوا وہ کتاب اپنے ساتھ لیے وہاں سے آگے بڑھا۔

جبکہ گاڑی میں بیٹھی امامہ سارا کچھ یاد کرتے اپنے دل کی دھڑکن کو سنبھالے نہیں سنبھال پا رہی تھی۔

اس شخص کا ہرہ اسکی آنکھوں میں بار بار گھوم رہا تھا۔ پہلی بار کوئی شخص اسکے اتنا قریب آیا۔ وہ پل جب وہ نیچے گری تھی۔ اور اس چشخص نے اسے تھاما۔ اور سنبھالا۔ اس شخص کا لمس یاد کرتی وہ اپنے بازوؤں کو چھوتی رو دی تھی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ بہت درد ہے۔۔؟؟ ہاسپٹل چلیں۔۔؟؟ امل نے اسے روتے دیکھا تو پریشان ہوتے پوچھا۔

نہیں۔۔۔۔ گھر جانا ہے۔۔۔! امامہ نے نفی میں سر ہلاتے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگالی۔ اور آنکھیں موندلیں۔ کہ آنکھوں میں پھر وہی چہرہ آن سمایا۔

اور دل کی دھڑکن بھی بڑھی۔ اور یہ سب اسکے ساتھ پہلی بار ہوا تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

وہ جیسے ہی گھر داخل ہوئی یں تھیں۔ سامنے شہروز جوالہ مکھی بنا کھڑا تھا۔

امل امامہ کو سہارا دیتی آگے بڑھ رہی تھی۔ کہ سامنے شہروز کو کڑی نظروں سے دیکھتے ہیں ٹھٹک کے رکی۔

گ ئے کام سے۔۔۔۔! بے اختیار زیر لب کہا۔ جبکہ اسکے ہونٹوں کے انداز سے ہی شہروز سمجھ گیا کہ اس نے کیا کہا ہے۔

کہاں سے آ رہی ہو تم دونوں۔۔؟؟امامہ اپنا بازو تھامے شہروز کو تکتی رو دی تھی۔

چھوٹے بھیا۔۔۔! ہماری۔۔۔کتاب۔۔؟؟وہیں رہ گ ئی۔۔ ہم۔۔ گر گ ئے۔۔ ہمیں چوٹ لگی۔۔۔! امامہ بچوں کی طرح رو دی تھی۔

لڑکھڑا کے لتی وہ شہروز کو پریشان کر گ ئی۔

اکیلے جانے کی کیا ضرورت تھی۔مجھے کہہ دیتی میں لے آتا۔شہروز نے اسے سہارا دیا۔جبکہ دوسری طرف سے امل نے اسے سہارا دیا۔اور اندر کی جانب لے گ ئے۔

امل نے تو سکون کا سانس لیا۔ورنہ اسے لگا آج تو جان سے مار ڈالے گا ہٹلر۔

تم۔۔۔یہیں رکو۔۔۔ماما کے پاس۔۔۔!میں ڈکٹر کو فون کرتا ہوں۔۔۔!شہروز کے ہر انداز سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

امل اسکے پاس ہی بیٹھ گ ئی۔کچھ ہی دیر میں زرقا وہاں موجود تھی۔پھوپھو بھی آگ ئی یں۔اور انکے فیملی ڈاکٹر بلال بھی۔جو انکے باپ کی عمر کے تھے۔اور انکے والد کے دوست بھی تھے۔

اسکا پاؤں مڑ گیا تھا۔اور اب سوج رہا تھا۔ڈاکٹر بلال نے اسے باتوں میں لگا کے جھٹکے سے پاؤں سیدھا کیا تو اسکی چیخ بلند ہوئی۔امل نے اسے گلے سے لگا یا۔وہ خود بھی اسکو تکلیف میں دیکھ رو دی تھی۔

پلاسٹر کرتے ڈاکٹر نے امامہ کو سکون کا انجکشن دینا چاہا۔اور اسکے نئے ڈرامے شروع۔رو رو کے پورا گھر سر پے اٹھا لیا۔میڈیسن لے لے گی۔لیکن انجکشن نہیں لگوائے گی۔اسکا رونا شہروز سے نہیں دیکھا گیا۔اور باہر چلا گیا۔زرقا نے امامہ کو تھاما۔اور بمشکل انجکشن لگایا۔جو آج کی تاریخ کا سب سے مشکل کام تھا۔

ہمیں۔۔آپ سب سے یہ امید نہ تھی۔۔؟؟آنسو گالوں سے صاف کرتے وہ ہچکیوں سے روئی تھی۔

اور ہمیں تو بالکل یہ امید نہیں تھی آپ سے۔۔۔! زرقا نے اس کے لہجے میں پیار بھرا طنز کیا تھا۔اور اشارہ اسکے پاؤں کی طرف تھا۔امامہ نے نروٹھے پن سے رخ پھیرا۔

لیٹ جاؤ۔۔ریلکیس کرو تھوڑا۔امل نے اسے سہارا دے کے لٹایا۔

ہمیں انجکشن لگانے میں آپ کا بھی ہاتھ ہے۔اور یہ بات ہم کبھی نہیں بھولیں گے۔

روتے ہوئے لیٹتے وہ معصومیت سے کہتی آنکھیں موند گئی۔جبکہ امل کو اس پے ڈھیر سارا پیار آیا تھا۔

کیا ہوا۔۔؟؟؟ سو گ ئی۔۔؟؟؟ ب ٹھیک ہے ناں۔۔؟؟

شہروز نے بے چینی سے زرقا سے پوچھا۔

ہممم۔۔۔ سو گ ئی ہے۔۔۔! ابھی اتنا ہی کہا تھا۔ کہ امل روم سے باہر نکلی۔
دونوں کی ںاکراس پے جا ٹھہری۔

بھابھی۔۔۔! مجھے گھر جانا ہے۔۔ کافی دیر ہو گ ئی ہے۔ امل نے نظریں جھکائے کہا۔

ہمم۔۔۔۔ شہروز۔۔ امل کو گھر چھوڑ آئی یں۔ پیار سے کہتیں وہ وہاں سے نکلتی چلی گ ئی یں۔

چلو۔۔! شہروز نے سنجیدہ انداز میں کہا۔

کھڑوس۔! جلاد۔۔۔! ہٹلر کا آخری جانشین۔۔۔! زیر لب کہتی وہ سکے پیچھے ہی سر جھکائے چل دی۔ جبکہ اسکے رکنے پے وہ اسکی چوڑی کمر سے ٹکرائی تھی۔

ہائے میرا سر۔۔۔؟؟اسے لگا وہ کسی دیوار سے ٹکرا گئی ہو۔

اچھا بندہ آگے چلتا ہوا رکتا کیوں ہے۔۔۔؟ دل ہی فل میں صلواتیں سناتی وہ لب سے کچھ نہ بولی۔

وہ جو کچھ بولنے والا تھا۔ خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔

گاڑی میں سارے راستے خاموشی ہی رہی۔ گھر کے پاس گاڑی روکتے شہروز نے اسکی جانب دیکھا۔

یہ لاسٹ وارننگ ہے۔آج کے بعد میری اجازت کے بنا کہیں بھی گ ئی۔۔۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

شہروز کے غصہ سے کہے الفاظ پے امل نے لب بھینچے۔

مانا کو بک۔۔۔۔؟؟ کہنا چاہا۔

جب اس نے بک کا کہا تو تمہارا کام نہیں بنتا تھا۔کہ مجھے انفارم کرو۔۔۔؟؟خود اسکی گارڈ بن کے چلی گ ئی۔۔؟ کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟؟ شہروز کے لہجے میں فکر نمایاں تھی۔امل خاموش رہی۔

آئی ندہ اکیلے کہیں نہیں جانا۔۔۔میں مر نہیں گیا۔۔۔۔ابھی زندہ ہوں۔۔جب مر جاؤں تو جہاں مرضی۔۔۔؟؟

شہروز۔۔۔؟؟امل نے تڑپ کے اسکی جانب دیکھا۔آنکھوں میں ڈھیروں آنسو تھے۔

آپ۔۔۔کچھ بھی کہہ دیتے ہیں۔۔آپ کو کوئی احساس نہیں۔۔کہ۔۔آپ کے الفاظ۔۔۔؟؟فرطِ جزبات سے اس نے بتا ادھوری چھوڑ دی۔

اچھا۔۔۔جاؤ۔۔اب۔۔۔!شہروز نے اسکے آنسوؤں سے نظریں چرائی یں۔

اپنے آنسو صاف کرتی وہ نیچے اتری۔شہروز کی نظروں نے اس کے اوجھل ہونے تک پیچھا کیا۔گہرا سانس خارج کرتے گاڑی آگے بڑھا دی۔

💔💔💔💔💔💔💔💔🖤

سچ میں بھیا کے ساتھ کل کی بر تھ ڈے کا بہت ہی مزہ آیا۔ نگین کے ساتھ کینٹین میں بیٹھی وہ کل کی ساری روداد نگین کو سنا رہی تھی۔

اوت نگین ہمیشہ کی طرح دل دے کے سن بھی رہی تھی۔

آج انکی کلاس نہیں تھی۔ لیکن جب تک ازہان لینے نہیں آتا تھا۔ وہ یونی سے نکل نہیں سکتی تھی۔ اونگین بھی اسی کے ساتھ ہی تھی۔

سیون اپ کا لاسٹ سپ لیتے اسکے موبائل پے بیپ ہوئی تو موبائل چیک کیا۔ ایک تصویر تھی۔

جس میں ازہان ایک طرف کھڑا تھا۔ اور دوسری طرف کوئی دور سے گن کا نشانہ لیے ہوئے تھا۔ مطلب ازہان کو کوئی مارنے والا تھا۔ رخسار کی تو سانس ہی ک گ ئی۔ اسے سمجھ نہ آیا۔ کہ کیا کرے کیا کہے۔ وہ ساکت ہو گ ئی تھی۔ کہ

تبھی موبائل پے ان ناؤن نمبر سے کال آئی۔ رخسار نے دھڑکتے دل سے کال رسیو کی۔ جبکہ نگین کاؤنٹر پے بل پے کرنے گئی تھی۔

کون۔۔۔؟؟ رخسار کے ماتھے پے پسینہ تھا۔

اگر اپنے بھائی کی خیر چاہتی ہو۔ تو جیسا کہا جائے ویسا ہی کرنا۔۔۔! رخسار کی آنکھیں بھیگ گئی یں۔

کون ہو۔۔ تم۔۔؟؟ لہجہ روندھا اور ڈرا ہوا تھا۔

سوال نہیں۔۔۔! اگر اب کوئی سوال کیا تو۔ سدھا گولی تمہارے بھائی کے دل میں اترے گی۔ آگے سے سخت جواب پے رخسار بری طرح ڈری۔

نہیں۔۔ پلیز۔۔۔؟؟ رخسار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

رونا بند کرو۔۔ کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔اور بنا کسی کو بتائی ے۔۔یونی سے باہر نکلو۔فون بند نہیں کرنا۔

آگے سے آرڈر جاری ہوا۔

رخسار اپنے آنسو پونچھتے جلدی سے بنا کسی کو کچھ بتائے بیگ اٹھائے باہر نکلی۔

اب وہاں سے چلتے ہوئے سیدھی آؤ۔

جیسے ہی وہ گیٹ سے باہر نکلی اسے اگلا آرڈر دیا گیا۔

وہ چلتی جارہی تھی۔گیٹ پے گیٹ کیپر بھی نہ تھا۔کوئی بھی نہ تھا۔جو اسے دیکھ لیتا۔۔اور روک لیتا۔

وہ جو بھی شخص تھا۔اس نے وقت بہت صحیح چنا تھا۔

سامنے ایک سفید رنگ کی گاڑی کھڑی ہے۔اس میں بیٹھ جاؤ۔

اگلے آرڈر پے وہ عمل کرتی اس گاڑی میں جا بیٹھی۔اس کے بیٹھتے ہی گاڑی چل پڑی۔ نجانے کونسے راستوں سے ہوتی وہ کہاں جارہی تھی۔رخسار کے آنسو تھمنے کا نام نہ لے رہے تھے۔

پلیز۔۔۔میرے بھیا کو کچھ مت کہیے گا۔۔۔رخسار کی آنکھوں میں بار بار ازہان کا چہرہ گھوم رہا تھا۔

جیسے کہہ رہا ہوں ویسا کرتی جاؤ۔۔اور اپنے بھائی کو بچا لو۔

سخت آواز سرد لہجہ رخسار کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزا۔

گاڑی کتنے گھنٹے بعد رکی۔وہ نہیں جانتی تھی۔

باہر نکلو۔اگلا آرڈر آیا۔

رخسار خاموشی سے باہر نکلی۔گاڑی والے نے بھی اسکے نکلتے گاڑی آگے بڑھا دی۔

رخسار نے پیچھے مڑ کے ایک امید سے دیکھا۔

لیکن اس گاڑی والے نے بھی رک کے پیسے نہیں مانگے۔سب ایک پلان کے مطابق ہو رہا تھا۔

اس ہوٹل میں چلی جاؤ۔۔۔! سامنے ایک بڑے سے ہوٹل میں اس نے جانے کا کہا۔

وہ اندر چلی گ ئی۔

ٹیل نمبر سات پے بیٹھو جا کے۔اس شخص کے ایسے الفاظ پے رخسار کو اب غصہ آنے لگا۔ لیکن ضبط کیے وہ وہاں جا کے بیٹھ گ ئی۔

ویٹر کے آنے پے اسے اس شخص کا بتایا گیا آرڈر دینا پڑا۔ سینڈوچ اور کوک لادیں ۔

اس کے جانے کے بعد وہ چپ کر کے بیٹھ گ ئی۔

اٹھو وہاں سے۔

اگلا آرڈر آیا۔ تو وہ سٹپٹا کے اٹھ گ ئی۔

مختلف راستے سے ہوتے وہ بیک سائیڈ سے باہر نکلی۔

سامنے ایک بلیک مرسیڈیز کھڑی ہے اس میں جا کے بیٹھ جاؤ۔

مبائی لکو کان سے لگائے وہ ارد گرد دیکھتی اس گاڑی کی جانب بڑھی۔

سڑک سنسان تھی۔ رخسار کو ڈر بھی لگ رہا تھا۔ لیکن بھائی کی جان بچانے کے لیے وہ کسی بھی حد تکجانے کو تیار ہو گ ئی تھی۔

گاڑی میں کوئی نہیں ہے۔۔۔ رخسار نے ڈرتے ہوئے کہا۔

جتنا کہا ہے۔اتنا کرو۔بیٹھو گاڑی میں۔

آگے سے تحکم بھرے انداز پے رخسار لب دانتوں تلے چباتی گاڑی کی بیک سیٹ پے بیٹھی۔

جیسے ہی دروازہ بند کرنے لگی۔اچانک سے کسی نے دروازہ کے بیچ میں ہاتھ رکھے اس کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کی۔اور ساتھ ہی رخسار کو کلروفرام سنگھایا۔کہ وہ کچھ بھی نہ کر سکی۔اور وہیں آنکھیں موندتی ہوش وحواس کھو گئی۔

اس شخص نے رخسار کا موبائل لیتے اسے آف کیا۔اور باہر نکلتے اسے پاؤں کے نیچے رکھ کے توڑ دیا۔اور جیب میں ڈالتا ڈرائیونگ سیٹ پے جا بیٹھا۔

گاڑی کو ہوا کے گھوڑے پے سوار کرتا وہ وہاں سے چھلاوے کی طرح غائب ہوا۔

ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ ایک پل سے گزرتے ہوئے رخسار کا ٹوٹا ہوا موبائیل دریا میں گرا چکا تھا۔

نأو۔۔اٹس ٹائی م ٹو پلے دا گیم۔۔۔ مسٹر ازہان خانزادہ۔۔۔!

وہ شخص زیرِلب مسکرایا تھا۔

جبکہ پیچھے بے ہوش ہوئی رخسار نہیں جانتی تھی۔ کہ وہ اپنے ساتھ کیا کر بیٹھی تھی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ازہان کو گیٹ پے کھڑے کافی وقت بیت گیا تھا۔ لیکن رخسار نہں آئی تھی۔

اس کے نمبر پے کال ملائی۔ لیکن نمبر بند جا رہا تھا۔

وہ گاڑی سے اترا۔ تو گارڈز بھی ساتھ ہی اتر آئے۔

ہاتھ کے اشارے سے انہیں وہیں روکتا خود اندر بڑھ گیا۔ گیٹ پے کھڑے گارڈ سے پوچھا۔ تو وہ حیران ہوا۔

سر جی۔۔ آج تو میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ اور سب جا چکے ہیں۔۔۔! لیکن میں پھر بھی چیک کرتا ہوں۔

اتنی بڑی یونی میں کیسے چیک کریں گے۔۔۔؟؟ اسے یہیں ہونا چاہیے۔۔؟؟ میں اس کے ڈیپارٹمنٹ سے پتہ کرتا ہوں۔

ازہان کے ماتھے پے بے شمار بل پڑے۔ وہ اندر کی جانب بڑھا۔ سارا ڈیپارٹمنٹ چھان مارا۔ کہیں کچھ پتہ نہ چلا۔

سب ہی رخسار کو ڈھونڈنے میں لگے تھے۔ ازہان نے پوری یونورسٹی کو ہلا کے رکھ دیا تھا۔

اگر میری بہن کا کچھ پتہ نہ چلا۔ تو میں یہ یونیورسٹی بند کروادوں گا۔

غصہ میں اس نے اچھی خاصی دھمکی دے ڈای۔ پرنسپل کے بری طرح ہاتھ پیر پھولے ہوئے تھے۔

سیکیورٹی۔۔۔ سیکیورٹی کیمرہ چیک کرتے ہیں۔

پرنسپل علی ازہان کو لیے سیکورٹی روم میں گ ئے۔اور تمام سیکیورٹی کمرے چیک کرنے لگے۔

سر۔۔۔یہ۔۔۔دیکھیں۔۔۔ کینٹین میں ہے۔۔۔!ایک ٹیچر نے پاس کھڑے جھٹ سے کہا۔

یہ۔۔۔ کسی کی کال آئی ہے اسے۔۔۔!دیکھیں۔۔۔!اب کی پرنسپل نے کہا۔وہ سب رخسار کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھ رہے تھے۔

اور تبھی وہ وہاں سے نکلی۔ازان نے سیکیورٹی کیمرہ پے ٹائم دیکھا۔تو گیارہ بج رہے تھے۔جبکہ ازہان اسے ایک بجے لینے آیا تھا۔اواب دو بج رہے تھے۔یعنی تین گھنٹے ہو چکے تھے۔

گیٹ کا کیمرہ چیک کریں۔ازہان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

اور جیسے ہی گیٹ کا سیکیورٹی کیمرہ آن ہوا۔ وہاں سے رخسار موبائل کان سے لگائے باہر نکلتی دکھائی دی۔ اس وقت گیٹ پے کوئی نہیں تھا۔

ازہان نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔ یقیناً کسی کے کہنے پے وہ باہر نکلی تھی۔ لیکن۔۔ کیسے۔؟؟ کیوں۔۔؟؟

گیٹ پے کوئی کیوں نہیں تھا۔۔؟؟

ازہان دھاڑا تھا ان پے۔ جبکہ پرنسپل کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔

میں منع کیا ہوا ہے۔ اس کے باوجود رخسار کو باہر کیوں جانے دیا گیا۔۔؟؟ وہ باہر نکلی۔۔ مجھے انفارم تک کرنا ضروری نہ سمجھا گیا۔۔؟؟

ازہان کا بس نہیں چل رہا تھا۔ سب کچھ تہس نہیں کر دے۔

سر۔۔! ایسا کبھی ہوا نہیں آج تک۔۔؟ ہمیشہ آپ کے آنے پہ ہی رخسار بیٹی باہر جاتی تھیں۔

پرنسپل نے اپنے دفاع میں بولنا چاہا۔ جو انکو مہنگا پڑ گیا۔

میر بہن کو اگر کچھ بھی ہوا۔۔ تو یاد رکھنا۔ اس یونی ورسٹی کا وہ حال کروں گا۔۔۔ کہ کبھی زندگی میں کبھی کہیں کوئی ادارہ کھولنے کے لائق نہیں رہو گے۔

ازہان اچھی خاصی دھمکی دیتا وہاں سے باہر نکلا۔

پرنسپل کے پسینے چھوٹ گ ئے۔

ازہان نے اپنے دوست کو کال ملائی جو انسپکٹر تھا۔ کہ تبھی اس کے نمبر پے ایک ان نأون نمبر سے میسج موصول ہوا

بہن کی خیر چاہتے ہو تو۔۔ کسی سے رابطہ نہ کرنا۔

بس اتنی سی بات ہی لکھی تھی۔

ازہان کا پاہ ہائی ہوا۔ گاڑی کے پاس کھڑا وہ گاڑی پے مکے برسانے لگا۔

اس کی بہن کڈنیپ ہوئی تھی۔ اور وہ یہ بات ایکسپٹ نہیں کر پا رہا تھا۔ جبکہ گارڈز پہلی بار اسے اتنا غصہ میں دیکھ سہمے تھے۔

بہروز کو کال آئی۔ جس کے بعد اس کے چہرے پہ مسکان سج گ ئی تھی۔ ساتھ ہی کال بند کر دی اور سگار سلگایا۔

اب آئے گا مزہ۔۔۔! چہرے پہ ایک پر اسرار مسکراہٹ تھی۔

💔💔💔💔💔💔💔

اب کیسی ہو۔۔۔؟ زرقا نے امامہ سے پوچھا۔

آپ تو بات ہی مت کریں ہم سے۔۔۔! بہت برے ہیں آپ سب۔۔۔! ہمیں انجکشن لگوا دیا۔ ابھی تک درد ہے۔۔

بازو کو سامنے کرتے وہ بچوں کی طرح بول رہی تھی۔

زرقا نے اسے پیار کیا۔اسے ناشتہ کروایا۔اور میڈیسن دیتی وہاں سے اٹھیں۔

بھابھی۔۔۔!ہماری کتاب بھی نہیں ملی ہمیں۔۔؟؟

منہ بناتے کہا۔

یہ لیں۔۔آپ کی کتاب۔۔۔!شہروز کے اچانک اندر آنے پہ امامہ کے چہرے پہ کئی رنگ کھلے تھے۔

یہ آپ کا کہاں سے ملی۔۔؟؟امامہ نے کتاب اپنے ہاتھ میں تھامتے جوش سے پوچھا۔

بس۔۔مل گئی۔۔!اب جلفی سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔!شہروز کو وہ یوں لیٹی بالکل اچھی نہ لگ رہی تھی۔

کتاب مل گ ئی ہے ناں۔اب آپ دیکھیے گا۔۔می ں تمنی جلدی ٹھیک ہو جاؤ ں گی۔

امامہ خوشی سے چہکی۔جبکہ شہروز نے اسکے سر پے شفقت سے ہاتھ رکھا

بہن کے چہرے کی خوشی ہی اس کے لیے سب سے زیادہ معنی رکھتی تھی۔

رخسار کو ہوش آیا تو خود کو ایک اندھیرے کمرے میں پایا۔دماغ پے زور دیا۔تو سب کچھ یاد آنے لگا۔ایک خوف کی لہر اسکے پورے جسم میں دوڑی تھی۔

سر میں درد بھی تھا۔اور سر چکرا بھی رہا تھا۔دھیرے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔اور اندازے سے دروازہ کی جانب بڑھنا چاہا۔کہ دروازے کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی وہ لڑکھڑاتے ہوئے گری تھی۔اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔اسکے ایک پاؤں میں زنجیر بندھی ہوئی تھی

رخسار نے اپنی ٹانگ سے وہ زنجیر اتارنی چاہی لیکن سب بے سود رہا۔اسکی آنکھیں پانیوں سے بھر گئی یں۔

کوئی۔۔۔کوئی۔۔۔ہے۔۔۔؟؟پلیز۔۔۔میری مدد کرو۔۔۔؟؟
کوئی۔۔۔ہے۔۔۔؟

وہ چلا رہی تھی۔لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی۔کہ جہاں وہ قید کی گئی تھی۔وہاں تو کوئی زی روح تھی ہی نہیں۔ارد گرد گھنا جنگل تھا۔اور گھنے جنگل کے بیچوں بیچ وہ کاٹیج تھا۔

اندھیرے کی وجہ اسے یہی سمجھ آئی۔ کہ رات ہو گ ئی ہے۔اسے اپنے گھر والوں کی یاد ستائی۔

مما۔۔۔ بابا۔۔ خان بی۔۔ صائی مہ رائی مہ۔۔۔۔۔ازہان بھیا۔۔۔ ! وہ وہیں بیٹھی گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے رو دی تھی۔

بھیا۔۔۔ ! مجھے یہاں سے لے جائی یں۔۔۔ ! وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے ازہان کو یاد کر رہی تھی۔

لیکن اسے نہیں پتہ تھا۔ کہ قسمت تو اب اس کے ساتھ ایک نیا کھیل کھیلنے والی تھی۔

کافی دیر آنسو بہاتے گزر گئی۔ کہ ایک دم سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ رخسار کا دل اچھل کے حلق میں آیا۔ سانس روکے وہ دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

خان۔۔۔! مجھے میری رخسار لا کے دو۔۔۔! فرحت بیگم کا رو رو کے برا حال تھا۔ شازمہ انکی دیورانی ان کو سنبھالے ہوئے تھیں۔ سبھی اشک بار تھے۔

ازہا کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ وہ کسی سے مدد نہیں لے پا رہا تھا۔ جو کوئی بھی تھا۔ وہ پکا اور شاطر تھا۔ وہ سب جان جاتا۔ اگر ازہان پولیس کی مدد لیتا۔ اور ایسی صورت میں وہ رخسار کے لیے رسک نہیں لے سکتا تھا۔ اس کے لیے ایک ایک لمحہ کاٹنا مشکل ہو رہا تھا۔

موبائی ل۔ہاتھ میں تھامے وہ کڈنیپرز کے فون کاانتظار کررہاتھا۔اس کے علاوہ اس کے پاس سیکنڈآپشن نہ تھا۔فرحت بیگمکاروروکے براحال ہوگیاتھا۔

شازمہ انہیں زبردستی اندرلے گ ئی یں۔اورنیند کی گولی کھلاکے سلادیا۔

شاہ زیب خانزادہ ازہان کے والداوراس کے چچا۔۔شمریز خانزادہ۔۔دونوں بہت زیادہ پریشان تھے۔

بیٹا۔۔!ہمیں پولیس سے مددلے لینی چاہیے۔

شمیرز صاحب نے کہا۔

ہر گز نہیں۔۔۔! میں اپنی بہن کے لیے کوئی رسک نہیں لے سکتا۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔ یہ رین سم۔۔۔ کے لیے کڈنیپ کیا گیا ہے۔۔ ایک بار کڈنیپرز مجھ سے ڈیمانڈ کریں۔ میں پنی بہن پے سب کچھ نچھاور کر دوں گا۔

ازہان کا دل رو رہا تھا۔ لیکن پھر بھی حوصلہ نہیں ہارا تھا۔

لیکن دن سے رات ہو گ ئی ہے۔ ابھی تک انہوں نے کوئی رابطہ نہیں کیا۔

شمریز صاحب نے پریشانی سے کہا۔

کہ تبھی ازہان کے موبائی ل پے ان ناؤ ن نمبر سے کال آئی۔

ازہان کے ساتھ وہاں موجود سب الرٹ ہوئی ے۔

کال اسپیکر پے ڈالو۔۔۔! شاہزیب صاحب نے ازہان کے پاس آتے کہا۔

ازہان نے دھڑکتے دل سے یس کرتے کالا سپیکر پے ڈال دی۔

گڈ۔۔ مسٹر ازہان! پہلے راؤنڈ میں کامیاب ہوگئے آپ۔۔! اب سیکنڈ راؤنڈ شروع ہوتا ہے۔۔

کل صبح تک میرے فون کا انتظار کرو۔ لیکن۔۔۔ کسی کو کچھ بھی بتانے کی ناکام کوشش مت کرنا۔۔! اور اپنے چچا کی بات پے تو بالکل عمل نہ کرنا۔ اگر اپنی بہن کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو۔

کون ہو تم۔۔؟ اور کیا چاہتے ہو۔۔؟؟ خود پے ضبط کیے ازہان نے اسکی بات کاٹتے پوچھا۔

صبح سات بجے میرے فون کا انتظار کرنا۔اور یہ بھی یاد رکھنا۔چوبیس گھنٹے تم پے نظر ہے میری زرا سے بھی چالاکی دکھائی تو بہن کی لاش کے ٹکڑے ہی ملیں گے۔

کال بند ہو گ ئی۔

ہیلو۔۔۔؟؟ہیلو۔۔۔۔؟؟ازہان بے چین ہوا۔صبح تک کا انتظار۔۔اس کے لیے انگاروں پے چلنے جیسا تھا۔

شاہزیب صاحب گہرا سنس خارج کرتے صوفے پے ڈھے سے گ ئے۔آج انکا سران کے کندھے جھکے تھے۔وہ ایکبیٹی کے باپ ہیں۔آج انہیں شدت سے احساس ہو رہا تھا۔

ازہان نے پاس پڑا کانچ کا ٹیبل مکا مار کے توڑ دیا۔

خاننن۔ ! خان بی کا دل لرزا۔ فوراً اسکا لہولہان ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ شازمہ فوراً فرسٹ ایڈ باکس لینے بھاگی۔

یہ۔۔یہ کیا کر دیا۔۔؟؟ میری جان۔۔؟ روتے ہوئے اس دیوانے سے پوچھا۔ جو سر جھکائے صوفے پہ بیٹھا رو رہا تھا۔

ہاں۔۔ازہان خانزادہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ اسکی لاڈوں پلی بہن اس سے دور ہوگئی تھی۔

وہ کس حال میں ہوگی۔ یہ سوچ ازہان کو سکون نہیں کرنے دے رہی تھی۔ اسے کچھ ہو نہ۔۔ وہ بس للہ سے یہی دعا مانگ رہا تھا۔

دروازے سے اندر آنے والے نے دیوار پے نصب ایک بٹن دبایا۔اور کمرے میں پیلی روشنی نمودار ہوئی۔

رخسار نے آنکھیں پے ہاتھ رکھا۔

اور دھیرے سے ہاتھ ہٹاتی سامنے ماسک میں کھڑے شخص کو دیکھا۔

ویلکم۔۔۔ٹواڈیول لائیف۔۔۔!مس رخسار خانزادہ!

اس ماسک والے شخص نے رخسار کا تو سانس ہی خشک کر دیا۔

کککون۔۔۔ہو تم۔۔۔؟؟رخسار کے حلق سے بمشکل الفاظ نکلے تھے۔

تمارا ڈیو۔ل۔۔۔! وہ اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

رخسار کرنٹ کھاتے پیچھے ہٹی تھی۔

کیوں۔۔۔کیوں۔۔قید کیا ہے۔۔؟ مجھے یہاں۔۔۔؟ ڈر تو تھا لیکن ہمت کرتے پوچھا۔

وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا۔اور پاکٹس میں ہاتھ ڈالے دور ہوا۔

کچھ ڈیمانڈس ہیں میری۔۔ تمہارے بھائی سے۔پوری ہوتے ہی تمہیں چھوڑ دوں گا۔دیوار کی طرف رخ کیے وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

کیسی۔۔۔؟؟؟ڈیمانڈ۔۔۔؟؟؟دیکھو۔۔؟؟ تمہیں پیسے چاہیے ناں۔۔! تم میرے بھ ئی سے جتنے پیسے کہو گے وہ تمہیں دے دیں گے۔۔ پلیز تم۔مجھے چھوڑ دو۔۔۔! کہتے ہوئے رخسار کے گالوں پے آنسو بہہ ہی گ ئے۔

مجھے جو چاہیے۔۔۔وہ میں حاصل کرہی لوں گا۔۔۔! تم۔بس۔۔ سکون سے رہو یہاں۔۔! اب کی بار وہ پلٹ کے بولا۔تو رخسار کو غصہ آیا۔

تمہاری ڈیمانڈ پیسے ہی ہیں۔۔ تو مانگ لو۔۔۔جتنے چاہی ئے۔۔ میرا بھائی میرے پے سب وار دے گا۔۔۔! رخسار نے بہت مان سا کہا۔

یہی تو دیکھنا ہے۔۔! کہ وہ اپنی زندگی وارتا ہے۔۔یا نہیں۔۔؟؟اس شخص کے پراسرار انداز پے رخسار اندر تک سہم گ ئی۔

میرے بھیا۔۔۔؟؟؟تم انہیں مارنا۔۔۔چاہتے ہو۔۔۔؟؟رخسار کو یقین نہ آیا۔۔۔

میں کیا چاہتا ہوں کیا نہیں۔۔۔؟تم اپنے چھوٹے سے دماغ و تنگ مت کرو۔۔ چپ چاپ کھانا اور سو جاؤ۔۔!

مجھے یہاں سے جانا ہے۔اپنے گھر۔۔۔!اگر تم نے مجھے نہ جانے دیا تو۔۔۔میں۔۔یہاں سے بھاگ جاؤں گی۔سنا تم نے۔۔۔۔!رخسار چلائی تھی۔

ہاہاہاہا۔۔۔بھاگ جانا۔۔۔!مجھے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔وہ جیب میں ہاتھ ڈالے تمسخر اڑاتے ہنسا تھا۔

تم جانتی بھی ہو۔۔ تم کہاں ہو۔۔۔؟؟اب کی بار وہ اس کی طرف پیش قدمی کرتے سرد لہجے میں بولا۔

رخسار ساکت نظرں سے اسے دیکھنے لگی۔

شہر سے بہت ہی دور۔۔۔۔ایک گھنا جنگل۔۔۔۔اور جنگل کے بیچوں بیچ۔۔ ایک کاٹیج۔۔۔! جہاں اس وقت تم ہو۔۔۔!

تم شور مچاؤ۔۔چنیخو چلاؤ۔۔۔ کوئی نہیں سننے والا۔

ہاں۔۔۔بھاگ جاؤ۔۔اور جنگلی جانوروں کا کھانا بن جانا۔۔۔۔!آخر میں اس نے کہتے وہاں سے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

رکو۔۔۔! پلیز۔۔۔مجھے یہاں سے جانے دو۔۔۔! مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔۔۔! پلیز۔۔۔اندھیرا مت کرنا۔۔۔! رخسار روتے ہوئے اپنی کمزوری اسے بتاگ ئی تھی۔

ایک لمحے کو وہ رکا۔اپنی گہری کالی آنکھوں سے اس معصوم کے روتے چہرے کو دیکھا۔اس کا دل اسکی طرف ہمکنے لگا۔لیکن اگلے ہی لمحے دل کو سخت لیے وہ زور سے دروازہ بند کرتے باہر نکل گیا۔

جبکہ لائیٹ بند نہیں کی۔اتنا احسان وہ رخسار پے کر گیا تھا۔

رخسار وہیں ایک کونے میں بستر کے ساتھ جڑ کے زمین پے بیٹھ گ ئی۔

اور آنسو بہانے لگی۔ہچکیوں سے روتے اسے اپنے گھر والے یاد آرہے تھے۔ مما۔۔خان بی۔۔۔بھیا صائی مہ رائی مہ۔سب کو یاد کرتے وہ دکھ سے روتی گ ئی۔

کل اس وقت انہوں نے کتنا انجوائے کیا تھا۔ برتھ ڈے سلیبریٹ کرتے تنا ہلا گلہ کیا۔۔۔! سب یاد کرتے رخسار کا بس نہیں چل رہا تھا۔فوراً سے اڑ کے اپنے گھر پہنچ جائے۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

بہروز۔۔۔! آپ سے ایک بات کرنی تھی۔

بہروز جو آنکھیں موندے لیٹا تھا اور گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔زرقا کی بات پے چونکا۔اور اسکی جانب مڑا۔

ہممممم۔۔۔۔؟؟

میری ایک دوست ہے۔ماہی۔۔۔! اسکا بھائی باہر لندن سے آیا ہے۔بہت اچھے لوگ ہیں۔وہ اپنے بھائی کے رشتے کی تلاش میں ہے۔ایک اچھی اور شریف گھرانے کی لڑکی۔

میں نے ہماری امامہ کے لیے سوچا ہے۔۔۔اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔میں انکو گھر بلا لوں۔۔؟؟امامہ سے ملنے کے لیے۔؟؟زرقا نے ٹھرے ہوئے انداز مس پوچھا۔مبادا کہیں بہروز ناراض نہ ہو جائی یں۔

ایک پل کو بہروز حاکم کے ماتھے پے بل پڑے۔

لیکن اگلے لمحے وہ پر سکون تھے۔

ٹھیک ہے بلا لو۔۔!کہتے ہی واپس آنکھیں موند لیں۔۔

ٹھیک ہے میں کل ہی کی دعوت دے دیتی ہوں زرقا تو خوشی سے نہال ہی ہو گ ئی تھی۔

فوراًسے اٹھی۔اور اپنی دوست ماہی کو فون کر کے کل آنے کی دعوت دے دی۔

اور دل ہی دل میں امامہ کی خوشوں کی دعا کرتے وہ کل کے دن کی پلاننگ کرنے لگیں۔

ازہان خانزادہ کے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے۔۔اسے ایک پل کو سکون نہ آرہا تھا۔کہ آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔۔۔؟؟آخر کون سا دشمن ہے جو اچانک سے نکل آیا۔۔۔؟؟ازہان کا سوچ سوچ کے دماغ پھٹنے لگا تھا۔

ازہان۔۔۔؟؟پتر کیا سوچا آپ نے۔۔؟؟کیا آپ۔۔؟؟زوبیہ کو۔۔۔ چھوڑ دو گے۔۔۔؟؟خان بی نے دکھ سے پوچھا۔

ازہان نے انہیں خلی نظروں سے دیکھا۔

خان بی۔۔۔؟؟آپ کو کیا لگتا ہے۔۔؟؟مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔۔؟؟الٹا انہی سے سوال کرڈالا۔

پتر۔۔۔؟؟اس سب یں زوبیہ تو بنقصور کے ماری جائے گی۔۔۔؟؟انہیں نواسی بہت عزیز تھی۔اور ازہان کا رشتہ انہی کی خواہش پے ہوا تھا۔

ازہان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ سب خاموشی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

خان بی۔۔۔!اپنی بہن کے لیے اگر مجھے اپنی جان بھی ینیپڑے تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔اور یہ تو پھر ایک نکاح ہے۔۔۔!اپنیبہن پے تو ہزاروں زنگیاں بھیہوتیں تو قربان کردیتا ہے۔یہ ازہان خزادہ!

ازہان کی سخت لہجے میں کہی بات پے سب کو سانپ سونگھ گیا۔

سب رقیہ کی نیچر سے واقف تھے۔ایک طوفان کھڑا کر دینا تھا۔جو پورے خان مشن کو ہلا کے رکھ دیتا۔

بس ایک بار پتہ چل جائے۔۔۔؟اس سب کے پیچھے ہے کون۔۔۔۔؟؟کیونکہ وو جو کوئی بھی ہے۔اس نے چوبیس گھنٹے ہم پے نظر رکھی ہوئی ہے۔کیسے۔۔؟ یہ میں نہیں جانتا۔۔۔لیکن۔۔۔سب احتیاط برتیں۔

ازہان نے سب کو چوکنا کیا۔

بیٹا۔۔۔!کیا پتہ۔۔۔؟؟یہ کوئی۔۔۔زوبیہ کا یہ دشمن نہ ہو۔۔؟چچی نے سوچتے ہوئے کہا۔تو انکی بات پے سب نے انہیں حیرانی سے دیکھا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا بہو۔۔۔؟؟خان بی نے ماتھے پے بل ڈالے پوچھا۔

دیکھیں۔۔۔مجھے غلط مت سمجھیں۔ایک بات زہن میں آئی۔کہہ دی۔

شازمہ نے اپنا دفاع کیا۔

چچی۔۔۔!حالات ایسے نہیں۔۔کہ کسی بھی وقت کچھ بھی کہہ دیں۔

ازہان۔۔۔! میں بس اتنا کہنا چاہتی تھی۔ کہ ہو سکتا ہے۔۔ کوئی اسا شخص ہو۔۔۔ جو زوبیہ کو پسند کرتا ہو۔۔اور اسے حاصل کرنا چاہتا ہو۔۔ لیکن نہ۔۔ کر پایا ہو۔ تو۔۔۔اس شخص نے رخسا کو کڈنیپ کیا۔ کیونکہ۔۔۔۔سب جانتے ہیں۔ رخسار ازہان کی کمزوری ہے۔اور اسی کمزوری کا فائی دہ اٹھاتے اس نے۔۔۔ ہم پے وار کیا۔

شازمہ۔۔ ! آپ چپ ہی رہیں۔ خان بی کو نکی بات بری لگی۔ جبکہ شازمہ لب بھینچے پیچھے ہٹ گ ئی یں۔

رخسار۔۔۔۔ رخسار۔۔۔۔ ؟؟؟ ابھی وہ مزید کچھ بات کرتے کہ فرحت بیگم بھاگتی ہوئی یں کمرے سے باہر نکلیں۔

ازہان نے آگے بڑھ کر ماں کو تھاما۔

خان۔۔۔ ؟؟ میری بچی۔۔۔ ؟؟ وہ۔۔۔ میری بچی کو مار۔۔۔ ڈالیں گے۔۔۔ ؟؟ ووہ۔۔۔وہ۔۔۔ مار۔۔۔ ؟؟

روتے ہوئے ازہان کے سنے سے لگیں وہ پھوٹ پھوٹ کے رودیں تھیں۔

ازہان ماں کو اس حال میں دیکھ اپنے سنے سے بھینچ گیا۔

کچھ نہیں ہوگا رخسار کو۔۔۔! کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔وعدہ ہے میرا۔۔۔آپ سے۔۔۔! اپنی بہن پے آنچ بھی نہیں آنے دوں گا۔۔۔یقین سے کہتے وہ اپنی ماں کے لیے جنونی سا ہوا۔آنکھیں اسکی بھیگ گ ئی تھیں۔لیکن دل میں بہن کو پانے کی تڑپ اور اسکے لیے کچھ بھی کر گزرنے کا جنون اسے پاگل کر رہا تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

بھابھی۔۔۔! یوں اچانک۔۔؟؟ بھیا۔۔ہماری شادی کیوں کر رہے ہیں۔۔؟؟ ہم نے ابھی شادی نہیں کرنی۔۔۔! امامہ جو انکا سہارا لیتے تھوڑا بہت گارڈن میں چل رہی تھی۔زرقا کے بتانے پے برا سا منہ بنایا۔

پیاری۔۔۔! ایک دن بیٹیوں نے اپنے گھر ہی جانا ہوتا ہے۔یہ تو شروع سے ہوتا آرہا ہے۔بیٹیاں تو پرائے گھر کی امانت ہوتی ہیں۔ایک دن انہیں رخصت ہونا ہی ہوتا ہے۔زرقا کہتے ہوئے اداس ہوئی۔

بھابھی۔۔۔! ہم آپ کو بھیا کو اس گھر کو چھوڑ کے نہیں جانا چاہتے۔۔
بچوں کی طرح لاڈ اٹھواتے وہ زرقا کے گلے لگی۔

جان۔۔۔! یہ گھر آپ کا ہی ہے۔۔ جب جی چاہے آجانا۔۔۔ کبھی کوئی روک ٹوک نہیں ہو گی۔ ارقم بہت ہی اچھا اور سلجھا ہوا لڑکا ہے۔ یقیناً آپ کو بھی اچھا لگے گا۔

ہمیں نہیں ملنا کسی سے۔۔۔! آپ اور بھیا جو بھی فیصلہ کریں گے۔ ہمارے لیے۔ وہ اچھا ہی ہو گا۔

امامہ بلش کرنے لگی تھی۔

اچھا جی۔۔۔؟؟ ہماری مانا شرما رہی ہے۔۔۔؟؟ زرقا نے اسے چھیڑا۔

بھابھی۔۔۔! امامہ نے نظریں جھکائی یں۔

اللہ میری پیاری سی جان کے نصیب اچھے کرے۔ اور ہمیشہ خوش رہے آمین۔

زرقا نے اسے پیار کرتے دل سے دعا دی۔ تو امامہ کے چہرے پے شرمگیں مسکراہٹ ٹھہر گ ئی۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

دروازہ کھلا۔ وہ ماسک والا شخص اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھمیں ناشتہ کی ٹرے تھی۔ لیکن نظر ٹیبل پے گ ئی۔

رات کا کھانا ٹیبل پے ویسے ہی پڑا تھا۔

اور رخسار زمین پے گھٹنوں کے گرد ہاتھ لپیٹے بیٹھی تھی۔

اس شخص کو سخت غصہ آیا۔اور اسکی جانب بڑھا۔

تمہارا دماغ کام کرتا ہے یا نہیں۔۔؟؟ کھانا یوں نہیں کھایا۔۔؟؟اس نے رخسار کو بازو سے پکڑ کے جھنجھوڑا۔

لیکن اگلے ہی پل بری طرح ٹھٹھکا۔

رخسار تیز بخار میں تپ رہی تھی۔وہ پریشان ہوا۔

رخسار کی آنکھیں بھی بند تھیں۔

ڈیم۔۔۔!اسے کیا ہوا۔۔۔؟؟

ہیلو۔۔۔؟؟اوہ۔سنو۔۔۔؟؟رخسار۔۔۔؟آنکھیں کھولو۔۔۔؟؟اس نے اسکا چہرہ تھپتھپایا۔

رخسار بمشکل آنکھیں کھولتی اس ماسک والے کو اپنے قریب جھکا دیکھ ایک دم سے ڈر کے پیچھے ہٹی۔

ننننہیں۔۔۔؟؟؟مجھے۔۔۔۔مت چھونا۔۔۔شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی۔اوراسی کے زیرِاثر تھی۔

وہ گہرا سانس خارج کرتا اٹھا۔

اگرتم چاہتی ہو۔۔۔کہ تم محفوظ رہو۔۔۔اور میں تمہیں۔۔کچھ نہ کہوں۔۔؟؟ توجیسا کہتاہوں۔۔ویسا کرو۔۔۔ورنہ۔۔؟؟اس شخص نے رخسار کے ڈر کا فائی دہ اٹھایا۔

نہیں۔۔۔میں۔۔ویسا۔۔۔ہی کروں گی۔۔۔!لیکن۔۔مجھ سے۔۔دور رہو۔۔۔!وہ روتے ہوئے پیچھے ہٹی۔

ٹھیک ہے۔۔یہ ناشتہ کرو۔۔اور میڈیسن دیتاہوں۔وہ کھاؤ۔کچھ بھی نہیں کہوں گا۔وعدہ۔

نجانے کیوں اسے رخسار پے ترس سا آرہاتھا۔

رخسار نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا۔اور آگے بڑھتے ناشتے کی ٹرے لے لی۔اور بریڈ کا پیس توڑا۔

نجانے اس شخص کو کیا ہوا۔ کہ بنا پلک جھپکے وہ رخسار کو دیکھتا چلا گیا۔اس لڑکی میں اسے عجیب سی کشش محسوس ہوئی۔ اور ایک دم سے دھڑکن بڑھی۔ رخسار نے پلکیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ کہ اس لمحے اس ماسک والے شخص نے رخ پلٹا۔

میں نے کھا لیا۔۔۔! بچوں کی طرح کہتی وہ اس شخص کے دل کو بے ایمان کر رہی تھی۔

میں میڈیسن لے کے آتا ہوں وہ دروازہ بند کرتا باہر نکل گیا۔رخسار نے گال پے آئے آنسو صاف کیے۔

کچھ ہی دیر میں وہ واپس آ گیا۔ بخار کی ٹیبلٹ اسے تھماتا وہ پانی کا گلاس بھی اسکی جانب بڑھا گیا۔ رخسار نے اسے حیرت سے دیکھا۔
اس ماسک کے پیچھے چھپے چہرے کو جانچنے کی کوشش کی۔
جبکہ اسکے ہونٹوں اور گہری کالی آنکھوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔

اوپر بستر پے جاؤ۔۔۔!
اس شخص نے حکم صادر کیا۔

رخسار خاموشی سے اٹھ کے بستر پے چلی گ ئی۔اسے بھی بستر کی طلب ہو رہی تھی۔شدید تھکاوٹ اور تیز بخار نے اسکے اوسان خطا کیے ہوئے تھے۔

یک بات سمجھ نہیں آرہی۔۔۔تم کڈنیپر ہو۔۔اور میرا خیال رکھ رہے ہو۔۔؟؟

کیوں۔۔؟؟

لیٹتے ہوئے دھیرے سے اس شخص سے پوچھا۔

کیونکہ۔۔تم سونے کی چڑیا ہو۔۔۔!تمہارے ہوتے ہی تمہارے بھائی سے اپنی ڈیمانڈز پوری کرواؤ ں گاناں۔۔اگر تمہیں کچھ ہوگیا۔۔تو میرا کام تو خراب ہوگیاناں۔۔؟؟نجے کیوں وہ اسے صفائی دینے لگا۔

تمہارا نام کیا ہے۔۔؟رخسار نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔اب اسے اس شخص سے ڈر نہیں لگ رہا تھا۔وہ جانتی تھی۔وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔اس کا مقصد کچھ اور تھا۔

ڈیول۔۔۔!اسکی جانب دیکھتے سختی سے کہتے وہ باہر نکل گیا۔

ڈیول۔۔۔؟؟دروازہ بند ہونے کی پواز پے اس نے کروٹ بدلی۔

اور آنکھیں موندلیں۔

ڈیول کا دل عجیب سا ہو رہا تھا۔ وہ لڑکی اسکے حواسوں پہ چھا رہی تھی۔ جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔

وہ ایک سیریل کلر اور کڈنیپر تھا۔ لیکن اس کے بھی کچھ اصول تھے۔ وہ بے ایمانی کا کام بھی ایمانداری سے کرتا تھا۔

اس بار بلکہ پہلی بار اسے ایک لڑکی کو کڈنیپنگ کا کہا گیا۔ پہلے تو اس نے منع کر دیا۔ لیکن جب کسی اور سے رابطہ کیا جانے لگا تو نجانے اس ڈیول کے منہ سے کیسے ہاں نکل گ ئی۔ وہ جانتا تھا۔ کوئی بھی کڈنیپر اتنا اچھا نہیں۔۔۔ کہ ایک لڑکی کو اتنے دن پاس رکھے۔ اور اسکی نیت نہ خراب ہو۔

لڑکیوں کے معاملے میں وہ بالکل روڈ تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس کے دل کی نیم پلیٹ ابھی تک خالی تھی۔

لیکن اب یہی لڑکی اسکے دل کے لیے مس ئی لہ بننے والی تھی۔ اور یہ بات حارث شاہ عرف ڈیول نہیں جانتا تھا۔

وہ اس لڑکی کی عزت بچانے کے چکر میں اپنا دل گنوانے والا تھا۔ اور یہ لڑکی اس کے لیے کتنی بڑی آزمائش بننے والی تھی۔ یہ تو رب ہی جانتا تھا۔

💘💘💘💘💘💘💘

حاکم خان۔۔۔! نام تو سنا ہو گا۔۔۔؟؟ جس پل کا ازہان کو بے صبری سے انتظار تھا۔ وہ وقت آ ہی گیا۔۔۔

ازہان کو اس خاندان کا بتانے والا وہ کڈ نیپر شادی کے لیے ازہان کو حاکم فیملی کا بتا رہا تھا۔ اور ازہان ایک منٹ میں اس خاندان تک پہنچ گیا تھا۔ جبکہ ماتھے کے بلوں میں میں اضافہ ہوا۔

ہاں۔۔۔ جانتا ہوں۔۔۔! ازہان نے دانت پیستے کہا۔

بس۔۔ پھر وہی خاندان ہے۔ جس کی بیٹی سے تمہیں نکاح کرنا ہو گا۔۔۔!

لیکن۔ اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔۔۔؟؟ ازہان کا دماغ اب بہت تیز چلنے لگا۔

مجھے کیا فائی دہ ہے کیا نقصان وہ چھوڑ دو۔ اگر اپنی بہن کا فائی دہ چاہتے ہو۔۔ تو جیسا کہہ رہا ہوں۔۔ ویسا کرو۔۔۔! اور اس کے لیے تمہارے پاس۔۔۔ چوبیس گھنٹے ہیں۔ جتنیجلدی کرو گے۔ اتنی جلدی بہن مل جائے گی تمہیں۔۔۔

آگے والا بھی بہت شاطر تھا۔ سوچ سمجھ کے وار کر رہا تھا۔

مجھے مری بہن کو دیکھنا ہے۔۔۔؟؟ اس سے بات کرواؤ میری۔۔۔! اس کے بعد۔۔ ہی کروں گا۔۔۔!

ازہان نے بھی سکی بات مانتے شرط رکھ دی۔

تم اس پوزیشن میں ہو کہ مجھ سے شرط رکھو۔۔؟ آگے سے کچھ توقف کے بعد جواب آیا۔

ازہان نے سختی سے آنکھیں موندیں۔

اللہ کا واسطہ ہے۔۔ مجھے دیکھا دو ایک بار۔۔ میری بچی کس حال میں ہے۔۔۔؟؟ وہ ٹھیک ہے۔۔۔؟؟

ابھی ازہان کچھ کہتا کہ لاؤ ڈاسپکیر آن ہونے کی وجہ سے باہر آتی فرحت بیگم نے سب سن لیااور روتی ہوئی یں۔ازہان کے ہاتھ سے موبائی ل کھینچ کے وہ تڑپتے ہوئے بولیں تھیں۔

ازہان ایک دم بوکھلا گیا۔

دوسری طرف خاموشی چھاگ ئی۔

ہیلو۔۔؟؟ہیلو۔۔؟؟تم سن رہے ہو۔۔؟؟مجھے۔۔۔میری بیٹی کا چہرہ دیکھا دو۔۔اس سے بات کروادو۔۔۔!اللہ کا واسطہ ہے تمہیں۔۔۔!رحم کرو۔۔۔ہم پے۔۔۔میری رخسار۔۔بہت معصوم ہے۔۔اسے واپس لٹا دو۔۔؟؟؟وہ روتے جارہی تھیں۔جبکہ آگے سے فون بند ہوگیا۔

وہ رتے ہوئے نیچے بیٹھتی چلی گ ئی یں۔

ازہان نے آگے بڑھ کے انہیں سنبھالا۔

پلیز۔۔مما۔۔۔!خود کو سنبھالیں۔۔۔میں سب ٹھیک کردوں گا۔۔۔!میں لے کے آؤں گا رخسار کو واپس۔۔۔ازہان نے مضبط لہجے میں کہا۔

کیاہوا۔۔؟سب خیریت ہے ناں۔۔؟؟رخسار کو۔۔کیاہوا۔۔؟؟

اچانک سے رقیہ پھوپھواور زوبیہ کے وہاں آجانے پے سبھی کو سانپ سونگھ گیا۔

بے اختیار خان بی کا ہاتھ دل پے گیا۔

وہ جو ابھی تک سب سے چھپائے ہوئے تھے۔رخسار کی کڈنیپنگ کے متعلق۔۔

اب انہیں۔۔رقیہ کو تاناپڑ نا تھا۔

کچھ۔۔۔کچھ۔۔۔ نہیں ہوا۔۔۔!آپ۔۔آئی یں۔۔۔!شازمہ نے مسکرا کے انکا ویلکم کرنا چاہا۔

ایییک۔۔۔۔منٹ۔۔۔!مجھے کوئی بتائے گا۔۔کہ کیا ہوا ہے۔۔؟؟کیا چھپایا جارہا ہے۔۔؟؟رقیہ کو بہت کچھ گڑ بڑ لگ رہی تھی۔

ازہان نے ماں کو صوفے پے بٹھایا۔اور خود پھوپھو کے سامنے آیا۔

ان کے پاس کھڑی زوبیہ کو ایک نظر دیکھا۔جواز ہن کے دیکھنے پے نظریں شرم سے جھکا گ ئی۔

پھوپھو۔۔!میں۔زوبیہ سے رشتہ ختم کر رہا ہوں۔۔۔!میں زوبیہ سے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔!

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔??

اللہ کا واسطہ ہے۔۔مجھے دیکھادو ایک بار۔۔میری بچی کس حال میں ہے۔۔۔؟؟

وہ ٹھیک ہے۔۔۔؟؟

حارث کا دل بری طرح دھڑکا۔

تم سن رہے ہو۔۔؟؟مجھے۔۔۔میری بیٹی کا چہرہ دیکھادو۔۔۔اس سے بات کروادو۔۔۔!اللہ کا واسطہ ہے تمہیں۔۔۔!رحم کرو۔۔۔ہم پے۔۔۔میری رخسار۔۔بہت معصوم ہے۔۔اسے واپس لٹادو۔۔۔؟؟؟

اسے بے چینی نے گھیرا۔

وہ کیوں بے چین ہوا تھا۔نہیں سمجھ پارہا تھا۔

کیا۔۔۔میں۔۔۔انکی بات کروادوں انکی بیٹی سے۔۔۔؟

وہ۔۔کنتا رہی تھیں۔۔۔۔!حارث کو انکی رونے کی آوازیں بے چین کررہی تھیں۔

کچھ سوچتے ہوئے اس نے اس کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔جہاں رخسار قید تھی۔

دھیرے سے روم کھولا۔لیکن۔۔دروازہ کھلا تھا۔حارث کو کچھ عجیب سالگا۔

کیا میں دروازہ بند کر کے نہیں گیا تھا۔۔۔؟؟ خود سے سوال کرتے اسکا دل دھڑکا۔

جھٹ سے دروازہ کھولتے وہ اندر آیا۔ سامنے ہی خالی کمرہ اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔

شٹ۔۔۔۔! زور سے دیوار پے مکا مارا۔ رخسار وہاں سے بھاگ چکی تھی۔ اور حارث کو خود پے غصہ آرہا تھا۔ جو لاپرواہی کر گیا۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

ازہان خان۔۔۔؟؟ تم۔۔ ہوش میں تو ہو۔۔۔؟ کیا کہہ رہے ہو یہ۔۔۔؟ رقیہ کے تو سر لگی پیر بجھی تھی۔

وہی جو آپ نے سنا۔۔۔! ازہان کے انداز میں ذرا بھی بدلاؤ نہ آیا۔

جبکہ صوفے پے بیٹھیں فرحت بیگم اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔

خا۔۔۔خان۔۔بی۔۔۔! سن رہی ہیں۔۔ آپ۔۔۔! کیا کہہ رہا ہے۔۔۔ آپ کا پوتا۔۔؟؟؟ میری بیٹی سے چار دن پہلے۔۔۔ سب کے سامنے رشتہ جوڑنے والا۔۔۔اسے۔۔۔اپنی منگیتر بنا کے۔۔اب۔۔ کہہ رہا ہے۔۔ وہ یہ رشتہ ختم کر رہا ہے۔۔؟؟

رقیہ کی آنکھیں نم ہو گئی یں۔ لیکن آواز میں سختی تھی۔

خان بی کا سر جھک گیا۔ وہ بھی کیا کرتیں۔۔ رخسار۔۔ کے لیے۔۔ وانہیں بھی سوچنا تھا۔۔۔ رشتہ ٹوٹنے پے جتنا دکھ تھا۔ انہیں۔۔ اس سے زیادہ انہیں رخسار کی جان اور عزت عزیز تھی۔ انہیں ایک طرف تو ہونا ہی تھا۔ وہ پوتی کی سائیڈ لے گئی یں۔ اور بیٹی اور نواسی کا دل توڑ دیا۔

آآپ۔۔۔ آپ۔۔ بھی۔۔۔؟؟ رقیہ ماں کو دیکھتیں زیادہ دکھی ہوئی یں۔

جبکہ زوبیہ تو بس خاموش آنسو بہاتی ایک ٹک ازہان کو دیکھے جا رہی تھی۔

کیا وجہ جان سکتی ہوں۔۔۔؟؟ میرے ہی باپ کے گھر میں میری بیٹی کے ساتھ یہ ظلم کیوں کیا جا رہا ہے۔۔۔؟؟ اب کی بار وہ اجنبیت سے بولیں تھیں۔

وجہ۔۔ کچھ بھی ہو۔۔۔! اس سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔! میں یہ رشتہ اپنیمرضی سے ختم کر رہا ہوں۔۔۔! ازہان نے سارا قصور اپنے کھاتے میں ڈال لیا۔

اگر۔۔۔رشتہ ختم ہی کرنا تھاتو جوڑا کیوں۔۔۔؟؟ قیہ نے ازہان کا کالر پکڑا۔

ازہان نے دانت پیسے۔اور ایک نظر اپنے کالر کو دیکھا۔جبکہ شاہزیب صاحب کو اپنی بہن کی یہ حرکت سخت بری لگی۔

کالر چھوڑیں۔۔رقیہ بہن۔۔۔!شاہزیب نے سختی سے کہا۔

ایکنظر بھائی کو دیکھا۔اور کالر چھوڑیں پیچھے ہٹیں۔آنسو پونچھے۔اور مڑ کے ایک نظر روتی بیٹی کو دیکھا۔

اسکے ہاتھ سے انگوٹھی نکالی۔زوبیہنے سختی سے آنکھیں بند کرلیں۔انگوٹھی ازہان کی طرف اچھالی جو اسکے پاؤں میں جا گری۔

میری بیٹی اتنی ارزاں نہیں۔۔جتنی آپ لوگوں نے سمجھ لی ہے۔۔!آج سے ابھی سے اس خاندان سے میں اپنارشتہ توڑتی ہوں۔آپ میرے لیے مرگ ئے ۔۔می ںآپ سب کے لیے۔۔۔!روتے ہوئے سختی سے کہتے بیٹی کا ہاتھ تھاما۔
اور وہاں سے نکلتی چلی گ ئی یں۔

پوراخان منشن سوگوار تھا۔

کوئی کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہ تھا۔

مما۔۔۔! کل ہی۔۔ حاکم ولا میں رشتہ لے کے جائی یں گے۔ آپ۔۔۔! اور ۔۔ رشتہ۔۔ پکا ہونا چاہیے۔۔ مجھے میری بہن ہر حال میں واپس چاہیے۔ ہر حال میں۔۔۔!

ازہان نے پلٹ کے فرحت بیگم سے کہا۔ اور وہاں سے اپنے کمرے ک جانب بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی اسکے دل کو ایک ٹھیس پہنچی۔

اسے زوبیہ سے کوئی جنونی عشق نہ تھا۔ لیکن۔۔۔ ایک رشتہ بنا تھا۔ جو ٹوٹا۔ اسکی آنکھوں کے آنسوؤں نے ازہان کو بہت تکلیف دی تھی۔ خاص کر اسکی خاموشی نے ازہان کو ہلا کے رکھ دیا تھا۔

وہ کچھ کہہ دیتی تو شاید ازہان کو دکھ نہ ہوتا۔ لیکن۔۔؟؟

ازہان سر جھکائے بستر پے بیٹھا۔ گھڑی اتار کے سائیڈ ٹیبل پے رکھی۔ وہ کل سے لگاتار جاگ رہا تھا۔ اسکے دل و دماغ دونوں بری طرح جکڑے گ ئے تھے۔ آنکھیں موندیں تو رخسار کا مسکراتا ہوا چہرہ آنکھوں میں آن سمایا۔ تو جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

اور باتھ کا رخ کرتا اتنی ٹھنڈ میں ٹھنڈے پانی سے ہی شاور لینے لگا۔ لیکن اندر کی آگ تھی کہ بجھ ہی نہیں رہی تھی۔

شاور لے کے باہر نکلا۔ آئی ینے میں خود کو دیکھا۔ تو اپنی آنکھوں سے وحشت محسوس ہوئی۔ لال انگارہ آنکھیں۔

ایک بار۔۔ صرف ایک بار۔۔ مجھے پتہ چل جائے۔۔۔ اس سب کے پیچھے کون ہے۔۔۔؟ اس کو اسکے پورے خاندان سمیت صفحہ ہستی سے نہ مٹا دیا تو میرا نام بھی ازہان خانزادہ نہیں۔

دل ہی دل میں عہد کرتا اس نے لب بھینچے۔

وہ اندھا دھند بھاگے جا رہی تھی۔

اس ڈیول کے دوازہ کھلا چھوڑنے پے رخسار کو بھاگنے کا موقع مل ہی گیا۔ وہ راستے کا تعین کیے بنا بھاگے جا رہی تھی۔ اور نہیں جانتی تھی۔ کہ جنگل کے خطرناک علاقے کی طرف پہنچ گ ئی۔

اب تو اندھیرا سا چھانے لگا تھا۔ اور رخسار کو ڈر بھی لگ رہا تھا۔ اس میں اب مزید بھاگنے کی ہمت نہ بچی تھی۔۔ لمبے لمبے سانس لیتی ارد گرد دیکھا۔ بڑے بڑے چھار سو درخت ہی درخت تھے۔ اسے خوف سا محسوس ہونے لگا۔ اسکے قدم دھیرے دھیرے آگے بڑھے۔ کہ اسے مختلف جانوروں کی چلانے کی آوازیں آئی ییں۔ وہ شور کر رہے تھے۔ گیدڑ بھیڑیے۔۔ کونسے جانور تھے۔۔۔؟؟ وہ نہیں سمجھ پائی۔ منہ پے ہاتھ رکھے اپنی چینخوں کا گلہ گھونٹا۔ لیکن آنسو نہ روک پائی۔

یااللہ میری مدد کریں۔ میں کہاں جاؤں۔۔۔ مجھے راستہ دیکھا میرے مولا۔۔۔۔! اس نے آسمان کی طرف رخ کیا اللہ سے دعا مانگی۔

کہ تبھی اسے قریب ہی کسی جانور کے غرانے کی آواز سنائی دی۔ ڈر کے ادھر ادھر دیکھا۔

اتنی ٹھنڈ میں بھی اسکے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

آواز بہت قریب سے سنائی دی تو وہ الٹے قدم پچھے ہوئی۔ لیکن وہ جانور بھی شاید اسکے ارادے بھانپ گیا تھا۔ تو رخسار کے پیچھے ہوتے ہی اس پے جمپ لگائی تھی۔ رخسار نیچے جا گری۔

وہ بھیڑیا تھا۔ رخسار نے اسے خود سے دور ہٹانا چاہا۔ لیکن وہ اسکا مقابہ کہاں کرسکتی سکتی۔۔۔؟؟ اس بھیڑیے نے اپنے دانت رخسار کے کندھے میں گاڑھے تو وہ درد سے چلا اٹھی۔ اسکی چینخیں پورے جنگل میں پھیلی تھیں۔ کہ تبھی ایک گولی چلنے کی آواز آئی۔ وہ بھیڑیا اس کے اوپر ہی گرتا دم توڑ گیا۔

رخسار نے جھری جھری لی۔ اور اسے خود پے سے ہٹانے لگی۔ لیکن کندھے میں درد کی شدت کی وجہ سے وہ زور بھی نہ لگا پائی۔

آنے والے نے اس بھیڑیے کو رخسار کے اوپر سے پیچھے ہٹایا۔ اور ایک جھٹکے سے رخسار کا ہاتھ تھامے اسے

کھڑا کیا۔ وہ لڑکھڑائی۔ لیکن مقابل نے اسے تھامے رکھا۔ چھھوڑو۔۔۔ مجھے۔۔۔! رخسار ڈیول کو روبرو دیکھ ڈری تھی۔

چپ۔۔۔ ایک دم چپ۔۔۔! اب اگر آواز آئی۔۔۔ تو یہیں چھوڑ جاؤں گا۔

حارث کو اتنا شدید غصہ آیا ہوا تھا۔ کہ وہ چلا اٹھا۔ رخسار سہم گ ئی۔ اپنے کندھے کا درد بھی بھول گ ئی۔

اسے لیے وہ اپنے گھوڑے پے سوار ہوا۔ رخسار زندگی میں پہلی بار گھوڑے پے بیٹھی تھی۔

حارث جب بھی جنگل میں آتا اپنا گھوڑا ہی استعمال کرتا تھا۔۔اس جنگل میں اسے اپنا گھوڑا بہت پسند تھا۔ جو اسکے تنہائی کے لمحوں میں اسکے ساتھ ہوتا تھا۔

گھوڑا افل رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا۔ رخسار دل تھامے آگے بیٹھی اپنے ساتھ پیچھے بیٹھی اس شخص کو اپنے بہت ہی قریب محسوس ہوا۔ وہ تو اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں رہی تھی۔۔سے ڈر لگ رہا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ واپس اسی کاٹیج میں تھی۔ جہں سے وہ بھاگی تھی۔

چھوڑو۔۔مجھے۔۔۔۔! رخسار نے اپنی کلائی چھڑاتی چلائی تھی۔

جلکہ حارث نے بنا اس کے درد اور تکلیف ک پرواہ کیے اسے لے جا کے بستر پے پٹخا۔ بازو میں ردر کی وجہ سے ٹھیس اٹھیں۔ وہ تکلیف سہتے درد سے بلبلا اٹھی۔

حارث منہ کبھی منہ پے کبھی سر پے ہاتھ پھیرتا خود کو کنڑول کرمے کی کوشش کر رہا تھا۔

اگر وہ وقت پے نہ پہنچتا۔۔۔تو یہ لڑکی۔۔۔اپنی جان گنوا دیتی۔۔۔

اور اگر اسے کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟؟ وہ آگے سوچ ہی نہ پایا۔اچانک سے اسکی نظر رخسار کی شرٹ پے پڑی۔

جہاں کھمند ھے سے خود نکل رہا تھا۔اور شرٹ کو رنگتا جا رہا تھا۔حارث نے ایک سیکنڈ کی دیر کیے بنا اسکی جانب پیش قدمی کی۔اور بنا سوچے سمجھے بازو کی طرف سے شرٹ کو پھاڑ دیا۔

رخسار اس کے اس عمل پے بھونچکا رہ گ ئی۔

حارث کی نظر اسکے زخم پے گ ئی۔جہاں بھیڑیے نے دانت گاڑھے تھے۔

حارث زخم کا معائی نہ کرتا صد شکر ادا کر گیا۔گہری چوٹ نہ تھی۔

رخسار نے اسے خود سے دور دھکیلا۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔۔!میرے قریب بھی مت آنا۔۔۔!اپنی شرٹ کو مٹھی میں دبائے وہ غرائی تھی۔

جبکہ حارث کا دماغ شارٹ ہوا تھا۔

اور کھینچ کے اسے اپنے قریب کرتا کالی آنکھوں اس کے چہرے پے گاڑتا اسے نظروں سے ہی نگلنے کی کر رہا تھا۔

تمہارے قریب آنا ہوتا تو کب کا آچکا ہوتا۔۔۔! اس لیے اپنی بکواس بند رکھو۔

کوئی بہت حور پری نہیں تم۔۔۔ جس کے پاس ڈیول آئے گا۔۔۔! بہت سی

دیکھیں ہیں تم جیسی۔۔۔! سمجھی تم۔۔۔! ایک جھٹکے سے چھوڑتا وہ دور ہٹا۔

وہ بھی تم جیسی ہی ہوں گی پھر۔۔۔ تھرڈ کلاس۔۔۔!

خبردار جو مجھے کسی کے ساتھ کمپئیر کیا تو۔۔۔!

انگلی اٹھا کے جارحانہ انداز میں اسے وارن کرتی وہ کوئی بپھری شیرنی ہی لگی۔

حارث نے سر جھٹکا۔اور فرسٹ ایڈ باکس لے آیا۔

وہ یہاں جنگل میں رہتا تھا۔اس جنگل سے اس کا پرانا یارانہ تھا۔وہ ان جڑی بوٹیوں کے بارے میں بھی جانتا تھا۔جو میڈیسن کے طور پے استعمال ہوتی تھیں۔

یہ اسکا خود ساختہ بنایا گیا فرسٹ ایڈ باکس تھا۔

اس کے پاس بیٹھتا وہ اس باکس میں سے کچھ ادویات نکالنے لگا تھا۔

رخسرا اسکی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہی تھی۔

ہاتھ ہٹاؤ۔۔۔! اگلا حکم نامہ جاری ہوا۔

نہیں۔۔۔ میں۔۔۔ خود لگالوں گی۔۔۔! رخسار نے اور کس کے اپنی شرٹ کو پکڑ لیا۔

ایک بار کی کہی بات لگتا ہے سمجھ نہیں آتی تمہیں۔ ہاتھ ہٹاؤ۔۔ ورنہ مجھے اپنے طریقے سے بھی ہٹانا آتا ہے۔

حارث نے سختی سے اسے دھمکی دی۔

وہ لب بھینچتی رونے کی تیاری کرنے لگی۔ حارث شاہ نے نفی میں سر ہلایا۔ اور اسکا ہاتھ زبردستی پیچھے کیا۔ شرٹ کو ایک طرف سرکاتا۔ اس کے کندھے پے مرہم رکھ گیا۔ وہ درد سے چلا اٹھی۔ اور چکر کے پیچھے تکیے پے گر گئی۔ اسکی آنکھیں درد کی شدت سے بند ہونے لگیں۔ ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ گئی۔

حارث نے بہت احتیاط سے اسکا سارا زخم صاف کیا۔ اور اس زخم پے بینڈیج کرتا اسکی شرٹ کو واپس اس پے سیدھا کرتا پیچھے ہٹا۔ رخسار کے کپڑوں کی حالت ابتر ہو چکی تھی۔ وہ نڈھال سی بستر پے پڑی تھی۔ اور بند آنکھوں سے آنسو بہا رہی تھی۔

اٹھو۔۔یہ میڈیسن لے لو۔۔۔! آواز میں دھیما پن تھا۔ لیکن سختی ہنوز قائم تھی۔

رخسار نے بمشکل آنکھیں وا کرتے اسے غصہ سے دیکھا۔ وہ بنا سہارے کے کیسے اٹھتی۔۔۔؟؟ جبکہ بازو کے درد میں شدت آگ ئی تھی۔

حارث بھی شاید سمجھ گیا تھا۔ تبھی اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے بٹھاتا دوائی اسکے منہ میں ڈال گیا۔ رخسار کو ابکائی سی آئی۔

اتنی کڑوی۔۔۔! منہ بنا کے بولتی وہ حارث کو چھوٹی سی بچی لگی۔ حارث نے بنا کچھ کہے اسے واپس لٹا دیا۔ تو وہ پھر سے بازو کے درد سے تڑپ گ ئی۔

ریلیکس۔۔۔کچھ دیر میں آرام آجائے گا۔

حارث نے نرمی سے کہا۔ اسے رخسار کی حالت دیکھ نجانے کیوں اپنا آپ مجرم سا لگنے لگا۔

رخسار خاموش رہی۔ اور بند آنکھوں سے ہی رخ پھیر لیا۔ جبکہ آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔

حارث باہر آتا جھنجھلا کے کبرڈ سے اپنے ہی کوئی شرٹ اور ٹراؤزر لیتا واپس اندر کی جانب بڑھا۔

اور سائیڈ پے رکھتا ایک نظر اسے دیکھا۔

کپڑے چینج کرنے ہوئے تو کر لینا۔۔۔ ابھی انہی پے گزارا کر لو۔۔۔ کل تک کپڑے منگوا دوں گا۔

نظریں اس کے سراپے سے چراتا وہ دھیرے سے کہتا واپس باہر نکل گیا۔ لیکن اس بار دروازہ بند کرنا نہ بھولا۔

رخسار کے رونے میں اور شدت آگ ئی تھی۔ اسے رہ رہ کے ماں اور بھائی یاد آرہے تھے۔ جو اسکی چھوٹی سی تکلیف پے ہی تڑپ جاتے تھے۔ آج وہ کتنی تکلیف میں تھی۔۔۔۔ وہ نہیں جانتے تھے۔

رخسار سے اپنا بازو نہ ہلا یا گیا۔

مما۔۔۔! پلیز۔۔۔ مجھے یہاں سے لے جاؤ۔۔۔! پلیز۔۔۔۔! وہ روتے ہوئے یہی دعا مانگ رہی تھی۔ اور کب نیند کی وادیوں میں کھو گ ئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘??

ماہی اپنے شوہر کے ساتھ اور بھائی ارقم کے ساتھ امامہ سے ملنے آئی ے تھے۔ انکے والدین کی ڈیتھ ہو چکی تھی۔ وہ دونوں ہی تھے ایک دوسرے کے لیے تھے۔ ماہی کی شادی کو سات سال ہو گ ئے تھے۔ اور ایک بیٹا تھا۔ پانچ سال کا۔ فادی۔

لیکن امامہ نے سب کے سامنے آنے سے انکار کر دیا۔ وہ پردہ کرتی تھی۔ اور زرقا نے انہیں یہ نہیں بتایا تھا۔ اس بات کا تھوڑا سا برا تو لگا ارقم کو۔ لیکن مصلحتاً خاموش رہا۔

ماہی زرقا کے ساتھ امامہ سے ملنے اسکے کمرے میں چلی گ ئی۔ جبکہ ماہی کے شوہر اور بھائی وہیں ڈرائی ینگ روم میں بہروز اور شہروز کے ساتھ بیٹھ گ ئے۔

ماہی کو امامہ بہت پسند آئی۔

امامہ۔۔۔! کیا آپ بس۔۔ تھوڑی دیر کے لیے میرے بھائی سے مل سکتی ہو۔۔؟؟ دراصل وہ شادی سے پہلے لڑکی سے ملنا چاہتا ہے۔اسے دیکھنا چاہتا ہے۔۔زرقا نے تو ہمیں تصویر بھی نہیں دی کہ۔۔وہ تصویر میں ہی دیکھ لیتا۔۔۔ لیکن۔۔۔آمنے سامنے ملن کی بات پھر بھی اور ہوتی ہے۔تو اسے۔۔۔ریکوسٹ سمجھو پلیز۔۔۔؟؟

اپنے بھائی کی فیلنگز کو سمجھتے ہوئے ماہی نے امامہ سے پیار سے درخواست کی۔

امامہ نے ایک نظر زرقا پے ڈالی۔جو بالکل خاموش تھی۔وہ چاہتی تھی۔امامہ خود فیصلہ کرے۔

آپ کے بھائی کو آپ پے یقین نہیں کیا۔۔۔؟؟امامہ کی بات پے ماہی کے ماتھے پے بل پڑے۔

کیا مطلب۔۔۔؟؟

آپ کو ہم اچھے لگے ہیں۔۔تو آپ بتادیں۔۔اپنے بھائی کو۔۔۔! باقی۔۔ہمارے بھیااور بھابھی ہمارے لیے جسے بھی پسند کریں گے۔ ہمیں اس پے آنکھیں بند کر کے اعتبار ہے۔کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ہمارے بھیااور بھابھی ہمارے لیے کبھی کوئی غلط فیصلہ لے ہی نہیں سکتے۔

زرقا کو پیار سے دیکھتے مضبوط لہجے میں کہتی وہ زرقا کو مسکرانے پے مجبور کر گ ئی۔

بات ایسی نہیں۔۔۔! اصل میں وہ لندن سے آیا ہے۔۔۔تو۔۔۔اسکی کچھ ڈیمانڈز ہیں۔۔ کہ لڑکی وہ دیکھ کے پسند کر کے ہی شادی کرے گا۔ تھوڑے روکھے انداز میں کہا۔

لندن میں تو لڑکیاں بھی بہت تھیں۔۔تو وہیں کیوں نہیں کی شادی۔۔؟؟ پاکستان سے ہی کیوں۔۔؟؟امامہ کے برجستہ جواب پے ماہی لاجواب ہو رہی تھی۔

وہ لندن میں ہونے کے باوجود ٹریڈیشنل ہے۔۔نیچرل چیزوں کو پسند کرتا ہے۔۔۔اور لندن میں نیچرل بیوٹی کہاں ہے۔۔؟؟ماہی نے منہ بنا کے کہا۔

آپ کے خیل میں نیچرل بیوٹی کیا ہے۔۔۔؟امامہ کو اسکی بات بری لگی۔

تم۔۔۔!یو آر۔۔۔ سو بیوٹیو فل۔۔۔!ماہی نے اسکی تعریف کی تو امامہ نے سر جھٹکا۔

اگر ہمارے چہرے پے داغ ہوتا۔۔؟؟ یا ہم کالے ہوتے۔۔۔ تو کیا تب بھی آپ یہی کہتیں۔۔؟؟ امامہ نے ماہی کو سوچ میں ڈال دیا۔

امامہ۔۔۔ تم خوبصورت ہو۔۔۔! لیکن۔۔ سوال جواب بہت کرتی ہو۔۔۔! مسکراتے ہوئے بات ورفع دفع کرنا چاہا۔

سوال وجواب ہمارا حق ہے۔ کیونکہ اب ہم بھی جاننا چاہتے ہیں۔ کہ آپ کے اندر کتنی نیچرل بیوٹی ہے۔۔؟؟

امامہ کی بات پے ماہی کو تپ ہی چڑھ گئی۔

میرا خیال ہے۔۔۔اب مجھے چلنا چاہیے۔۔۔! ماہی نے اٹھتے ہوئے زرقا سے کہا۔

مجھے بھی یہی لگتا ہے۔۔۔! زرقا نے بھی سنجیدگی سے کہا۔ جبکہ ماہی مسکرا بھی نہ سکی۔

ماہی کے باہر نکلتے زرقا نے امامہ کے سر پے شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔اور خود بھی ماہی کے پیچھے ہی باہر آگ ئی۔

****

ابھی آپس میں بات کرتے کچھ ہی دیر ہوئی تھی۔ کہ گارڈ کی کال بہروز کے فون پے آئی۔

سر۔۔۔! مسٹر ازہان خانزافہ اپنی فیملی کے ساتھ آئی ہیں ہیں آپ سے ملنا۔۔ چاہتے ہیں۔۔۔!

گارڈ کی بات پے بہروز کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

بھیج دو اندر۔۔۔! کہتے ہی کال بن کی۔

اور صوفے پے مزید پھیل کے بیٹھ گیا۔

کچھ ہی دیر میں ازہان اور اسکی فمیلی خان بی۔ فرحت بیگم اور شاہزیب خان اندر داخل ہوئے۔

گیٹ سے ہی ان سب کو دیکھتا ازہان سب سے آگے تھا۔اتنی سخت گھوری سے وہ بہروز حاکم کو دیکھ رہا تھا۔ جیسا کچا چبا جائے گا۔

ازہان کو اپنی فیملی کے ساتھ اندر آتا دیکھ شہروز کے ماتھے پے بل پڑے اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تم یہاں۔۔؟؟ شہروز آگے بڑھا۔

شہروز۔۔۔! بہروز کی سخت گیر آواز پے وہ شہروز کے قدم وہیں تھمے۔ سختی سے مٹھیاں بھینچیں۔

جبکہ اب کی بار بہروز کوٹ کے بٹن بند کرتا اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ان کے ساتھ دو ملازم تھے۔ جن کے ہاتھ میں مٹھائی کے ٹوکرے اور پھل فروٹ اور نجانے کیا کچھ تھا۔ جو انھوں نے باری باری لا کے باہت سے ٹیبل پے رکھا۔

السلام عیکم۔۔۔ بہروز صاحب۔۔۔ ! شاہزیب خان نے آگے بڑھ کے مصافحہ کیا۔

وعلیکم السلام۔۔۔ ! ازہان نے بھی مصافحہ کیا۔ جبکہ اسکے ہاتھوں کی سختی کو بہروز نے اچھے سے محسوس کیا۔

بیٹھیں۔۔۔ !!

بہروز نے آدابِ میز بانی نبھایا۔

شاید۔۔۔ ہم غلط وقت پے آگ ئے۔۔۔ ! شاہزیب صاحب پہلے سے موجود دو لوگوں کو دیکھ دھیرے سے بولے۔

نہیں۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔!اچھا لگا۔۔آپ کا یوں اچانک سے آنا۔۔ خیر۔۔۔دراصل۔۔۔یہ۔۔۔ہماری بہن کے رشتے کے لیے آئے ہیں۔یہ ارقم ہے۔۔اور یہ ان کے بہنوئی۔۔ماجد صاحب۔۔!بہروز نے مسکراتے ہوئے تعارف کروایا۔جبکہ شاہزیب صاحب اور وہ سب ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے۔

آپ کے آنے کا مقصد جان سکتے ہیں۔۔؟؟شہروز ضبط کے باجود بھی بول ہی پڑا۔

چلیں۔۔ماجد۔۔۔!ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔!ماہی کے اچانک آجانے پے سب کی بات ادھوری رہ گئی۔زرقا جو اسکے پیچھے ہی تھی۔اور مہمانوں کو دیکھ وہیں ٹھٹھک کے رکی۔

ارے۔۔۔۔آپ اتنی جلدی۔۔؟؟ چائے وغیرہ تو پی کے جائی یں۔ بہروز نے اٹھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

ضرورت نہیں۔۔۔!اب۔۔۔!ماہی نے منہ بنا کے کہا۔اور شوہر کو چلنے کا اشارہ کیا۔

دراصل۔۔۔ہم۔۔۔آپ کی بہن کے رشتے کے سلسلے میں آئے ہیں۔شاہزیب صاحب نے بات شروع کی۔جس پے جاتے ہوئے ماہی کے قدم تھمے۔اور جھٹکے سے مڑی۔

میں کچھ سمجھا نہیں۔۔؟بہروز کو حیرانی ہوئی۔جبکہ شہروز اور زرقا کا تو منہ ہی کھلا کا کھلا رہ گیا۔

ہم۔۔ازہان کے لیے آپ کی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔

شاہزیب صاحب نے ازہان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ جس نے بروقت اپنی فیلنگز چھپا کے مسکرا کے دیکھا تھا۔

ہماری بہن۔۔امامہ۔۔کی بات کر رہے آپ۔۔۔؟؟ بہروز کو خوشگوار حیرت نے آن گھیرا۔

جی۔۔۔! شاہ زیب صاحب کے کہنے پہ بہروز کو گونا سکون سا محسوس ہوا۔

ہمیں یہ رشتہ منظور نہیں۔ آپ جا سکتے ہیں۔۔۔

اس سے پہلے کے بہروز کچھ کہتا شہروز نے غصہ ضبط کرتے انکار کر دیا۔ وہ سب ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے۔

شہروز۔۔۔! میں ابھی زندہ ہوں۔۔۔! بہروز کی کرخت آواز پے شہروز نے لب بھینچے۔

جبکہ ماہی منہ بنا کے جھٹکے سے واپس مڑ گئی۔

پردہ بی بی کی گز بھر کی لمبی زبان ہے۔ اچھا ہے۔۔ کریں۔۔ شادی۔۔!
ہونہہ۔۔۔!

زیر لب کہتی وہ اپنے شوہر اور بھائی کے ساتھ جا چکی تھی۔

زرقا نے حیرت سے انکو اور پھر شوہر کو دیکھا۔ وہ معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

مجھے حیرت ہے۔۔ کل تک جو انسان ہم سے ملنا گوارا نہیں کر رہا تھا۔۔۔ آج وہ ہماری بہن کے لیے رشتہ کیسے لے آیا۔۔۔؟؟ بہروز نے اپنی ہلکی بی ئی رڈ کو چھوتے حیرت کا مظاہرہ کیا۔

شہازیب نے فرحت بیگم کی جانب دیکھا۔

وہ۔۔ دراصل بات یہ ہے۔۔ کہ اپنی ایک جاننے والی سے آپ کی بہن کی بہت تعریف سنی تو۔۔۔ ہمیں بھی ایسی ہی لڑکی کی تلاش ہے۔ جو سلجھی ہوئی ہو۔۔ نیک ہو۔۔ شریف ہو۔۔! فرحت بیگم خود پے بندھ باندھے بول رہی تھیں۔ جبکہ انکا دل بار بار رخسار کر رہا تھا۔

لیکن۔۔۔ ایک بات آپ کو بتانا چاہتے ہیں۔۔

زرقا نے باتوں میں حصہ لیا۔

ہماری امامہ پردہ کرتی ہے۔۔۔اور وہ نامحرم کے سامنے نہیں جاتی۔۔سہولت سے کہتے ہوئے بھابھی ہونے کا فرض ادا کیا۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔۔آپ۔۔۔بس۔۔ہمارے بیٹے کو اپنی بہن کے لیے قبول کرلیں۔بہت مشکل سے الفاظ ادا کرتے فرحت بیگم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔

میں اُزہان خانزادہ کو بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔۔ماشاءاللہ بہت نیک اور سلجھا ہوا ہے۔اعتراض تو نہیں۔۔ کوئی۔۔۔ لیکن۔۔۔؟؟؟؟

لیکن کیا۔۔؟؟؟شازیب صاحب کو اچھنبا ہوا۔

میں آپ کو دو دن تک جواب دیتا ہوں۔۔۔۔! بہروز نے سوچتے ہوئے کہا۔

ویسے تو آپ کو سوچنا نہیں چاہیے۔۔۔ہر کوئی خانزادہ فیملی سے تعلق جوڑنے کا خواہشمند ہے۔تو آپ کو تو خوشی ہونی چاہیے۔۔۔!

کافی وقت بعد ازہان کی آواز گونجی تو سب طرف خاموشی چھاگ ئی۔

ازہان کے لہجے کا طنز بہروز نے بخوبی محسوس کیا۔

جی۔۔بجا فرمایا آپ نے۔۔۔!یہی تو ہمیں سمجھ نہیں آرہی۔۔کہ جس خاندان سے ہر کوئی تعلق جوڑنے کا خواہشمند ہے۔وہ آج ہمارے در پے کیسے۔۔۔؟؟ اور وہ بھی جبکہ۔۔۔کچھ دن پہلے ہی بہت دھوم دھام سے ازہان خانزادہ کی منگنی کی رسم ادا کی گ ئی ہے۔۔۔؟؟

شہروز نے بھی چن کے لفظوں کا وار کیا۔جو اس بار بہروز خا کم کو بہت اچھا لگا۔

یہ سب نصیبوں کے کھیل ہیں۔۔ بہروز صاحب۔۔امید کرتے ہیں۔۔ ہمیں مثبت جواب ہی ملے گا۔۔۔؟؟ شاہزیب خان نے تحمل کا مظاہرہ کرتے بہروز حاکم کو کہا۔اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

جی بالکل۔۔۔! بہروز حاکم نے بھی اٹھتے ہوئے جواب دیا۔

زرقا۔۔۔ مہمانوں کے کھانے پینے کا بندوبست کریں۔ساتھ ہی بیوی کو مخاطب کیا۔جو انتہائی حیرت زدہ تھیں۔

نہیں۔۔آج نہیں۔۔۔جب آپ ہمیں رسم ادا کرنے کے لیے بلائیں گے۔ اس دن سب کچھ کھائیں گے۔

شہازیب صاحب نے سہولت سے انکار کیا۔

ہو سکے تو۔۔آج شام میں ہی جواب دے دیجیے گا۔۔؟؟ دراصل۔۔۔ازہان کا باہر ملک جانے کا پروگرام ہے۔۔تو وہ ہم چاہتے ہیں۔۔کہ وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کے جائے۔اور۔۔۔اس کے لیے پاسپورٹ ویزا۔۔۔سب ریڈی کرنا ہو گا۔۔۔تو اسمیں بھی وقت لگ جائے گا۔

شاہزیب صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا۔کہ آج ہی نکاح کی رسم ادا کر دیتے۔

جی ضرور۔۔!آپ بالکل بے فکر رہیں۔شام تک آپ وک جواب مل جائے گا۔

بہروز حاکم نے بھی نہلے پے دہلا مار ہی دیا۔

زرقا نے سب کو چائے پیش کی۔تو سب کو مجبوراً رکنا پڑا۔اور چہرے پے جھوٹی مسکان سجانی پڑی۔

کیسی ہو۔۔۔؟؟ناشتہ دینے کے بعد وہ اب آیا تھا۔

رخسار نے اسکے لائے ٹراؤزر اور شرٹ پہنے ہوئے تھے۔اور بستر میں ہی گھسی ہوئی تھی۔اتنی رعایت کی تھی۔ڈیول نے کے اسکے ہاتھ نہیں باندھے تھے۔

قید کر کے پوچھتے ہو۔۔قید ہو کے کیسی ہوں۔۔۔؟؟رخسار نے طنز کیا۔

ڈیول نے اپنا رخ بدلا۔اس کے ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس تھا۔

تمہارے زخم کی ڈریسنگ کرنی ہے۔ڈیول آگے بڑھا۔

وہیں رک جاؤ۔۔۔ خبردار جو قریب آئے تو۔۔۔؟؟ مجھے بتادو۔۔ میں خود کر لوں گی۔ رخسار کے ماتھے پے بل پڑے۔

اگر تم۔۔۔ چپ چاپ میری بات مان لو گی۔۔ تو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔۔۔ ڈیول نے اب اسے باتوں میں الجھایا۔

ہونہہ۔۔ فائدہ۔۔۔۔! تم۔۔۔۔ مجھے قید کر کے مجھے فائدہ دو گے۔۔۔؟؟ بے شمار ماتھے پے بل ڈالے وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔

اپنی فیملی سے بات کرنا چاہتی ہو۔۔؟؟ ڈیول نے وار ہی بڑا سخت کیا۔ کہ رخسار کا دل زوروں سے دھڑکا۔

کیا۔۔ تم واقعی۔۔۔؟ میری۔۔ بات۔۔۔۔؟ رخسار کی پلکیں بھیگ گئیں۔

اگر میری بات مانی تو۔۔۔ سوچ سکتا ہوں۔۔اس بارے میں۔۔۔! ڈیول نے ناک سے مکھی اڑائی۔

لیکن۔۔تم تو۔۔نہیں مانو گی۔۔۔تو۔۔۔ چھوڑو۔۔۔! ڈایول واپس جانے کے لیے مڑا۔

نننںنہیں۔۔۔۔! رکو۔۔۔میں۔۔۔تیار ہوں۔رخسار نے فوراً حامی بھری۔

ڈیول کے چہرے پے مسکراہٹ ابھری تھی۔لیکن رخسار دیکھ نہ سکی۔وہ ماسک میں تھا۔

آگے بڑھا۔اور اسکی شرٹ کو کندھے سے سرکایا۔بناز خم پے نظر جمائے وہ اسکی ڈریسنگ چینج کر رہا تھا۔

جبکہ رخسار نے آنکھیں میچی ہوئی تھیں۔درد جو کم ہوا تھا پھر سے تازہ ہو گیا۔ آنکھوں میں ضبط کے باوجود آنسو بہہ نکلے۔جبکہ ڈیول اپنا کام جلدی ہی ختم کرتا پیچھے ہٹنے لگا۔

رخسار نے دوسرے ہاتھ سے شرٹ اوپر کی۔

یہ ٹھیک کب ہو گا۔۔۔؟؟روندھے لہجے میں پوچھا۔

ہو جائے گا۔ٹھیک۔۔۔!حارثکو اسکے آنسو نجانے کیوں برے لگنے لگے تھے۔

تم۔۔۔تمہارا نام کیا ہے۔۔۔؟؟رخسار کے اچانک سوال پے وہ جو جا رہا تھا۔ رکا۔لیکن پلٹا نہ تھا۔

ڈیول۔۔۔۔!

اصلی نام پوچھا ہے۔۔۔!رخسار نے زور دے کے کہا۔

مجھے۔۔سب ڈیول کے نام سے ہی جانتے ہیں۔۔تم۔بھی یہی یاد رکھو۔حارث نے سختی سے کہا۔وہ اب کچھ زیادہ ہی فری ہو رہی تھی۔اور یہ سب حارث کے نرمی سے بات کرنے کا نتیجہ تھا۔

ڈیول تو۔۔۔شیطان کو کہتے ہیں۔ناں۔۔!لیکن۔۔تم۔میں اب بھی انسانیت باقی ہے۔۔۔!رخسار نے اسکے اندر کی اچھائی کو جگانے چاہا۔

اسکی بات پے ڈیول کے دل پے ہاتھ پڑا۔اپنے اندر کے جذبات کو سلاتا وہ اسکی جانب جارحانہ انداز میں بڑھا۔

مجھ سے کچھ بھی اچھے کی توقع مت کرنا۔ میں جب ڈیول کا روپ دھارتا ہوں۔۔

تو بہت برا ہو جاتا ہوں۔۔۔!

وہ اسکے قریب آتا جھک کے اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتا اسے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایک پل کو رخسار سہمی۔ لیکن اگلے ہی پل اسکے چہرے سے ڈر ختم ہوا۔

مجھے تم سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔! اسکے اتنا کہنے پے حارث اسے دیکھے چلا گیا۔ تنی یر یونہی گزر گ ئی۔

حارث اسے چاہ کے بھی کچھ نہ کہہ سکا۔ اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔

تو مسٹر۔۔ڈیول۔۔۔!اب دیکھنا کیسے میں یہاں سے نکلتی ہوں۔۔۔!رخسار کے چہرے پے ایک جیت کی مسکان سجی تھی۔

وہ جیسے ہی خان منشن پہنچے۔۔۔سبھی کے چہرے پھر سے تفکر بھرے ہوگ ئے۔

خان۔۔۔!اس شخص سے کہوناں۔۔ہم نے اسکی بات مان لی ہے۔۔۔اب ہماری رخسار کو واپس کردے۔۔۔۔؟؟فرحت بیگم پھر سے رودیں۔

ازہان نے ایک نظر انکو دیکھا۔اور سر جھکالیا۔وہ آگے کی پلاننگ کر رہا تھا۔اسے جذبات کی رو میں نہی بہنا تھا۔وہ جانتا تھا۔ان کے رشتہ لے جانے کی خبر کڈنیپر

تک پہنچ چکی ہو گی۔اب وہ اسکے ون کے انتظار میں تھا۔جو ہر بار نئے نمبر سے فون کرتا تھا۔

زوبیہ کا فون آیا تھا۔۔۔چچی کی بات پے وہ سب چونکے۔

خیریت۔۔۔؟؟کیا کہہ رہی تھی میری بچی۔۔؟خانی فوراً تڑپتے ہوئے بولیں۔

رقیہ کا بی پی۔۔خطرناک حد تک شوٹ کر گیا تھا۔ہاسپٹل میں تھی۔۔۔کہہ رہی تھی۔۔کہ اگر اسکی ماں کو کچھ بھی ہوا تو۔۔۔ہم میں سے کسی کو معاف نہیں کرے گی۔

چچی نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔تو سبھی دکھی ہوئے۔

ہائے میری بچی۔۔۔! نجانے اور کتنے دکھ دیکھنے ہیں۔۔۔اسنے؟؟ نجانے کس کمبخت کی نظر لگ گئی ہمارے بچوں کی خوشیوں کو۔۔۔؟؟ خان بی روتے ہوئے دکھ سے بولیں تھیں۔

کسی میں ہمت نہ ہوئی کچھ بھی کہنے کی۔ازہان اٹھتا ہوا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔جبکہ شاہزیب بھی اس کے پیچھے ہی اٹھے۔

وہ جانتا تھا۔شام کو بہروز حاکم کا فون آئے گا۔آگے کالائحہ عمل اس کے فون کے بعد ہی طے کرنا تھا۔

کیا لگتا ہے۔۔۔؟؟ حاکم فیملی کا اس سے کوئی تعلق ہے۔۔۔؟؟

شاہزیب خان کے پوچھنے پے ازہان نے انکی جانب دیکھا۔

کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے بابا۔۔۔! لیکن ایک بات تو طے ہے۔۔۔! اگر ان کا اس بات سے کوئی بھی تعلق نکلا۔۔۔آئی سوئیر۔۔ می ں جان سے مار دوں گا۔ان کو۔۔!

ازہان کے لہجے کی مضبوطی نے شاہزیب صاحب کے نادر بھی غم وغصہ بھر دیا۔

انکی بیٹی کڈنیپ ہوئی تھی۔اور وہ بے بس کچھ نہیں کر پارہے تھے۔

ازہان خانزادہ۔۔کا غصہ تو بہت ہی سخت ہوتا تھا۔لیکن ابھی اسکی خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ تھی۔

وہ بس فی الحال اللہ سے دعا ہی کر سکتے تھے۔

ازہان کی سوچیں بہت دور تک جارہی تھیں۔

ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اسے بار بار سوچوں سے باہر دھکیل دیتے۔ لیکن سوچیں پیچھا کہاں چھوڑتی تھیں۔۔۔؟؟

★★★★★★★★

چلے گئے وہ لوگ۔۔۔؟؟ امامہ نے افسردہ انداز میں پوچھا۔

زرقا مسکرائی۔

ہمممم۔۔۔! جانا ہی تھا۔ میری پیاری سی بہنا کے قابل نہیں تھے وہ لوگ۔۔۔! زرقا نے اسے پیار سے دیکھتے کہا۔

بھابھی۔۔۔! ایم سوری۔۔۔ ہماری وجہ سے آپ کی دوست ہرٹ ہوئی یں۔۔۔! امامہ نے وہیں پاس بیٹھتے کہا۔

وہ ہرٹ کر کے گ ئی ہے۔۔۔۔! خیر۔۔۔ اسکی زبان بند کرنی آتی ہے مجھے۔ آپ اسکی فکر نہیں کرو۔ بلکہ۔۔۔ نکاح کی تیاری کرو۔۔۔۔! زعقا کی اچانک کہی بات پے امامہ چونکی۔

کیا مطلب بھابھی۔۔۔؟؟

جیسے ہی وہ لوگ گ ئی ے۔ ساتھ پی ایک اور رشتہ آگیا۔۔۔! زرقا نے پھر سے اسے ساری بات مختصراً بتا دی۔

بھابھی۔۔۔؟؟ کون ہیں۔۔ وہ۔۔۔؟؟ جو یوں اچانک۔۔۔؟؟ بنا دیکھے۔۔ ہی ہاں۔۔ کر گ ئے۔۔۔؟ امامہ کو اچھنبا ہوا۔

بس۔۔۔۔ہوتے۔۔۔اللہ کی طرف سے بھیجے گ ئے نیک لوگ۔۔۔! خیر۔۔ آپ کے بھیانے مجھے بھیجا ہے۔کہ آپ سے پوچھ لوں۔۔آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔۔؟؟کیونکہ آج شام کو انہیں جواب دینا ہے۔

بھابھی۔۔۔!ہمیں ڈر لگ رہا ہے۔۔۔؟؟؟امامہ نے دل میں آئی بات کہہ دی۔ وہ ایسی ہی تھی۔سادہ دل سی۔۔۔جو دل میں ہوتا وہی زبان پے۔

اللہ خیر کرے گا۔۔للہ پے بھروسہ رکھو۔۔مانا۔۔۔آپ کے بھائی جو بھی فیصلہ لیں گے۔وہ آپ کے حق میں بہتر ہو گا۔ان شاءاللہ

زرقانے کہااور ساتھی اسکا ماتھا چوم کے گلے سے لگالیا۔جبکہ امامہ کا دل ابھی بھی دھڑک رہا تھا۔

######&&&&&&########

کیسی ہیں اب۔۔۔؟؟زوبیہ نے ماں کو گھر لے آئی تھی۔لیکن وہ بہت پ چپ ہو گ ئی تھیں۔انہیں امید تھی کہ کوئی اور آئے نہ آئے۔۔انکی ماں ضرور آئے گی۔

کیسا ہونا چاہیے۔۔؟؟زوبی۔۔؟؟جس کی بیٹی کی کچھ دن پہلے منگنی ہوئی۔۔اور۔۔۔پھر ٹوٹ گ ئی۔۔۔!وہ رو دی تھیں۔

امی۔۔۔بس کریں۔۔۔جو نصیب میں نہیں تھا۔وہ نہیں ملا۔۔۔ختم کریں بات کو۔۔۔!زوبیہ نے دل بڑا کر ہی لیا۔

ہر گز نہیں۔۔۔!کبھی معاف نہیں کروں گی ان کو۔۔۔۔!رقیہ بیگم نے آنسو صاف کیے۔جبکہ لہجہ میں نفرت سی در آئی۔

زوبیہ وہاں سے اٹھ آئی۔ماں کے لیے سوپ بنایا۔اپنی خالی انگلی کو دیکھا۔

تو دل سخت دکھا۔

کل تک اس میں ازہان کے نام کی انگوٹی تھی۔آج۔۔وہ خالی تھی۔

دو پل رکا۔۔۔خوابوں کا کارواں۔۔

اور پھر چل دی ئے ہم کہاں تم کہاں۔۔۔

زوبیہ آنسو پونچھتے سوپ لیے اندر کی جانب بڑھ گ ئی۔

بھیا۔۔آپ اسطرح کیسے کر سکتے ہیں۔۔؟؟آپ ایک منٹ بھی مت سوچیں۔۔اور منع کر دیں انہیں۔۔!

شہروز کو ایک پل سکون نہیں آرہا تھا۔

بالکل نہیں۔۔۔!اب تو اونٹ آیا ہے۔پہاڑ کے نیچے۔۔۔!بہروز نے مسکراتے ہوئے کچھ سوچتے کہا۔

بھیا۔۔!ان لوگوں سے ہمیں کوئی تعلق نہیں رکھنا۔۔۔آپ کیوں سوچ رہے ہیں۔۔اس بارے میں۔۔۔؟؟شہروز کو غصہ ضبط کرنا مشکل لگ رہا تھا۔

ہو گیا۔۔۔؟ب تم جاؤ۔۔۔مجھے اچھے سے پتہ ہے۔۔مجھے کیا کرنا ہے۔۔اب کی بار زرا سختی سے کہا تو شہروز مٹھیاں بھینچتا وہاں سے باہر نکل گیا۔

اسے تو ازہان کا یہاں آنا ہی ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ کجا کہ بہن اسے دے دیتا۔۔۔!!

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

کیا ہوا۔۔؟؟ کیا کہا بہروز حاکم نے۔۔؟؟

شاہزیب صاحب اسکے ہرے کی سختی سے کچھ اندازہ نہ لگا پائے۔

وہ تیار ہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔؟؟

ازہان کی بات پے جہاں سب نے سکون کا سانس وہیں اس کے لیکن پے ٹھٹھکے۔

لیکن کیا۔۔۔؟؟حسن بی نے بے چینی سے پوچھا۔

حق مہر میں انہیں یہ خان منشن چاہیے۔۔۔!ازہان نے پورے گھر پے نظر دوڑاتے کہا۔

خان منشن۔۔۔؟؟شاہ زیب صاحب نے زیرِلب دہرایا۔

جبکہ سب کا دل براہوا۔

اور صرف یہی نہیں۔۔ سیکوریٹی بھی چاہیے انہیں۔۔ کمپنی کے آدھے شئیرز ان کی بہن کے نام کرنے ہوں گے۔

ازہان نے دانت پیستے کہا۔جبکہ غصہ حد سے بڑھ چکا تھا۔

کمپنی کے آدھے شئی رز۔۔۔؟؟چاچو کے ماتھے پے بھی بل پڑے۔

زمین وہ جائی ید اد میں سے بھی کچھ مانگا۔۔۔؟؟خان بی نے طنزیہ کہا۔

آنے والے وقت میں مانگ لیں گے۔۔۔ان کی تو لاٹری نکل آئی ہے۔۔۔چاچی کی بات پے سب ایک پل کو چپ ہو گ ئے۔

انہیں شک ہو گا۔۔کہیں ازہان انکی بہن کو طلاق نہ دے دے۔۔اسلیے۔۔۔وہ سیکیور کر رہے ہیں۔۔اپنی بہن کو۔

فرحت بیگم نے سوتے ہوئے کہا۔

یہ تو وقت طے کرے گا۔۔کہ اس رشتے کا کیا انجام ہو گا۔۔لیکن۔۔ابھی مجھے انکی ہر شرط ماننی ہو گی۔

بابا۔۔۔! میں نے پورے منشن کی سیکیورٹی ڈبل کر دی ہے۔اور کچھ مزید سیکیورٹی انتظامات بھی کیے ہیں۔

کوئی بھی گھر سے سیکیورٹی کے بنا نہیں جائے گا۔اسے آرڈر سمجھیں۔میں مزید کسی کی جان کا رسک نہیں لے سکتا۔

ازہان کے کہنے پے سب نے سر اثبات میں ہلایا۔

لیکن۔۔میں اس بات کے حق میں نہیں۔۔منشن بھی اس لڑکی کے نام کر دیں۔۔اور۔۔۔بزنس بھی۔۔۔اپنے ہاتھ پاؤں کٹوا دیں۔۔ہمارے پاس کیا رہے گا۔۔؟؟چاچو کے ماتھے کے بل کسی سے نہ چھپے رہ سکے۔

انکی بات ازہان انکے پاس چلتا ہوا آیا۔

کیا آپ مجھ پے بھروسہ کر سکتے ہیں۔۔؟؟ان کا ہاتھ تھامتے کہا۔

وہ کچھ پل اسے دیکھتے رہے۔ پھر ماتھے کے بل ہٹ گ ئے۔ کچھ تو تھا ازہان کے لہجے میں جو انہیں حوصلہ دے گیا۔

ہم سب کو ایک ہو کے رہنا ہو گا۔۔اسی ہیں ہماری جیت ہو گی۔

ازہان نے سب کو سمجھانا چاہا۔ جبکہ اسکے پختہ ارادے سے سبھی کو بہت حوصلہ ملا تھا۔

وہ تیار ہیں۔۔۔ کل ہی نکاح کرنا چاہتے ہیں۔

بہروز نے شہروز اور زرقا کو ایک ساتھ اطلاع پہنچائی۔

بہروز۔۔۔! اتنی بی کیا جلدی ہے۔۔؟؟ ابھی کل ہی تو رشتہ لے کے آئے۔۔ اور آج آپ نکاح کی بات کر رہے ہیں۔۔

زرقا کو کچھ عجیب سا لگا۔

جب رشتہ ہو جائے تو پھر دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔! اور نکاح تو ہمارا مزہبی فرئضہ ہے۔ جتنی جلدی ہو۔۔ اتنا اچھا ہے۔۔۔ بہروز نے تحمل سے سمجھایا۔

لیکن۔۔؟ زرقا نے کچھ کہنا چاہا۔

میں فیصلہ سنا رہا ہوں۔۔ مشورہ نہیں مانگ رہا۔

سختی سے کہتے وہ زرقا کو گھور کے بولے۔ جبکہ شہروز بالکل چپ بیٹھا تھا۔

میں۔۔چائے لے کے آتی ہوں۔۔

زرقا نے وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔

آپ کیوں چپ ہیں۔۔۔؟ بہروز نے ماتھے پے بل ڈالے شہروز کو سر جھکائے دیکھا۔

بھیا۔۔۔کیا کہوں۔۔؟؟ جب آپ سارا کچھ طے کر چکے ہیں۔۔ تو میری بولنے یا نہ بولنے کا کیا فائی دہ۔۔۔؟

شہروز دل برداشتہ ہوتا اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

آپ بھی بھ ئی ہیں امامہ کے۔۔ بولنے کا حق ہے آپ کو۔۔۔! میری فیروز سے بات ہوئی ہے۔ وہ آنا تو چاہتا ہے۔۔ لیکن اتنی جفی ویزہ نہں ملے گا اسے۔۔۔! اسلیے نکاح میں نہیں شامل ہو سکے گا۔۔۔! باقی کی معلومات فراہم کیں۔

بات تو وہ ہے ناں۔۔ بھیا۔۔۔ کہ اتنی جلدی کی ضرورت کیا ہے۔۔۔؟؟

شہروز کی بھی وہی بات جو زرقا نے بولی۔

زرقا کے چائے کی ٹرے لانے پے دونوں ہی ایک پل کو چپ ہو گ ئے۔

لیکن زرقا وہاں رکی ناں۔۔ اچائے کی ٹرے رکھتے ہی باہر نکل گ ئی۔

جلدی نہیں۔۔۔بس۔۔میں نہیں چاہتا۔۔اتنا اچھا رشتہ ہاتھ سے نکل جائے۔۔۔! بہروز اپنی جگہ کھڑے ہوئے۔

اس رشتے میں کیا اچھائی ہے۔۔؟؟ اتنا مغرور اور اکڑ والا ہے وہ خان۔۔۔ جانتے ہیں۔۔ ناں۔۔اور ہماری بہن کتنی معصوم ہے۔۔۔! شہروزاب کے دل کھول کے بولا۔

بہنیں تو سب کی ہی معصوم ہوتی ہیں۔۔۔ دھیرے سے کہا۔

خیر۔۔ ہم زندہ ہیں۔۔اگر کچھ بھی برا کریں گے۔۔ تو بہروز حاکم کو اپنے سامنے کھڑا پائیں گے۔

بہروز حاکم کا ایک دم سے خون کھول اٹھا۔

شہروز خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ایک بار جو بہروز حکم ٹھان لے وہ پھر ہو کے رہتا تھا۔

ایک بات اور۔۔۔! شہروز جو جانے لگا تھا۔ بہروز حاکم کی بات پے رکا۔

نکاح کے بعد رخصتی بھی جلد ہی ہو گی۔ اور۔۔۔ امامہ کی رخصتی کے دن۔۔ امل کو بھی رخصت کروایں گے۔ ایک ساتھ دونوں فرض سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔۔

انکی بات پے شہرز کے تو ہوش ہی اڑے ایک دم سے۔۔!

بھیا۔۔! میں ابھی۔۔ شادی کے لیے تیار نہیں۔۔! ٹوٹے ہوئے لفظوں کو بمشکل ادا کیا۔

ایک ہفتے تیار کر لیں خود کو۔۔۔ پھوپھو سے بات ہو گئی ہے میری۔

بروز نے چائے کا کپ اٹھاتے حکمی انداز میں کہا۔

جبکہ شہروز لب بھینچے وہاں سے چلا گیا۔

بہروز حاکم نہیں چاہتے تھے۔کہ شہروز امامہ کے معاملے میں پڑے۔اس لیے اسکا دھیان بٹانے کے لیے اسکی بھی شادی کا اچانک سے فیصلہ کر لیا۔

اب یہ تو وقت نے ہی طے کرنا تھا کس کا منصوبہ کتنا کام کرتا ہے۔۔۔؟؟ پلانز بھی تھے۔۔ حکمت عملی بھی تھی۔اب قسمت کتنا ساتھ دیتی تھی۔۔یہ رب کو پتہ تھا۔

سر.... !کوری ئی ر آیا ہے۔۔۔

وہ جو سب نکاح کے لیے جانے کی تیاری کر رہے تھے۔

اچانک ملازم کے آ کے ایک پیکٹ تھمانے پے وہ سب چونکے۔

کس نے منگوایا ہے۔۔۔؟؟ازہان نے سب کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ سب نے نفی میں سر ہلاتے حیران ہوتے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔اور پھر اس پیکٹ کو۔

ازہان نے ملازم کے ہاتھ سے پیکٹ لے کے کھولا۔

اس میں سے چند تصاویر نکلیں تھیں۔

ازہان ان تصاویر کو دیکھتا سکتے میں آ گیا۔

ہر تصویر میں اسکی بہن تھی۔

ہاں اسکی لاڈوں پلی بہن۔۔۔۔جو رسیوں سے بندھی ہوئی تھی۔اور آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔آنکھیں فریاد کر رہی تھیں۔۔کہ مجھے یہاں سے لے جائیں۔ دو خاموش آنسو بہہ کے ازہان کے ان تصاویر پے گرے۔

کیا ہے یہ ازہان۔۔۔؟؟شاہزیب صاحب نے آگے بڑھ کے پوچھا۔اور خاموش کھڑے ازہان کے ہاتھ سے پیکٹ لیا۔

رخسار کی تصویریں دیکھ وہ بھی دہل کے رہ گ ئے۔

سب کے ہاتھ میں باری باری تصویریں گ ئی یں۔ سبھی پھر سے اشک بار ہوگ ئے۔

میری بچی۔۔۔! کیا حال کر دیا ہے۔۔ ظالم نے۔۔۔! نجانے کونسا گناہ ہو گیا۔۔ جو یہ۔۔۔ بدلہ لیا ہم سے۔۔۔؟؟ فرحت بیگم روتے ہوئے صوفے پے بیٹھ گ ئی یں۔

سب کو فی لحال یہی بتایا گیا تھا۔ کہ رخسار آؤ ٹ آف کنڑی گ ئی ہے۔ حقیقت کوئی نہیں جانتا تھا۔ سوائے گھر والوں کے۔ وہ بھی اپنے دل کو سخت کیے ان حالات سے بمشکل نبرد آزما ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔

تبھی فون کی بیل بجی۔

ازہان نے کال رسیو کی۔

مبارک ہو۔۔۔ نکاح کے لیے جارہے ہو۔۔۔! آگے سے دوستانہ انداز میں کہا گیا۔

تم جو چاہتے تھے۔وہ ہورہا ہے۔اب میری بہن کو مجھے واپس کردو۔۔۔! ازہان نے سخت انداز سے کہا۔

ہاہاہاہ۔۔۔۔مل جائے گی۔۔۔۔مل جائے گی۔۔۔۔! آج تصویریں ملیں ہیں۔کل بہن بھی مل جائے گی۔۔۔! یادرکھنا۔۔جتنا یہ بات راز رہے گی۔تمہاری بہن اتنی ہی سیور رہے گی۔

ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔

کیا کہا اس نے۔۔۔؟؟کب رخسار کو واپس لوٹائے گا۔۔۔؟؟

فرحت بیگم نے آگے بڑھتے ازہان سے بے صبری سے پوچھا۔

آجائے گی۔۔۔! جہاں اتنا صبر کیا۔وہ تھوڑا سا اور۔۔۔کر لیں۔۔۔چلیں۔۔ نکاح کے لیے۔۔دیر ہو رہی ہے۔۔۔!ازہان نے بنا کسی تاثر کے سپاٹ انداز میں کہا۔

خان مینشن اور کمپنی کے شئیرز کے ڈاکومنٹس لیے وہ سب گھر والوں کے ساتھ بارات کی صورت میں خان مینشن سے حاکم ولا کی جانب گامزن ہوا۔

جہاں حاکم خاندان کے سبھی رشتہ داران کا انتظار کر رہے تھے۔اور بہت پر تپاک انداز میں ان کا استقبال کیا گیا۔ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب تھا۔

کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب نکاح کے لیے آگ ئے۔

نکاح کی رسم شروع کی گ ئی۔

ازہان خانزادہ ولد پرویز خانزادہ۔ کیا آپ کو امامہ حاکم بنت سردار حاکم سے دس کروڑ حق مہر سکہ رائی ج الوقت نکاح قبول ہے۔۔۔؟؟

دس کروڑ۔۔۔؟؟ چاچو۔۔۔ایک دم سے بولے تو ازہان نے انہیں چپ رہنے کو کہا۔

جی قبول ہے۔۔۔!

تین بار یہی الفاظ ادا کیے تھے۔اور اتنی بار قبول کیا۔

دعائے خیر ہوئی۔

مبارک ہو۔۔۔! مولوی صاحب نے مبارک باد دی اور ازہان کو گلے سے لگایا۔ باری باری سب سے مبارک باد لیتا۔اب شہروز اسکے گلے لگا تھا۔

ازہان کا چہرہ سپاٹ تھا۔تو شہروز کا چہرہ اس سے بھی زیادہ سپاٹ تھا۔

مبارک ہو۔۔۔! بہت بہت۔۔۔! شہروز نے فرضی مسکراہٹ کا مظاہرہ کیا۔

ازہان نے مسکراہٹ لبوں میں دبا کے اثبات میں سر ہلایا۔ جس ضبط سے وہ وہاں کھڑا تھا۔ وہی جانتا تھا۔

بھیا۔۔! آپ ناں۔۔ میری چوکلیٹس لانا بھول گئے ہیں۔۔! اب رخسار کی آپ سے کٹی۔۔۔! پاس ہی کہیں سے رخسار کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

تولب بھینچے اپنے اندر کے کرب کو چھپایا۔سب سے ملتا ملاتا وہ اسٹیج سے نیچے اترا۔ اور ماں کے پاس گیا۔

فرحت بیگم کی آنکھیں بھیگ گ ئی یں۔ازہان کے سر پے ہاتھ پھیرا تو ازہان نے ماں کو گلے سے لگایا۔اور ان کا ماتھا چوما۔

چچی نے بھی اسے پیار کیا۔

اللہ نصیب اچھے کرے۔دل سے دعا دی۔

دلہن آگ ئی۔۔۔۔! دلہن آگ ئی۔۔۔

گھونگھٹ نکالے وہ لرزتے وجود کے ساتھ لڑکیوں کے سنگت اسٹیج کی جانب بڑھ رہی تھی۔اسکے قدموں میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔

سب کے چہروں پے جہاں رشک تھا وہیں خانزادہ فیملی دلوں میں نفرت اور چہرے بنا کسی تاثر کے لیے کھڑے تھے۔

آئی ے۔۔۔خانزادہ۔۔۔! بہروز حاکم نے ازہان کو مسکرا کے اسٹیج پے آنے کی دعوت دی۔

گارڈن میں ہی ایک پیارا سا چھوٹا سا اسٹیج سجایا گیا تھا جبکہ رخصتی کے لیے ایک ہفتے بعد شادی ہال بک کروالیا گیا تھا۔

ازہان سنجیدہ چہرے کے ساتھ امامہ کے دائیں طرف جا کے براجمان ہوا۔

امامہ کی سانسوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔

ازہان فاصلہ رکھ کے ہی بیٹھا تھا۔ کھانے کا دور دورا شروع ہوا۔

سب مصروف ہوگ ئی ے۔امامہ کو لگا شاید اسکا شریک حیات کوئی بات کرے۔ لیکن دوسری طرف مکمل خاموشی نے الجھا دیا۔

ہان۔۔۔بھیا۔۔۔! بڑی امی کی طبعیت ٹھیک نہیں۔۔ کہہ رہی ہیں۔۔ گھر چلیں۔

صائمہ کے آکے بولنے پے ازہان ایک دم بے چین ہوتا فوراً اپنی جگہ سے اٹھا۔ لیکن فوراً سے رکنا بھی پڑا۔

اسکی گھڑی امامہ کے دوپٹے میں اٹکی تھی۔

امامہ نے جھٹ سے اپنے سر پے ہاتھ رکھتے اپنے سر سے گھونگھٹ اترنے سے بچایا۔اسی لمحے ازہان کی نظر اسکے حنائی ہاتھوں پے جا ٹکی۔ جو انتہائی خوبصورت تھے۔

ازہان نے اسکے قریب ہوتے اپنی گھڑی اسکے آنچل سے نکالنے کی کوشش کی۔ لیکن بے سود رہا۔

تو گھڑی اتار کے وہیں رکھ دی۔ اور اسٹیج سے نیچے اترتا چلا گیا۔

امامہ نے اپنے قریب ہی پڑی گھڑی کو دیکھا۔ اور دھیرے سے اٹھالیا۔ اس گھڑی کو گھونگھٹ کے اندر سے دیکھتی اسکا دل دھڑکا۔ اور اس گھڑی کو مٹھی میں دبا لیا۔

★★★★★★★★★

کیا ہوا اماں۔۔۔؟؟آپ ٹھیک ہیں ناں۔۔۔۔؟؟ازہان ماں کے پاس آتا ماتھا چیک کرتا فکرمندی سے بولا تھا۔

بیٹا۔۔۔!میری طبعیت نہیں ٹھیک۔۔۔دل گھبرا رہا ہے۔۔۔گھر چلیں۔۔۔؟؟ فرحت بیگم کا اچانک ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا۔

چلیں۔۔!ہاسپٹل چلتے ہیں۔۔۔ماں کے چہرے پے عجیب سے تاثرات دیکھتا ازہان بہت زیادہ پریشان ہوا۔

نہیں۔۔۔بیٹا۔۔۔بس گھر چلتے ہیں۔۔۔امامہ کے بھائی سے اجازت لے لیں۔

اٹھتے ہوئے دھیرے سے ازہان کے کان میں کہا۔

ازہان خانزادہ کسی کی اجازت کا محتاج نہیں۔۔۔ چلیں۔۔آپ۔۔۔! ازہان کے لہجے کی سختی فرحت بیگم کو بہت کچھ باور کرواگئی۔

اور خاموشی سے ازہان کے ساتھ قدم باہر کی جانب بڑھادی ئے۔

فرحت بیگم کولا کے گاڑی میں بٹھایا۔اور باپ کو فون کیا۔انہوں نے اسے ویٹ کرنے کا بولا۔وہ بہروز حاکم سے اجازت لیتے سب ایک ساتھ باہر نکلے۔

کیاہواآپ کی طبیعت کو۔۔؟؟شاہزیب صاحب نے فکر مندی سے پوچھا۔

بس گھر چلیں۔۔میرا یہاں دل نہیں لگ رہا۔۔۔بنار خسار کے کیسی خوشی۔۔۔؟؟جب تک میری بیٹی میرے پاس آنہیں جاتی۔۔ہر خوشی حرام ہے مجھ پے۔۔۔!

وہ گاڑی میں بیٹھے کرب سے بولیں تھیں۔ مزید کچھ کہنے سننے کو نہ بچا تھا۔ سبھی نے واپس کی راہ لی۔

★★★★★★★★

پھوپھو۔۔؟؟ کیا۔۔ ہوا سب چلے گ ئی ے۔۔۔؟؟ اچانک سے امامہ نے پاس بیٹھی پھوپھو سے گھونگھٹ کے اندر سے پوچھا۔

ہاں۔۔ بیٹا۔۔۔! آپ کی ساس کی طبیعت اچانک خراب ہو گ ئی تو۔۔ انہیں جانا پڑا۔۔۔ پھوپھو نے اسے یوں اداس محسوس کیا تو بتا دیا۔

لیکن کوئی بات نہیں بیٹا۔۔۔! ایک ہفتے کی بات ہے۔۔۔ وہ پھر آ جائی یں گے۔ پھوپھو نے اسے پیار کیا۔ جبکہ امل اسکے ساتھ بیٹھی ارد گرد سے بے خبر اسکے ہاتھوں کی مہندی دیکھے جا رہی تھی۔ مہندی اسکی کمزوری تھی۔ لیکن شہروز کو

مہندی پسند نہیں تھی۔اس لیے اس نے لگائی ہی نہ۔۔۔جبکہ دل بہت کر رہا تھا۔کہ تھوڑی سی لگا ہی لے۔

بہت خوب صورت ہیں۔۔تمہارے ہاتھ۔۔مانا۔۔۔!اور مہندی نے تو اسے ایک الگ ہی حسن بخشا ہے۔۔۔کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

امل۔۔۔!تم بھی لگوا لیتی۔۔۔!دیکھو تو۔۔ہاتھ کتنے خالی لگ رہے ہیں۔۔۔! امامہ کا دھیان اسکے خالی ہاتھوں میں جا اٹکا۔

مجھے چھوڑو۔۔یہ بتاؤ۔۔دلہا بھائی نے تعریف کی۔۔۔؟؟سچ میں۔۔بہت پیاری جوڑی ہے آپ دونوں کی۔اللہ نظر بد سے بچائے۔آمین۔۔۔امل نے دل سے دعا دی۔

تبھی شہروز وہاں پہنچ گیا۔

وہ کافی دیر سے امل کے سادہ سے روپ کو دیکھے جارہا تھا۔وہ خود کو اسکی پسند میں ڈھال رہی تھی۔اور یہ بات شہروز کو اچھی لگی تھی۔

اسکے قریب بیٹھتا وہ امامہ سے باتیں کرنے لگا۔جبکہ امل کو اپنا آپ ان کے بیچ بہت اکورڈ سے لگا تو وہ اٹھنے لگی۔شہروز نے اسکا ارادہ بھانپتے ہوئے فوراً اسکی کلائی تھامے اسے واپس بٹھادیا وہ تو شہروز کے اتنے حق جتانے پہ ہی اسے حیرت سے دیکھے گ ئی۔

شہروز باتیں امامہ سے کر رہا تھا۔لیکن اس نے امل کا ہاتھ بھی تھاما ہوا تھا جبکہ امل کی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

امل نے رخ سامنے کرلیا۔

کھڑوس۔۔۔انسان۔۔۔بندہ تعریف کردے۔۔۔! وہ دل ہی دل میں سوچتے واپس شہروز کو گھوری ڈالنے لگی۔۔اب کی بار شہروز نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔امل کا دل فل سپیڈ میں دھڑکا۔فوراً سے نظریں پھیریں۔

میری بات سنو آکے۔۔۔اسکے کان میں دھیرے سے سرگوشی کرتا وہ اسکے اوسان خطا کر گیا۔

شہروز کے وہاں سے اٹھ کے جانے پر اب امل کا دل بری طرح دھڑکنے لگا تھا۔

آخر یہ مجھے کیوں بلا رہے ہیں۔۔کیا کام ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟

امل دل ہی دل میں سوچتے ہوئے اِھر اُدھر نظر دوڑائی تبھی زرقا بھابھی امامہ کے پاس آبیٹھیں تو وہ وہاں اسے اٹھتی اندر کی جانب بڑھی۔جہاں شہروز گیا تھا۔

یہ کہاں چلے گ ئے۔۔۔؟؟ سوچتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔ سب لوگ باہر تھے۔ اسے اندر جاتے تھوڑی گھبراہٹ ہوئی لیکن حوصلہ کرتی وہ آگے بڑھی۔ کہ اچانک سے اسے کسی کی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کسی نے کسی کے منہ پے ہاتھ رکھا ہو۔۔۔ اور اوں آں کر رہا ہو۔

کون۔۔۔ کون ہے۔۔۔؟؟ امل نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

لیکن جواب ندارد۔۔۔ امل نے آگے بڑھنے کا سوچا۔ لیکن اب خاموشی محسوس کرتی ہوئی سر جھٹکتی وہاں سے واپس پلٹی کہ کسی چیز کے نیچے گرنے کی آوز پے وہ پھر سے رکی۔

کون ہے۔۔۔؟؟ اب کی بار پورے حوصلے سے پوچھتی وہ آگے بڑھی۔

کہ اچانک سے ایک شخص سامنے آتا اسکو قابو کر گیا۔

چھوڑو۔۔مجھے۔۔۔۔! امل نے اپنا آپ چھڑانا چاہا کہ ایک دم سے حرکت کرتے ہاتھ رکے تھے۔ سامنے ہی ماہ رخ بے ہوش پڑی تھی۔

امل کے تو دل کی دھڑکن ہی رک گ ئی۔

ماہ۔۔۔ماہ۔۔۔رخ۔۔۔؟؟ اسے لگا اسکی سانس رک گ ئی ہو۔ جھٹ سے آگے بڑھتے اسے اٹھانا چاہا۔ لیکن اس شخص نے امل کو کھینچ کے خود کے قریب کیا۔

ارے۔۔بلبل۔۔۔ کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟ اس کو تو بچا لیا۔۔۔اب خود کو کیسے بچاؤ گی۔۔؟؟؟

وہ شخص خباثت سے کہتا امل کی کلائی یوں کو سختی سے پکڑتا اسکی چوڑیاں توڑ گیا۔

امل نے پورا زور لگا کے اسے دور دھکیلا۔اور ماہ رخ کی جانب بڑھی۔اسے سیدھا کیا۔ماہ رخ کا پورا چہرہ لال تھا۔اس شخص نے ماہرخ کو مارا تھا۔۔امل کی آنکھیں بھیگ گئی یں۔

ماہ رخ۔۔۔۔!اٹھو میری جان۔۔۔۔!امل نے اسکا گال تھپتھپایا۔لیکن کوئی جنبش نہ ہوئی۔

اس ظالم شخص نے امل کو بالوں سے پکڑ کے گھسیٹا۔اور زمین پے زور سے دھکا دیا۔

امل زمین پے گرتے بری طرح زخمی ہوئی اسکی کلائی یوں میں پہنی چوڑیاں مزید ٹوٹیں۔

اس شخص نے بنا دیر کیے اپنی شرٹ کھولی۔

تازہ کلی نہ سہی۔۔۔تازہ گلاب ہی چکھ لیتے ہیں۔وہ خباثت سے کہتا امل کو ٹانگوں سے کھینچ کے اسکا دوپٹہ دور اچھال چکا تھا۔پاگلوں کی طرح اس نے امل کی آستین پھاڑی۔امل کی دل خراش چینخ نے شہروز کے باہر جاتے قدم روکے۔

وہ امل کو تلاش کرتا ہی اندر آیا تھا۔لیکن جب اسے کہیں نہ ملی تو وہ واپس پلٹا تھا۔

لیکن چینخ سنتا وہ انہی قدموں سے واپس اندر کی جانب بڑھا۔

امل نے پورا زور لگاتے اس شخص کو پرے دھکیلتے اسکا منہ نوچا تھا۔جس پے وہ شخص جو نشے کی حالت میں تھا یہ مزاحمت برداشت نہ کر سکا۔

اور زور سے کھینچ کے ایک تھپڑ امل کو دے مارا۔اسکے ہونٹ کا کنارہ پھٹ گیا۔

تیری تو۔۔۔بدزات۔۔ تیری اتنی جرات کیسے ہوئی۔۔ فرقان پے ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔؟؟امل کی کلائی یاں پکڑ کے مروڑیں کہ وہ درد سے بلبلا اٹھی۔درد سہتے وہ پھر بھی ہمت نہ ہاری تھی۔پورا زور لگا کے اسے پرے دھکیلنا چاہا تو اس شخص نے امل کے ہونٹوں پے جھکنا چاہا۔ابھی وہ جھکتا کہ شہروز نے اچانک وہاں پہنچتے سچویشن دیکھتے اس شخص کو امل سے پرے دھکیلا۔وہ لڑکھڑایا تھا۔

امل کی حالت دیکھ شروز نے آنکھیں سختی سے موند لیں۔ہاتھ کا ایک سخت مکا بنا کے اس شخص کو پے در پے مارنے لگا۔کہ وہ ادھ موا ہو گیا۔امل بمشکل خود کو سنبھالتی اپنی حالت بھلائے بے ہوش ماہرخ کی جانب بڑھی۔اسے اٹھانے کی سعی کرنے لگی لیکن وہ بے ہوش تھی۔

شہروز ابھی بھی اس شخص کو مارے جا رہا تھا۔

شہروز۔۔۔۔شہروز۔۔۔۔پلیز۔۔۔یہاں آئی یں۔!امل کی روتی آواز پے شہروز نے اسے شخص کو جھٹکے سے چھوڑا۔اور امل کی جانب بڑھا۔

ماہ رخ کو بے ہوش دیکھ وہ تو اپنے پاؤں پے کھڑا ابھی نہ ہوسکا نیچے ہی ڈھے گیا۔

اسے۔۔۔۔۔اسے۔کیا۔۔۔؟؟ہوا۔۔۔؟؟؟ٹوٹے الفاظ ادا کرتا وہ امل کو رلا رہا تھا۔

پلیز۔۔۔ماہ رخ کو ہاسپٹل لے چلیں۔جلدی کریں۔۔۔۔!امل اپنی پرواہ کیے بنا شہروز کو ہلاتی روتے ہوئے بولی تھی۔

شہروز نے ماہ رخ کی دھڑکن چیک کی۔جو چل رہی تھی۔

کہ اتنے میں اسے قدموں کی چاپ سنائی دی۔کوئی اس طرف آرہا تھا۔

اندر روم میں جاؤ۔۔ فوراً۔۔۔ شہروز نے امل کو وہاں سے ہٹانا چاہا جس کی حالت کافی خراب ہو چکی تھی۔ لیکن وہ نڈھال سی اٹھ ہی نہ پا رہی تھی۔

سنائی نہیں دے رہا جاؤ۔۔ یہاں سے۔۔۔! اب کی بار شہروز کی آواز دھیمی تو تھی۔ لیکن غصہ انتہا کا تھا۔ امل فوراً ڈر کے وہاں سے لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی۔ اور شہروز کے کمرے کی جانب بھاگتے ہوئے بڑھی۔

جبکہ راستے میں وہ ک ئی جگہ ٹھوکر کھاتی ہوئی بچی اور کمرے تک پہنچ ہی گئ۔ دروازہ اندر سے لاک کیا۔ آنسو بے تحاشا بہتے چلے جا رہے تھے۔ پورا وجود لرز رہا تھا۔

گہرا سانس لیتے ہوئے وہ وہیں دروازے کے آگے ہی بیٹھ گئی۔ آج جو کچھ بھی ہوا۔۔۔ ایسا اس کی زندگی میں پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ اپنا گھر تھا۔ سب

یہاں اپنے تھے۔۔۔اور اپنوں کے بیچ لٹارے پہنچ گ ئے۔وہ زار و قطار روتی اپنی حالت پے ماتم کر رہی تھی۔آج اگر شہروز وقت پے نہ آتا۔۔۔ تو۔۔؟؟اس کے ساتھ نہ جانے کیا ہوتا۔۔۔یہی سوچتے ہی اور مزید رونے لگی۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

ماہ رخ کو بہروز خان اپنی بانہوں میں اٹھائے ہاسپٹل پہنچا۔جبکہ شہروز پولیس کو فون کرتا اس شخص کو گرفتار کرواچکا تھا۔وہ ادھ مرا شخص پولیس اسے گرفتار کرتے لے جاچکی تھی۔

پھپھو امامہ کو اسکے روم میں لے گ ئی تھی۔وہ تو شکر تھا۔مہمان کافی حد تک جا چکے تھے۔اور بہروز نے کم ہی لوگوں کو بلوایا تھا۔

اس وقت وہ ہاسپٹل کے کاریڈور میں ماہ رخ کی سلامتی کی دعا کر رہا تھا۔ جبکہ زرقا روئے جا رہی تھی۔

تبھی ڈاکٹر باہر آئے۔

کیسی ہے میری بیٹی۔۔۔؟؟ بے چینی سے پوچھا۔

ڈونٹ وری... اب بچی اسٹیبل ہے۔۔ شاید کسی چیز سے ڈر گئی ہے۔۔ لیکن۔۔ اب ٹھیک ہے۔ آپ مل سکتے ہیں۔

ڈاکٹر مسکراتے ہوئے کہتا آگے بڑھ گیا۔

دونوں میاں بیوی بے چینی سے آئی سی یو کی جانب لپکے۔

زر قا تو ماہ رخ کو چومے جا رہی تھی۔ اس کا سر اپنے ساتھ لگائے رب کا شکر ادا کر رہی تھی۔ کہ اسکی بچی صحیح سلامت ہے۔ جبکہ بہروز حاکم سوچے جا رہے تھا۔ کہ یہ کونسا مکافات عمل ہے۔۔۔؟؟ اسکی سوچیں اسکا پیچھا نہیں چوڑ رہی تھیں۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ اور آج ہوا بھی تو اپنے ہی گھر میں۔۔؟ اپنی بچی کے ساتھ۔۔۔ نجانے وہ شخص کون تھا۔۔؟؟ اور کیسے اتنی سیکیورٹی میں گھس آیا تھا۔۔ کیسے ان میں سے کسی کو پتہ نہ لگا۔۔۔؟؟ بہروز حاکم کی اس شخص کے متعلق سوچتے رگیں تن گ ئی یں۔ فوراً سے باہر نکلا۔ فون نکالا اور اپنے خاص بندے کو کال ملائی۔ اسے ساری ہدایات دیتا وہ واپس اندر کی جانب آیا۔ ماہ رخ کے پاس بیٹھتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا اسکا ماتھا چوما۔

میرا بچہ ٹھیک ہے۔۔ ناں۔۔؟؟؟ بہروز نے بہت پیار اور نرمی سے پوچھا۔

بابا۔۔۔! وہ انکل بہت گندے تھے۔۔ انہوں نے مجھے تھپڑ مارا۔۔۔ ماہ رخ کو ماں باپ کو دیکھ کچھ حوصلہ ملا۔ تو وہ اب بتانے لگی۔

بہروز نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔

بس میری جان۔۔مت سوچیں۔۔۔! بابا ہیں۔۔ناں۔۔سب ٹھیک کر دیں گے۔۔

بہروز نے ماہ رخ کو حوصلہ دیا۔اور دوبارہ اس سہمی بچی کو سینے سے لگایا۔

زرقا سے نظریں ملیں تو اسکی نظروں میں آنسوؤں کے ساتھ دنیا جہاں کا کرب تھا۔

★★★★★★★★★★

وہ وہیں بیٹھی رو رہی تھی۔کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ دروازہ ناک ہوا۔

امل پھر سے سہم گ ئی۔

جھٹ سے دروازے سے دور ہٹی۔وہ بری طرح گھبرا رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آیا۔دروازے پے کون ہو گا۔اسکے دماغ میں پھر سے وہی شخص آن سمایا۔جبکہ وہ یہ بھول گ ئی تھی۔کہ شہروز وہاں پہنچ گیا تھا۔

دستک پھر ہوئی۔

کوککلکوننن۔۔۔؟؟ڈرتے ہوئے پوچھا۔

امل۔۔۔اوپن داڈور۔۔۔۔!شہروز جو کافی دیر سے دروازہ بجارہا تھا۔جبکہ امل کے دروازے نہ کھولنے پے پریشان بھی ہوا تھا۔

امل نے شہروز کی آواز سنتے فوراً سے آگے بڑھتے دروازہ کھولا۔

سامنے شہروز کو دیکھتے اسکی جان میں جان آئی۔

اور اسے دیکھتی اسکے سینے سے جا لگی۔

بہروز اسے اپنے ساتھ لگائے اندر آیا۔ اور دروازہ بند کر دیا۔ وہ بری طرح رو رہی تھی۔

شہروز نے اسکی کمر کو سہلایا۔ اور اسے اپنے پاس بستر پے بٹھایا۔ پانی کا گلاس بھرتا اسکے آگے کیا۔

وہ منہ بسور کے اسکے ساتھ ہی لگی رہی۔

امل۔۔۔۔پانی پیو۔۔۔! شہروز نے نرمی سے اسے کہا۔امل نے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔وہ اس کے لیے ایک مضبوط سائی بان تھا۔پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔

دو گھونٹ پیتی چھوڑ دیا۔

پھر سے واپس اسکے سینے سے لگ گ ئی۔

امل۔۔۔۔!اب ٹھیک ہو۔۔۔؟؟نرمی سے پوچھا۔

اگر آپ نہ آتے تو۔۔۔؟؟چہرہ اوپر اٹھاتے شہروز کی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا۔

میں کیسے نہ آتا میں تو تمہارا محافظ ہو۔اور محافظ تو ہمیشہ حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا امل۔۔۔۔ تم نے ہمیشہ اپنی حفاظت کرنی ہے۔۔۔ میں رہوں یا نہ رہوں۔۔۔۔ تم ہمیشہ اپنی حفاظت کروگی۔وعدہ کرو مجھ سے۔۔۔۔،!

شہروز۔۔۔۔! پلیز ایسی باتیں نہ کریں۔۔۔اللہ آپ کو میری عمر بھی لگا دے۔

شہروز کے بات پے وہ تڑپی تھی.اس کا دل اندر سے رویا تھا اس کی اس بات پہ۔

تم نہیں جانتی تم میرے لیے کیا ہو۔۔۔؟؟ ایک قیمتی۔۔اثاثہ ہو۔۔۔! جسے میں کھونا نہیں چاہتا۔۔۔ تمہاری تکلیف پے مجھے درد ہوتا ہے۔۔۔امل۔۔۔! وہ اسے بانہوں کے حصار میں لیے۔آج اپنے دل کی باتیں اس سے شئیر کر رہا تھا۔

اس کے الفاظ امل پے پھوار بن کے برس رہے تھے۔اسکے اندر گونا سکون آرہا تھا۔

آج اسے احساس ہو رہا تھا۔کہ صرف وہی نہیں عشق کی مسافر۔۔۔شہروز بھی اس عشق میں اسکا ہمراہی ہے۔

اتنا پیار کرتے ہیں مجھ سے۔۔۔؟؟امل نے خوشگوار حیرت سے پوچھا۔

معلوم نہیں۔۔۔!کچھ پل کے توقف پے آنکھوں میں محبت کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو امل پے واضح کرتا۔لفظوں کے اظہار میں پھر سے کنجوسی کر گیا۔

جبکہ امل اسکی نظروں سے گھبرا کے سر جھکا گئی۔

شہروز۔۔۔! میری خواہش ہے۔۔۔ کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر پے زوجیت میں آپ کا نام۔۔۔۔؟

ابھی اسکی بات بھی پوری نہ ہو پائی تھی۔ کہ شہروز پوری شدت سے اسکے ہونٹوں پے پوری شدت سے جھکا۔

اور یہ شدت بھرا لمس۔۔ پہلی بار اس نے محسوس کیا کہ پورے وجود سے لرز گ ئی۔

آج سے پہلے کبھی شہروز اس کے نہ ہی قریب آیا۔ اور نہ ہی کوئی محبت بھرے بول بولے۔۔ اور آج وہ لفظوں کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنے عمل سے بھی اپنی محبت کی شدت ثابت کر گیا۔

آئی ندہ۔۔۔ مرنے کی بات مت کرنا۔۔امل۔۔۔! تمہیں جینا ہے۔۔ میرے لیے۔۔ ہمارے لیے۔۔۔۔! شہروز نے جذب کے عالم میں کہا۔ تو امل نظریں جھکاتی اسکے سینے میں منہ چھپا گ ئی۔

اسکے بالوں پے اپنے لب رکھتے وہ اسے ریلیکس کرنے لگا۔ دھیرے دھیرے وہ واپس اپنے خول میں بند ہونے لگا تھا۔

میں امامہ سے بات کرتا ہوں۔۔ اس سے ڈریس لے کے آتا ہوں۔۔ تم چینج کر کے باہر نکلنا۔۔۔! شہروز نے اسکی حالت دیکھتے اٹھتے ہوئے سنجیدہ انداز میں کہا۔

شہروز۔۔۔! مانا۔۔۔ کیا سوچے گی۔۔؟؟ امل گھبرائی۔

ڈونٹ وری۔۔۔! یہ میرا مس ئی لہ ہے۔۔۔! اسکی کلائی یوں کے زخم پے نظر ڈالتا وہ کچھ دیر بعد فرسٹ ایڈ باکس بھی ساتھ لے آیا تھا۔

مانا نے کچھ کہا نہیں۔۔۔؟؟آئی مین پوچھا نہیں۔۔؟؟اور مما۔۔۔؟؟؟

شہروز اسکے زخموں پے مرہم رکھ رہا تھا۔جبکہ وہ امامہ کے کپڑے دیکھتی پوچھ بیٹھی۔

پھوپھو کچن میں ہیں۔۔کام دیکھ رہی ہیں۔اور مانا کو بول دیا ہے۔کہ پھوپھو تمہارا پوچھیں۔تو کہہ دے۔۔کہ تم سو رہی ہو۔۔۔!اسکی جانب سنجیدہ نظروں سے دیکھتے کہا۔

میں۔۔۔چینج کر لوں۔۔؟؟؟اسکی نظروں کی گہرائی سے گھبراتے امل نے منمناتے ہوئے کہا۔

ہممممم۔۔۔۔شہروز فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کے باہر نکل گیا۔

جبکہ امل سے آج اپنا دل ہی نہیں سنبھالا جا رہا تھا۔ شہروز کی اتنی سی قربت پے اسکا یہ حال تھا۔ سوچتے ہوئے بار بار دل دھڑکے جا رہا تھا۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

اب تو کھول دو میرے ہاتھ۔۔۔؟؟؟ رخسار صبح سے کرسی پے بندی ہوئی تھی۔ اووہ تو اسے باندھ کے اسکی تصویریں بنا کے صبح کا غائب اب واپس لوٹا تھا۔

رخسار کو اب اپنے اوپر ترس اور سامنے والے پے غصہ آ رہا تھا۔

ہمم۔۔۔ کھول دیتا ہوں۔۔ پہلے یہ تو دیکھو۔۔۔! تمہارے بھیا کا نکاح۔۔۔! آج ہی ہوا ہے۔۔۔ تازہ تازہ تصویریں ہیں۔۔۔! ماسک کے پیچھے چھپی اسکی گہری کالی آنکھوں سے اکثر رخسار کو خوف آتا تھا۔

موبائل اسکرین پہ ازہان کو دلہا بنا دیکھ رخسار کو سمجھ نہ آیا کہ کیا ری ایکٹ کرے۔۔؟؟

وہ گھر سے غائب تھی۔اور اس کا بھائی شادی کی خوشیاں منا رہا تھا۔اسکی آنکھیں بھیگ سی گئیں۔

ارررے۔۔۔رونا آگیا۔۔۔؟؟رخسار خانزادہ کو۔۔۔رونا آگیا۔۔؟؟تمسخر اڑایا۔

یہ رونا۔۔۔؟؟اب تمہارا مقدر ہے۔۔رخسار خانزادہ۔۔۔!اب تم روز تڑپو گی۔۔۔روز ایک نیا زخم۔۔دوں گا تمہیں۔

جھٹکے سے اسکے بازو کو کھولتا وہ نفرت سے بولا تھا۔

رخسار نے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کیے۔

تم جیسے گھٹیا انسان سے اور توقع بھی کیا کی جاسکتی ہے۔۔؟؟

تم نے ابھی میرا گھٹیا پن دیکھا کہاں ہے۔۔؟؟ڈیول نے اسے بالوں سے جکڑا۔ اور اسکا چہرہ اوپر کی طرف کرتا اس کے چہرے پے اپنی گرم سانسیں چھوڑتا وہ پھنکارا تھا۔۔

ایک پل کو تو رخسار کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزا۔

لیکن اگلے لمحے اسکے چہرے پے نفرت رقم تھی۔

تم جو مرضی کرلو۔۔۔ تم مجھے میرے گھر والوں کے خلاف نہیں کر سکتے۔۔یہ سب جھوٹ ہے۔۔ سمجھے تم۔۔۔! نہیں ہے مجھے تم پہ یقین۔۔۔! رخسار تو پھٹ ہی پڑی تھی۔

کچھ زیادہ ہی پر پرزے نکل رہے ہیں۔۔۔ لگتا ہے۔۔۔ کچھ دن بھوکا ہی رکھنا پڑے گا تمہیں۔۔ خود ہی عقل ٹھکانے آجائے گی۔

ڈیول نے اسے جھٹکے سے پیچھے دھکیلا۔اور باہر نکلتا دروازہ لاک کرگیا۔

جبکہ رخسار کے خاموش آنسو اور تیز رفتار سے بہنے لگے تھے۔

وہ بمشکل آنکھیں بند کرتا سونے کے لیے لیٹا تھا۔ کہ اسکی آنکھوں کے سامنے دو حنائی ہاتھ اپنا عکس دیکھا گ ئے۔اس نے فوراً اپنی آنکھیں کھولیں۔میں کیوں اسے سوچنے لگا ہوں۔۔۔؟؟

ازہان کو اس طرح سے اپنا آپ اس لڑکی کے بارے میں سوچنا بہت برا لگ رہا تھا۔

سگریٹ نکال کے وہ بالکونی میں آ گیا تھا۔

نظر نیچے گارڈن کی جانب گ ئی تو بے اختیار رخسار یاد آگ ئی۔

گارڈن کا جھولا دیکھتے وہ ماضی میں کھونے لگا۔

کتنے شوق سے رخسار نے وہ جھولا بنوایا تھا۔ لیکن۔۔۔اب وہ جھولا خالی تھا۔

وہ ہر ممکن کوشش کر چکا تھا۔ لیکن۔۔ کہیں سے بھی رخسار کا پتہ نہ چل سکا تھا۔

اب تھک ہار وہ اس کڈ نیپر کی ساری شرائط پوری کر کے ہی رخسار کو واپس لا سکتا تھا۔

سگریٹ ہاتھ میں پکڑا جل چکا تھا۔ لیکن اسے تکلیف کہاں ہونی تھی۔۔؟؟ اس کے اندر اتنی آگ لگی تھی۔ کہ وہ اندر سے جل چکا تھا۔

فرحت بیگم کو کتنی مشکل سے اس نے سنبھالا ہوا تھا یہ وہی جانتا تھا۔

اب اگلا مرحلہ طے کرنا تھا۔ رخصتی ایک ہفتے بعد تھی۔ اور ازہان کا ارادہ دو دن کے اندر رخصتی کروانا تھا۔ وہ ایک منٹ کی بھی دیری کیے بنا سب کچھ جلد از جلد

کر کے رخسار کو واپس لانا چاہتا تھا۔اور نہیں چاہتا تھا۔کہ یہ بات کسی اور کو پتہ چلے۔

ہر ممکن طریقے سے وہ اب تک اس بات کو چھپائے ہوئے تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

اللہ کا واسطہ ہے۔۔ چھوڑ دو مجھے۔۔۔۔! غلطی ہو گ ئی ہے مجھ سے۔۔۔ آئی ندہ نہیں کروں گا۔۔۔وہ شخص بری حالت میں زمین پے گرا ہوا تھا۔اس کا انگ انگ دکھ رہا تھا۔بہت بری طرح اسے زدو کوب کیا گیا تھا۔کہ اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

بہروز چی ئی رگھسیٹتا ہوا اسکے پاس بیٹھا۔

وہ شخص بری طرح سہما۔

معاف کر دو۔۔۔میں ہوش میں نہیں تھا۔۔نشے میں تھا۔

بہروز نے ایک تیز دھار آلہ ہاتھ میں پکڑا تھا۔جسے دیکھ وہ اور زیادہ ڈر گیا۔

بہروز نے اپنے بندے کو دیکھا۔تو اس نے فوراً اس شخص کے دونوں ہاتھ پکڑ کے ٹیبل پے رکھے۔

ننننہیں۔۔۔نہیں۔۔۔اللہ کا واسطہ ہے۔۔معاف کر دو۔۔۔وہ رو رہا تھا چلا رہا تھا۔

بابا۔۔۔!وہ انکل بہت گندے تھے۔۔انہوں نے مجھے تھپڑ مارا۔۔۔

مارخ کی آواز کانوں سے ٹکرائی تو بہروز نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔اور تیز دھار آلہ ہوا میں بلند کیا۔

وہ شخص فرقان چینخا چلایا۔معافی مانگی۔لیکن بہروز کو ترس نہ آیا۔اور اسکی کلائی پے تیز دھار آلہ چلادیا۔اسکا ہاتھ کلائی سے الگ ہو گیا۔وہ درد سے چینخ رہا تھا۔رو رہا تھا۔اب اسکے دوسرے ہاتھ کی باری تھی۔

ننننہیں۔۔۔نہیں۔۔چھوڑ دو۔۔مجھے۔۔۔اللہ کا واسطہ ہے۔۔۔تمہیں۔۔چھوڑ دو مجھے۔۔۔رحم کرو۔۔۔!

اس بار وہ آلہ اسکی کلائی پے جا تارک گیا تھا۔

بہروز نے آلہ دور پھینکا۔اور اٹھتے ہوئے غرایا۔

جاؤ ۔۔اللہ کی خاطر بخشا تمہیں ۔۔ لیکن اگر آج کے بعد کسی لڑکی ۔۔ یا بچی کی طرف گندی نظر سے بھی دیکھا ۔ تو ۔۔۔ دوسری سانس بھی نہیں لے پاؤ گے ۔۔۔ یاد رکھنا ۔۔۔ اس کے چہرے پے پھنکارتا بہروز وہاں سے جا چکا تھا ۔

اسکے آدمیوں نے اس شخص کو وہاں سے کھولا ۔ اور اسے ہاسپٹل لے گ ئے ۔

دو دن بعد ۔۔۔ ؟؟ ابھی تو نکاح ہوا ہے ۔۔ رخصتی کی اتنی جلدی کیوں ہے انہیں ۔۔۔ ؟؟

بہروز کی بات پے شہروز کا پھر سے غصہ عود کر آیا ۔

امامہ امانت ہے انکی۔۔۔دو دن پہلے کیا اور دو دن بعد کیا۔۔؟؟اگر وہ چاہتے ہیں۔۔تو کر دیتے ہیں۔۔اللہ بہتر کرے گا۔

بہروز نے سرسری انداز میں کہا۔اور چائے کا کپ لیے وہیں صوفے پے بیٹھ گ ئے۔

شہروز نے ایک نظر زرقا بھابھی کو دیکھا۔وہ کندھے اچکا گ ئی یں۔کہ میرے بس میں کچھ نہیں۔۔۔

لیکن۔۔۔آپ پھر میری شادی کو پوسٹ پون کر دیں۔۔!شہروز نے حتمی فیصلہ سنایا۔پھوپھو ریڈی ہیں۔۔جب انہیں کوئی اعتراض نہیں۔۔تو شہروز کیا مس ئی لہ ہے۔۔؟؟کیوں پرابلمز۔کری ایٹ کر رہے ہو۔۔۔؟؟

بہروز حاکم کو غصہ آنے لگا۔

شہروز نے لب بھینچے۔اور وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

بہروز نے پہلو بدلا۔

آپ کیوں شہروز پے غصہ ہو رہے ہیں۔۔۔! پتہ تو ہے آپ کو۔۔۔ تھوڑا غصہ والا ہے۔۔۔

زرقا نے معاملہ رفع دفع کرنا چاہا۔

بہروز نے چائے کا سپ لیتے سر جھٹکا۔

آپ تیاری کر لیں۔جو جو لینا ہے۔لے لیں۔باقی کے سب انتظامات میں خود دیکھ لوں گا۔

اور ہاں۔۔۔ یہ امامہ کو دے دیجیے گا۔۔۔! ایک چیک زرقا کی جانب بڑھایا۔

یہ۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔۔؟؟؟ زرقا حیران ہوئی۔

حق مہر۔۔۔! ازہان خانزادہ نے بھیجوادیا ہے۔۔ اب بھی انداز سرسری سا تھا۔

اتنا زیادہ حق مہر۔۔۔؟؟ زرقا حیران ہوئی۔

ہممم۔۔۔۔ بہروز نے مزید تبصرہ نہ کیا۔

جبکہ دس کروڑ کا چیک لیتے امامہ کے ہاتھ ضرور کانپے تھے۔

بھابھی۔۔۔! یہ اتنا بڑا اماؤنٹ کیوں دیا گیا۔۔۔؟؟ آپ نے منع کرنا تھا۔۔یہ لے جائی یں۔۔ ہمیں نہیں چاہیے۔

امامہ نے لینے سے انکار کر دیا۔

مانا۔! یہ انہوں نے اپنی خوشی سے دی ئے ہیں۔۔۔

لیکن۔۔ ہمیں نہیں چاہی ئی یں۔۔ آپ رکھ لیں۔۔ یا بھائی کو دے دیں۔

امامہ پھر بھی نہ مانی۔

مانا۔۔ حق مہر۔۔ لڑکی کا حق ہوتا ہے۔۔ کسی اور کا نہیں۔۔ اسلیے۔۔ یہ آپ رکھو۔۔ جب رخصتی ہو جائے تو اپنے شوہر سے بات کرنا۔۔ جو وہ کہے وہی کرنا۔۔! اوکے۔۔ میں آتی ہوں۔۔۔!

امامہ کو مشکل میں ڈال کے وہ جا چکی تھیں۔

امامہ چیک ہاتھ میں لیے گہری سوچ میں پڑ گ ئی۔

اتنا زیادہ حق مہر کیوں دے دیا۔۔۔؟ امامہ کو نکاح کا وقت یاد آ گیا۔

دل میں گدگدی سی ہوئی۔ سر جھٹک کے وہ اٹھی۔اور نماز ادا کرنے کے لیے وضو بنانے چلی گ ئی۔

یہ لو۔۔۔!

حارث نے کھانا اسکے پاس لا کے رکھا۔ وہ اسے ایک رات اور پورا دن بھوکا رکھنے کے بعد اب اسکے پاس کھانا لے کے آیا تھا۔ وہ زمین پے پڑی آنسوؤں سے تر چہرہ لیے اسے دیکھنے لگی۔

دھیرے سے اٹھ کے بیٹھی۔ جی تو چاہا کہ پرے دھکیل دے۔ لیکن اسے ماں نے کھانے کی بے حرمتی کرنا نہیں سکھایا تھا۔

خاموشی سے ٹرے اپنی طرف کھسکائی اور لرزتے ہاتھوں سے کھانا شروع کیا۔

حارث وہیں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھا اسے دیکھنے لگا۔

وہ چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کے منہ میں ڈال رہی تھی۔ بنا اسکی جانب ایک نظر ڈالے۔

حارث کو آج وہ پہلے سے کمزور لگی تھی۔

اسکی ضرورت کا سارا اسامان وہ یہاں رکھ چکا تھا۔ لیکن مرمر کے وہ کسی بھی چیز کو ہاتھ لگاتی۔ بس دو دن بعد ہی کپڑے بدلتی۔ یا اسی طرح اجاڑ حالت پے پڑی رہتی۔

ایک دم سے نوالہ حلق میں پھسا تو وہ بری طرح کھانسنے لگی۔

حارث نے آگے بڑھ کے پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگایا۔

رخسار کی آنکھیں پانیوں سے بھر گ ئی تھیں۔

حارث کی آنکھوں میں اسکے لیے فکر مندی تھی۔

رخسار نے نظریں چرائی یں۔اور سر جھٹک کے واپس کھانا کھانے لگی۔حارث بھی پیچھے ہو گیا۔

کل تمہارا بھائی تمہاری بھابھی کو رخصت کر کے گھر لا رہا ہے۔۔۔۔!حارث نے اسے بتاتے اسکے کے چہرے کو جانچا۔

لیکن وہ بے تاثر ہی رہا۔

کافی خوش ہیں وہ لوگ۔۔۔!جن سے تمہارا بھائی رشتہ جوڑ رہا ہے۔۔۔

حاکم۔۔فیملی۔۔۔!بہروز حاکم کی اکلوتی بہن۔۔امامہ حاکم۔۔۔

اچانک سے رخسار کے ہاتھوں کو بریک لگی۔۔۔!

امامہ حاکم۔۔۔؟؟؟نام۔۔؟؟اس نے سنا تھا۔۔! نہیں۔۔۔وہ نام۔۔ہی نہیں۔۔وہ لڑکی بھی اس نے دیکھی تھی۔

اسکی یونی کی سب سے ہونہار۔۔اور خوب صورت پردہ دار لڑکی۔۔۔اسکی بھائی کی بیوی۔۔؟؟

لیکن۔۔امامہ حاکم سے اسکی کبھی نہیں بنی تھی۔۔ گزرا ماضی اسے یاد آنے لگا تھا۔

امامہ حاکم کا چہرہ اسکے دماغ کے پردے پے چھانے لگا۔

اس نے کھانا چھوڑ دیا تھا۔آنسو چہرے کو بھگو رہے تھے۔

تم۔۔۔؟؟؟رو رہی ہو۔۔؟؟حارث کو اسکا رونا۔۔ نظر آ گیا تھا۔۔ لیکن لہجہ طنز سے بھرپور تھا۔

رخسار نے سر جھٹکا۔آنسو صاف کیے۔اور کھانے کو پیچھے کرتی بستر پے پیچھے ہو کے لیٹتی رخ پھیر گ ئی۔

بہت دکھ ہو رہا ہو گا۔۔۔ہیں ناں۔۔۔؟؟

حارث شاہ کے الفاظ پے وہ اسے پل بھر کو مڑ کے دیکھنے لگی۔

تمہارا کیا فائی دہ ہے اس سب میں۔۔؟میں تو یہ سوچ رہی ہوں۔۔۔اس سب سے تمہیں کیا ملے گا۔۔۔؟؟

اب کی بار حارث شاہ اسکی روئی آنکھوں کو دیکھتا چپ ہی ہو گیا۔

سکون۔۔۔! یک لفظی جواب پے رخسار نے نفی میں گردن ہلائی اور پھر سے رخ پھیر گئی۔

حارث وہاں سے پلٹ گیا۔اسے رخسار کو تکلیف میں دیکھ خود کو بھی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔اور ایسا کیوں تھا۔۔؟؟؟وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

اسکا دل بے چین تھا۔وہ ریوالونگ چی ئی رپے بیٹھا۔ماسک ہٹا گیا تھا۔وہ انتہائی خوب صورت اور دلکش مرد تھا۔اسکی گہری کالی آنکھیں اسکے حسن کو مزید دلکشی بخشتی تھیں۔بہت سی لڑکیاں اس پے اپنی جان نچھاور کرنے کو تیار تھیں۔لیکن آج تک اس نے کبھی کسی لڑکی کو اپنے قریب نہیں آنے دیا تھا۔

اور اب وہ خود رخسار سے قریب ہو رہا تھا۔اس کا دل اسکے لیے مچل رہا تھا۔وہ اسے ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھنے کا دل کر رہا تھا۔لیکن۔۔وہ اپنی اس سوچ کو

عملی جامہ نہیں پہنا سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ یہ ناممکن ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ صرف ایک شخص تھا۔ جو یہ ناممکن۔۔۔ ممکن بنا سکتا تھا۔ اور وہ جانتا تھا۔ وہ شخص کون تھا۔۔! لیکن ابھی وہ خود بھی خاموش تھا۔ ابھی پہلا مقصد اسکا کچھ اور تھا۔ اور اپنے جذبات سے تو وہ خود بھی ابھی ناواقف تھا۔ بڑا قدم کیسے اٹھا لیتا۔۔؟؟

ممّا۔۔۔! مجھے۔۔ ڈر لگ رہا ہے۔۔۔! نادیہ بیگم کی طرف مڑ کے کہتی وہ بہت معصوم لگ رہی تھی۔

آج ان کی بیٹی دلہن بنی تھی۔ برسوں کا ارمان انکا آج پورا ہونے جا رہا تھا۔

امل۔۔!بیٹا۔۔کیوں؟کیساڈرنا۔۔؟؟شہروزاتنااچھاہے۔۔اورآپ سے کتناپیار کرتاہے۔۔۔اورامامہ بھی توہے۔۔اسکے نصیب دیکھواللہ نے کیسے لکھے۔چٹ منگنی پٹ شادی والاحساب ہواہے اسکے ساتھ۔

مما۔۔۔!چٹ منگنی۔۔پٹ شادی نہیں۔۔۔چٹ نکاح پٹ رخصتی۔۔۔اپنی نتھ سے الجھتی وہ ماں کے الفاظ کی تصیح کرے لگی۔تونادیہ بیگم مسکرادیں۔

چلواب۔۔جلدی کرو۔۔۔بارات آنے والی ہوگی۔

آپ کی رخصتی کے بعدامامہ کی بارات آئے گی۔

امل کونادیہ بیگم گھرسے ہی چندرشتہ داروں کی موجودگی میں رخصت کررہی تھیں۔اوراسکی رخصتی کے لیے شہروزحاکم بہروزحاکم زرقااورچندب ایک

معزز لوگوں کے ساتھ رخصتی کے لیے آرہے تھے۔امل کو رخصت کروا کے وہ امامہ کی بارات کا ویلکم کرنے کا پلان کر چکے تھے۔جو شام کو آنا تھی۔۔

شہروز حاکم اور امل کا نکاح تو ہو چکا تھا۔بس رخصتی ہی باقی تھی۔

آج وہ بھی اللہ کے کرم سے ہو رہی تھی۔

گھونگھٹ نکالے وہ شہروز حاکم کے سنگ آبیٹھی۔دل اسکا بہت دھڑک رہا تھا۔وہ بہت نروس ہو رہی تھی۔اسکا لرزتا وجود شہروز حاکم سے چھپا نہ رہ سکا۔ایک دھیمی مسکان نے اسکے لبوں کو چھوا تھا۔

امل کے بابا کی ڈیتھ اس کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔۔نادیہ بیگم نے اسے اکیلے ہی پالا تھا۔اور بہروز حاکم کی خواہش پے ہی شہروز کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا۔اب یہ بہروز حاکم کی خواہش تھی یا در پردہ شہروز کی۔۔یہ تو وہ نہیں جانتی

تھیں۔ لیکن امل اور شہروز کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے پسندیدگی وہ دیکھ چکی تھیں۔اس لیے کوئی اعتراض نہ کیا۔

رخصتی کے لمحے امل کا سارا حوصلہ جواب دے گیا۔

ماں سے گلے لگتے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

نادیہ بیگم نے اسے سہارا دے کے اٹھایا۔ بمشکل وہ اٹھ تو گ ئی لیکن ۔۔اس سے ایک قدم بھی چلا نہ گیا۔ماں کے ساتھ لگی۔وہ قدم اٹھاتی تو قدم من من بھاری محسوس ہوتے۔وہ وہیں ٹک گ ئی۔

کیاہوا۔۔؟؟امل۔۔؟؟اسٹیج سے نیچے اترو۔۔۔!نادیہ بیگم نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔تو وہ دھیرے سے قدم آگے بڑھا گ ئی۔ لیکن اگلے ہی پل لڑکھڑا

گ ئی۔ شہروز نے فوراً اسکا ہاتھ تھاما۔ اسکا ہاتھ ٹھنڈا برف ہو رہا تھا۔ شہروز کے ماتھے پہ بل پڑے۔

شاید وہ گھبرا رہی تھی۔ لیکن کیوں۔۔؟؟ شہروز کو سبکی سی ہوئی۔

امل۔۔۔! چلو۔۔۔! شہروز اسکے قریب ہوتا سرد لہجے میں بولا۔ وہ جو پہلے ہی ہمت نہیں جٹا پا رہی تھی۔ اسکی سرد آواز پہ مزید سراسیمہ وجود لے کے رہ گ ئی۔

آگے بھی شہروز حاکم تھا۔ ہاتھ پکڑ کے گھسیٹنے والے انداز میں لیے آگے بڑھا تھا۔ اور وہ اسکے ساتھ لڑکھڑاتی ہوئی گھسیٹتی چلی گ ئی۔

شہروز نے گاڑی کے پاس لا کے اسے چھوڑا۔ سبھی آہستہ آہستہ باہر آ رہے تھے۔ اور گاڑیوں میں بیٹھنے لگے تھے۔ کسی نے ان پہ خاص توجہ نہ دی۔

بیٹھو۔۔۔! گاڑی کا بیک دروازہ کھولے وہ بولا کم پھنکار زیادہ تھا۔

مما۔۔۔؟؟ وہ منمنائی۔۔۔

وہ بھی آرہی ہیں۔۔ ساتھ ہی۔ بیٹھو اب۔۔۔! شہروز کی سخت آواز پے وہ بنا ایک پل کی دیری کیے فوراً سے گاڑی میں بیٹھ گ ئی۔

وہ شہروز جو اس دن اس نے دیکھا تھا۔ وہ تو اسے بعد میں کہیں بھی نظر نہ آیا تھا۔ اور وہ سمجھ رہی تھی۔ شہروز میں اس دن یا تو کوئی بھوت آگیا تھا۔ یا اس دن بھوت نکل گیا تھا۔ اب پھر سے کوئی بھوت سوار ہو گیا تھا۔

وہ اسی لیے بہت گھبرائی ہوئی تھی۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ اس کے ساتھ زرقا بھابھی آ کے بیٹھی تھی۔ اور ماہ رخ تھی۔ زرقا بھابھی کے بیٹھنے پے اسے حوصلہ ہوا تھا۔ جبکہ اسکی مما دوسری گاڑی میں تھیں۔

حسکم ولا پہنچتے ہی امل کا پر تپاک استقبال کیا گیا۔

پھولوں کی تو بارش ہی برسادی تھی۔

امل کے چہرے پے مسکان سی سجی۔

شہروز کے ساتھ ایک ایک قدم اٹھاتی اب وہ بہت حوصلے سے آگے بڑھ رہی تھی۔

یہ اسکا گھر تھا۔ اسکا۔۔ اسکے شوہر کا۔۔ اسکا اپنا گھر۔۔ جہاں اب وہ ہمیشہ رہنے والی تھی۔

اس سوچ نے اسکے لبوں پے مسکان سجادی تھی۔ بڑے ہال کے بیچوں بیچ چھوٹا سا لیکن بہت ہی خوبصورت اسٹیج سجایا گیا تھا۔

اسا جی چاہا گھونگھٹ الٹ کے سب کچھ ٹھیک سے دیکھے۔ لیکن جالی دار دوپٹے کو وہ ہٹا نہ سکی۔ شہروز کے سختی سے آرڈرز تھے۔ کہ وہ گھونگھٹ میں ہی رہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ کوئی بھی اسکی بیوی کا حسین روپ دیکھے۔ وہ سب سے پہلے خود دیکھنا چاہتا تھا۔ اور سب سے آخر میں بھی خود۔

ہاں البتہ خواتین نے گھوگھٹ میں ہی اسے مٹھائی کھلا کے رسمیں ادا کیں اور اسکو دیکھتے تعریفوں کے پل باندھتی رہیں۔ وہ شرماتی لجاتی رہی۔ کچھ ہی دیر میں سبھی رشتہ دار شادی ہال کے لیے نکل گ ئے۔

بہروز کے کہنے پہ امل اور شہروز نے بی شامل ہونا تھا۔ لیکن شہرز کچھ دیر بعد جوائن کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے امل کو شہروز کے روم میں پہنچادیا گیا۔

تیاریاں مکمل کرتے زرقا شہروز کے ساتھ امامہ کو لینے چلی گ ئی۔ باقی سب بھی شادی ہال کی جانب گامزن ہوئے البتہ گھر کی ملازمائیں گھر پہ ہی تھیں۔ زرقا شبنم کو سارا کام سونپتی اور پھوپھو زرینہ وہ بھی طبعیت خرابی کی وجہ سے گھر پے رکیں تھیں۔ امامہ ان سے مل کے گ ئی تھی۔ امل۔ کا مکمل خیال رکھنے کے لیے وہ گھر پے ہی وجود تھیں۔ وہ اسکی خالہ تھیں۔ اسکی ماما کی بڑی بہن۔

انکا بیٹا فرقان۔ اپنے یونی کے دوستوں کے ساتھ کاغان ناران گیا ہوا تھا۔ اسکا پندرہ روزہ ٹرپ۔ تھا۔ اس لیے گھر میں اچانک سے امامہ کی شادی کی اسے خبر ہی نہ ہوئی۔ ورنہ ضرور کوئی نہ کوئی سازش کرتا۔

امامہ کو زرقا بھابھی کے ساتھ شافی ہال چھوڑتا وہ گھر آیا تھا۔

ابھی بارات پہنچنے میں وقت تھا۔اور وہ بارات سے پہلے امل کو لے کے پہنچ جاتا۔
اس نے ٹائی منگ نوٹ کی ہوئی تھی۔

فریش ہونے کے لیے وہ روم میں آیا۔

اسے لگا محترمہ مسز امل شہروز صاحبہ لجائی سی گھبرائی سی گھونگھٹ نکالے بیٹھی ہوں گی۔

لیکن وہاں تو سین ہی الٹا تھا۔

کمرے میں اندھیرا تھا۔لیکن روشنی تھی۔ناں۔۔ایل ای ڈی کی۔

مسز امل شہروز جو مزے سے پورے بستر پے وہ براجمان بیٹھیں ایل ای ڈی آن کیے کوئی ترکش رومینٹک ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔ ساتھ میں کولڈ ڈرنک اور لیز سے مزے سے پورا پورا انصاف کیا جا رہا تھا۔

لیز کا پیکٹ ختم ہوا۔ تو پاس پڑا ایک اور پیکٹ اٹھایا۔ اور اسے کھولا نہیں۔ بلکہ پٹاخہ بنا کے اسے پھاڑا۔ جہاں سے پھٹا وہیں سے چاک کرتی وہ مسکراتی لیز کو منہ میں رکھے انجوائے کرتی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔

اسکا دھیان ہی کہاں تھا۔ کہ کوئی بہت ہی فرصت سے اسے دیکھ رہا ہے۔۔! بھی ڈرامے کا ڈراپ سین ہوا۔

اوہ شٹ۔۔۔! یہ ڈرامہ والے بھی ناں۔۔ جب بھی کوئی اچھا سین آتا ہے۔ ویں اینڈ کر دیتے ہیں۔۔ فضول ہی ہیں۔۔

ہاتھ مار کے بستر پے اب وہ ایک او پیکٹ کھولتے ساتھ میں منہ بناتے ہوئے اونچی آواز میں ڈرامے پے تبصرہ بھی کر رہی تھی۔

شہروز نے اس پے سے بنا نظریں ہٹائے۔لائیٹ آن کی۔

اچانک سے لائیٹ آن ہونے پے امل کو اچھنبا ہوا۔

لائیٹ کو دیکھتی ساتھ ہی نظر دراز کے آگے ایستادہ شہروز پے پڑی۔وہ جو پھر سے لیز کا پیکٹ پٹاخہ بجا کے کھولنے والی تھی۔ہاتھ وہیں رک گئے تھے۔نیچے کارپٹ پے گرے لیز کے ان گنت پیکٹ کو دیکھتا شہروز اپنا غصہ ضبط کر گیا۔جب امل کی نظر پڑی تو فوراً سے نیچے اترتے جھک کے سارے خالی پیکٹ اٹھائے۔اعر دروازے کے پاس پڑی ڈسٹ بین میں ڈالے۔

جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو۔۔۔کاورد بھی ساتھ ساتھ جاری رکھا ہوا تھا۔

بستر پے پھیلے ڈھیر سارے لیز کے پیکٹس کو کانپتے ہوئ ے اٹھاتے دراز میں گھسایا۔اور کولڈ ڈرنکس ساری بوتلز کو ایک طرف دراز کے اوپر سجا دیا۔

اب ہاتھ جھاڑتی وہ شہروز کی جانب مڑی تھی۔وہ مسکرانا چاہتی تھی۔لیکن شہروز کی سخت غصیلی نظریں دیکھ وہ سر جھکا گ ئی۔

بچپنا کب چھوڑو گی۔۔۔؟؟ میچورٹی کیوں نہیں آتی تم میں۔۔؟؟ یہ
سب۔۔۔؟؟ کیا تھا۔۔۔؟؟ شہروز اسکے پاس آیا۔تو وہ انہی قدموں پے ڈر کے مارے پیچھے ہٹی۔

سوری۔۔۔۔وہ بحث کر کے اپنی شامت نہیں بلوانا چاہتی تھی۔اسلیے جھٹ سے معافی مانگ لی۔

اسکے قریب ہوتے شہروز کے قدم تھمے تھے۔وہ بہت معصوم تھی۔اور شہروز کو وہ معصوم ہی اچھی لگتی تھی۔لیکن آج وہ جو تھوڑا بہت رومینٹک ہونے کا سوچ رہا تھا۔امل نے اسکے موڈ کا سارا بیڑا غرق کر دیا تھا۔وہ جو گھونگھٹ اٹھا کے اسے منہ دکھائی دینے آیا تھا۔اسے اس حال میں دیکھ ارادہ بدل گیا۔

جاؤ۔۔جا کے چینج کر کے آؤ۔۔امامہ کی بارات آنے والی ہو گی۔

شہروز نے اسکے حسین سراپے سے بمشکل نظریں ہٹائی تے ہوئے کہا۔

جبکہ امل کا ایسا حال تھا۔کہ چھپاک سے وہاں سے غائب ہوئی تھی۔اتنی جلدی جان بخشی پے وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔

خود بھی وہ ڈرائسنگ روم میں جاتا کمفرٹیبل ڈریس اپ ہوتا باہر آیا تھا۔امل ابھی بھی باہر نہیں نکلی تھی۔گھڑی پے ٹائم ایک بار پھر سے دیکھا۔

امل جلدی کرو۔۔دیر ہو رہی ہے۔باہر سے آوازیں دیتا وہ بالوں کو سنوارنے لگا۔

باتھ روم کا دروازہ زرا سا کھلا۔اور امل۔میڈم نے سر باہر نکالا۔کیا کروں۔۔؟؟ یہ پیچھے زیپ ہی نہیں کھل رہی۔۔اتنی دیر سے۔۔۔لگی ہوں۔۔توڑ دوں۔۔۔؟کہتے ساتھ ہی مشورہ بھی مانگا۔

شہروز نے اسکی بات پے دانت پیستے اسے دیکھا۔اور اسکی جانب بڑھا۔وہ گھبرا گئی۔فوراً پلٹتے دروزہ بند کرنا چاہا لیکن دیر ہو چکی تھی۔شہرز اس تک پہنچ گیا تھا۔

بیک سے اسکی زپ کو نیچے کی طرف کرتا وہ اسکولرزا گیا تھا۔امل اسکے ہاتھوں کے گرم لمس کو اپنی بیک پے محسوس کرتی آنکھیں بند کرگئی تھی۔

جاؤ۔۔اور چینج کرو۔

اس کے کان میں دھیرے سے سرگوشی کرتا وہ پیچھے ہٹ گیا تھا۔امل نے فوراً سے دروازہ لاک کیا۔جبکہ وہ سر جھٹکتا باہر زرینہ پھوپھو کے پاس آگیا۔جو آج بہت چپ چپ سی تھیں۔

کیاہوا۔؟؟اداس ہیں۔۔؟؟انکا ہاتھ تھامے پوچھا۔

ان کی آنکھیں بھیگ گ ئی یں۔

بیٹا۔۔اداسی تو آہی جاتی ہے۔اچانک سے ہماری امامہ کا رشتہ آیا۔اور وہ پرائی بھی ہوگ ئی۔۔۔پتہ ہی نہ چلا۔۔۔اس کے بنا یہ گھر کتنا سونا سونا ہو جائے گا۔

زرینہ پھپو کی آنکھیں بھیگتی جارہی تھیں۔

پھپو۔۔۔اس اچانک رخصتی سے میں بھی خوش نہیں۔۔۔لیکن۔۔بھیا کے آگے کسی کی کبھی نہیں چلی۔شہروز بھی دلبرداشتہ ہوا۔

بس بیٹا۔۔۔اللہ سے امامہ کے اچھے نصیب کی دعاکرتے رہنا۔اللہ اسے ہمیشہ اپنے گھر میں خوش باش رکھے۔آمین۔

آمین آمین۔۔۔۔شہروز نے بھی دل سے کہا۔

چلیں۔۔۔؟؟وہ سیڑھیاں اترتی نیچے آئی۔اسکی پرپل کلر کی لانگ میکسی اور کامدار دوپٹے میں وہ ایک اپسراہی لگ رہی تھی۔اس نے میک اپ ریموو نہیں کیا تھا۔بس ہیوی جیولری اتار کے لائیٹ سی جیولری پہنی تھی۔اور لہنگے کی جگہ میکسی نے لے لی تھی۔

البتہ ایک بہت بڑی شال اپنے گرد لپیٹ رکھی تھی۔ جس نے شہروز کو پر سکون رکھا۔

او کے پھوپھو۔۔ ہم آتے ہیں۔۔۔! وہ اٹھتے ہوئے پھوپھو سے دعائیں لیتا باہر کی طرف بڑھا۔ تو امل نے بھی پھوپھو سے آگے ہوتے دعائیں لیں۔

جاؤ۔۔اللہ کے حوالے میرے بچو۔۔۔! انہوں نے امل کا ماتھا پیار سے چومتے انکو دعائیں دیں۔ وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے شادی ہال کی جانب گامزن ہوئے۔ جبکہ سیکیورٹی گارڈ کی دو گاڑیاں ایک آگے اور ایک پیچھے ان کے ساتھ تھیں۔

سارے راستے خاموشی رہی۔ دونوں میں سے ایک نے بھی بات کرنے میں پہل نہ کی۔ اور راستہ یونہی تمام ہوا۔

شہروز اسے لیے اندر کی جانب بڑھا۔رنگ و بوک سیلاب دیکھ ایکبار امل پھر سے گھبرا گئی۔

اسے گیدرنگ سے خوف آتا تھا۔اسکی حالت غیر ہونے لگتی تھی۔ڈھیر سارے لوگوں کو ایک ساتھ دیکھ وہ اپنے آپ میں نہیں رہتی تھی اب بھی اس کا یہی حال تھا۔اندر آتے ہی شہروز نے اسے خواتین کی سائیڈ لے جانا چاہا۔تو وہ گھبرا کے اسکا ہاتھ تھام گئی۔

شہروز نے ایک نظر اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔جہاں واضح گھبراہٹ تھی۔اور ماتھے پے پسینے کی چھوٹے چھوٹے قطرے نمودار ہوئے تھے۔

آر یو اوکے۔۔۔؟؟شہروز کو اسکی اچانک بدلتی حالت دیکھ پریشانی ہوئی۔

پلللیززززز۔۔۔یہاں سے۔۔۔چلیں۔۔۔وہ سر جھکائے دھیرے سے بولی۔

شہروز ایک منٹ کی دیری کیے بنا اسے شادی ہال کے بیک پے بنے گارڈن ایریا میں لے آیا۔

کھلی فضا میں سانس لیتی وہ خود کو نارمل۔کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

امل۔۔۔؟؟ٹھیک ہوناں۔۔؟؟؟شہروز کی پریشان آواز سنتی وہ اسکی جانب مڑی۔

جی۔۔۔سوری میری۔۔۔وجہ سے آپ کو۔۔ باہر آنا پڑا۔

وہ سچ میں شرمندہ لگ رہی تھی۔

امل۔ کوئی مس ئی لہ ہے تو مجھے بتاؤ۔۔۔؟؟ شہر وز نے اسکی بات کو نظر انداز کرتے پوچھا۔ تو ایک پل کو وہ چپ ہی ہو گ ئی۔ جو بات آج تک وہ ماں سے بھی چھپاتی آئی تی۔ ب اسے شہر وز کو بتانی پڑ رہی تھی اسکے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔

مجھے۔۔۔ ہجوم سے۔۔۔ خوف آتا ہے۔۔ میں زیادہ لوگوں کے کراؤ ڈ کو برداشت نہیں کر سکتی۔

وہ سر جھکائے ایسے بول رہی تھی۔ جیسے کوئی مجرم اپنے جرم کا اعتراف کر رہا ہو۔۔۔

یہاں دیکھو۔۔۔! شہر وز نے گہرا سانس خارج کرتے اسکی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے اسکا سر اوپر اٹھایا۔ جہاں موٹے موٹے آنسو کسی بھی وقت بہنے کو تیار تھے۔

میں ہوں ناں۔۔ ساتھ۔ پھر۔۔۔؟؟ڈرنا کیسا۔۔۔؟؟گھبرانا کیسا۔۔۔؟؟ ہممم۔۔۔۔؟؟؟شہروز نے اسے اپنے قریب کیا۔

تو امل نے گھبرا کے ارد گرد دیکھا۔جبکہ وہاں کوئی نہیں تھا۔یہ تسلی کرتے وہ شہروز کی جانب متوجہ ہوئی۔آپ کو اندر ہونا چاہیے۔۔ماما کو آپ کی ضرورت ہو گی۔امل کو امامہ کی فکر ہوئی۔

پھر تو اسے اپنی پیاری سی کزن پلس بہن کی بھی ضرورت ہو گی۔۔۔؟؟ہے کہ نہیں۔۔۔؟اسکے انداز میں کہتا وہ مسکرایا۔

میں۔۔۔؟؟؟کیسے۔۔۔؟؟وہ پھر گھبرا گئی۔

میرا ہاتھ تھامو۔۔اور بس مجھے دیکھتی رہو۔۔۔میں تمہیں ماما تک پہنچا دوں گا۔ اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔

شہروز اسکا ہاتھ تھامے ایک پیار بھری نظر اس پے ڈلتا آگے کی جانب دیکھتا شادی ہال کے اندر بڑھ گیا۔جبکہ وہ بنا پلک جھپکے اپنے ساتھ چل رہے اپنے محافظ اپنے مجازی خدا کو دیکھ رہی تھی۔

اور کب وہ اسے لیے برائیڈل روم تک پہنچ گیا۔اسے پتہ ہی نہ چلا۔

اگر دل گھبرائے تو مجھے کال کر دینا۔

اسکی طرف موبائل بڑھاتا وہ اسے پیار سے کہتا جا چکا تھا۔امل اندر امامہ کے پاس گئی۔

آگ ئی یاد ہماری آپ کو۔۔۔؟امامہ نے گھوگھٹ نکالے ناراضی سے کہا۔

تو امل نے آگے بڑھ کے اسے گلے سے لگا یا۔

سوری میری جان۔۔۔!پیار سے کہتی وہ اسکا ماتھا چوم گ ئی۔

ماشاءاللہ...ایسا لگتا ہے۔۔جیسے پرستان سے پری آگ ئی ہو۔۔۔۔!مانا پری۔۔۔!اسکا کھلکھتا اور خوب صورت روپ دیکھ کے امل کو اس پے ٹوٹ کے پیار آیا تھا۔وہ شرما گ ئی۔

یار میں لڑکی ہو کے تم پی فلیٹ ہو گ ئی ہوں۔۔آج دلہا بھیا کا کیا ہو گا۔۔۔؟؟
امل کی باتوں پے وہ سرخ ہوئی تھی۔

اسکا انار جیسا سرخ اور سپید کھلتا رنگ دیکھ وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کی نظر اتار گ ئی تھی۔

وہ کبھی زندگی میں اس قدر تیار نہیں ہوئی تھی۔ ہمیشہ سادہ ہی رہتی تھی۔ سادگی میں بھی اسکا ایک اپ حسن تھا۔ آج تو اس حسن کو دو آتشہ بنا دیا گیا تھا۔

کہ۔ نظر ٹھہر ہی نہیں رہی تھی۔

امل بھی جی بھر کے اسے نہ دیکھ پا رہی تھی۔ کہ کہیں اسکی ہی نظر نہ لگ جائے۔

یا اللہ ہماری مانا کو کبھی کسی کی بری نظر نہ لگے۔ اسے ہمیشہ خوش رکھنا۔

دل ہی دل میں اسکے لیے دعا گو ہوتی اسے اپنے ساتھ لگائی ے اسکی آنکھیں بھیگ گ ئی تھیں۔

اور مانا بھی مسکراتے ہوئے آنکھیں بھر لائی۔

اے۔۔۔۔ شی۔۔۔۔ رونا نہیں۔۔ ورنہ چڑیل بن جاؤ گی۔

امل نے اسے پیار سے ٹوکا۔ تو چڑیل کہنے پے دونوں ہی مسکرادیں۔

ازہان خانزادہ خود کو آئینے میں دیکھتا ایک پل کو وہیں ساکت ہو گیا تھا۔ آج وہ دلہا بنا تھا۔

بھیا۔۔۔جب آپ کی شادی ہو گی ناں۔۔۔تو میں اپنی مرضی کا نیگ لوں گی۔

قریب ہی کہیں سے رخسار کی آواز آئی۔

ابھی وہ مزید خیالوں میں کھو جاتا کہ فرحت بیگم چچی جان۔۔۔صائمہ اور رائمہ اندر داخل ہوئی یں۔

خاندانی شال صائمہ اور رائمہ نے ازہان کے کندھے پے بہت پیار سے ڈالی۔ اس لمحے پھر سے رخسار یاد آنے لگی۔ جیسے وہ بھی ان کے ساتھ کھڑی بھائی کو تیار کر رہی ہو۔

فرحت بیگم نے آگے بڑھ کے ازہان خانزادہ کے ماتھے پے پیار کیا۔

انکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

بس۔۔ مما۔۔۔! اب اور نہیں۔۔ رونا۔۔۔! یہ آخری مرحلہ ہے۔اسکے بعد ہماری رخسار ہمارے پاس ہو گی۔

ازہان نے ماں کو سینے سے لگایا۔اور یقین دلایا۔

انہوں نے آنکھیں موندتے سر اثبات میں ہلایا۔

ان شاءاللہ،،، دل سے کہتیں وہ ازہان خانزادہ کے ساتھ باہر نکلیں۔ سہرا بندی کی رسم ادا کی گئی۔

اور بہت ہی شان سے ازہان خانزادہ کی بارات فل سیکیورٹی میں شادی ہال کی جانب گامزن ہوئی۔

خان بی ساتھ نہ گ ئی تھیں۔ وہ اس شادی سے ہی خوش نہ تھیں تو اس میں شرکت کیسے کرتیں۔ جبکہ انکا دل اپنی بیٹی رقیہ کے لیے بہت زیادہ دکھا ہوا تھا۔

صرف رخسار کی خاطر وہ اتنا بڑا قدم اٹھانے کو۔ مجبور ہوئے تھے۔

بی جان کو رہ رہ کے رقیہ اور زوبیہ کا خیال آ رہا تھا۔ نجانے وہ کس حال میں ہوں گی۔

رخسار کی تو واپسی کے راستے ہموار ہو ہی گ ئے تھے۔

لیکن انکی بیٹی رقیہ ان سے ہمیشہ کے لیے دور ہو گ ئی تھی۔

تمہیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟؟ حارث نے غصہ سے اسکے ہاتھ سے سامان لیتے کہا۔

آپ کو یہ سب دینا ضروری تھا۔۔اسلیے۔۔۔! اسکی نظروں نے ادھر ادھر کچھ تلاشنا چاہا۔

ٹھیک ہے۔۔اب نکلو۔۔یہاں سے۔۔۔! حارث کو اسکی وہاں موجودگی سخت بری لگ رہی تھی۔ وہ ایک نمبر کا عیاش پسند انسان تھا۔ نجانے باس اس پے کیوں اتنا بھروسہ کرتے تھے۔ حارث کو وہ اتنا ہی زہر لگتا تھا۔

ہاں۔۔ڈی جا رہا ہوں۔۔۔! خباثت سے مسکراتا وہ کاٹیج سے باہر نکل گیا اسکے جانے کے بعد حارث اندر بڑے کمرے میں آیا۔ لاک کھولا۔ اور رخسار کے پاس روم میں آیا۔

یہ لو۔۔! یہ سب سامان۔۔۔ بہت جلد تمہارے یہاں سے جانے کا انتظام ہو جائے گا۔

ماسک پہنے حارث نے اسے اپنی طرف سے خوشی کی بات سنائی۔ لیکن اسکا چہرہ بے تاثر رہا۔

لگتا ہے۔۔ جانے کی خوشی نہیں ہوئی تمہیں۔۔۔؟؟ وہ تمسخر سے اسکے قریب بیٹھا تھا۔

کیا۔۔ تم مجھے یہیں نہیں رکھ سکتے ہمیشہ کے لیے۔۔۔؟؟

نجانے رخسار کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔۔۔؟؟

کیا مطلب۔۔۔؟؟حارث کا دل زوروں سے دھڑکا۔

مجھے۔۔یہاں کتنے دن ہوگ ئے ہیں۔۔؟؟رخسار نے سنجیدگی سے پوچھا۔

تقریباً۔۔۔اک ہفتے سے اوپر۔۔۔۔!حارث نے اسکے چہرے سے اسکے اندر کا حال جاننا چاہا۔

دس دن۔۔۔؟؟؟سوالیہ نظریں اس پے گاڑتے ہوئے پوچھا۔

حارث نے اثبات میں سر ہلایا۔

مجھ سے۔۔۔نکاح کرلو۔۔۔۔!نجانے کتنے کرب سے وہ بولی تھی۔کہ حارث سکتے میں آگیا۔۔۔

ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔۔

کیا بول۔۔۔رہی ہو۔۔۔؟؟ہوش میں تو ہو۔۔۔؟؟حارث کو اسکی دماغی حالت پے شک ہوا۔

جو لڑکی۔۔۔گھر سے۔۔۔دس دن تک۔۔۔غائب رہے۔۔معاشرے میں اسکا کیا مقام ہو گا۔۔۔؟؟رخسار کی بات پے حارث اندر سے کٹ ہی گیا۔

کون اپنائے گا مجھے۔۔۔؟؟میرے گھر والے۔۔۔؟؟کس کس کو جواب دیں گے۔۔پلیز۔۔۔میرے حال پے رحم کرو۔۔۔رخسار نے ہاتھ جوڑ دئیے۔

حارث کو آج اسکے آگے اپنا آپ مجرم سا لگا۔

وہ اٹھتا رخ پلٹ گیا۔ کہ اسی اثنا میں رخسار نے ایک تیز دھار چاقو اسکی پیٹھ میں گھسایا۔

حارث اس اچانک وار کے لیے تیار نہ تھا۔ تڑپ کے مڑتے ہوئے بے یقینی سے رخسار کو دیکھا۔

رخسار اس سے دور ہوئی۔ جبکہ ابھی بھی ڈر رہی تھی۔

حارث کی نظروں میں بے یقینی دیکھ ایک پل کو رخسار کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔ لیکن اگلے ہی پل وہ اپنے آپ کو حق پے گردانتے حارث کو دھکا دے چکی تھی۔

حارث دور جا گرا۔ شاید اسے رخسار کی باتوں کے بعد اسکے وار نے زیادہ تکلیف پہنچائی تھی۔ ورنہ وہ اتنا کمزور نہ تھا۔ کہ رخسار کے ایک وار سے ڈھے جاتا۔

تمہیں کیا۔۔۔لگا۔۔۔۔؟؟میں تم سے نکاح کروں گی۔۔۔؟؟؟میرا بھائی میرا محافظ ہے۔۔ سمجھے تم۔۔۔!اب مرو یہیں پے۔۔۔!رخسار غصہ سے کہتی وہاں سے فوراً نکلی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی۔کہ اسے کہاں جانا ہے۔لیکن اسے بس وہاں سے نکلنا تھا۔اسے مزید اس قید میں نہیں رہنا تھا۔وہ روتی جارہی تھی۔اور بھاگتی جارہی تھی۔ایک پل کو اسکے قدم ڈگمگائے۔اور وہ گری تھی۔

اچانک سے اسے حارث کا خیال آیا۔

پلٹ کے پیچھے دیکھا۔کوئی نہ تھا۔لیکن آنسو بہتے جارہے تھے۔بار بار آنکھیں رگڑتی لیکن آنسو رک ہی نہیں رہے تھے۔

کیا۔۔۔میں۔۔۔اتنی بری ہوں۔۔۔کہ ایک شخص کو مرتا ہوا چھوڑ آئی ہوں۔۔۔؟؟ایک دم سے رخسار کے قدم تھمے۔

اس نے بھاگنا چاہا۔ لیکن اسکے قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ رہ رہ کے اسے حارث کی فکر ستا رہی تھی۔ جو بخار کے لمحے اسکے پاس تھا۔ اور اسکی کئیر کرتا رہا۔ اسے میڈیسن دیں۔ اسکا خیال رکھا۔ اور آج۔۔۔ وہ اسے۔۔۔؟؟؟

اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔

میں نے اسے مار دیا۔۔۔! وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ کے لرزنے لگی۔ اسے لگا ارد گرد کے سارے درخت اسکے اوپر آن گرے ہوں۔

وہ اوپر آسمان کو دیکھتی اپنے حواس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کہ ایک دم کسی کے دھکا دینے سے کچی سڑک پے جا گری۔

پلٹ کے دیکھا۔

اسے لگا۔ڈیول اس تک پہنچ گیا ہے۔ لیکن۔۔۔۔ یہ تو کوئی اور تھا۔

ارے۔۔واہ۔۔۔ کیا مکھن ملائی چھپا کے رکھی تھی حارث شاہ نے۔۔۔

ایک چیز ہے بھ ئی تو۔۔۔۔!کامران خباثت سے مسکرایا۔

جبکہ رخسار کو لگا۔ساتوں آسمان اس پے آن گرے ہوں۔۔

اب آئے گا۔۔مزہ۔۔۔!اپنے ہونٹوں پے زبان پھیرتے وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔اور اپنی شرٹ کو دور اچھالا۔

دھیرے دھیرے وہ رخسار کی جانب بڑھا۔رخسار زمین پے ہی کونیوں کے بل پیچھے کو ہو رہی تھی۔

اسے صحیح معنوں میں اب عزت کا ڈر لگا تھا۔

اتنے دن وہ ڈیول کی تحویل میں رہی۔ لیکن ایک دن بھی اس نے رخسار کے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔اور اب یہ درندہ۔۔۔؟؟

وہ اس پے جھکا۔

💔💔💔💔💔💔💔

چلتے ہوئے ایک دم سے ازہان خانزادہ کے قدم ڈگمگائے۔ کہ ساتھ چلتے ہوئے باپ نے تھام لیا۔

وہ چلتا ہوا اسٹیج کی جانب بڑھا۔خیالوں میں صرف رخسار تھی۔اس لیے آگے کی سیڑھی کا کونہ دیکھ پایا۔

شاہزیب صاحب نے مسکرا کے اسے حوصلہ دیا۔

اسٹیج پے آتے ہی سب نے پر تپاک اسکا استقبال کیا۔بہروز حاکم سمیت آج شہروز بھی بہت دل سے ازہان خانزادہ سے گلے ملا تھا۔

کچھ ہی دیر میں گھوگھٹ ڈالے امامہ کو لڑکیاں لے کے اسٹیج کی طرف بڑھیں۔

پاس کھڑی فرحت بیگم نے ازہان کو اشارہ کیا کہ وہ کھڑا ہو۔ازہان نے لب بھینچے اور اٹھ کھڑا ہوا۔

امامہ سے اسٹیج پے چڑھنا ہی مشکل ہو رہا تھا۔لال رنگ کے جالی دار دوپٹے کے گھونگھٹ میں اسے کچھ صحیح سے نظر بھی نہ آرہا تھا۔

ایک سیڑھی پے پاؤں رکھا۔تو لڑکھڑا گئی۔ازہان خانزادہ نے فوراً آگے بڑھ کے امامہ کا ہاتھ تھاما۔اور اسے اسٹیج کے اوپر آنے میں مدد کی۔

امامہ کا نازک ہاتھ ازہان کے مضبوط ہاتھ میں تھا۔۔

وہ نازک سا حنائی ہاتھ جو کل سے اس کے حواسوں پے چھایا۔اسے تنگ کر رہا تھا۔آج اسکے ہاتھوں میں آیا تو جیسے بے چین دل کو سکون سا آگیا۔

امامہ کا پورا وجود لرز رہا تھا۔وہ پلک اٹھا کے بھی نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

ازہان نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔ دونوں ایک ساتھ بیٹھے تو کیمرہ نے انکی طرف رخ کیا۔

سر۔۔۔زرا دلہن کا چہرہ تو دکھائیں۔تاکہ تصویر تو اچھی بنے۔

فوٹو گرافر کے اتنا کہنے کی دیر تھی۔امامہ کا دل تو بری طرح لرز اٹھا۔جھٹ سے ساتھ بیٹھے ازہان کا ہاتھ تھاما۔اور اتنی سختی سے تھاما۔کہ اسکے ناخن چھوٹے ہونے کے باجود ازہان کو ہاتھ کی پشت میں چبھتے ہوئے محسوس ہوئے۔

اس وقت اسٹیج پے صرف امامہ کے سسرال والے تھے۔حاکم فیملی میں سے کوئی ہوتا تو ضرور فوٹو گرافر کو سبق سکھا دیتا۔

ازہان نے حاکم فیملی سے نفرت کا بدلہ لینے کے لیے امامہ کا گھونگھٹ ایک ہاتھ سے الٹنا چاہا۔

امامہ کی آنکھیں پانیوں سے بھر گ ئی یں۔ازہان دیکھ نہ پایا۔ لیکن اسکا نفی میں سر ہلانا۔ازہان کے ہاتھوں کو وہیں روک گیا۔

دماغ کے اوپر دل کے ایک کونے نے بغاوت کر دی۔اور ازہان خانزادہ کا گھوگھٹ ہٹاتا ہاتھ پیچھے ہٹ گیا۔

ساتھ ہی سیکیورٹی گارڈ کے انچارج ماحد کو اشارہ کیا۔کہ وہ تمام فوٹو گرافرز کو وہاں سے ہٹادے۔

اور پھر ایسا ہی ہوا۔چند منٹ میں وہاں سے تمام فوٹو گرافرز ہٹ گ ئے۔

شہروز یہ سب دیکھ ایک گہری مسکراہٹ دے گیا۔

اسے اب بھائی کے انتخاب پے فخر ہوا تھا۔

نظروں نے اپنی والی کو ڈھونڈا۔جو ایک کونے میں چھپ کے بیٹھی تھی۔جہاں روشنی ہی کم جا رہی تھی۔

شہروز مسکراتا ہوا اسکی جانب بڑھا۔جو اسی کو دیکھ رہی تھی۔اچانک سے اسے اپنی طرف آتا دیکھ گھبرائی۔

میرے ساتھ آؤ۔۔۔!ایک حکم صادر ہوا تھا۔

وہاں۔۔۔بہت سارے۔۔لوگ ہیں۔۔؟؟امل گھبرائی۔

میں بھی ہوں۔۔۔میں نظر نہیں آ رہا۔۔۔؟؟

پیار بھری گھوری سے نوازا۔

امل نے لب بھینچتے شہروز کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔اور اسے لیے اسٹیج کی جانب بڑھا۔امل بہت گھبرا رہی تھی۔دونوں ہی امامہ کے پاس بیٹھے بہروزاور زرقاماہ رخ کو لیے پہلے سے وہاں موجود تھے۔

شہروز نے اپنے موبائل میں ایک سیلفی فوٹو لی۔

پھوپھو زرینہ اور پھوپھو نادیہ نے بھی انکو جوائن کیا۔

جبکہ اس سب کے دوران ازہان کا چہرہ سپاٹ رہا۔

اور بہروز حاکم بہت خوش۔

کاش۔۔۔فیروز بھائی بھی یہاں ہوتے۔۔تو کتنا اچھا ہوتا۔۔۔

امامہ سب اپنوں کو اپنے پاس محسوس کرتے فیروز کو یاد کر رہی تھی۔ جس کا کل ہی فون آیا تھا۔اور کافی دیر باتیں کرتا رہا۔اسے خوش رہنے کا کہا۔اور ڈھیروں دعائیں دیں۔

امامہ کی آنکھوں کا ایک کونہ بھیگ گیا۔

رخصتی کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔اب اجازت دیں۔

شاہ زیب صاحب نے بہروز حاکم سے کہا۔جو بہت پیار بھری نظروں سے اپنی امامہ کو دیکھ رہے تھے۔

جی جی کیوں نہیں۔۔۔! بہروز حاکم کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔

یہ وقت ہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ کیا ماں باپ کیا بہن بھائی سبھی کی آنکھوں میں اشک بھر جاتے ہیں۔ بہروز صاحب نے امامہ کو اپنے ساتھ لگایا۔ تو وہ ضبط کے باوجود رو دی۔ سب سے باری باری ملتے وہ اچھا خاصا رو رو کے خود کو ہلکان کر چکی تھی۔

بس کر جاؤ۔۔ لڑکی۔۔۔ ورنہ سچ میں میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔۔ اور چڑیل بن جاؤ گی۔۔

امل نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ اور اسکے کان میں کہا۔ امامہ نے بہت زور سے اسے گلے لگایا۔

ازہان نے کلائی میں بندھی گھڑی کی جانب دیکھا۔ اور باپ کو چلنے کا اشارہ کیا۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ اڑ کے گھر پہنچ جائے۔

اور اسکی بہن اس تک پہنچے۔ بہن سے ملنے کا وقت قریب آ رہا تھا۔ تو دل زیادہ بے چین ہو رہا تھا۔

امامہ کو گاڑی میں بٹھاتے شہر وز رو دیا۔ اسکی نازوں پلی بہن آج رخصت ہو رہی تھی۔

بہروز نے اسے گلے سے لگایا۔ ازہان ان سے ملا اور انکی گاڑی سیکیورٹی کے ساتھ وہاں سے خانزادہ منشن کی جانب رواں دواں ہو گ ئی۔

شاہ زیب صاحب۔۔۔! ہماری بہن بہت معصوم ہے۔۔۔ امید کرتے ہیں۔۔ آپ اسکا خیال رکھیں گے۔۔۔؟؟

بہروز حاکم نے نم لہجے میں کہا۔

جی جی۔۔ضرور۔۔۔۔۔! چلیں دیر ہو رہی ہے۔۔

سب آپس میں ملتے ملاتے رخصت ہو رہے تھے۔

زرقا کی آنکھیں بھیگ سی گئی تھیں۔

امامہ انہیں بہت پیاری تھی۔

سب باراتی اور مہمان چلے گئے تھے۔بس گھر والے ہی رہ گئے تھے۔

اللہ امامہ کے نصیب سب لڑکیوں سمیت اچھے کرے

زرقا نے دل سے دعا دی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ درندہ جیسے ہی اس پے جھکا۔ رخسار نے مٹھی میں بھر کے مٹی اس کی آنکھوں میں ڈالی۔ وہ اس اچانک افتاد پے بوکھلا گیا۔ آنکھیں رگڑتا وہ پیچھے ہٹا۔ رخسار نے اسی بات کا فائدہ اٹھایا۔ اور اسے دھکا دیتی وہاں سے اٹھ کے واپس اس راستے کی جانب بھاگی۔ جہاں سے آئی تھی۔ وہ شخص بھی اس کے پیچھے لپکا۔

رخسار نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ اسی کے پیچھے آ رہا تھا۔

یااللہ مدد۔۔۔۔! اس نے دل سے آسمان کی طرف دیکھتے اپنے رب کو پکارا۔ کہ تبھی وہ سامنے کسی سے ٹکرائی۔ سامنے والے نے اسے ایک ہاتھ سے تھاما۔

رخسار نے سر اٹھا کے دیکھا تو سامنے ماسک پہنے ڈیول موجود تھا۔اسکی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ایک لمحے کو تو رخسار بھی ڈر کے قدم پیچھے لے گ ئی۔

وہ شخص اس تک پہنچ گیا تھا۔اس سے پہلے کے وہ رخسار کو چھوتا۔اس نے ڈیول کو دیکھ لیا تھا۔اور وہ سخت ڈرا۔گھبراہٹ کے مارے اس سے بولا نہ گیا۔

وہ جانتا تھا۔اب ڈیول اسے چھوڑے گا نہیں۔

اپنا دماغ لڑانے لگا کسی نہ کسی طرح اسے ڈیول کو اپنے حق میں کرنا تھا۔وہ ڈیول کے ایک ہاتھ کی مار تھا۔یہ جانتے ہوئے کہ ڈیول زخمی ہے وہ پھر بھی اس سے ڈر رہا تھا۔

دیکھو۔۔ڈیول۔۔۔!اس لڑکی کو مجھے دے دو۔۔۔اس نے۔۔تم پے بھی وار کیا۔۔تمہیں مارنے کی کوشش کی۔۔۔اسے اب۔۔دونوں مل کے بتائ یں

گے۔۔ کہ وار کرنا کیسا ہوتا ہے۔۔۔۔۔! اسکا شکار دونوں مل کے کریں گے۔۔۔ دونوں بھائی۔۔۔! کامران نے اسے ایک آنکھ ونک کی۔

رخسار نے دہل کے دونوں کو دیکھا۔ اسے یقین نہ آیا۔ کہ ڈیول کچھ اسطرح کا کرے گا۔ لیکن۔۔۔ جو وہ ڈیول کے ساتھ کر چکی تھی۔ کچھ بھی بعید نہیں تھا۔ کہ وہ اسکی بات مان لیتا۔ رخسار کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

ڈیول بنا پلک جھپکے بس کامران کو دیکھے جا رہا تھا۔ اسکی کمر پے کپڑا باندھا ہوا تھا۔ اس نے چاقو نکال لیا تھا۔ اور خون کو بند کرنے کے لیے کپڑا باندھا تھا۔

ڈیول کی خاموشی کامران کو لرزا رہی تھی۔

ڈیول۔۔۔۔! میری بات مان جا۔۔۔ فائدہ میں رہے گا۔۔۔ ویسے بھی یہ لڑکی۔۔۔ اتنے دن سے یہاں قید ہے۔۔۔ ایسے ہی واپس بھیج دے گا۔۔۔؟؟

تھوڑا مزہ کر لیں گے دونوں بھائی۔۔ تو کیا ہو جائے گا۔۔؟؟ کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا۔۔اسکے ساتھ کیا۔۔۔؟؟؟

ابھی اسکی بات پوری نہیں ہوئی تھی۔ کہ ڈیول نے کامران کا گلہ اپنے ہاتھ سے پکڑا۔اس کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گ ئے۔اسکا سانس رکنے لگا۔

وہ پھڑ پھڑایا۔بہت ہاتھ پاؤں مارے۔۔۔ لیکن ڈیول کے ہاتھ سے نکلنا نا ممکن تھا۔وہ عقاب کی طرح دشمن پے جھپٹتا تھا۔اور دشمن کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا۔

رخسار بس دیکھتی رہ گ ئی۔اسے یقین نہ آیا۔کہ ڈیول اس کے لیے اسٹینڈ لے سکتا ہے۔

کامران کی سانس رک گ ئی تھی۔ڈیول نے جھٹکے سے اسے زمین پے پھینکا۔ رخسار نے منہ پے ہاتھ رکھے اپنی چینخ کا گلہ گھونٹا۔وہ پلٹا۔رخسار اسے دیکھ ڈر گ ئی۔

وہ اسکا چہرہ آج بھی نہیں دیکھ پائی تھی۔لیکن۔۔اسکی آنکھوں کا سرد پن اسے ڈرا رہا تھا۔اور اسکا وجود کانپنے لگا۔

اس کے قریب آتے وہ اسے دیکھتا غرایا۔

جانا چاہتی ہو ناں۔۔۔!جاؤ۔۔۔وہ رہا راستہ۔۔۔اور یہ رہی گاڑی کی چابی۔۔۔ اسکی ہتھیلی پے گاڑی کی چابی رکھتے ہوئے وہ پیچھے ہٹا تھا۔

آج سے تم آزاد ہو۔

کہنے کے بعد وہ رکا نہیں۔۔۔پلٹا نہیں۔۔۔

رخسار اسے جاتا دیکھتی آنکھوں میں آنسو لے آئی۔اسکی بیک سے ابھی بھی خون بہہ رہا تھا۔

کیا وہ صرف۔۔اسے بچانے آیا تھا۔۔؟؟

اسے سزا دی ئے بنا۔۔۔؟؟ساتھ لے جائے بنا۔۔کیسے چھوڑ گیا۔۔۔وہ اسے۔۔۔؟؟کیا وہ۔۔واقعی۔۔۔اسے اپنی قید سے آزاد کر گیا تھا۔

چابی لیے وہ اسکی گاڑی کو دیکھتی اسکی جانب پلٹی تھی۔ہچکیوں سے روئے بھی جا رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔کہ کیوں وہ رو رہی ہے۔۔؟؟آج اسے آزادی مل گ ئی ہے۔تو کیوں وہ خوش نہیں۔۔۔؟؟اسکے چلنے میں تیزی

آگ ئی۔ وہ بھاگتی ہوئی گاڑی تک پہنچی۔ اپنے آنسو پونچھے۔ اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز ڈیول آسانی سے سن سکتا تھا۔

اسکے قدم ایک پل کو رکے۔ لیکن جب۔۔ خود آزادی دے آیا تھا۔ تو پھر امید کیسی۔۔۔؟؟ طلب کیسی۔۔۔؟؟؟

سر جھٹکتا وہ واپس کاٹیج میں آیا۔ گہرا سانس خارج کرتا وہ صوفے پے بیٹھا۔ ٹیک لگانے لگا۔ کہ کمر پے درد کی ایک گہری ٹھیس اٹھی۔ نجانے وہ درد زخم کا تھا۔ یا دل کا۔۔۔؟؟ دھیرے سے آگے ہوتا وہ درد سہتا آگے کو جھکا کہ کھٹ کی آواز پے چونکا۔ سامنے ہی وہ آنکھوں میں آنسو لیے کھڑی تھی۔

حارث کو خوشگوار حیرت ہوئی۔ لیکن وہ اسے اگنور کر گیا۔ جیسے دیکھا ہی نہ ہو۔۔
اور وہ معصوم دل کے ہاتھوں مجبور ہو کے اسکی مدد کے لیے آگ ئی تھی۔

وہ کسی کو بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔

اور اس شخص کی تکلیف کا باعث تو وہ خود تھی۔ کیسے اسے تکلیف میں چھوڑ جاتی۔
جبکہ زخمی حالت میں اس شخص نے اسکی عزت بچائی تھی۔

حارث نے آگے ہوتے اپنی شرٹ اتار کے ایک طرف رکھی جبکہ ماسک ابھی بھی پہنا ہوا تھا۔

اسکی کمر پے بندھے اس کپڑے سے خون ابھی باہر ٹپک رہا تھا۔ حارث نے کپڑا کھولا۔ گہرا کٹ لگا تھا۔

ایک پل کو دور کھڑی رخسار بھی کانپ گ ئی۔ پاس پڑا فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کے وہ اپنے زخم پہ کوئی دوائی لگانے لگا۔

رخسار کے قدم خود بخود اسکی جانب بڑھے۔اور اسکے پیچھے صوفے پہ بیٹھتی اسکے ہاتھ سے وہ روئی لے لی۔اور اسکا زخم صاف کرنے لگی۔آنسو تھے کے متواتر گرتے جارہے تھے۔حارث کے لب سے زرا سی بھی آواز نہیں نکلی۔ مطلب کیا اسے درد نہیں ہو رہا تھا۔۔؟؟؟

اس کے زخم پہ اب وہ حارث کی دی گ ئی کوئی دوائی لگا رہی تھی۔

چوٹ اسے لگی تھی۔لیکن رخسار کو لگ رہا تھا۔تکلیف اسے ہو رہی ہے۔

دوائی لگانے کے بعد اسکی کمر پہ بینڈ یج لگاتے وہ اسکے قریب ہوئی۔لیکن حارث نے ایک بار بھی اسکی طرف نظر اٹھا کے نہ دیکھا۔اور یہ بات رخسار کو

چبھ رہی تھی۔ وہ اس سے ناراض تھا اس لیے اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ لیکن اسے فرق کیوں پڑ رہا تھا۔ اپنی اس حالت کو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

اسکی توجہ پانے کے لے بینڈج مکمل کرتی رخسار کا ہاتھ اسکے ماسک کی جانب بڑھا۔ وہ اسے اتارنے لگی۔ کہ ایک دم سے حارث نے اسکی کلائی کو پکڑا۔ وہ ٹھٹھک کے رکی۔ دونوں کی نظریں پل بھر کو ملیں۔ دونوں کا دل ایک ہی لے پے دھڑکا۔

خود پے ضبط کرتا حارث اٹھا تھا۔ اور کبرڈ سے دوسری شرٹ نکال کے بمشکل پہننے کی کوشش کرنے لگا۔ دوائی لگانے سے اب اسکا وہ حصہ سن ہو گیا تھا۔ اور اسے ہاتھ ہلانے میں مس ئی لہ ہو رہا تھا۔

رخسار نے آگے بڑھ کے انسانیت کے ناتے اسکی مدد کی۔ شرٹ پہنتا وہ پھر سے پیچھے ہٹا تھا۔ اور اسکا گریز رخسار کو مزید غصہ دلا رہا تھا۔

کیوں ایٹی ٹیوڈ دکھا رہے ہو۔۔؟؟اسکے سامنے آتی اس پے برس پڑی۔

حارث نے ابھی بھی کوئی بات نہ کی۔اور رخ پلٹ لیا۔

سنائی نہیں دے رہا۔۔؟؟میں تم سے بات کر رہی ہوں۔۔۔تم۔۔۔تمہارا نام۔۔۔حارث شاہ ہے ناں۔۔۔؟؟شاہ۔۔۔؟؟

شی۔۔۔۔۔۔!حارث نے اسے کھینچ کے خود سے قریب کیا۔اسکے باقی کے الفاظ حارث کے غصہ کی نظر ہو گئے۔

کیوں واپس آئی ہو۔۔۔؟؟ایک ہی سوال کیا اس نے۔جس کا جواب رخسار کے پاس تھا ہی کہاں۔۔۔؟؟؟

خان مینشن میں بہت پرتپاک انداز میں ویلکم کا گمان تھا امامہ کو۔

لیکن یہاں ایسا کچھ نہ ہوا۔ جیسے ہی وہ گاڑی سے اتری۔ سبھی اندر کی جانب بڑھ گ ئے۔ کسی نے اسکی جانب دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ گاڑیاں لائ ن میں کھڑی کیے۔۔ سب اندر بڑھ چکے تھے۔ یہاں تک کہ اسکا دلہا۔ ازہان خانزادہ بھی۔ وہ گاڑی سے نکلتی اکیلی ہی رہ گ ئ تھی۔

لائ یٹس بھی کوئ خاص آن نہ تھیں۔ ملگجا سا اندھیرا تھا۔ اور گھونگھٹ میں وہ کس قدر دیکھ پاتی۔۔ اتنا جان گ ئ تھی۔ سب اسے اکیلا چھوڑ کے اندر جا چکے ہیں۔

اسکی آنکھیوں میں مرچی سی لگنے لگی۔

ادھر ادھر دیکھا۔ شاید کوئی ہو۔۔۔؟ جو اسکی اندر جانے میں مدد کرے۔ لیکن کوئی بھی نظر نہ آیا۔ ابھی وہ خود میں ہمت متجمع کرتی اندر جانے کا سوچ رہی تھی کہ ایک آواز کانوں میں پڑی۔

چلیں اندر۔۔۔! امامہ نے سر اٹھا کے آنے والی کو دیکھا۔

اسکی آواز میں سختی سی محسوس ہوئی۔

امامہ تو اپنی جگہ ساکت ہی رہی۔ جبکہ وہ امامہ کو بازو سے پکڑ کے تقریباً گھسیٹنے والے انداز میں اندر لے کے آئی۔

اندر آتے ہی اسے کوئی دکھائی نہ دیا۔ سوائے بہت بڑے محل کے۔

اب رک کیوں گ ئی۔۔؟؟ چلو تمہیں تمہارا کمرہ دکھادوں۔۔اور بھی بہت سے کام ہیں مجھے۔

وہ منہ بنا کے کہتی پھر سے امامہ کا ہاتھ پکڑے اندر لے گ ئی۔ نجانے کس کس جگہ سے لے کے جاتی وہ سیڑھیاں چڑھتی چلتے ہوئے دو بار لہنگے پاؤں میں اٹکنے سے گرتے گرتے بچی۔

دھیان سے چلو۔۔۔! اتنا بھی کیا نازک پن۔۔۔؟؟ وہ ملازمہ شاید کچھ زیادہ ہی منہ پھٹ تھی۔ لیکن امامہ خاموش ہی رہی۔

ایک کمرے میں لے جاکے اسے چھوڑا۔

اے لڑکی سنو۔۔۔! میرا نام گل ہے۔۔۔اور میں یہاں کی سب سے چہیتی ملازمہ ہوں۔۔ تمہارے حصے کی تمام زمہ داری بڑی بیگم جی نے مجھے سونپی

ہے۔آج سے تم یہیں رہو گی۔اور اگر کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو مجھے بتا دینا۔ فضول میں باہر مت نکلنا۔۔ ضرورت کا ویسے تو سارا سامان یہاں موجود ہے۔ پھر بھی۔۔اگر ضرورت پڑی تو بتا دینا دو کمرے چھوڑ کے میرا کمرہ ہے۔ سمجھی تم۔۔۔! ساری ہدایات دیتی آخر میں وہ امامہ سے توقع کر رہی تھی۔کہ وہ اب کچھ بولے۔

جی۔۔اچھا گل جی۔۔۔۔! امامہ کی خوبصورت اور میٹھی آواز اسکے کانوں میں پڑی تو ایک پل کو گل گنگ ہی رہ گئی۔وہ اس دلہن سے اتنی بری طرح بات کر رہی تھی۔جبکہ اس نے جواب اتنے ہی پیارے انداز میں دیا کہ گل کو ایک دم سے شرمندگی نے گھیر لیا۔

اچھا۔۔۔! اب تم۔۔آرام کرو۔۔اور ڈریس چینج کر لو۔۔۔! اب کی بار گل کے لہجے میں نرمی در آئی۔

امامہ نے اثبات میں سر ہلایا۔اور گل باہر نکل آئی۔

اس کے جانے کا اطمینان کرتی امامہ نے گھونگھٹ الٹ دیا۔

ایک عام سا سادہ سا کمرہ۔۔۔جو اسکے اپنے کمرے سے بھی چھوٹا تھا۔یقیناً یہ سرونٹ کوارٹر تھا۔امامہ نے وہیں کھڑے گھوم کے سارا کمرہ دیکھا۔آنکھیں خود ہی پانیوں سے بھر گ ئی یں۔

یہ سب۔۔۔؟؟ کیا ہو رہا ہے۔۔ہمارے ساتھ۔۔؟؟اور کیوں۔۔؟

سب لوگ کہاں چلے گ ئے۔۔؟؟ہمیں اکیلا چھوڑ کے۔۔۔؟؟اور وہ خان جی۔۔۔؟؟وہ بھی یہاں نہیں۔۔۔؟؟ہمیں یہاں۔۔کیوں لایا گیا۔۔۔؟؟

یہ وہ سوال تھے۔جن کا جواب امامہ کے پاس بالکل نہ تھا۔

شاید قسمت اس سے بہت بڑا امتحان لینے والی تھی۔اور صبر تو امامہ حاکم میں اللہ نے کوٹ کوٹ کے بھرا تھا۔

آنسو صاف کرتی وہ ایک طرف بستر پے جا بیٹھی۔اسے اکیلے میں کبھی ڈر نہیں لگا۔لیکن ۔۔انجانی جگہ ۔۔اسے آج خوف سا محسوس ہو رہا تھا۔

کافی وقت یونہی بیٹھے بیٹھے بیت گیا۔کوئی بھی تو نہ آیا تھا۔اس سے کسی نے کوئی بات نہ کی۔نہ کوئی اس سے ملا۔ایک عجیب سے احساس نے گھیرا تھا اسے۔

یکدم زور سے کھڑکی کا پٹ کھلا۔اور تیز ہوا کا جھونکا اندر آیا۔امامہ ایک دم سے سہم گ ئی۔ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔جیسے آندھی آنے والی ہو۔

دھیرے سے لہنگا سنبھالتی وہ اٹھتی کھڑکی کے پاس آئی۔ کھڑکی کے پٹ ہوا کی دوش پہ آگے پیچھے ہو رہے تھے۔ایک عجیب سا احساس دلا رہے تھے۔

امامہ کو یوں لگا۔ جیسے اسکے علاوہ بھی اس کمرے میں کوئی اور موجود ہے۔ وہ جو کھڑکی کے پٹ بند کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔اچانک سے لائیٹ کے بند ہونے پہ اسکی چینخ نکلی۔ منہ پہ ہاتھ رکھے اب اسکی آنکھوں میں ڈھیروں آنسو جگمگا اٹھے تھے۔

اندھیرے میں اب اسے کچھ دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا۔درود شریف کا ورد کرتے وہ واپس پیچھے کی طرف پلٹی۔ ہوائیں ابھی بھی زور و شور سے کھڑکی کی پٹ ہلا رہی تھی۔

امامہ کو نجانے کیوں ایسا لگا جیسے کھڑکی سے کوئی چیز اندر داخل ہوئی ہو۔۔وہ پیچھے مڑتی دروازہ کھولے سرتا پا بھاگی تھی۔اسے نظر نہیں آرہا تھا۔ لیکن وہ

بھاگے جا رہی تھی۔ایک حصہ ایسا آیا۔ جس میں پورا محل صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ملگجا سا اندھیرا تھا۔ پورے منشن میں چھوٹے بلب آن ہو گئے تھے۔ صرف وہ حصہ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ جہاں وہ موجود تھی۔امامہ نے پھر بھی قدم نہ روکے۔اس کے قدم اسے جہاں لے کے جاتے گئے وہ بھاگتی چلی گئی۔

کہ اچانک کسی دیوار سے بہت بری طرح ٹکرائی۔

اپنا ماتھا پکڑ کے وہ پیچھے کی طرف زمین پے جا گری۔اسکا سر بری طرح چکرا یا۔ لیکن وہ کوئی دیوار نہیں۔ایک جیتا جاگتا انسان تھا۔

ہاں وہ ازہان خانزادہ تھا۔ماتھے پے تیوریاں چڑھائے وہ بے حد غصے سے اس دلہن بنی زمین پے گری لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ جس کا حنائی ہاتھ ابھی بھی ماتھا سہلا رہا تھا۔

وہ ازہان خانزادہ تھا۔ ماتھے پہ تیوریاں چڑھائے وہ بے حد غصے سے اس دلہن بنی زمین پہ گری لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ جس کا حنائی ہاتھ ابھی بھی ماتھا سہلا رہا تھا۔

دھیرے دھیرے امامہ کا ہاتھ نیچے ہوا۔ اسکا معصوم چہرہ ازہان خانزادہ کی آنکھوں میں لہرایا۔ ایک لمحہ لگا ماتھے کے سارے بل غائب ہوئے۔ چہرے پہ ایک دم سے نرمی نے جگہ لے لی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اسکی نظر بھی سامنے کھڑے ازہان خانزادہ پہ پڑی۔ تو فوراً سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

یہ۔۔۔یہ تو وہی۔۔۔ہیں۔۔جو اس دن۔۔؟؟ہم سے۔۔لائی بریری کے باہر ٹکرائے تھے۔۔۔؟؟امامہ کا دل زوروں سے دھڑکا۔ تمام حساسیات دوبارہ جاگ گئی یں۔

اسکا چہرہ ڈھانپنا ازہان کو ایک آنکھ نہ بھایا۔ازہان کو لگا چاند ایک دم سے بادلوں کی اوٹ میں جا چھپا ہو۔ماتھے کے بل پھر سے واضح ہو گئے۔

امامہ خود ہی لہنگا سنبھالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔کہ کہیں پھر سے نہ سہارا دینے لگ جائے۔

معاف کیجیے گا۔۔ہمیں آپ نظر نہیں آئے اور۔۔غلطی سے آپ سے ٹکرا گئے۔

امامہ نے اپنی دھیمی اور میٹھی آواز میں معافی مانگی۔

ازہان تو اسکے لفظوں میں ہی کھو سا گیا۔اسے لگا یہ آواز۔۔وہ پہلے بھی کہیں سن چکا ہے۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔؟؟ازہان کے سخت اور سرد لہجے سے امامہ خائف ہوئی۔

لیکن پھر بھی ہمت جٹاتے بولنے کی کوشش کرنے لگی۔

ہم۔۔۔یہاں۔۔۔ازہان خانزادہ کی دلہن ہیں۔۔ ہمیں وہ۔۔۔وہاں۔۔اس کمرے میں۔۔اکیلے ڈر لگا۔۔۔!

کیوں۔۔؟؟چھوٹی سی بچی ہیں آپ۔۔؟؟جو آپ کو ڈر لگا۔۔؟؟ازہان نے اسکی بات کاٹی اور اسکی طرف پیش قدمی کی۔امامہ نے نفی میں سر ہلا یا۔اسے اس شخص سے ڈر سا لگا۔دل سے ازہان خانزادہ کے آنے کی دعا مانگی۔

ننہیں۔۔۔۔وہ۔۔۔لائیٹ چلی گ ئی تھی۔وضاحت دیتے وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔

تو۔۔۔؟؟تیکھا انداز تھا۔اس کی بات کا تو امامہ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

واپس جائیے۔۔۔!ازہان نے غصہ سے کہا۔تو امامہ کی آنکھیں پانیوں سے بھر گ ئی۔لیکن ازہان خانزادہ نہ دیکھ پایا۔ورنہ اس معصوم کی آنکھوں کے آنسو اسے ضرور پگھلا دیتے۔

سنا نہیں آپ نے۔۔۔؟؟ واپس جائی یے۔۔۔! ازہان خانزادہ اب کی بار دھاڑا تھا۔امامہ خوف کھاتی دو قدم پیچھے ہوتی گرتے گرتے بچی۔

اور واپس بھاگی۔ لیکن بھاگتے بھاگتے قدم لڑکھڑائے اور پھر سے گری۔اس بار اسکی کلائی یوں پے چوٹ لگی۔ لیکن وہ درد برداشت کرتے خود ہی جلدی سے اٹھ گ ئی تھی۔ سامنے کھڑا شخص اس کے لیے انجان تھا۔تو نامحرم بھی تھا۔اور وہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ کوئی نامحرم اسے چھوئے۔

جبکہ ایک بار انجانے میں وہ ہی سب ہوا تھا۔جب وہ لائی بریری کی سیڑھیوں سے گری تھی۔

ازہان خانزادہ جو اس کے گرنے پے بے اختیار ہوتا اسے تھامنے کے لیے آگے بڑھا۔اس کے خود ہی اٹھ جانے پے اپنے قدم وہیں روک لیے۔ وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

لیکن ازہان خانزادہ کے لیے ان گنت سوال چھوڑ گ ئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

جانتی ہو ناں۔۔۔ تمہارا واپس آنا۔۔۔۔ تمہیں کس مصیبت میں ڈال سکتا ہے۔۔۔؟؟ تمہیں نہیں آنا چاہیے تھا۔

سرد لہجے میں کہتے ہوئ ے وہ اس سے دور ہٹا تھا۔

صرف ہمدردی کی وجہ سے آئی ہوں۔۔ بلکہ کہہ سکتے ہو احسان اتارنے۔۔۔

رخسار کے الفاظ پے حارث نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

جب۔۔ میں بیمار تھی۔۔۔ تو تم نے۔۔۔ میری ک ئی یر کی۔۔۔ میرا خیال رکھا۔اور آج۔۔۔ میں نے تم پے وار۔۔۔ کیا۔۔۔اسکے باجود تم نے۔۔۔ مجھے اس۔۔ شخص سے بچالیا۔۔۔اب اس کا احسان تو اتارنا تھاناں۔۔؟؟رسان سے کہتی وہ حارث کو طنزیہ ہنسی ہنسنے پے مجبور کر گ ئی۔

اور آخر میں قہقہہ لگاتا وہ اسکی جانب دیکھنے لگا۔جو حیرت سے اسے ہنستے دیکھ رہی تھی۔

تمہیں لگتا ہے۔۔؟؟حارث شاہ کو کسی کی ہمدردی یا مدد کی ضرورت ہو سکتی ہے۔۔۔؟؟

تیکھے انداز میں پوچھا۔

نہ ہو۔۔۔لیکن۔۔۔میں نے اپنا فرض نبھایا۔رخسار نے کندھے اچکائے۔

ٹھیک ہے۔۔ ہو گیا۔۔ تمہارا فرض پورا۔۔اب جاؤ۔۔۔! سنجیدگی سے کہتا وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔

تم۔۔۔ جانتے ہو۔۔۔مجھے۔۔۔ راستے کا علم نہیں۔۔اور۔۔ میں اکیلے جا بھی نہیں سکتی۔۔ تم۔۔۔ مجھے یہاں لائے تھے۔اور تم ہی واپس چھوڑ کے آؤ گے۔ سمجھے تم۔

رخسار نے دھونس جمانے والے انداز میں کہا۔

اگر۔۔ایسا کرنا ہوتا۔۔ تو تم یہاں سے بھاگتی نہ۔۔۔ جبکہ میں نے تم سے کہا بھی تھا۔ کہ اب تمہیں آزاد کر دوں گا۔

لیکن اس کے باوجو تم نے مجھ پے وار کیا۔۔۔حارث سخت غصہ میں بھر اپڑا تھا۔

اور اب تم چاہتی ہو۔۔۔کہ تمہیں۔۔میں واپس چھوڑ کے آؤں۔۔۔؟؟جسٹ گو ٹو ہیل۔۔۔۔!حرث نے اسکی کلائی تھامی اور کاٹیج سے باہر نکال دیا۔

چھوڑو۔۔مجھے۔۔کیا کر ہے ہو۔۔۔؟میں۔۔کہیں نہیں جاؤں گی۔وہ چلا رہی تھی۔لیکن حارث نے بھی بنا کسی لحاظ کے رخسار کو پکڑ کے باہر نکال کے دروازہ لاک کر دیا۔

وہ کھڑکی کی جانب آئی۔

دروازہ کھولو۔۔۔ حارث۔۔۔ شاہ۔۔۔اس۔۔ جنگل میں تم مجھے یوں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔وہ کھڑکی پے ہاتھ زور زور سے مارتی چلارہی تھی۔ سرد ہوائیں اسے مزید ہولائے دے رہی تھیں۔

حارث شاہ۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ !وہ پوری قوت سے چلائی تھی۔

ارد گرد گھنا جنگل دیکھ وہ مزید ڈر رہی تھی۔

اچانک سے بارش کی تیز بوچھاڑ نے اسے مکمل بھگو دیا۔وہ بارش سے بچنے کے لیے لرزتی ہوئی کاٹیج کی شیڈ کے نیچے پناہ لینے پے مجبور ہو گئی۔اپنے ارد گرد ہاتھوں کو لپیٹے وہ تیزی سے برستی بارش کو دیکھتی اپنے آنسو بھی بہا رہی تھی۔جو بارش کے ساتھ مل کے بے مول ہوتے جا رہے تھے۔انے اب حارث کو پکارنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔اسے اپنے حال پے اب رحم آ رہا تھا۔ کبھی کبھی انسان اپنی زندگی میں کتنا بے بس ہو جاتا ہے۔۔ کہ وہ چاہ کے بھی کچھ نہیں کر

پاتا۔ وہ دل ہی دل میں حارث کی تکلیف پہ شرمندہ ہوئی تھی۔ اور واپس لوٹی تھی۔ لیکن۔۔۔اب خود تکلیف میں تھی۔

بارش تھی کہ رک ہی نہیں رہی تھی۔۔اور اب وہ بیٹھی لرز رہی تھی۔ سردیوں کی بارش سے تو وہ ویسے بھی دور بھاگتی تھی۔ آج اسے ان غریب لوگوں کا بھی احساس جاگا۔ جن کے پاس رہنے کو گھر نہیں۔ اور وہ جھونپڑی میں رہنے پے مجبور ہوتے ہیں۔ ان کے بچے۔۔۔؟؟ انکا سامان۔۔۔کیسے رہتے ہوں گے وہ لوگ۔۔۔؟؟ سب سوچوں نے اسکے دماغ کا رخ کیا ہوا تھا۔

پھر اسے اپنا نرم بستر یاد آیا۔ اتنی تیز بارش میں وہ ہمیشہ بستر پے لیٹے کمفر پر اوڑھے ہارر مووی دیکھا کرتی تھی۔ ساتھ میں پکوڑے اور مونگ پھلی کا دور چلتا تھا۔

ہارر مووی۔۔۔اب اچانک سے دماغ میں سوچوں کا دھارا تبدیل ہوا۔سب ہارر موویز اسکے دماغ میں چھانے لگیں۔ سر جھکائے گھٹنوں میں منہ دیئے وہ بیٹھی اب حرکت میں آئی۔

کاٹیج کے باہر ایک چھوٹا سا بلب روشن تھا۔جو وہاں کا کچھ حصہ روشن کیے ہوئے تھا۔اور عجیب سا ڈراؤ نا منظر پیش کر رہا تھا۔

اسے اب سچ میں خوف آنے لگا۔اپنے دائیں بائیں جانب دیکھا۔اسے لگا ابھی کوئی جن بھوت اس طرف آجائے گا۔

ہمت کرتی وہ اٹھی۔اور مرے ہوئے قدموں سے لرزتے ہوئے وجود کے ساتھ بارش میں بھیگتی ایک بار پھر دروازے پے جا کھڑی ہوئی۔

حِر ااااااحااااارررررثثثث۔۔۔۔۔۔! اس کی آواز میں بھی لغزش تھی۔ اَب وہ باقاعدہ رونے لگی تھی۔ اسکی سانس بھی رکنے لگی تھی جیسے۔۔۔

اسے سانس لینے میں اب دشواری ہو رہی تھی۔ اس سے پہلے کے وہ لڑکھڑا کے گرتی دروازہ کھلا تھا۔ اور حارث نے اسے گرنے سے پہلے تھام لیا تھا۔ اور کھینچ کے اندر کیا تھا۔

وہ مکمل بھیگی ہوئی تھی۔ اندر آتے ہی ہیٹر آن ہونے کا احساس ہوا۔ پورا کاٹیج گرم تھا۔ باہر جتنی ٹھنڈ تھی۔ اندر کا درجہ حرارت اتنا ہی گرم تھا۔ رخسار کو سکون سا آیا۔ اس نے دھیرے سے آنکھیں موندیں۔

رخسار۔۔۔! رخسار۔۔۔؟ حارث نے اسکے گال کو تھپکا۔

وہ جو انتہائی غصہ میں تھا۔ نیند اور پین کی دوائی لیتا بستر پے پڑتے ہی سو گیا تھا۔ اس کے دماغ سے یہ بات نکل ہی گ ئی کہ اس نے رخسار کو باہر نکال دیا تھا۔

اچانک سے تیز ہوا نے جب کھڑکی کے پٹ کھولے تو وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا اور اسے بند کرتے اسکی نظر رخسار پے پڑی۔ جو دروازے پے کھڑی اسے پکار رہی تھی۔

ساری نیند بھک سے اڑی۔ انہی قدموں پے وہ باہر کی جانب بھاگا۔ لیکن پھر واپس پلٹا۔ اپنا ماسک پہنا۔ اور دروازہ کھولا۔ اسے گرنے سے پہلے ہی تھام لیا۔ اسے لیے اندر داخل ہوا۔

وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔ جیسے جاگی جاگی سی سوئی سوئی سی۔ لیکن چہرے پے ایک مسکان تھی۔

حارث اس کا گال تھپتھپا رہا تھا۔ اسے اس کے کمرے تک لایا۔ اور بستر پے لٹایا

--

اسکے سارے کپڑے بھیگے ہوئے تھے۔ حارث نے پھر سے اسے جگانے کی کوشش کی۔ لیکن اسکا پورا وجود اب ٹھنڈا ہوا پڑا تھا۔ اسے سمجھ نہ آیا۔ کہ وہ اتنا بے حس کیسے ہو گیا۔۔؟؟ کیوں بھول گیا۔۔۔؟؟ اس کے بارے میں۔۔؟؟

آگے کو جھکتا وہ اسے اٹھانے کی ایک بار پھر کوشش کرنے لگا۔

رخسار۔۔۔ اٹھ جاؤ۔۔ یار۔۔۔! کپڑے چینج کر لو۔۔۔ ورنہ۔۔ مجھے کرنے پڑیں گے۔۔۔ اس کے کان میں دھیرے سے کہتا وہ اسکے چودہ طبق روشن کر گیا۔

ہاتھ سے پیچھے کرتی وہ حارث کو کمزور سی لگی۔۔

لب بھینچے وہ اٹھتا اسکے کپڑے نکال لایا۔

اور اسکے پاس رکھے۔

تمہارے پاس صرف دس منٹ کا وقت ہے۔ میں واپس آؤں تو کپڑے چینج ہوں۔۔! وہ اسے سختی سے وارن کرتا باہر نکلتا دروازہ بند کر گیا۔

ٹھیک دس منٹ وہ واپس لوٹا تھا۔ اور وہ بستر پے بیٹھی آدھی آنکھیں کھولے اپنی فراک کی زیپ بند کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی تکیے پے سر گرا کے آنکھیں موند گئی۔

حارث اس کے پاس آتا اسکے ماتھے پے ہاتھ لگا کے چیک کرتا پریشان ہوا۔ اسکا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ اور ہونٹ بھی نیلے ہو رہے تھے۔

یااللہ۔۔۔میں کیوں لاپرواہی برت گیا۔۔۔؟؟کیوں بھول گیا۔؟؟وہ ازحد پریشان ہوا تھا۔

پورے کاٹیج میں ہیٹر آن تھا۔اس کے باوجود رخسار ٹھنڈ سے کانپ رہی تھی۔

حارث نے دو کمفرٹر اس کے اوپر اور ڈال دی ئی ے۔اور اسکے پاس بیٹھا۔اسکے ہاتھ پے اپنے ہاتھوں سے مالش کرنے لگا۔تاکہ اسے گرمائی ش مل سکے۔

رخسار اسکا ہاتھ تھامے اپنے سر کے نیچے رکھ گ ئی۔حارث اسکے قریب ہوتا جھکا تھا۔لیکن خود کو اس سے حتی الامکان دور رکھا تھا۔

جبکہ وہ حارث کے مزید قریب ہوتی اسکے سینے میں منہ چھپانے لگی۔حارث نے دل کی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالا۔وہ نفس کا غلام نہ تھا۔

وہ جانتا تھا۔ کہ اس وقت رخسار ہوش میں نہیں۔ لیکن وہ خود ہوش میں تھا۔ اور وہ اپنی حدود جانتا تھا۔

دھیرے سے رخسار کو پیچھے کرتا وہ اٹھنے لگا کے رخسار نے پھر سے اسکے قریب ہو کے اسے ہگ کیا۔ حارث نے سختی سے آنکھیں موندیں۔

لب بھینچے اس نے رخسار کا سر تھوڑا سا اوپر کی طرف کھسکا کے اپنے بازو پے رکھا۔ لیکن وہ پھر اسکے ساتھ چپک گ ئی۔

اس پل حارث تو اپنی کمر کے زخم کو بھی فراموش کر گیا تھا۔ دل میں اٹھتا درد زیادہ ٹھیس دے رہا تھا۔

بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھتا وہ آنکھیں موند گیا۔ اب اسکی ساری رات آنکھوں میں کٹنے والی تھی۔

کیاہوا۔۔؟؟شہروز امل کو یوں افسردہ دیکھ اسکے پاس چلا آیا۔وہ ابھی سارے کاموں سے فارغ ہوتا اپنے روم میں آیا تھا۔

ماما کی یاد آرہی ہے۔۔۔!کہتے ہوئے اسکا لہجہ روندھ گیا۔

اسے فون کرنے لگی۔تو دیکھا۔۔۔وہ موبائل یہیں چھوڑ گئی ہے۔۔۔اور باہر دیکھیں۔۔کتنی تیز ہوائیں چل رہی ہیں۔۔بادل بھی برسنے والے ہیں۔۔وہ تو ڈر جائے گی۔۔۔نجانے کیا کر رہی ہو گی۔۔۔۔؟؟؟امل کو نئی پریشانی نے گھیر لیا۔

شہروز سر نفی میں ہلاتا وہاں سے اٹھا۔اور بنا کچھ کہے فریش ہونے چلا گیا۔ان دونوں دوستوں کی محبت کی اسے آج تک سمجھ نہ آئی تھی۔اور ابھی وہ اتنا تھکا ہوا تھا۔کہ کچھ سمجھنے کا موڈ بھی نہ تھا۔وہ فریش ہوتا واپس لوٹا تو امل کو ویسے ہی بیٹھے دیکھا۔تو زچ آگیا۔

امل۔۔۔۔!اسکے سختی سے پکارنے پے وہ یکدم چونکی۔

اگر سوگ ختم ہو گیا ہو تو۔۔اٹھ جاؤ۔۔بستر جھاڑو۔۔تم نے اگر رات بھر جاگنا ہے۔۔۔تو شوق سے جاگو۔۔لیکن۔۔مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔!کہتے ہوئے رخ پھیر لیا۔

امل ناسمجھی سے اٹھ گ ئی۔

لیکن بستر تو۔۔۔صاف ہے۔؟؟؟امل نے بستر پے ایک نظر مارتے حیرت سے منہ بناتے پوچھا۔

صاف ہے تو کیا۔۔۔ہوا۔۔؟؟ جھاڑنا نہیں۔۔؟پرفیوم لگاتے وہ آئی ینے سے اسے دیکھتے استفسار کر گیا۔

امل خاموشی سے تکتی رہ گ ئی۔

شہروز واپس مڑتا بستر جھاڑتا کمفرٹر لیتا لیٹ گیا تھا۔جبکہ امل ابھی بھی اسکے انداز دیکھ رہی تھی۔شہروز ایک نظر اسکو دیکھ موبائ ل پے بزی ہو گیا۔

بستر جھاڑنا سنت ہے۔۔۔رات کو سوتے وقت تین بار بستر جھاڑنا چاہیے۔۔۔!اتنا تو پڑھا ہی ہو گا۔۔۔؟؟

شہروز کے کہنے پے وہ سٹپٹائی۔اور اثبات میں سر ہلاتی صوفے پے جا بیٹھی۔

مطلب۔۔۔؟؟تم نے واقعی ساری رات سوگ منانا ہے۔۔۔؟؟شہروز کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

کس بات کا سوگ مناؤں گی میں۔۔؟؟آپ بھی حد کرتے ہیں۔۔۔۔!امل برا ہی مان گ ئی۔

اچھا۔۔۔؟؟؟پھر یہاں آؤ۔۔۔۔!کہتے ہی اگلا حکم صادر کیا۔

نن۔ننہیں۔۔۔میں یہیں ٹھیک ہوں۔امل کو ایک دم سے گھبراہٹ ہوئی۔جبکہ شہروز کے ماتھے پے بل پڑے۔

خود آؤ گی۔۔۔ یا میں آؤں۔۔۔؟؟ دھمکی خاصی کاری گر ثابت ہوئی۔ امل جھٹ سے اٹھی۔ اور مرے مرے قدموں سے شہروز کے پاس آئی۔

یہاں بیٹھو۔۔۔! اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

بہت فرمانبردار ہو گئی ہیں۔۔ ماشاءاللہ سے۔۔۔! زیرِلب مسکراتے کہا۔

آپ میرا مزاق۔۔۔؟؟؟ وہ جو بولنے والی تھی۔ شہروز کی پیار بھری گھوری نے اسے چپ ہی کروادیا۔

اسے اپنے قریب کرتا۔۔ سائیڈ سے بٹن پہ پریس کرتا لائیٹ آف کر گیا۔ لیکن ساتھ ہی چوٹے بلب کی نیلی روشنی آن ہو گئی۔

امل کو اس پل شہروز سے بہت گھبراہٹ سی ہونے لگی۔ وہ وہاں سے کہیں بھاگ جانا چاہتی تھی۔ جہاں شہروز اسے نہ دیکھ سکے۔

اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنبھالتے وہ اپنے ہاتھ پے شہروز کے ہونٹوں کا نرم لمس محسوس کرتی جی جان سے کانپی تھی۔

امل۔۔۔؟؟؟ ابھی وہ کچھ کہتا کہ اسکا موبائل بج اٹھا۔

بہت بدمزہ ہوتے کال رسیو کی۔

سر۔۔۔! آپ کے کمرے کی بالکونی میں کوئی ہے۔۔۔!

اس کے سیکیورٹی گارڈ نے اسے اطلاع دی۔ تو وہ جھٹ سے بستر چھوڑتا اٹھا۔ ایک سایہ سا اسے بھی دکھا تھا۔۔

شہر۔۔۔۔؟؟؟امل۔اسکے گھبرا کے اٹھنے پے اسکا نام لینے لگی۔کہ شہروز نے اسکے لب پے انگلی رکھے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

اپنی دراز سے گن نکال کے اسکی گولیاں چیک کیں۔امل گھبرا کے اسکے قریب ہوئی۔وہ ڈر کے مارے کانپ رہی تھی۔

شہروز دبے قدموں سے گن ہاتھ میں پکڑے بالکونی کی جانب بڑھا۔جبکہ امل کو وہیں رہنے کا اشارہ کیا۔۔

دھیرے سے بالکنی کا دروازہ کھولا۔

آنے والا نہتا تھا۔ اور وہ جانتا نہیں تھا۔ کہ شہروز پے وار کرنا اتنا آسان نہیں۔۔۔ یا بنا کسی ہتھیار کے اسکا وہاں ہونا۔۔ مقصد کچھ اور بھی تو ہو سکتا تھا۔۔؟؟

شہروز نے گن سے اسکے سر پے وار کیا تھا۔ جس سے وہ بری طرح زخمی ہوا۔

دوسرا وار شہروز نے اسکے منہ پے کیا۔ وہ بلبلا اٹھا۔ اور منہ اور ناک سے بہتا خون صاف کرنے لگا۔

ارے بھائی۔۔۔! رک جاؤ۔۔۔! میں یہاں۔۔۔ کوئی واردات کرنے نہیں آیا۔۔۔ مجھے بلایا گیا ہے۔

اس شخص نے ہاتھ کھڑے کرتے فوراً سے خود کو سرینڈر کیا۔

کس نے۔۔۔؟؟؟ شہر وز اسکا چہرہ دبوچے غصہ سے بولا تھا۔

اس نے۔۔۔۔۔! انگلی کا اشارہ امل کی جانب تھا۔

ایک لمحے کو شہر وز کو لگا اس نے غلط سن لیا ہو۔ امل کا دل بہت زور سے دھڑ کا۔

اس نے بلایا ہے۔۔ مجھے۔۔۔! اسی نے کہا ہے۔ کہ میں یہاں آؤں۔۔ سارا راستہ بھی اسی نے گائیڈ کیا۔ ورنہ۔۔ اتنی سخت سیکیورٹی میں میں بھلا آ سکتا تھا۔۔۔؟؟

اس شخص نے شہر وز کو اپنی بات کا مکمل یقین دلانے کی کوشش کی۔ جبکہ شہر وز کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ امل منہ پے ہاتھ رکھے اپنی آواز کا گلا گھونٹے ہوئے تھی۔ جبکہ آنسو متواتر گر رہے تھے۔

جھوٹ۔۔بکواس۔۔۔۔!سچ سچ بتاؤ۔۔کون ہو۔۔اور کیوں آئے ہو۔۔؟؟

شہروز نے ایک اور مکا اس جڑ دیا۔

میری بات کا یقین کریں۔۔اسی نے بلایا ہے۔۔مجھے۔۔پیار کرتی ہے مجھ سے۔۔۔اگر یقین نہیں تو۔۔ایک منٹ۔۔۔یہ دیکھیں۔۔۔کچھ دیر پہلے کے ہی میسجز ہیں یہ۔۔۔!پڑھیں۔۔۔اور نمبر بھی چیک کرلیں۔۔اس شخص نے اپنا موبائل شہروز کی جانب بڑھایا۔۔

شہروز نے لب بھینچے اسکے موبائل پہ میسجز پڑھے۔اور نمبر دیکھا۔

ایک بے یقین سی نظر امل پہ ڈالی۔جس نے روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

شہروز تو ایک پل کو چپ سا ہو گیا۔ تین سے چار میسجز تھے۔ جو شہروز نے کس دل سے پڑھے۔۔ وہی جانتا تھا۔ لیکن۔۔ اسکا دل نہیں مانا۔۔ کہ یہ امل کر سکتی ہے۔۔ جبکہ نمبر امل کا واضح دکھائی دے رہا تھا۔۔

اب بھی اگر یقین نہیں تو۔۔۔ پوچھیں۔۔ امل سے۔۔۔!

ایک ہی یونی میں ہیں ہم۔۔۔ اور پیار کرتے ہیں۔۔ ایک دوسرے سے۔۔ زبردستی۔۔ اس سے شادی کی ہے آپ نے۔۔۔! دو پیار کرنے والوں کو الگ کیا آپ نے۔۔۔! وہ شخص اموشنلی آنسو بہاتا شہروز کے دل پہ کوڑے برسا رہا تھا۔۔

ننن۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ جھھھوووٹ۔۔۔۔؟؟

چپ۔۔۔۔۔! امل جو اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔ شہروز کی ایک ہی دھاڑ نے اسے وہیں سہما دیا۔

شہروز اس شخص کی جانب متوجہ ہوا۔ اس کا سیکیورٹی گارڈ اسکے ایک اشارے کا منتظر تھا۔ اور اسے وہ اشارہ مل گیا تھا۔ ایک گولی چلی تھی۔ بنا آواز کے۔ جو اس شخص کی گردن کی پچھلی طرف لگی تھی۔ ایک پل ہی لگا اور وہ نیچے فرش پے گرتا بے ہوش ہو گیا۔

سیکیورٹی گارڈ نے دو آدمیوں کے ساتھ اندر آنا تھا۔۔ اور اس شخص کو قید خانے میں ڈالنا تھا۔۔ شہروز امل کا ہاتھ تھامے اسے اسٹڈی روم کے دروازے سے اندر کی طرف دھکا دیتا دراز ہ بند کر گیا تھا۔۔

رمیز۔۔۔! شہروز کی سرد آواز پے وہ رکا تھا۔

سر۔۔۔! وہ چوکنا ہوا۔۔

اتنی سخت سیکیورٹی میں یہ کسے اندر آیا۔؟؟ کس نے اسکی مدد کی۔۔؟؟ کون ہے اسکے پیچھے۔۔؟؟ مجھے سب جاننا ہے۔۔۔ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر۔۔۔! شہروز نے الٹی میٹم دیا۔

یس سر۔۔۔! وہ اسے لیے جا چکے تھے۔ شہروز دروازہ بند کرتا واپس اندر کی جانب آیا۔

جمی۔۔۔! پلیز مجھ سے ناراض نہ ہو۔۔۔ میں صرف تم سے پیار کرتی ہوں۔۔۔ امل صرف تمہاری ہے۔۔۔! اپنی آخری سانس تک۔۔۔

جمی۔۔۔ بس تم آج آ جاؤ۔۔۔ اور مجھے لے جاؤ۔۔۔۔ ہم یہاں سے بہت دور چلے جائیں گے۔۔ جہاں ہمیں کوئی الگ نہیں کر سکے گا۔

جمی۔۔۔یہ جو راستہ بتایا ہے۔اس کے مطابق حاکم ولا میں آجاؤ۔۔میں تن من سے صرف تمہاری ہوں۔۔مجھے شہروز چھوتا ہے۔۔تو گھن آتی ہے۔۔۔مجھ پے صرف تمہارا حق ہے۔۔صرف جمی کا۔۔۔!

سارے میسجز۔۔۔دماغ میں گھوم رہے تھے۔اسکا دل نہیں مان رہا تھا۔کہ امل ایسا کچھ کر سکتی ہے۔۔۔

دل کہتا وہ بہت معصوم ہے۔جبکہ دماغ اسکے نمبر سے آئے اس شخص کے نمبر پے میسجز خود دیکھ چکا تھا۔

کیوں۔۔۔۔؟؟؟؟غصہ سے اٹھتا وہ کانچ کے ٹیبل پے مکا مار کے اس میں دراڑ ڈال گیا تھا۔۔

اسٹڈی کا دروازہ بجا۔۔۔ جسے شہروز نے لاک لگا دیا تھا۔۔

شہر۔۔۔روز۔۔۔۔ پلیز۔۔۔دروازہ کھولیں۔۔۔۔ !امل کی روتی ہوئی آواز کانوں سے ٹکرائی تو اس نے اپنے کان بند کر لیے۔

امل۔۔۔میں تمہیں۔۔۔ کبھی معاف نہیں کر۔ سکتا۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ امل ابھی اسکے سامنے آئے۔۔ وہ اتنا غصہ میں تھا۔ یا تو اسے مار دیتا۔۔۔ یا خود کو۔۔۔ !

اسلیے دروازہ نہ کھلنا تھا۔ نہ کھلا تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

کہاں جاسکتی ہے وہ۔۔۔؟؟آخر۔۔۔؟؟

پورے گھر میں چھان مارا تھا۔ لیکن امامہ کا کچھ پتہ نہ چل رہا تھا۔

صبح فجر سے سب یہی کام کر رہے تھے۔اب اطلاع گھر کے مالکوں تک بھی پہنچا دی گ ئی تھی۔

گل۔۔۔۔آپ کو زمہ داری سونپی تھی۔۔۔کیوں نہیں خیال رکھا انکا۔۔۔؟؟؟

فرحت بیگم نے غصہ ضبط کرتے ملازمہ سے کہا۔

معاف کیجیے گا۔۔۔بڑی بیگم۔۔۔!میں تو اسے کمرے میں ہی چھوڑ کے آئی تھی۔۔۔لیکن نجانے کیسے وہاں سے نکل گ ئی۔۔۔؟؟وہ منمنائی تھی۔

ازہان کو یاد آ رہا تھا۔۔وہ اندھیرے سے ڈر کے گھر کے اندر کی طرف آئی تھی۔۔۔اس کے بعد سے ہی تو وہ سو ہی نہ سکا تھا۔ساری رات آنکھوں میں کٹی تھی۔

سر۔۔۔!سب کیمراز چیک کیے گ ۓ ہیں۔۔رات سے اب تک نہ کوئی باہر گیا ہے۔۔نہ کوئی اندر آیا ہے۔۔۔!

سیکیورٹی انچارج نے آ کے اطلاع بہم پہنچائی۔

پھر کہاں۔۔۔؟جا سکتی ہے۔۔۔؟؟؟شاہزیب صاحب کو بھی فکر ہوئی۔جو بھی تھا۔وہ ایک معصوم لڑکی تھی۔اور اس سب میں اسکا کوئی قصور نہ تھا۔انہیں اپنی بیٹی نظر آ رہی تھی اس میں۔۔انکا دل بری طرح گھبرایا۔

اگر اس بچی کو کچھ ہوا۔۔ تو ازہان آپ اس کے زمہ دار ہوں گے۔۔! شاہ زیب صاحب کی سخت آواز سب کے کانوں سے ٹکرائی۔ آج پہلی بار وہ سختی سے ازہان سے بولے تھے۔ سبھی خاموش تھے۔ازہان سمیت۔

وہ گھر میں ہی ہے۔۔۔! ڈھوڈو اسے۔۔۔۔!

ازہان نے اپنے اندر کے اشتعال کو قابو کرتے سب ملازموں سے کہا۔ تو سب وہاں سے فوراً غائب ہوئے۔

ایک مس ئی لہ حل نہیں ہوتا۔۔ ایک کے بعد۔۔ پریشانی۔۔۔؟؟ خان بی نے اپنی دوائی لی تھی۔۔ ملازمہ کے ہاتھ سے۔۔ اور پانی کے ساتھ اسے نگلا تھا۔

ازہان خود بھی سرونٹ کوارٹ کی جانب چلا گیا۔۔اب اسے بھی فکر ہو رہی تھی۔ فکر سے زیادہ۔۔اسے اب اس لڑکی پے غصہ آرہا تھا۔جو نجانے کہاں چھپ کے بیٹھی تھی۔

سر۔۔۔۔! پلیز یہاں آئے۔۔۔۔۔

وہ اس کمرے کے پاس سے گزرا جو امامہ کو دیا گیا تھا کہ اسے ملازمہ کی آواز آئی۔

ازہان انہی قدموں پے اندر کی جانب بڑھا۔

سر۔۔۔۔وہ دیکھیں۔۔۔۔! گل نے اوپر کبرڈ کی طرف اشارہ کیا۔جہاں۔۔ محترمہ امامہ صاحبہ مزے سے سو رہی تھیں۔جالی دار دوپٹے سے اسکا چہرہ کچھ حد تک دکھائی دے رہا تھا۔۔

یہ۔۔۔یہاں۔۔۔کیسے۔۔۔؟ اُازہان کے ماتھے پے کئی بل پڑے۔

نیچے فرش پے دیکھا۔کچھ ایسا نظر نہ آیا۔۔جسے رکھ کے وہ اتنی اونچی کبرڈ پے چڑھی۔۔۔اور وہاں کبرڈ کے اوپر بنی خالی جگہ پے مزے سے سو رہی تھی۔

اٹھاؤ۔۔اسے۔۔۔۔!ازہان نے رخ پھیرتے ہوئے سخت آوز میں کہا۔

سر۔۔۔۔۔!میں بہت آوازیں دے چکی ہوں۔۔لیکن۔۔لگتا ہے۔۔یہ کان بند کر کے سوئی ہے۔۔۔۔!گل کی بات پے ازہان نے اسے گھوری سے نوازا۔جبکہ وہ سر نیچے کر گئی۔

جاؤ۔۔یہاں سے۔۔۔!گل فوراً وہاں سے نکلی۔

کچھ سوچتے ہوئے ازہان نے ارد گرد نظر دوڑائی۔

پاس پڑی ٹیبل کو آگے کرتا اس پے کھڑا ہوا۔

اور امامہ کو ہلایا جلایا۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

اٹھو۔۔۔؟؟؟ لڑکی۔۔۔۔! ازہان اسکا نام تک نہیں لے رہا تھا۔

امامہ نے سوتے میں ہی ازہان کا ہاتھ جھٹکا تھا۔ازہان نے دانت پیسے۔اور ایک جھٹکے سے اسے کھینچ کے کبرڈ سے نیچے اتارا۔وہ اسکی بانہوں میں جھول سی گئی۔

کچھ سوئی سی کچھ جاگی سی۔۔۔اس نے آنکھیں وا کیں تو خود کو ہوا میں جھولتا ہوا محسوس کیا۔ایک دم سے ڈر کا احساس جاگا۔تو ازہان خانزادہ کے گلے میں بانہیں ڈال خود کو بچانا چاہا۔

ازہان خانزادہ جو اسے اٹھائے بستر کی طرف بڑھتا۔۔ تقریباً چھینکنے والا ہی تھا۔اسکا یوں چپکنا ازہان کو ایک دم سے روک گیا۔

وہ اسے گود میں اٹھائے یونہی کھڑا رہ گیا۔

ہمیں۔۔ ہمیں۔۔۔بچالیں۔۔۔ ہم۔۔ گر جائیں گے۔۔۔۔! دھیمی سی نیند میں ڈوبی آواز کان سے ٹکرائی تو ازہان کے دل کے تار چھڑے۔

اس نے دھیرے سے امامہ کو بستر پے لٹایا۔

لیکن اس نے پھر بھی ازہان کے گلے سے اپنے بازو نہ ہٹائے۔

ازہان نے خود ہی اسکے بازوؤں کو اپنے گلے سے ہٹانا چاہا۔تو اسی لمحے ان محترمہ کی آنکھ کھل گ ئی۔اور حیرت سے خود پے جھکے ازہان کو دیکھا۔اور پھر اپنی پوزیشن کو۔۔۔

فوراً سے بازو پیچھے کیے۔اور اپنا چہرہ اچھے سے ڈھانپا۔ازہان لب بھینچے اسکی اس حرکت سے مزید غصہ ہوا۔

کیا ڈرامہ تھا یہ۔۔۔؟؟؟ وہاں اوپر۔۔۔کیا کر رہی تھی؟

ویسٹ پے ہاتھ رکھے اب سوالوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

آپ۔۔۔ہمارے۔۔ہزبنڈ کو بلوا دیں پلیز۔۔۔۔!

ازہان کو اسکی بات پے شاک لگا۔ مطلب۔۔ وہ ابھی تک نہیں جانتی تھی۔ کہ اس کی شادی کس سے ہوئی ہے۔۔؟

رات سے وہ ہمیں چھوڑ کے نجانے کہاں غائب ہیں۔۔؟؟ اتنا ڈر لگا ہمیں۔۔ رات کو۔۔۔! لیکن۔۔۔ کوئی بھی نہیں تھا ہمارے پاس۔۔۔ پلیز۔۔ آپ انکو بلوا دیجیے۔۔۔! اسکے انداز میں منت سی تھی۔

نام کیا ہے۔۔ تمہارے ہزبنڈ کا۔۔؟ تیکھے انداز میں سینے پے بازو باندھے۔ اب وہ اسکا امتحان لینے لگا تھا۔

از۔۔ ازہان۔۔۔ خانزادہ۔۔۔! اسکے لبوں سے ادا ہوا اپنا نام ازہان کو آج پہلی بار بہت خوبصورت لگا۔ کہ کچھ پل تو بول ہی نہ سکا۔

اب تو بلوا دیں۔۔۔؟؟؟ امامہ نے اسے خیالوں سے چونکایا۔

ازہان گہرا سانس خارج کرتا رہ گیا۔

اوراسکے قریب ہوا۔ کہ وہ ڈر کے مارے بیڈ کراؤن سے جا لگی۔

اب میری بات کان کھول کے سنو۔۔۔ لڑکی۔۔۔!

امامہ۔۔۔امامہ۔۔۔حاکم ہیں ہم۔۔۔۔! امامہ نے فوراً اپنا نام بتانا ضروری سمجھا۔

ازہان کی بات آج تک کبھی کسی نے نہیں کاٹی تھی۔اور یہ لڑکی۔۔۔؟؟؟

تم جو کوئی بھی ہو۔۔۔۔ تمہارا نام کیا ہے۔۔۔مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔ لیکن میری بات اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں بٹھا لو۔۔

یہ خان مشن ہے۔۔اور یہاں کا ہر فیصلہ میری مرضی سے ہوتا ہے۔۔!اور ۔۔۔

آپ کون ہیں۔۔۔؟؟؟امامہ نے پھر اسکی بات کاٹی۔اس نے آنکھیں سختی سے میچتے خود کو کنڑول کیا۔

اس گھر کا مالک۔۔۔۔!ازہان خانزادہ۔۔۔۔!پیچھے ہو کے کھڑا ہوتے وہ امامہ کی بولتی ہی بند کروا گیا۔

میری اجازت کے بنا یہاں پے پتہ بھی نہیں ہلتا۔۔ سمجھی تم۔۔۔!آئندہ کوئی ایسی اوٹ پٹانگ حرکت کی تو۔۔۔؟؟؟

آپ۔۔۔؟؟خان ہیں۔۔؟؟امامہ ایک دم سے اپنی جگہ سے کہتے ہوئے اٹھ کے ازہان کے مقابل کھڑی ہوئی تھی۔

اسکایوں خان کہنا بے اختیار ازہان کے دل کو بھایا تھا۔ لیکن لب خاموش رہے۔

آپ۔۔۔۔ ہمارے۔۔ خان ہیں۔۔۔ ؟؟؟اب کی بار لہجہ کھنکتا سا تھا۔۔ ؟؟

کیا بکواس کر رہی ہو۔۔ ؟ازہان کو اسکایوں فری ہونا سخت برا لگا۔

آپ۔۔ ہمارے ہزبنڈ ہیں۔۔۔ ؟؟امامہ نے اسکی بات کا زرا برا نہ منایا۔

ہمممممم۔۔۔۔۔۔ !وہ انکار نہ کر۔ سکا۔

امامہ نے گھونگھٹ الٹ دیا۔

اسکا مسکراتا چہرہ دیکھ ازہان اپنی جگہ ساکت ہو گیا تھا۔اس کے سر کل میں لڑکیوں کی تعداد بھلے کم تھی۔ لیکن فارن کنٹری اور ملک کے اندر۔۔ آنا جانا۔۔۔بہت سی خوب صورت لڑکیوں کو بھی دیکھا تھا۔ لیکن اتنا مکمل حسن۔۔۔؟؟ وہ آج پہلی بار دیکھ رہا تھا۔وہ بلاشبہ بہت خوبصورت تھی۔اور اسکی معصومانہ باتیں۔۔اسے مزید خوب صورت بنا رہی تھیں۔

آپ رات کو کہاں تھے۔۔؟؟ ساری رات ہم اس کمرے میں ڈرتے رہے۔۔۔یوں لگا۔۔ کوئی اندر آجائے گا۔۔۔اور ہمیں کھا جائے گا۔۔۔! پھر ہم۔۔۔وہاں۔۔اوپر جا کے سوگ ئے۔۔۔! لیکن مس ئلہ تو تب ہوا۔۔۔کہ ہم اوپر تو چڑھ گ ئے۔۔ ہمیں نیچے اترنا نہیں آتا تھا۔۔۔اور ہماری فجر بھی چھوٹ گ ئی۔۔۔اللہ ہم سے ناراض ہو جائ یں گے۔۔۔۔۔وہ افسردہ ہوئی تھی۔

آخری بات پے۔

رخسار کو ہوٹل میں داخل ہوتا دیکھ ازہان کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔سب کی نظریں سکرین پے جمی تھیں۔

ٹیبل نمبر 7 پے بیٹھتے رخسار نے آرڈر کیا تھا۔لیکن موبائل اسکے کان کے ساتھ ہی لگا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد رخسار وہاں سے اٹھتی باہر نکل گئی۔یہ کونسا راستہ ہے۔۔۔؟؟ ازہان نے حیرت سے پوچھا۔

یہ ہوٹل کا بیک حصہ ہے۔ مینیجر فوراً بولا۔۔

کیا۔۔وہاں سے باہر جانے کا رستہ ہے۔۔۔۔؟؟ازہان نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

جی سر۔۔۔! لیکن وہ راستہ ہر ایک کے علم میں نہیں ہے۔وہ ایمر جینسی میں استعمال۔۔۔؟؟

مجھے وہاں لے چلیں۔۔۔ازہان نے بات کاٹی۔

چلیں سر۔۔۔! مینیجر انہیں لیے بیک حصہ پے آیا۔آگے پیچھے دائیں بائیں سب جگہ دیکھ لیا۔لیکن خاموش اور سنسان سڑک کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا۔

ہونہہ۔۔۔وہ اسی راستے سے باہر نکلی ہے۔۔

ازہان دھیرے سے بولا۔

لیکن۔۔پھر بھی۔۔ہمارے ہاتھ بندھے ہیں۔

ازہان بالوں پہ ہاتھ پھیرتا بے بسی سے واپس اندر آ چکا تھا۔

سر۔۔۔ایوری تھنگ از او کے۔۔۔؟؟ مینیجر نے پوچھا۔

ابھی وہ کوئی جواب دیتا کہ موبائل پہ کال آنے لگی۔

بہت جلدی ہے ملنے کی۔۔۔؟؟

ازہان نے اسکی بات پہ لب بھینچے۔

تم۔۔۔؟؟؟ فرطِ جذبات سے وہ کچھ بول نہ پایا۔۔

میری۔۔۔ نظر تمہارے ہر قدم پے ہے۔۔۔یاد رکھنا۔۔۔! بہتری اسی میں ہے کہ مجھے ڈھونڈنا چھوڑ دو۔۔۔۔! میں تو آج تمہیں تمہاری بہن واپس کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن اب تمہاری یہ چالاکی تم پے بھاری پڑ گئی ہے۔اس لیے۔۔۔؟؟

نہیں۔۔۔مجھے میری بہن آج ہی واپس چاہیے۔۔۔ہر صورت میں۔۔۔! تم نے جو کہا۔۔میں نے کیا۔۔۔اب مزید میری بہن کو تم اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔۔۔!

ہیلو۔۔؟؟؟ہیلو۔۔۔؟ازہان بولتا رہ گیا۔ کال بند ہو چکی تھی۔

غصہ سے ازہان کا دماغ کام کرنا ہی بند کر گیا۔اسے سمجھ نہ آئی۔ کہیں سے وہ اپنی بہن کو ڈھونڈ کے لے آئے۔

مزید اس سے دوری وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

سر۔۔۔! روڈ کی اس طرف شہر ہے۔۔ جبکہ اس طرف گھنا جنگل۔۔۔! اور شک ہے کہ وہ اس جنگل کی طرف ہو گا۔۔۔! جمیل اپنی ہی بولے جا رہا تھا۔

جمیل۔۔۔! اگر آج میں یہاں نہ آتا تو۔۔۔ میری بہن میرے پاس ہوتی۔۔۔ وہ ایک ایک قدم پہ نظر رکھے ہوئے ہے۔۔۔! ازہان کا سرد اور شکستہ لہجہ جمیل کو بھی دکھی کر گیا۔

پھر۔۔۔؟؟ کیا کریں۔۔؟؟ جمیل کو سمجھ نہ آیا۔ کہ اب ازہان کیا چاہتا ہے۔۔۔؟؟

آج بارہ دن ہو گئے ہیں۔۔۔ اور۔۔ میری بہن۔۔۔ میرے پاس واپس نہیں آئی۔۔ جو اس نے کہا۔۔۔ میں نے کیا۔۔۔ وہ۔۔۔ کون ہے۔۔؟؟ کہاں سے

آیا۔۔؟؟ کونسی دشمنی نبھا رہا ہے۔۔۔؟؟ کچھ پتہ نہیں چل سکا ابھی تک۔۔۔!

ازہان واپس گاڑی میں بیٹھتا گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔

سر۔۔۔! وہ ہم پے۔۔۔ نظر کیسے رکھے ہوئے ہے۔۔۔؟ اسے کیسے پتہ۔۔۔؟ کہ ہم اس وقت کہاں ہیں۔۔؟؟

جمیل بھی سوچنے لگا۔۔۔

سر۔۔۔ کہیں۔۔اس نے آپ کے گھر میں کیمرے تو نہیں لگائے۔۔؟ جمیل کی بات ازہان کے دل پے لگی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

بھابھی۔۔۔؟؟ شہر۔۔وز نہیں۔۔آئے ابھی تک۔۔؟

بلیو کلر کی میکسی پہنے۔ڈائی منڈ سیٹ کے ساتھ برائی یڈل دلہن بنی اس پے بے انتہا ہی روپ آیا تھا۔

وہ کام میں مصروف ہو گا۔۔۔آجاؤ۔۔ تم باہر۔۔۔!زرقا اسے لیے باہر آگ ئی۔

باہمی رضامندی سے شہروز امل اور ازہان امامہ کا ولیمہ ایک ساتھ ایک ہی بینکوئ یٹ میں ارینج کیا۔

امل دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی زرقا کے ساتھ ہر اماں ہر اماں چلتی اسٹیج ک یجانب بڑھ رہی تھی۔ تبھی شہروز اسے یوں اکیلا اسٹیج کی طرف جاتا دیکھ خود بخود اسکی جانب بڑھا۔اور اسکا ہاتھ تھاما۔

جبکہ زرقا بھابھی نے ایک خفگی بھری نظر اس پے ڈالی اور سائیڈ پے ہو گئی ہیں۔

پہلے انہوں نے شہروز کو بلایا تھا۔ کہ امل کے ساتھ دونوں اکھٹے اسٹیج پر جائیں۔ لیکن شہروز نے بہانہ بنالیا۔ اب خود ہی آگے آگیا۔

امل گھبرائی سی لرزتی ہوئی اسکے ساتھ اسٹیج پے جا بیٹھی۔

کچھ ہی دیر بعد امامہ اور ازہان کے آنے کی باری تھی

لیکن وہ ابھی تک نہیں آئے تھے۔

حاکم صاحب ان سب کا ویٹ کر رہے تھے۔ سب مہمان آچکے تھے۔ لیکن وہی ابھی تک لیٹ تھے۔

پیچ کلر کی میکسی میں امامہ کے چھب ہی نرالی تھی. پرستان کی پری لگ رہی تھی۔

نظر لگ جانے کی حد تک وہ حسین لگ رہی تھی۔ لیکن پھر بھی جالی دار دوپٹے سے اپنا چہرہ لازمی ڈھکا تھا۔ اس نے۔۔۔

اور کسی نے بھی اس پے اعتراض نہ کیا تھا۔

امامہ پے غضب کا روپ آیا تھا۔ لیکن اسکا چہرہ بجھا ہوا تھا۔ شام کو جو کچھ بھی ہوا۔ اس سے وہ کافی دلبرداشتہ ہوئی تھی۔ جب ازہان کا انتظار کرتے کرتے اسکے کمرے میں ہی صوفے پے ہی سوگئی۔

اور کچھ ہی دیر بعد ازہان تپے ہوئے چہرے کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔

اسے اتنے حق سے اپنے کمرے میں دیکھ کے اسکا پارہ مزید ہائی ہوا۔

اور بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑ ہی ڈالا۔وہ ہڑ بڑا کے اٹھی تھی۔

کس کی۔۔۔؟؟ کس کی اجازت سے تم میرے کمرے میں آئی۔۔؟؟ وہ بول نہیں دھاڑ رہا تھا۔۔۔

آپ۔۔۔آپ۔۔۔؟؟؟ امامہ نے بمشکل لب واکیے۔

کیا آپ۔۔۔؟؟ کب دی میں نے اجازت۔۔۔؟؟ ازہان کے ماتھے پے بے شمار بل پڑے۔

ننہیں۔۔۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے۔۔۔ کہ آپ نے اجازت دی۔۔۔ بلکہ۔۔ ہم۔۔۔ یہ کہہ رہے تھے۔ کہ آپ کو پتہ نہیں۔۔ کسی کو سوتے میں ایسے نہیں جگاتے۔۔۔ اللہ ناراض ہوتا ہے۔۔ بلکہ کوئی سویا ہو تو جگاتے ہی نہیں۔۔ اسکی نیند کا خیال رکھتے ہیں۔۔

امامہ کے اپنے بیان شروع ہو چکے تھے۔ اور ازہان لب بھینچے رہ گیا۔

ابھی کے ابھی میری نظروں سے دور ہو جاؤ تم۔۔۔ فوراً۔۔۔

ازہان نے انگلی کے اشارے سے اسے دروازے کی طرف اشارہ کرتے جانے کا کہا۔

چلے جاتے ہیں۔۔۔! چلائیں مت۔۔۔ ویسے بھی ہمیں یہاں۔ کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔!

اپنے سر پے دوپٹہ اچھے سے اوڑھتی ناک چڑھاتی وہ باہر جانے لگی۔

رکو۔۔۔۔! سخت آواز کانوں سے ٹکرائی۔ تو وہ پلٹی۔

یہ اپنا کوڑ کباڑ بھی اٹھاؤ۔۔ یہاں سے۔۔۔!

ازہان نے اسکے ڈھیر سارے گفٹس کو دیکھتے ناگواری سے کہا۔

امامہ تو صدمے سے بے حال ہونے کو تھی۔

آپ۔۔۔ آپ اپنی آنکھیں چیک کروائی یں۔۔۔۔ یہ اتنے پیارے گفٹس آپ کو کوڑ کباڑ نظر آرہے ہیں۔۔؟؟ امامہ صدمے سے بولتی واپس مڑی اور جو جو ہاتھ میں گفٹ آتا گیا وہ اٹھاتی چلی گ ئی۔

ازہان کے پاس سے گزری تو ہاتھ سے سارے گفٹس اسکے قدموں میں ڈھیر ہو گ ئے۔ازہان نے غصہ سے اسکی جانب دیکھا۔امامہ نے مسکینی سی شکل بنا کے بنا کے چہرے پے مسکان سجالی۔

ہم۔۔ابھی۔۔۔۔اٹھالیتے ہی۔۔۔! کہتے ساتھ ہی نیچے جھکتے سارے گفٹس کو اٹھانے کی ناکام کوشش کی۔

گل۔۔۔۔؟؟گل۔۔۔۔؟؟ازہان وہیں سے چلایا۔

اور گل فوراًوہاں حاضر۔۔۔

جی خان صاحب۔۔۔؟؟سر جھکائے وہ بولی تھی۔

ابھی اسی وقت مجھے اپنا روم کلئیر چاہیے۔۔سنا تم نے۔۔۔اٹھاؤ یہ سب ملازم سے کہہ کے۔۔میں دوبارہ یہاں آؤں۔۔تو یہ سب مجھے دکھائی نہ دے۔

امامہ کو ان سب میں شامل کرتا وہ اچھا خاصا اسکا دل دکھا کے گیا تھا۔

آنکھوں کا کونہ بھیگا۔لیکن کمال مہارت سے چھپا گئی۔

لائیں مجھے دیں۔۔گل کو امامہ کو یوں۔۔گفٹس اٹھاتے دیکھ بہت ترس آیا تھا۔

نہیں گل جی۔۔۔!ہمارے گفٹس ہیں۔۔ہم خود اٹھالیں گے۔۔اور سوری۔۔ہماری وجہ سے آپ کو ڈانٹ پڑ گئی۔

بہت نرمی سے کہتی وہ کچھ گفٹس اٹھائے کمرے سے نکلتی سیڑھیاں نیچے اتر گئی۔

گل باقی کے گفٹس اٹھائے اسکے پیچھے لپکی۔

کیا ہے یہ سب۔۔؟رقیہ پھوپھو کے اچانک وہاں آنے پے وہ دونوں ٹھٹھکیں۔

آپ کی تعریف۔۔۔آنٹی جی۔۔؟؟امامہ نے مسکرا کے پوچھا۔

میری تعریف۔۔۔؟؟تمسخر سے امامہ کو دیکھا۔جان تو امامہ بھی گ ئی تھی۔ خان بی کی بیٹی ہیں۔۔لیکن اس وقت ان کے روکنے کا مطلب نہیں سمجھ پائی تھی۔

میں اس گھر کی بیٹی ہوں۔۔۔ سمجھی تم۔۔اور۔۔ہمیشہ مجھ سے نظریں جھکا کے بات کرنا تم۔۔۔انگلی اٹھاتے نفرت بھرے لہجے میں کہتی وہ امامہ کو کچھ چونکا گ ئی یں

جی بہتر۔۔۔! امامہ نے خلاف توقع جواب دیا۔ اور آگے بڑھ گئی۔

اسی لمحے زوبی نے اسکے آگے پاؤں کیا۔ تو وہ لڑکھڑائی۔

گل نے فوراً اسے سنبھال لیا۔ لیکن امامہ کے ہاتھ سے گفٹس چھوٹ کے نیچے گر گئے۔

دیکھ کے۔۔۔! بھئی۔۔۔! زوبی نے مذاق میں ہمدردی جتانے والے انداز میں کہا۔

امامہ نے بنا کوئی رسپانس دیے گرے ہوئے گفٹس کو دوبارہ اٹھانا چاہا۔

کہ زوبی نے ایک گفٹ کے اوپر اپنے جوتے کی نوک رکھ کے اسے بری طرح کچلنا چاہا۔ گل نے افسوس سے انہیں دیکھا۔

آپ کا شوق پورا ہو گیا ہو۔۔ تو ہم اٹھا لیں۔۔۔؟؟ امامہ نے سر اٹھا کے زوبی کو دیکھتے سنجیدہ انداز میں پوچھا۔

اسکا رنگ روپ دیکھ زوبی بری طرح سلگ رہی تھی۔

اٹھاؤ۔۔ اپنا یہ گندھ کباڑ۔۔۔ اور لے جاؤ یہاں سے۔۔۔!

زوبی نے نفرت اور حقارت سے اسے دیکھتے کہا۔

بہت بری ہیں۔۔۔ یہ دونوں ماں بیٹی۔۔۔! کمرے میں آتے گل نے بہت افسوس اور غصہ سے کہا۔

جبکہ امامہ کے چہرے پے ایک بھی شکن نہیں تھی۔

گل جی۔۔! اللہ تعالیٰ نے سب کو اس دنیا میں بھیجا۔اور ہر ایک نے اس دنیا کے کاموں میں اپنا حصہ ڈالنا ہے۔۔اب کسطرح کا حصہ ڈالنا ہے۔۔یہ انسان پے چھوڑ دیا ہے۔۔۔وہ اپنا حصہ ڈال چکیں۔ ہم اپنا۔۔۔! اور کسی دوسرے کے لیے ہم اپنا حصہ خراب نہیں کر سکتے۔۔۔! وہ اپنا کام کریں ہم اپنا۔۔۔

وہ اپنے کام سے خوش۔۔ ہم اپنے۔۔۔! امامہ نے مسکرا کے بات ختم کر دی۔

آپ جتنی پیاری ہیں۔۔آپ کی باتیں اور سوچ اس سے بھی کئی زیادہ پیاری ہے۔گل نے اس کے پاس آتے کہا۔

خوبصورتی دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے۔امامہ نے کہتے ہوئے سارے گفٹس اٹھا کے کبرڈ کے اوپر رکھے۔

گل جی۔۔! آج رات ہمیں اکیلا مت چھوڑیے گا۔۔ ہمیں ڈر لگتا ہے اکیلے میں۔۔۔! انجان جگہ ہے۔۔ تو۔۔ابھی آپ ہمارے ساتھ سو جایا کریں۔جب ہم یہاں کے عادی ہو جائیں گے۔۔ تو اکیلے بھی سونے کی عادت پڑ جائے گی۔ پھر آپ کو بالکل تنگ نہیں کریں گے۔

ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔۔؟؟ گل افسردگی سے اسکے پاس آئی۔

آپ۔۔۔؟؟ آپ کے بھی تو ہر دلہن کی طرح ارمان ہوں گے۔۔ لیکن۔۔۔ کچھ بھی پورے نہیں۔۔۔ ہوئے۔۔! خان صاحب۔۔۔؟؟ آپ کو اپنے کمرے میں۔۔؟؟

گل جی۔۔۔! معاف کیجیے گا۔۔آپ کی بات کاٹ رہے ہیں۔امامہ اب کی بار بہت سنجیدہ تھی۔

یہ ہمارا اور خان جی کا آپس کا معاملہ ہے۔اور ہم نہیں چاہتے اس میں کوئی بھی کچھ کہے۔پلیز۔۔۔!آپ بھی کچھ مت کہیے۔

گل کو وہ ٹوک چکی تھی۔لیکن اپنا دل اسکا واقعی اداس ہو گیا تھا۔کیا واقعی وہ دھتکارنے کے قابل تھی۔۔؟؟

ازہان خانزادہ نے کتنی بے دردی سے اسے دھتکارا تھا۔وہ بھول نہیں پا رہی تھی۔اور اب ولیمہ کے وقت بھی بھلے وہ حسن کی ملکہ بنی ہوئی تھی۔لیکن چہرہ کی اداسی نے اس کے روپ میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ازہان خانزادہ کو خان بی نے امامہ کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔وہ چہرے پے سنجیدگی سجائے امامہ کی جانب بڑھا۔اور اسکا ہاتھ تھامتا آگے اسٹیج کی جانب بڑھا۔

وہاں ان کے بیٹھنے کا بھی بہت خوبصورت انتظام ہوا تھا۔

ازہان کے ہاتھ تھامنے سے امامہ کے اندر ایک عجیب سی لہر دوڑی تھی۔ کہ وہ لرز کے رہ گئی۔

اور جب تک ہاتھ اسکے ہاتھ میں رہا وہ دم سادھے اس کے ساتھ چلتی اسٹیج کی جانب ایک ایک قدم ٹھہر ٹھہر کے اٹھاتی باربی گڑیا لگ رہی تھی۔

میرے ہاتھ میں تیرا ہاتھ ہو۔۔

ساری جنتیں میرے ساتھ ہو۔۔۔

دوسری جانب زوبیہ اور رقیہ بیگم بری طرح اندر ہی اندر جلن کا شکار ہو رہی تھیں۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟رقیہ۔۔۔بہن۔۔؟؟اتنی چپ چپ کیوں ہو۔۔؟؟وہی عورت ان کے پاس آئی تو رقیہ نے اسے دیکھ کے منہ پھیر لیا۔

لگتا ہے۔۔ نظر لگ ہی گ ئی۔۔ تمہارے بیٹی کے نصیبوں کو۔۔۔! طنزیہ لہجہ اپنایا تھا اس عورت کا اپنا دل تھا کہ اسکی چھوٹی بہن اس خاندان کی بہو بنے۔ لیکن یہ ارمان ارمان ہی رہ گیا۔ آج رقیہ کا ارمان بھی حسرت بنتا دیکھ انہیں گونا سکون محسوس ہوا۔

ضروری نہیں کہ جو دیکھتا ہو۔۔وہی سچ ہو۔۔۔! پاسا پلٹتے دیر کہاں لگتی ہے۔۔۔؟؟رقیہ نے بھی جل کے کہا تو وہ مزاق اڑاتیں وہاں سے چلی گ ئی یں ۔

ہر ایک کی نظر میں ہمارے لیے طنز اور حقارت ہے۔۔اور اس لڑکی کو تو اس سب کا کیا چکانا پڑے گا۔

دل ہی دل میں وہ شدید بغض لیے امامہ کو سخت نفرت سے دیکھ رہی تھیں۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

سارا دن گزار کے حارث واپس لوٹا تو شام ہو چکی تھی۔اور رخسار جو خوش تھی۔ کہ آج اپنی فیملی سے ملے گی۔اسی خوشی میں سارا دن گزار دیا۔اب شام کو جب حارث واپس لوٹا تو اس پے چڑھ دوڑی۔

کوئی۔۔احساس ہے یا نہیں۔۔؟؟سارا دن انتظار کرتی رہ گئی میں۔۔اور تم اب آرہے ہو۔۔؟؟

حارث اسے یوں چلاتے دیکھ ایک لمحے کو ٹھہر سا گیا۔

یہ کیا تم بیویوں کی طرح رعب جما رہی ہو مجھ پے۔۔؟اپنی لمٹس میں رہو۔۔۔!
حارث نے منہ بگاڑ کے کہا۔

مجھے۔۔۔گھر جانا ہے۔۔۔!رخسار کا لہجہ روندھ گیا۔بنا اسکی بات کا برا مناتی وہ اسکے پاس آتے نروٹھے پن سے کہا۔

یہ لو۔۔۔!جاؤ۔۔ڈریس چینج کر لو۔۔۔پھر چلتے ہیں۔

ایک شاپنگ بیگ اسکی جانب بڑھایا۔

اس میں کیا ہے۔۔۔؟؟ یہ۔۔۔اتنا ہیوی ڈریس۔۔۔؟؟ میں کیوں پہنوں یہ۔۔؟؟ رخسار نے حیرانی سے پوچھا۔

دیکھو اگر۔۔ جانا ہے تو۔۔ یہ پہن کے آؤ۔۔ ورنہ۔۔۔؟؟

بس۔۔اب اور دھمکیاں نہیں۔۔۔۔۔۔! رخسار نے اسے تیز لہجے میں ٹوکا۔ اور اندر چلی گ ئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ کپڑے چینج کرتی باہر آئی تو ایک پل کو حارث اسے اتنے دن بعد یوں تیار ہوا دیکھ دیکھتا ہی رہ گیا۔

چلو اب۔۔۔! اس پہ رعب جماتی وہ پھر سے حارث کو غصہ دلا رہی تھی۔

حارث نے اسے بازو سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا کے وہ زخمی شیرنی کی طرح دیکھتی رہ گ ئی۔

مجھ پہ رعب مت جماؤ ۔۔ سمجھی ۔۔۔ لے کے جا رہا ہوں ۔۔ احسان مانو ۔۔ ورنہ جو تمہارے بھائی نے آج کیا ۔۔۔ میرا ارادہ بدل چکا تھا۔

جھٹکے سے بازو کو چھوڑتا وہ گاڑی کی چابیاں اور دراز سے گن نکالنے لگا۔

رخسار کا دل چاہا کر ارا سا جواب دے دے۔ لیکن اس وقت وہ کوئی بدمزگی نہیں چاہتی تھی۔ ورنہ کیا پتہ وہ اسے یہیں پھر سے بند کر کے چلا جاتا۔

چلو ۔۔۔! کہتے ساتھ ہی وہ اپنا ضروری سامان لیتا باہر نکلا۔ اور وہ اسکے پورے کاٹیج کو ایک نظر دیکھتی اسکے پیچھے ہولی۔

ولیمہ کا فنکشن اپنے عروج پے تھا۔ باہر گاڑی آ کے رکی۔ کوئی نہیں جانتا تھا۔ کہ اس میں اترنے والی ہستی اندر موجود لوگوں کو ہلا کے رکھ دینے والی تھی۔

یہاں کیوں لائے۔۔۔؟؟ تم تو مجھے میرے گھر پے۔۔۔؟؟ رخسار نے حیرت سے اس روشنیوں سے سجے بینکوئیٹ کو دیکھا۔ اور حارث سے پوچھا۔

جاؤ۔۔۔! وہاں اندر ہی ہیں تمہارے سب گھر والے۔۔۔ خوشیاں منا رہے ہیں۔۔ اپنے بیٹے کی شادی کی۔۔۔ یہ یاد رکھے بنا کہ۔۔۔ انکی بیٹی بارہ دن سے غائب ہے۔۔۔! حارث نے ایک چبھتا ہوا طنز کیا تھا۔

رخسار کو اسکی کسی بات پے قطعی کوئی یقین نہیں تھا۔ ایک خاموش نظر اس پے ڈالی۔

اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔

گڈلک فار یور فیوچر لائی ف۔۔۔۔! حارث کی معنی خیز بات کا مطلب وہ نہ سمجھ سکی۔ لیکن اسکی بات پے وہ پلٹی تھی۔

تم نے مجھے کیوں کڈنیپ کیا۔۔؟؟ تمہارا کیا مقصد تھا۔۔۔؟؟ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ لیکن۔۔۔ایک بات ہے میں اپنے اللہ سے دعا کروں گی۔۔۔ کہ تم سے دوبارہ میری ملاقات کبھی نہ ہو۔۔۔۔! نفرت سے کہتی وہ حارث کو چپ ہی کرا گ ئی۔ گاڑی سے اترتی وہ اپنا فراک دونوں ہاتھوں سے تھامے اندر کی جانب بھاگنے والے انداز میں بڑھی تھی۔

یہ تو وقت ہی طے کرے گا۔۔ کہ ہم پھر ملیں گے یا نہیں۔۔۔ معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ وہ وہاں سے گاڑی کو بھگا لے گیا۔

مما۔۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔؟؟اچانک سے رخسار کو یاد کرتے فرحت بیگم اسٹیج پے گرنے لگیں تھیں۔کہ ازہان نے فوراً آگے بڑھ کے ماں کو سہارا دیا۔

ہمممم۔۔۔بیٹا۔۔۔بس۔۔۔چکر سا آگیا۔۔۔!بیٹے کا سہارا لیے وہ ایک طرف اسٹیج پے رکھی چ ئ یر پے بیٹھنے لگی تھیں۔کہ۔۔۔

مما۔۔۔۔؟؟اچانک سے آواز پے وہاں موجود سب لوگوں کی نظر آنے والی ہستی پے جا ٹھہری۔ہال میں موجود سب کی نظریں ہی اس لڑکی پے ٹکی تھیں۔جس کی آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو تھے۔

وہ سب جو اسٹیج پے موجود اسے اپنی آنکھوں کے سامنے کھڑا دیکھ وہم کا گماں کر رہے تھے۔اسکی نظروں میں ایک شکوہ نظر آیا تھا۔۔۔ایک شکایت تھی۔۔۔آنسو تھے۔۔سوال تھے۔۔۔

گال پے آئے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑتی وہ بے یقینی اور دکھ سے ماں اور بھائی کو دیکھ رہی تھی۔

رخسا۔۔۔اررر۔۔۔۔؟؟؟فرحت بیگم کی آنکھیں جھلملا گ ئی تھیں۔ وہیں کرسی پے وہ بیٹھتی چلی گ ئی یں۔آنسوان کے بھی بہہ نکلے تھے۔ازہان خانزادہ نیچے اترتا میکانکی سی کیفیت میں اسکے پاس آیا۔وہ بس یک ٹک بھائی کو دیکھے جارہی تھی۔

ازہان کی آنکھیں بھی نم ہوئی یں۔

ہاتھ بڑھا کے اسکے گال پے بہتا آنسو صاف کیا۔اور کھینچ کے اسے اپنے گلے سے لگایا۔

دونوں ہی خاموش آنسوؤں کے ساتھ ایک دوسرے کے گلے لگے رو دی ئے۔ جبکہ فرحت بیگم نے شکر سے آنکھیں موندتے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا۔

سبھی کی حیران نظریں یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔

خاص کر امامہ کی فیملی۔ جو جانتے ہیں نہیں تھے۔ کہ رخسار آخر ہے کون۔۔؟؟ اور کیا ازہان کی کوئی بہن بھی تھی۔۔؟؟

آؤ۔۔ مما سے ملواؤں۔۔ سب تمہارا کب سے انتظار کر رہے تھے۔ ازہان رخسار کو فرحت بیگم کے پاس لے کے گیا۔ انہوں نے تو رخسار کو ایسے چوما۔ جیسے برسوں سے پیاسی تھیں۔ آج سیر اب ہوئی ہوں۔ خان بی۔۔ شاہزیب صاحب چچا چچی۔۔ صائی مہ رائی مہ سب سے وہ ملتی ایک پل کو سب کچھ بھول گ ئی۔ کہ وہ کہاں ہے۔ وہ سب اسکے اپنے تھے۔ اپنے۔۔۔؟؟

کیا وہ واقعی اسکے اپنے تھے۔بے اختیار نظر اسٹیج پے براجمان دلہن پے جا ٹھہری۔

آؤ۔۔گڑیا۔۔سب سے تمہارا تعارف کرواؤں۔۔؟؟ازہان نے بہت فخر سے اپنی بہن کا ہاتھ تھاما۔اور اسے لیے اسٹیج کی جانب بڑھا۔

اس وقت رخسار کا جی چاہا اپنا ہاتھ چھڑا کے وہاں سے کہیں دور چلی جائے۔وہ اب تک یہی سمجھتی رہی کہ حارث اس سے جھوٹ بول رہا تھا۔اسکا بھائی اسکی گمشدگی میں شادی کیسے کر سکتا ہے۔۔؟حارث نے جو تصویریں دکھائی یں ان پے بھی یقین نہ کیا۔لیکن وہ سب سچ تھا۔

اس کے گھر والے سب یہاں موجود تھے۔

ازہان سب سے اسکا تعارف اپنی بہن کی حیثیت سے کروا رہا تھا۔ جبکہ رخسار غائب دماغی سے سب کو دیکھتی ایک دم اس کی نگاہیں گھونگھٹ نکالے بیٹھی دلہن پہ جا ٹھہری۔

کیا باقی سب باتوں کی طرح یہ بھی سچ تھا کہ ازہان کی دلہن کوئی اور نہیں امامہ تھی۔۔۔؟؟ رخسار کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

ویسے آپ نے بتایا نہیں۔۔ آپ کی ایک بہن بھی ہے۔۔؟؟

زرقا بھابھی نے مسکرا کے ازہان سے کہا۔ تو وہ پیار سے رخسار کو دیکھنے لگا۔

یہ بہن سے زیادہ میری جان ہے۔۔ اور اسکی خوشی سے بڑھ کے میرے لیے میری زندگی میں کچھ بھی نہیں۔۔۔ ازہان نے رخسار کا ماتھا چوما۔

یہ۔۔تو۔۔ملک سے باہر گ ئی تھی۔۔۔!اچانک سے کیسے آگ ئی۔۔؟رقیہ پھوپھو کو کچھ کھٹکا سا لگا۔

کیونکہ سب کو خان فیملی نے رخسار کے متعلق یہی بتایا تھا۔کہ وہ ملک سے باہر ہے۔اور اب یہ اچانک سے۔۔۔؟؟انہیں سب ہضم نہ رہا تھا۔

ارے۔۔رخسار۔۔؟؟تم اچانک ہی یو کے ماموں کے پاس چلی گ ئی۔۔۔اور اچانک سے ہی واپس آگ ئی۔۔؟؟رقیہ پھوپھو میٹھا سا طنز کر گ ئی یں۔

کیوں۔۔؟؟آپ کو کوئی مس ئی لہ ہے۔۔؟؟ازہان نے رخسار کے چہرے پے ایک سایہ سا لہراتے دیکھا تھا۔اور وہیں اسکا دماغ گھوما تھا۔رخسار کے لیے اس نے اپنا بزنس کا آدھے ش ئی یرز۔۔اپنا خان منشن قربان کر دیا تھا۔کوئی کچھ کہے تو کہے کیسے۔۔؟کیسے برداشت کرتا۔۔؟؟

مجھے۔۔۔گھر جانا ہے۔۔۔!رخسار نے ازہان کے کان میں دھیرے سے کہا۔

بس میری جان چلتے ہیں۔۔۔۔!رخسار کو اپنے ساتھ لیے وہ ایک پل کو بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑ رہا تھا۔اور امامہ کو تو وہ ایسے بھولا تھا۔جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو۔۔!

اب آئے گا۔۔مزہ۔۔۔!جب رخسار ہی رخسار ہو گی۔۔۔!اور اس لڑکی کی عزت دو ٹکے ہی رہ جائے گی۔

خوشی سے چہکتے ماں کے کانوں میں کہتی زوبیہ رقیہ بیگم کو بھی خوش کر گئی۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

اپنے چہرے سے ماسک ہٹاتا اب وہ اپنا چہرہ بغور آئینے میں دیکھ رہا تھا۔

رخسار اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی تھی۔ سوائے اسکے کی اسکی آنکھیں کالی ہیں۔۔

نہیں۔۔ اسکی آنکھیں کالی نہیں تھیں۔ اس نے لینز اتارے۔ اسکی آنکھیں گہری سبز تھیں۔

وہ اپنے نام کے ٹیٹو کو اپنی کلائی پے اب واضح کر چکا تھا۔

وہ۔۔ تو وہ۔۔ تھا ہی نہیں۔۔ جو دکھ رہا تھا۔۔

وہ تو۔۔۔ وہ تھا۔۔ ہی نہیں چھپا تھا۔۔۔۔

وہ تو وہ تھا۔۔۔ جو صرف وہی جانتا تھا۔

ایک مقصد تھا۔اسکا جس میں وہ کچھ حد تک کامیاب ہوا تھا۔

موبائی ل اٹھاتاوہ ایک میسج ٹائپ کر رہا تھا۔

پہلی جیت مبارک ہو پارٹنر۔۔۔!ناؤ۔۔اٹس ٹائی م ٹو سیکنڈ ون۔۔۔۔!اینڈ۔۔ ریس بیگن۔۔!گڈ لک۔۔۔!کہتے ہوئے موبائی ل کو ایک طرف رکھتا اب وہ مسکراتا ہوا شاور لینے چلا گیا۔

اب اسے اپنے اصل روپ میں واپس لوٹنا تھا۔

ڈیول اور حارث کا آج خاتمہ تھا۔

بھابھی۔۔۔! پلیز۔۔آپ یہیں رک جائی یں۔۔میرے پاس۔۔۔! امل نے زرقا کا ہاتھ تھام لیا۔وہ شہروز کے رات والے رویہ سے اپ سیٹ تھی۔اب پھر سے وہی سب برداشت کنے کی اس میں سکت نہ تھی۔

کیا بات ہے امل۔۔؟؟ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔؟؟ جیسے تم کچھ اپ سیٹ ہو۔۔؟؟ کوئی بات ہوئی ہے شہروز کے ساتھ۔

اسے بیڈ پے بٹھاتے وہ خود بھی اس کے پاس بیٹھتی متفکر سی لگیں۔

نہیں۔۔۔بھابھی۔۔۔! ایسی کوئی بات نہیں۔۔امل سر جھکائی ے بولی۔

بس ایسے ہی گھبراہٹ سی ہو رہی تھی۔امل نے اپنے نروس ہونے پے کسی حد تک قابو کر لیا۔

فکر نہیں کرو۔۔۔کچھ نہیں ہوتا۔۔۔شہروز بس زرا غصہ کا تیز ہے۔ورنہ وہ دل سے تمہیں چاہتا ہے۔۔زرقا نے امل کو بہت پیار سے دیکھتے اسکا دوپٹہ ٹھیک کیا۔

انکا غصہ ہی تو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔۔وہ یہ سوچ سکی۔لیکن کہہ نہ سکی۔

چاچی۔۔۔!چاچی۔۔۔!ابھی وہ اور کوئی بات کرتی کہ ماہ رخ بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔اسی کے پیچھے شہروز بھی تھا۔

ماہ رخ آتے ہی امل کے گلے لگی تھی۔امل نے بہت پیار سے اسے گلے لگایا تھا۔

چاچی۔۔!آپ تو دلہن بن گ ئی یں۔۔وہ مسکرا رہی تھی۔اسکی مسکان بہت پیاری تھی۔

ماہ رخ۔۔۔! کہاں تھے آپ۔۔؟ بابا کب سے آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔۔ڈھیر ساری چاکلیٹس کے ساتھ۔۔۔۔! زرقا نے اسے وہاں سے ٹالنا چاہا۔ ورنہ اسکی کوئی نئی فرمائش شروع ہو جانی تھی۔

بابا سے کہیں۔۔ماہ رخ از بزی۔۔۔! آج میں چاچی کے ساتھ یہیں سوؤں گی۔

اس نے امل کے گرد بازو پھیلائے۔

امل کا سر جھکا جبکہ زرقا نے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔ شہروز ایک مسکراہٹ ماہ رخ کی جانب اچھالتا باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

بیٹا۔۔! بابا ناراض ہو جائیں گے۔۔اور چاچی بھی تو تھک گئی ہیں ناں۔۔ابھی وہ بھی آرام کریں گیں۔آپ بھی کریں۔۔ صبح مل لیجیے گا۔۔۔زرقا نے پیار سے سمجھایا۔

ماما۔۔! چاچی اب ہمارے ساتھ ہی رہیں گیں۔۔۔؟؟ ماہ رخ کو بے انتہا خوشی ہو رہی تھی۔

جی۔۔بیٹا۔۔۔! اب وہ یہیں رہیں گیں ہمیشہ۔۔۔! زرقا نے اسے یقین دلایا۔

پھر آئیں چاچی۔۔ پھوپھو کے کمرے میں چلیں۔۔۔ماہ رخ اسکا ہاتھ تھامے اٹھی تھی۔

مارخ۔۔۔؟؟ زرقا نے خفگی سے ٹوکا۔

مما پلیز۔۔ آپ جائیں۔۔۔ مجھے چاچی سے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں۔۔۔ ماہ رخ نہیں ٹل رہی تھی۔

بھابھی۔۔رہنے دیں۔۔!یہیں۔۔۔!امل نے مسکرا کے ماہ رخ کو گود میں بٹھایا۔

نہیں امل۔۔۔!تم آرام کرو۔۔یہ تو ایسے ہی بچی ہے۔۔اسے میں سنبھال لوں گی۔ماہ رخ کو گود میں اٹھایا۔جس نے خفگی سے منہ پھیر لیا۔

کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجھک بتا دینا۔۔۔شرمانا نہیں۔۔اپنا گھر ہے اب یہ تمہارا۔۔ٹھیک ہے۔۔شب خیر۔۔۔!پیاری کرو۔۔چاچی کو۔۔۔!زرقا نے امل سے کہتے آخر میں ماہ رخ سے کہا۔اس نے منہ بناتے امل کو گال پے چوما۔تو زرقا اسے وہاں سے لیے باہر نکلی۔

شہروز باہر نکلا تو امل کا مسکراتا چہرہ نظر آیا۔

ایک پل کو امل کی نظریں بے اختیار شہروز پے جا ٹھہریں۔ تو اسکے چہرے کی مسکان پل میں غائب ہوئی۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

اس وقت خان منشن میں ایک سناٹا تھا۔۔

ایک معجزاتی طور پے رخسار کی واپسی ہوئی تھی۔

ایک بڑے صوفے پے وہ براجمان تھی۔ ازہان نے اسکا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ جبکہ دوسری طرف فرحت بیگم نے اسکا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔

رقیہ پھوپھو نے کافی کوشش کی ان کے ساتھ خان منشن آنے کی۔ لیکن۔۔ خان بی نے ٹال دیا۔

رخسار ازہان کے ساتھ چپک کے بیٹھی تھی۔شاہزیب صاحب اللہ کا شکر ادا کرتے نہ تھک رہے تھے۔

فرحت بیگم کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔اور بار بار رخسار کا ہاتھ چوم رہی تھیں۔

ازہان نے اسے اپنے ساتھ لگایا ہوا تھا۔

جبکہ امامہ دور ایک طرف کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔اسکی حیثیت اس گھر میں ثانوی بھی نہیں تھی۔

گل اس کے پاس آن کھڑی ہوئی۔

بیٹا۔۔!رخسار۔۔۔؟؟آخر۔۔کچھ تو پتہ چلے وہ تھا کون۔۔؟؟شاہزیب صاحب نے پوچھنا چاہا۔

مجھے نہیں۔۔ پتہ۔۔ وہ کون تھا۔۔ بس۔۔ مجھے۔۔ ایک روم میں قید رکھا۔ ہر۔۔ وقت۔۔ وہ ماسک میں رہتا تھا۔

کہتے ہوئے رخسار کی آنکھیں بھیگ گ ئی یں۔

ازہان نے اسکا ماتھا چوما۔ اور گلے سے لگایا۔

ہمیں کچھ نہیں پوچھنا۔۔۔۔۔ ہماری گڑیا واپس آگ ئی۔۔ بس۔۔ ہم سب کے لیے یہ اہم ہے۔۔۔

ازہان کے لہجے میں چاہت ہی چاہت تھی۔

ازہان کی بات پے پھر کسی کی جرات نہ ہوئی کہ وہ کوئی مزید سوال امامہ سے کر سکے۔ سبھی خاموش سے ہو گ ئے۔

خان بی نے صدقے کے بکرے دی ئے تھے۔ غریبوں میں راشن اور کپڑے گل تقسیم کرنے کا ارادہ تھا۔

گل جی۔۔۔ ہمیں روم میں لے جائی یے۔۔۔! گھونگٹ نکالے ہی امامہ سے گل سے کہا۔ کہ اس خاموشی میں سب نے اسکی خوبصورت آواز سنی تھی۔

لیکن کسی نے بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ پر رخسار اگنور نہ کر سکی۔ رخ پلٹ کے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

رکو۔۔۔۔! رخسار کی آواز پے امامہ کے قدم رکے تھے۔

لیکن وہ پلٹی نہ تھی۔

سب نے حیرانی سے رخسار کو دیکھا۔

رخسار کے کھڑے ہونے پہ ازہان خانزادہ بھی اپنی جگہ پہ کھڑا ہوا۔

رخسار چلتی ہوئی امامہ کے پاس آئی۔

گھونگھٹ ہٹاؤ اسکا۔رخسار نے حقارت سے گل کو اشارہ کرتے کہا۔

گل نے گھونگھٹ کی جانب ہاتھ بڑھایا۔کہ امامہ نے اسکی کلائی پکڑ لی۔

یہ۔۔حق۔۔صرف۔۔ہمارے خان کو ہے۔۔۔!اتنی بارعب بات پہ سبھی حیران ہوتے اپنی جگہ پہ کھڑے ہوئے۔

ازہان لب بھینچے آگے بڑھا۔

جب رخسار نے کہہ دیا ہے۔۔ تو کہہ دیا ہے۔۔۔ گھونگھٹ ہٹاؤ۔۔۔۔۔!

رخسار کا کہا۔۔۔ پتھر پے لکیر ہے۔ سمجھی تم۔۔۔!

آپ کے لیے۔۔۔۔! ہمارے لیے نہیں۔۔۔ ہم اپنے لیے پتھر پے لکیر خود لگاتے ہیں۔ گھونگھٹ نکالے ہی ازہان کو جواب دیا۔ جبکہ رخسار اسکی آواز پے ہی بت بنی اسے دیکھ رہی تھی۔

ایک پل تھا۔۔ کہ جس میں ازہان نے آگے بڑھ کے گھونگھٹ الٹ دیا۔۔!
اسکی بھاری پلکیں لرزیں تھیں۔

اسکی خوبصورتی کی تعریف وہ سب سے سن چکا تھا۔اب اس خوبصورتی کے پیکر کو سرتا پیر یک ٹک دیکھے جارہا تھا۔

پلکیں اٹھیں اور سامنے کھڑے ازہان خانزادہ سے ہوتی ہوئی یں رخسار پے جا ٹھہریں۔

اور رخسار کا وہ حال تھا۔کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸

کیا ہوا۔۔؟؟ماہ کہاں ہے۔۔؟؟شہروز نے نارمل انداز سے پوچھا۔

جی۔۔۔وہ۔۔۔بھابھی لے گ ئی ہیں اسے۔۔۔!امل نے سر جھکائے جواب دیا۔

شہروز نے آئی ینے کے سامنے کھڑے گیلے بالوں کو کنگھی کی۔اور نظر آئی ینے میں ہی بیڈ پے بیٹھی امل پے جا ٹھہری۔جواب شاید لرز رہی تھی۔

شہروز نے آگے بڑھ کے دروازہ لاک کیا۔

اور امل کے پاس آیا۔

آنکھوں میں بے انتہا سنجیدگی تھی۔

امل۔۔! میں جو پوچھوں گا۔۔مجھے سچ سچ بتانا۔۔۔!

شہروز کی سنجیدہ آواز پے امل کا دل بری طرح دھڑکا۔وہ اپنی نظریں اوپر نہ اٹھا سکی۔

کوئی ایسی بات۔۔۔ جو تم سے جڑی ہو۔۔اور مجھے پتہ نہ ہو۔۔؟؟ مجھے آج ہی بتا دو۔۔۔؟؟؟

شہروز کی بات پہ امل نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

میں آپ۔۔۔کا مطلب نہیں سمجھی۔۔؟امل کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔

میں نے کوئی فارسی زبان استعمال کی ہے۔۔؟؟اب کی بار انداز تھوڑا تیکھا تھا۔

امل نے تھوک نگلا۔

ایسا۔۔۔کچھ نہیں۔۔ شہروز۔۔۔!کچھ بھی۔۔آپ سے چھپا نہیں۔۔! کہتے ہوئے لہجہ بھی روندھ گیا۔

سوچ لو۔۔۔؟؟ کچھ توقف کے بعد شہروز نے انتہائی سنجیدگی سے کہتے ماتھے پے بل ڈالے۔

میں۔۔سچ کہہ رہی ہوں۔۔شہروز۔۔۔! میری زات کی کوئی بات کوئی چیز آپ سے چھپی ہوئی نہیں۔۔۔!

امل کے پر یقین انداز میں کہنے پے شہروز کے ماتھے کے بل ہٹ گ ئے۔

جھک کے دراز میں سے ایک ڈبیہ نکالی۔

یہ تمہاری منہ دکھائی۔۔۔! کھولو اسے۔۔۔! شہروز نے اسے ابھی بھی بت بنے دیکھا تو ڈبیہ کھولنے کا کہا۔

امل نے اس کے ہاتھ سے ڈبیہ لے کے اسے کھولا۔اس میں سے ڈائی منڈ رنگ دیکھتی واپس شہروز کو دیکھ رہی تھی۔اسکے چہرے کے تاثرات بالکل سپاٹ تھے۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟اچھی نہیں لگی۔۔۔؟؟شہروز کو اسکا چپ رہنا کھل رہ تھا۔

اچھی ہے۔۔۔!وہ پھر بھی چپ سی تھی۔

شہروز نے اسکے ہاتھ سے رنگ لیتے اسے پہنا دی۔۔

اب زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔شہروز نے اسکا ہاتھ تھامے اپنے ہاتھ میں لیتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔

امل جانتی ہو۔۔۔! میں بہت زیادہ پوزیسو ہوں.. میں جانتا ہوں۔اور کبھی کبھی بہت سخت بھی ہو جاتا ہوں۔۔۔ لیکن۔۔ میرے اختیار میں نہیں۔۔ یہ سب۔۔! دھیرے دھیرے کہتا وہ امل کا ہاتھ بھی سہلا رہا تھا۔

کل۔جب وہ شخص یہاں آیا۔۔۔ تم سے اپنا تعلق ظاہر کیا۔۔۔ یقین مانو۔۔ میں جانتا تھا۔۔وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔ لیکن۔۔ پھر بھی مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔

جی چاہا۔۔ یا تمھیں مار دوں یا۔۔خود کو۔۔۔! کہتے ہوئے شہروز کی گرفت میں سختی امل نے واضح محسوس کی۔اور رخ اسکی جانب کرتے اسے بس یک ٹک دیکھے گ ئی۔

اور جو۔۔ تمہارے نمبر سے اسکے نمبر پے میسج دیکھے۔۔تب مجھے لگا۔۔ کسی نے مجھے جلتے انگاروں پے لا کھڑا کیا ہو۔۔۔!

بنا پلک جھپکے اسے دیکھتے کہتا اسکی آنکھوں کا سرد پن وہ محسوس کرتے لرزی تھی۔

لیکن سچ سامنے آہی گیا۔اس نے جو کل یہاں آکے جھوٹ بولا۔اس سب کی اسے اچھی خاصی قیمت چکانی پڑی۔

شہروز کے سرد انداز پہ امل کا دل بری طرح دھڑکا۔

کیا آپ نے۔۔اسے مار دیا۔۔؟امل کو یہی سمجھ لگی۔

شہروز اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔کمر پہ ہاتھ باندھے وہ کچھ فاصلہ بناتا دور جا کھڑا ہوا۔

ہم خان ہیں امل ۔۔۔اور خان ۔۔اپنے دشمن کو معاف کر تو دیتے ہیں ۔۔ لیکن ۔۔۔ عزتوں پے ہاتھ ڈالنے والوں کو نہیں چھوڑتے۔

اسکی بات پے امل کا سر جھکا تھا۔

مجھے خوشی ہے ۔۔ کہ تم نے مجھ سے کچھ نہیں چھپایا۔اور اس بات کی بھی خوشی ہے۔ کہ ۔۔ کہ تمہاری زات میرے لیے کھلی کتاب ہے ۔۔۔

شہروز نے اسکے پاس واپس بیٹھتے پھر سے اسکا ہاتھ تھاما۔ جبکہ اب کی بار اسکے ہاتھ تھامنے میں بہت اپنا پن تھا۔امل نے پلکیں اٹھائے اسے دیکھا۔ لیکن جذباتوں سے معمور ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ وہ پھر سے شرما کے پلکیں جھکا گئی۔

پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ لیکن ۔۔۔ ؟؟

اسکی تعریف بھی۔۔۔۔۔لیکن پے آ کے رک گ ئی تھی۔

تمہاری خاموشی۔۔۔چبھ رہی ہے۔۔۔!شہر وز نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے وارفتگی سے دیکھتے کہا۔امل کی تو سانسیں ہی رک سی گ ئی یں۔

شہر۔۔۔۔۔۔!لب وا ہوئے لیکن۔۔کچھ بول نہ سکے۔

اور شہر وز اسکا لرزنا اور شرمانا دیکھ مزید اسکے قریب ہوتا اسکے لبوں پے جھکا۔

پہلی بار شہر وز اس کے قریب ہوا۔وہ سمجھ ہی نہ پائی۔۔۔آنکھیں بند کرتے اسکے دماغ میں صرف امامہ تھی۔

ہاں۔۔میں نے جھوٹ نہیں کہا۔۔۔شہر وز سے۔۔۔

میرا کوئی راز۔۔ چھپا نہیں۔۔ لیکن۔۔۔ صرف میری زات۔۔ کا۔۔۔!

خود کو اچھے سے یقین دلاتی وہ شہروز کو خودسپردگی دے چکی تھی۔

اس کو ہر پردے سے آزاد کیے وہ اس پہ جھکا تھا۔ شہر۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ وہ لرزتے ہوئے بولی۔ جب کہ شہروز نے خود کو اس پہ اچھی طرح ایڈجسٹ کیا اور دھیرے دھیرے اس میں خود کو شامل کرتا اس کے لبوں کو اپنی دسترس میں لے گیا۔ امل کے ناخن اس کے کندھے میں پیوست ہوئے تھے۔ شہر۔ پلیز۔۔ وہ زرا سی ہونٹوں کو آزادی ملنے پہ گہرے سانس بھرتی بولی۔ جسم کو ڈھیلا چھوڑو۔۔ امل۔۔۔ جسٹ ٹرسٹ می۔۔ بہت محبت اور پیار سے سمیٹوں گا۔۔ وہ اس کے ہاتھوں میں اپنی انگلیاں الجھاتا گھمبیر لہجے میں بولا۔ نہیں ہو رہا برداشت۔۔۔ اس خان کو سہنا امل جیسی نازک جان کے لیے جان لیوا ہی ثابت ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ رقم درد کی تحریر دیکھتا وہ اپنی جگہ سٹک ہوا تھا۔ وہ

چاہتا تھا کہ امل ریلیکس ہو جائے۔ لیکن اس کے گہرے سانس شہروز کو الجھا رہے تھے۔ شہروز کو سٹل دیکھتی وہ اپنی آنکھیں نیم وا کرتی اسے دیکھنے لگی۔

بس۔۔۔؟ ہو گیا۔۔؟ اب ختم ناں۔۔؟ وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔ جیسے سہاگ رات ختم ہو گئی ہو۔ ابھی تو میں نے شروع بھی نہیں کیا امل۔۔؟ وہ اس سے بھی زیادہ معصوم چہرہ بناتا بولا۔ کیا۔۔؟ سچ میں۔۔؟ ابھی اور۔۔؟ اس کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ جس طرح وہ ریلکیس نداز میں باتیں کر رہی تھی۔ شہروز کو موقع مل گیا اپنے عمل کو جاری رکھنے کا۔ آہ۔۔۔

شہر۔۔۔و۔۔ز۔۔۔؟ وہ پھر سے سانس روک گئی۔ لیکن اس بار شہروز نہ رکا۔۔ وہ اپنی شدتوں سے اسے بے حال کرتا خود بھی پسینے سے شرابور ہو گیا۔

اب بس۔۔۔؟ وہ پھر سے اس کے رکنے پے ٹوٹتی سانسوں سے پوچھنے لگی۔۔۔؟

شی۔۔ امل اب آواز نہ آئے۔۔ ساری رات پڑی ہے۔۔ مجھے سکون لینے دو۔۔ وہ اب کی بار جھنجھلاتے ہوئے بولا۔ ساری رات کا سنتے امل کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔ جب کہ اب وہ امل کو اپنے اوپر کیے اس کی دھڑکنوں میں چہرہ چھپائے

پوزیشن چینج کرتا مدہوش سا ہوتا اس پہ شدتیں نچھاور کرنے لگا۔امل نے خود کو اس کے رحم و کرم پہ چھوڑ دیا تھا وہ اس خان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

امامہ۔۔۔؟؟رخسار کے لب سے ادا ہوا نام کسی نے نہیں سنا۔لیکن اسکے لبوں کی جنبش امامہ دیکھ چکی تھی۔

رخسار کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔کہ واقعی۔۔۔امامہ ہی اس کے بھائی کی بیوی بنی تھی۔

منہ دکھائی کا آپ کا شوق پورا ہو گیا ہو تو۔۔ہم جائیں۔۔؟؟امامہ کے سنجیدہ انداز میں کہے الفاظ پہ ازہان ہوش میں آیا۔

اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔۔۔! قریب ہوتے سرگوشی کے سے انداز میں غرایا۔

جی بہتر۔۔۔! امامہ نے ترکی باتر کی کہا۔

اور گل کا ہاتھ تھامے سرونٹ کوارٹر کی طرف بڑھ گ ئی۔

رخسار۔۔۔! میری جان ٹھیک ہو تم۔۔؟؟ ازہان رخسار کا زرد پڑتا چہرہ دیکھ ٹھٹھکا تھا۔

بھیا۔۔۔ مجھے۔۔ چکر سے آرہے ہیں۔۔ رخسار نے ازہان کا سہارا لیا۔

ازہان اسے اسکے کمرے میں لے گیا۔ فرحت بیگم بھی ساتھ ہی چلی گ ئی یں۔

خان بی اور شازمہ وہیں سوچ میں پڑتی صوفے پے بیٹھ گئی یں۔

خان بی۔۔۔؟؟ کیا آپ کو لگتا ہے۔۔؟ رخسار ٹھیک ہے۔۔؟؟ شازمہ نے دھیرے سے پوچھا۔

شاید۔۔۔ڈر گئی ہے۔۔۔! خان بی سوچ کچھ رہی تھیں۔ بول کچھ رہی تھیں۔

خان بی۔۔۔؟؟ مجھے تو۔۔۔یہ چکر۔۔۔آنا۔۔؟؟؟

شازمہ۔۔۔! خان بی نے سختی سے ٹوک دیا۔ بھولیں مت۔۔۔آپ بھی دو بیٹیاں رکھتی ہیں۔۔ خان بی سے شازمہ کی بات برداشت نہ ہوئی۔

خان بی۔۔۔! میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔میں تو بس۔۔ایسے ہی؟؟ شازمہ شرمندہ ہو گئی ہیں۔

جائیں آرام کریں۔ بچیاں پریشان ہوں گیں۔

خان بی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ شازمہ اٹھ کے صائمہ اور رائمہ کے روم کی جانب بڑھ گئی ہیں۔

جبکہ خان بی کا رخ سرونٹ کوارٹر کی طرف تھا۔ جہاں ابھی کچھ دیر پہلے ہی امامہ گل کے ساتھ گئی تھی۔

امامہ بی بی۔۔۔! آپ۔۔۔ کی آنکھوں میں آنسو۔۔؟؟ گل نے اسے باتھ روم سے نکلتے دیکھا تو اس کے پاس آگئی۔ امامہ نے ٹاول ایک طرف رکھا۔ اور مسکرادی۔ سادہ سے سوٹ میں بھی اسکی سادگی میں ایک عجیب سی کشش تھی۔

کچھ خاص تھااس میں جو اسے سب سے منفرد بناتا تھا۔ کہ دیکھنے والی آنکھ دوبارہ مڑ کے دیکھنے پہ مجبور ہو جاتی۔

کیسے آنسو۔۔ گل جی۔۔۔؟؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔! بس آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا۔

اپنی سبز مائی ل آنکھوں کی سرخی کو مسکراہٹ میں چھپانے کی کوشش کرتی وہیں بیڈ کے کنارے بیٹھ گ ئی۔

آپ۔۔۔ مجھ سے نہ چھپائی یں۔۔ صبح بھی پھوپھو اور زوبیہ بی بی نے کتنا برا سلوک کیا آپ کے ساتھ۔ اس کے باوجود آپ کی آنکھ میں ایک آنسو نہیں آیا۔ بلکہ آپ صبر کا کہتی رہیں۔ لیکن۔۔۔ ابھی تو۔۔ کوئی ایسی بات بھی نہیں ہوئی۔۔ پھر آپ اتنا روئی یں کہ۔۔ آپ کی آنکھیں لال ہو گ ئی یں۔۔؟

امامہ گل کی باتوں پہ اسے پیار سے دیکھنے لگی۔ اور اسے دیکھ کے مسکرانے لگی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہیں۔۔؟؟ گل نے حیران ہوتے پوچھا۔

دیکھ رہے ہیں۔۔ گل۔۔جی۔۔۔دو دن میں ہی آپ ہمارے اتنا قریب آگ ئے۔۔کہ آپ ہمیں جانچنے لگے۔۔۔! اچھا۔۔۔! چھوڑیں ان سب باتوں کو۔۔۔ ہمیں۔۔ جائے نماز تو لادیں۔۔۔ ہم صبح سے ایسے ہی نماز پڑھ رہے ہیں۔۔۔اب جائے نماز پے۔۔۔؟؟؟

امامہ کے باقی کے الفاظ منہ میں رہ گ ئے۔دروازے سے خان بی کو اندر آتا دیکھ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

گل کی نظر بھی ان پے پڑی تو فوراً وہاں سے اٹھی۔

میں۔۔ جائے نماز لے کے آئی۔

گل فوراً وہاں سے باہر نکلی۔

آپ۔۔ یہاں۔۔۔؟؟ ہمیں بلا لیا ہوتا۔۔۔! امامہ نے ادب سے کہا۔

آپ۔۔۔ اپنے روم میں کیوں نہیں ہیں۔۔؟؟ خان بی نے پورے کمرے پے ایک نظر ڈالتے سنجیدگی سے پوچھا۔

امامہ دھیرے سے مسکرا دی۔

آپ مذاق کر رہی ہیں۔۔؟؟ امامہ کے الفاظ پے خان بی چونکیں۔

کیا مطلب۔۔۔؟؟ خان بی کے ماتھے پے بل پڑے۔

خان بی۔۔۔! ہم رخصت ہو کے اس منشن میں تو آگ ۓ۔۔۔ لیکن۔۔
ہمیں۔۔یہی کمرہ ملا ہے۔۔ تو پھر یہی کمرہ ہمارا ہوا ناں۔۔؟؟ امامہ نا چاہتے ہوۓ
بھی تھوڑا تلخ ہو گ ئی۔

ازہان خانزادہ کا کمرہ آپ کا کمرہ ہے۔۔ آپ کو وہاں ہونا چاہیے۔۔۔ خان بی کو
امامہ کی بات پے سخت حیرانی ہوئی۔

خان بی۔۔۔! آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔۔۔؟؟ ہم۔۔اپنی طرف سے کسی
کو دکھی ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔۔۔! پریشان نہ ہوں۔۔ ہم۔۔ یہیں ٹھیک ہیں۔

اب کی بار امامہ نے نرمی سے کہا۔

آپ چلیں میرے ساتھ۔

خان بی آگے بڑھیں اور امامہ کو ساتھ چلنے کا کہا۔

خان بی۔۔۔؟؟آپپپ۔۔۔؟؟امامہ تھوڑا گھبرا گ ئی۔

چلیں۔۔۔! خان بی اسکی کلائی تھامے اسے ساتھ لے کے ازہان خانزادہ کے کمرے کی جانب بڑھیں۔

جبکہ گل جائے نماز ہاتھ میں تھامے وہیں دروازے پے کھڑی رہ گ ئی۔اور خان بی امامہ کا ہاتھ تھامے جا چکی تھیں۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

دروازے پے دستک ہوئی۔. ازہان ابھی ابھی رخسار کے کمرے سے واپس آیا تھا۔اور سر میں درد کی وجہ سے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھا تھا۔ کہ دروازے پے ہوتی دستک پے چونکتا ہوا اٹھا۔

دروازہ کھولا۔ سامنے خان بی کو دیکھ ٹھٹھکا۔ لیکن خان بی کے پیچھے کھڑی امامہ کو دیکھ اسکے ماتھے پے بل پڑے۔

خان بی۔۔! آپ۔۔۔؟؟ازہان کو ان کا یہاں آنا کچھ کچھ سمجھ آگیا۔

اندر آ کے بات کریں۔۔؟؟ سنجیدگی سے کہا گیا۔

تو ازہان ایک طرف ہوتا انکو اندر آنے کا راستہ دے گیا۔

امامہ کو چھوڑنے آئے ہیں۔ یہ کمرہ جتنا آپ کا ہے۔اتنا ہی امامہ کا بھی ہے۔

خان بی نے کہنا شروع کیا۔ جبکہ امامہ کا سر ابھی بھی جھکا ہوا تھا۔

خان بی۔۔۔! آپ جانتی ہیں۔ شادی کن حالات میں ہوئی۔۔۔ اور۔ آپ۔۔۔؟؟؟

خان۔۔۔! شادی جن حالات میں مرضی ہوئی ہو۔۔۔ شادی شادی ہوتی ہے۔۔ اور نکاح کا بندھن اتنا کمزور نہیں ہوتا۔۔ کہ ایک جھٹکے سے توڑ دیں۔۔۔! شادی کی ہے تو نبھائیں بھی۔

خان بی نے اسکی بات کاٹتے ہوئے اپنی بات کو سہولت سے آگے رکھا۔

آپ سے۔۔۔ اس لڑکی نے شکایت لگائی ہے۔۔؟؟ ازہان کا پارہ ہائی ہوا۔

لڑکی۔۔۔؟؟ خان بی کے ماتھے پے بل پڑے۔ جبکہ لڑکی کہنے پے امامہ کی نظریں بھی بے اختیار حیرانی سے ازہان پے اٹھیں۔

کہنا کیا چاہتے ہیں۔۔؟ یہ لڑکی۔۔ آپ کی بیوی ہے۔۔ خان۔۔! اور اسکی طرف آپ کی کچھ زمہ داریاں بنتی ہیں۔ جنھیں آپ کو پورا کرنا ہے۔

اب۔۔۔ مجھے کسی قسم کا شکایت کا موقع مت دیجیے گا۔ خان بی نے سختی اور محبت سے کہا۔

اور امامہ کی طرف مڑیں۔

امامہ۔۔! آپ اپنا سامان یہاں لے کے آئی یں۔ اور اب یہیں رہیں گیں آپ۔۔۔! یہ ہمارا حکم ہے۔

کہتے ہوئے دونوں کو باری باری دیکھا۔

خان بی! آپ جانتی ہیں۔۔مجھے اسکا وجود۔۔؟؟ اُزہان غصہ سے کچھ کہنے لگا۔ کہ خان بی کی تیز نظروں کے سامنے چپ سا ہو گیا۔

کچھ بھی کہنے سے پہلے سوچ لیجیے گا۔آپ اپنی خان بی کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور کچھ بھی غلط مت کہیے گا۔امید ہے۔۔میری بات کا مان رکھیں گے۔

خان بی کہتیں وہاں سے جا چکی تھیں۔

ان کے جاتے ہی ازہان نے غصہ سے دروازہ لاک کیا۔اور امامہ کی طرف مڑا۔

تو۔۔ حق چاہیے۔۔ بیوی کا تمہیں۔۔؟؟ معنی خیزی۔۔۔ سے کہتا وہ اسکی جانب پیش قدمی کرنے لگا۔ لیکن امامہ ایک لمحے کو بھی پیچھے نہ ہٹی۔ اور نہ ہی ڈری تھی۔

آپ کے پاس دینے کو کیا ہے۔۔؟؟ سوائے دھتکار۔۔ اور نفرت کے۔۔؟؟ دو بدو جواب دیتی اس بار وہ واقعی ازہان کو بری طرح چونکا گ ئی۔

وہ اسے جو سمجھ رہا تھا۔ یہ وہ نہ تھی۔۔۔ یہ کوئی عام لڑکی نہ تھی۔

تم جانتی ہو۔۔۔ تمہارے بھائی نے۔۔ کیا لیا ہے۔۔؟ حق مہر میں۔۔؟؟ ماتھے پے تیوری ڈالے اب اسکی تذلیل کا ارادہ کیا۔

جی۔۔۔! بالکل۔۔...! کیا کم۔۔ لکھوایا ہے۔۔؟؟ جو آپ پوچھ رہے ہیں۔۔؟؟ امامہ نے بھی اسی کے انداز میں پوچھا۔

زبان تو بہت چلتی ہے۔۔۔کاٹنی پڑے گی۔

ازہان غصہ سے اسکی طرف بڑھا۔اور اسکے بالوں سے پکڑ کے اسکا سر اونچا کیا۔

لیکن وہیں پتھر کا ہو گیا۔اسکی گہری سبز رنگ آنکھیں اس میں لال ڈورے۔اسکا دل جیسے بھکنے لگا۔۔بغاوت پے اتر آیا ہوا۔اچانک سے نظریں اسکے گلابی لبوں پے جا ٹکیں۔جو لرزتے ہوئے اپنی ایک الگ ہی کہانی بیان کر رہے تھے۔

اسکا یہ روپ ازہان کے حواسوں پے چھانے لگا۔

اور وہ یہی نہیں چاہتا تھا۔اسے جھٹکا دے کے پیچھے کرنے لگا۔کہ اچانک سے نظر اسکی شہ رگ کے تل پے جا ٹکی۔

اب ازہان کا دل و دماغ اسکے بس میں نہ رہا تھا۔ وہ اسکی شہ رگ پے جھکا۔ اس تل کو اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا۔ کہ اگلے ہی پل اس نے خود پے قابو پایا۔ اور زور سے امامہ کو پیچھے دھکا دیا۔ کہ وہ بیڈ پے جا گری۔

تمہیں کیا۔۔ لگا۔۔ ؟؟ ازہان خانزادہ۔۔ اپنے سچے جذبے تم پے نچھاور کرے گا۔۔۔ ؟؟ کبھی نہیں۔۔۔

لہجے میں صرف حقارت تھی۔ امامہ بس یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ اور سر جھک گیا۔

تم۔۔ مر کے بھی دوبارہ زندہ ہو جاؤ۔۔ تب بھی ازہان خانزادہ کو تسخیر نہیں کر سکو گی۔

کہتے وہ غرور سے پلٹا۔

اگر۔۔ ہم۔۔ آپ کو قبول ہی نہیں تھے تو آپ نے ہم سے شادی کیوں کی۔۔۔؟؟

سر جھکائے اپنے آنسوؤں پے بندھ باندھتے وہ آخر سوال کر ہی بیٹھی۔ جو کل سے سوچ رہی تھی۔

مجبوری۔۔۔! دانت پیستے وہ پلٹا تھا۔ اسکی طرف۔ اور امامہ کا جھکا سر اٹھا تھا۔

مجبوری۔۔۔؟؟؟ امامہ کو اپنی آواز بھی اب سنائی نہ دے رہی تھی۔

ہاں۔۔ مجبوری۔۔۔ اور بہت جلد۔۔۔ اس مجبوری کے ختم ہوتے ہی تمہیں اس منشن سے نکال باہر کروں گا۔

ازہان نے بنا کسی لحاظ کے امامہ کو کھری کھری سنا دیں۔

امامہ اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی ازہان کے پاس آئی۔

مجبوری آپ کی ختم ہو یا نہ ہو۔۔۔؟؟

لیکن آپ۔۔۔ ہمیں۔۔اس مینشن سے باہر نہیں نکال سکتے۔۔۔۔!

ایک ایک لفظ پہ زور دیتے کہا۔ازہان کے غصہ سے اسے دیکھا۔

یہ تو وقت طے کرے گا۔۔۔ کیونکہ ازہان خانزادہ نے ہارنا سیکھا ہی نہیں۔۔۔

امامہ حاکم نے زندگی میں صرف جیت دیکھی ہے۔۔خان۔۔۔آپ ہمیں چیلنج مت کریں۔۔۔! ورنہ بہت پچھتائیں گے۔

امامہ کی بات پے ازہان نے اسے دونوں بازوؤں سے تھاما۔اور خود کے قریب کیا۔

تم میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔۔صرف کچھ عرصے کی بات ہے۔۔ تمہارا وجود مجھے۔۔اس کمرے میں برداشت کرنا پڑے گا۔اس کے بعد۔۔۔؟؟

آپ۔۔ہمارے عادی ہو جائیں گے۔خان۔

امامہ نے اسکی بات اچکتے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا۔کچھ پل خاموشی چھا گئی۔

اس وقت کے آنے سے پہلے میں موت کو گلے لگانا زیادہ پسند کروں گا۔

سخت لہجہ سخت الفاظ۔ مرنے کی بات پے امامہ کے دل کی دھڑکن رکی تھی۔

اللہ نہ کرے۔۔۔ آپ کو ہماری زندگی بھی لگ جائے۔

امامہ نے دل سے کہا۔ اسکے سچے جذبے سے کہے الفاظ پے ازہان اس پاگل لڑکی کو دیکھتا رہ گیا۔ جو ایک طرف اس سے چیلنج کرنے کے موڈ میں تھی۔ تو دوسری طرف اسکے مرنے کی بات پے تڑپی تھی۔

جب تک۔۔ اس کمرے میں ہو۔۔۔ مجھ سے دور رہنا۔۔۔! ازہان نے اسے پرے دھکیلتے ہوئے دور ہوتے کہا۔

جی بہتر۔۔۔! ہم صوفے پے سو جائیں گے۔۔۔ امامہ جھٹ سے مان گئی۔

ہر گز نہیں۔۔۔صوفے پے نہیں۔۔وہاں۔۔۔نیچے۔۔۔کارپٹ پے۔۔۔وہاں سوؤ گی تم۔۔۔! ازہان نے اسکی بات کاٹتے کہا۔امامہ پریشانی سے اسے دیکھنے لگی۔

ماضی کا ایک سایہ اسکے چہرے کو تاریک کر گیا۔

وہ چپ ہی ہو گ ئی۔

گل سے کہہ کے اپنا ضرورت کا سامان منگوالو۔اور وہاں ایک طرف رکھ لو۔ میری کسی چیز میں گھسنے کی کوشش مت کرنا۔اور نہ ہی دخل اندازی کرنا۔ سمجھی تم۔

ازہان نے اسکی خاموشی کی پرواہ کیے بنا اپنی کہی اور باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

امامہ وہیں ایک طرف کارپٹ پے بیٹھتی چلی گ ئی۔

اتنا بڑا منشن ۔۔۔اتنا بڑا کمرہ۔۔۔ لیکن ۔۔اسکے لیے جگہ کہیں بھی نہیں۔۔۔! دو آنسو ٹوٹ کے پلکوں سے بہے۔

لیکن وہ امامہ تھی۔ ہمت کیسے ہارتی۔ گل سے اپنا سارا سامان منگوا کے وارڈروب کے ایک طرف سیٹ کر دیا۔ سامان تھا بھی کتنا۔۔؟؟ جو اس روم میں پہلے سے موجود تھا۔

اپنے سامان میں سے صرف اس نے کپڑے ہی نکالے تھے۔ باقی اسکا جہیز کا سارا سامان پیکنگ میں ہی اسٹور روم میں رکھ دیا گیا۔

امامہ نے جائے نماز بچھائی اور اپنی عشاْ کی نماز ادا کرنے لگی۔ ازہان باہر نکلتے اسے نماز ادا کرتے دیکھا تو رک ہی گیا۔

نماز ادا کرتے اسکے چہرے پے جو نور تھا۔ اسکو ازہان نے اندر سے ہلا کے رکھ دیا۔

کہیں۔۔ میں۔۔ اس لڑکی کے ساتھ۔۔ غلط تو نہیں کر رہا۔۔۔؟؟ ضمیر نے اسے جگانا چاہا۔

نہیں۔۔۔! اسکے بھائی یوں کا کیا اسے ہی بھگتنا ہو گا۔۔۔

بس ایک بار۔۔ میرے یقین پے مہر لگ جائے کہ۔۔ اس سب کے پیچھے بہروز حاکم کا ہاتھ تھا۔ پھر اسی دن۔۔۔ اس چیپٹر کو کلوز کر دوں گا۔

ازہان سخت غصہ میں سوچتا اپنے وارڈروب کی جانب بڑھا۔ وہاں ایک طرف امامہ کا سامان رکھا دیکھ اسکے ماتھے پے بے شمار بل پڑے۔ پلٹ کے امامہ کو ایک گھوری سے نوازا۔ جواب دعا مانگ رہی تھی۔

ایک بار وہ پھر اس پری پیکر کو دیکھتا اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس کر رہا تھا۔

سر جھٹکا۔اور اپنی شرٹ لیتا ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

تاریک کمرہ۔۔گھپ اندھیرا۔۔۔ٹھنڈی زمین۔۔۔انجان جگہ۔۔۔اکیلا پن۔۔۔

اچانک سے امامہ کی سوتے میں آنکھ کھلی تھی۔وہ آج بھی ڈر گئی تھی۔اور بہت بری طرح ڈری تھی۔۔گلے میں کانٹے چبھنے لگے تھے۔پیاس سے گلا خشک ہوا تو۔۔ماتھے پے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔

یااللہ۔۔۔! ہماری مدد کر۔۔۔! وہ اپنے گلے پے ہاتھ پھیرتی اٹھی تھی۔ ہلکی نیلی روشنی میں وہ انجانی جگہ کا تعین نہ کر پارہی تھی۔ ٹیبل سے پانی کا جگ ڈھونڈنا چاہا۔ لیکن شاید۔۔۔ وہاں پانی کا جگہ تھا ہی نہیں۔۔ وہ آگے بڑھی۔ کہ بیڈ کے کونے سے ٹکراتی ازہان کے اوپر جا گری۔

اسکی ابھی کچھ دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی۔ کہ اچانک اپنے اوپر کچھ گرنے پے وہ ہڑبڑا کے اٹھ گیا۔

اسکے دماغ سے نکل ہی گیا کہ اسکے روم میں آج ایک وجود اور بھی ہے۔

کون۔۔۔؟؟ وہ پریشانی سے بولتا اٹھا تھا۔

ہمم۔۔۔۔۔! امامہ سے کچھ بولا نہ گیا۔

ازہان نے نفی میں سر ہلاتے اسے بیڈ کے ایک طرف بٹھایا۔اور ریموٹ سے بٹن دباتے لائیٹ آن کی۔

کیا مسئلہ ہے۔۔؟ تمہیں رات کو بھی سکون نہیں۔۔؟ لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔پاپا۔۔۔نہہہ نہیییی۔۔۔۔! امامہ کے چہرے پے پسینے کے قطرے دیکھتا اور چہرے پے گھبراہٹ دیکھتا وہ اٹھا تھا۔دوسری طرف سے جگ سے پانی گلاس میں ڈال کے اسکی جانب بڑھایا۔

جسے امامہ نے لرزتے ہاتھوں سے تھاما۔اور ایک ہی گھونٹ میں سارا پانی پی لیا۔

اور درزیدہ نظروں سے ازہان کو دیکھا۔

او۔ر۔۔۔؟ نا چاہتے ہوئے بھی اس نے ازہان سے اور پانی مانگا۔ ازہان نے ایک اور پانی کا گلاس اسے تھمایا۔ جسے پینے کے بعد اس نے ایک اور مانگا۔ ازہان نے پورا جگ اسے تھما دیا۔ امامہ نے جگ دیکھا۔ اور بنا ازہان کے دیکھنے کی پرواہ کیے بنا پورے جگ کو منہ لگا لیا۔ ازہان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

تمہارے ساتھ کوئی مس ئی لہ ہے کیا۔۔؟؟

امامہ کے پر سکون ہونے پے ازہان نے ماتھے پے بل ڈالے تفتیشی انداز میں پوچھا۔

ننن۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔! امامہ اب اپنے ہوش و حواس میں واپس لوٹ آئی تھی۔ فوراً بستر سے نیچے اتری۔

اور اپنی جگہ کی جانب بڑھنے لگی۔ کہ ازہان نے اسکی کلائی پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔

وہ بہت گھبرا رہی تھی۔

تمہارے ماتھے پے پسینہ کیوں ہے۔۔۔؟ یہ تو۔۔ کوئی اور ہی داستان سنا رہا ہے۔۔۔؟؟

ازہان کی بات پے امامہ کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

کون سا راز چھپا رہی ہو۔۔۔؟؟ ازہان نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

کلک۔۔ کوئی۔۔۔۔ راز۔۔ نہیں۔۔۔۔! امامہ نے نظریں چرائی یں۔

بتاؤ۔۔۔مجھے۔۔۔؟؟کس مقصد سے آئی ہو اس مینشن میں ؟؟

ازہان کی بات پے امامہ نے تڑپ کے اسکی طرف دیکھا۔

ہم۔۔۔؟؟ہم آئے ہیں۔۔؟؟اس گھر میں۔۔؟؟یا آپ ہمیں بیاہ کے لائے ہیں۔۔؟؟امامہ نے دکھ سے پوچھا۔

ہمارا ہاتھ چھوڑیں۔

سختی سے کہتے وہ اس کی طرف سے نظریں بھی پھر گئی۔

ازہان نے نرمی سے اسکی کلائی چھوڑ دی۔

امامہ اپنی جگہ پے لیٹتے ازہان کی طرف سے رخ پھیر گ ئی۔

جبکہ ازہان اسکی اس بدلتی ہوئی کیفیت پے رات دیر تک جاگتا رہا۔

کچھ تو تھا۔۔۔جو چھپا ہوا تھا۔۔۔!ازہان کو وہ جاننا تھا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

کیا خیال ہے۔۔؟؟کیا راز ہو سکتا ہے۔۔؟؟اور رخسار کی کڈنیپنگ کے پیچھے کون ہوگا۔۔؟؟کیا واقعی بہروز حاکم ہوگا یا کوئی اور۔۔؟؟

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

جی کس سے ملنا ہے آپ کو۔۔۔؟

گیٹ پے گارڈ نے اسکا راستہ روکا تھا۔

میں۔۔امامہ حاکم سے ملنے آیا ہوں۔۔بھائی ہوں۔۔اسکا۔۔۔! فیروز حاکم خان۔۔۔

گیٹ پے اپنا تعارف کرواتے وہ شہزادوں کی سی شان سے بولا تھا۔

آپ۔۔یہاں ویٹ کریں۔میں اندر اطلاع کر دوں۔

وہ گن کندھے پے لٹکائے انٹر کام کی جانب بڑھا تھا۔

ازہان خانزادہ کو فیروز حاکم کے آنے کی اطلاع پہنچائی۔اجازت ملنے پے وہ واپس آیا۔

جی آپ اندر جا سکتے ہیں۔

گارڈ نے عزت سے اسے اندر کی جانب جانے کا راستہ دیا۔

فیروز مسکراتا ہوا گیٹ کے اندر بڑھا۔ بڑے سے گیٹ اور گارڈن کو کراس کرتا وہ اب اندر آیا تھا۔

گھر نہیں پورا محل تھا۔ چاروں طرف طائرانہ نگاہ دوڑائی۔ کہ سیڑھیوں سے نیچے اترتی امامہ پے نظر جا ٹھہری۔

چہرے پے ایک دم سے مسکراہٹ نے آن بسیرا کیا۔

فیروز بھیا۔۔۔؟؟؟ امامہ خوشی سے چہکی تھی۔ اور بھاگ کے فیروز کے گلے سے لگی تھی۔ فیروز نے بھی اسے اپنی بانہوں میں لیا۔ جبکہ اوپر ہی ریلنگ پے دونوں ہاتھ ٹکائے کھڑے ازہان خانزادہ نے یہ منظر قہر آلود نظروں سے دیکھا تھا۔

آپ۔۔۔اچانک۔۔۔؟؟امامہ نے سر اٹھا کے فیروز کو میٹھی نگاہوں سے دیکھا۔

بس۔۔۔!آگیا۔۔۔!کیسا لگا سرپرائز۔۔۔؟؟فیروز نے اسکے چہرے کی خوشی کو دیکھتے دل ہی دل میں اسکی دائمی خوشیوں کی دعا مانگی تھی۔

بہہہہہہہتتتتت زیادہ والا اچھا۔۔۔!امامہ نے دونوں ہاتھ دائیں بائیں پھیلا کے کہا تو وہ بالکل معصوم بچی ہی لگی تھی۔

کیسی ہے ہماری نٹھ کھٹ سی بہن۔۔۔؟؟فیروز اس سے پوچھتا اسکے چہرہ پہ لہراتا سایا دیکھ چکا تھا۔

بہت اچھی۔۔۔الحمدُللہ ایک دم فٹ فاٹ۔۔۔!چہرے کو ہشاش بشاش بنایا۔ ازہان خانزادہ ایک ایک سیڑھی اترتا نیچے آرہا تھا۔جبکہ نظر ایک پل کے لیے بھی

امامہ سے نہیں ہٹی تھی۔اس کے چہرے کی مسکراہٹ ازہان کو اور ہی کہانی سنا رہی تھی۔

ہمارے دلہے راجا کہاں ہیں۔۔؟؟ نظر نہیں آرہے۔۔۔؟؟

صوفے پے براجمان ہوتے ازہان کا پوچھا۔

تبھی ازہان وہاں پہنچا تو وہ دونوں ہی اپنی جگہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

فیروز نے آگے بڑھ کے مصافحہ کیا۔ جسے ازہان نے سنجیدگی جواب دیا۔ جبکہ امامہ کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

ہم۔۔۔کچھ کھانے کے لیے لاتے ہیں امامہ نے وہاں سے ہٹنا چاہا۔اور خاموشی سے ازہان کے پاس سے ہوتی اندر کی جانب بڑھ گ ئی۔ازہان کی نظروں نے اسکے جانے تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

بیٹھیں۔۔۔!کیا شانِ بے نیازی تھی۔فیروز کو کہتے خود بھی ایک طرف رکھے کنگ سائز صوفے پے براجمان ہوا۔

کون آیا ہے۔۔؟؟گل۔۔۔؟؟گل کا ہاتھ تھامے خان بی وہاں آئی یں تھیں۔فیروز نے آگے بڑھ کے ان سے بھی سلام دعا کی۔

خان بی کو وہ بہت نیک اور بہت شریف لگا۔کافی وقت باتیں چلتی رہیں۔

شاہزیب صاحب بھی کچھ دیر بعد وہاں پہنچے ان کی باتوں کو حصہ بن گ ئے تھے۔

امامہ نے چائے کے ساتھ ڈھیروں لوازمات کا بندوبست کر لیا۔ سبھی نے بہت خوشی سے وقت سپینڈ کیا۔

ازہان کو فیروز اپنے باقی دو بھائی یوں سے بہت مختلف لگا۔

کافی دل دے کے وہ اس سے باتیں کرتا رہا۔ جبکہ امامہ تو بس دیکھتی ہی رہ گ ئی۔

اچھا۔۔اب میں چلتا ہوں۔۔امامہ کو بھی لینے آیا تھا۔۔اگر آپ کی اجازت ہو تو۔۔میں امامہ کو ساتھ۔۔؟

امامہ کہیں نہیں جائے گی۔

ازہان نے فیروز کی بات کاٹتے اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

تو سبھی اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔ جبکہ فیروز کے ماتھے پے دو بل پڑے۔

کیسے۔۔۔؟؟ کیسے۔۔ وہ ہمارے خاندان کا حصہ بن گ ئی۔۔۔؟؟

رخسار جب سے امامہ کو اپنی بھابی کے روپ میں دیکھ چکی تھی۔ اسکا ایک ایک پل کانٹوں پے کٹ رہا تھا

ہر گز نہیں۔۔ بھیا کو اسے چھوڑنا ہو گا۔۔ بھیا کے پاس۔۔۔ سیکنڈ آپشن ہی نہیں۔۔ میں انکی شادی کو مانتی ہی نہیں۔۔ یہ۔۔۔ سب یہ یہ سب۔۔۔ آخر ہوا یسے گیا۔۔۔؟؟

تکیہ اٹھا کے دور اچھالا۔اور خود بستر پہ گرنے والے انداز سے بیٹھی تھی۔

تم کیا ہو۔۔۔؟؟ کیا اوقات ہے تمہاری۔۔۔؟؟ دو ٹکے کی لڑکی ہو تم۔۔۔! ایسی جگہ مار دوں گی۔۔ کہ ساری زندگی سر اٹھا کے چل نہیں سکو گی تم۔۔۔!

رخسار نے سر ہاتھوں پہ گرا لیا۔

بے بسی کے دو آنسو ٹوٹ کے گالوں پہ بہے۔

کیوں۔۔۔؟؟ کیوں۔۔۔؟؟ آخر کیوں۔۔؟؟ یہ لڑکی واپس آگئی۔۔۔؟؟ یہ۔۔ مر کیوں نہیں جاتی۔۔۔؟؟ رخسار شدتِ نفرت سے اپنے آپے سے باہر ہو رہی تھی۔اور ڈریسنگ سے سب کچھ اٹھا اٹھا کے نیچے پٹخ رہی تھی۔ساتھ میں چیخنے چلانے لگی۔

کیا مطلب۔۔۔؟؟ کیوں نہیں جا سکتی۔۔۔؟ یہ تو رسم ہے۔۔۔؟؟ فیروز حاکم اپنی جگہ سے اٹھتا سنجیدہ انداز میں بولا تھا۔

ہوتی ہو گی۔۔۔ لیکن میں ایسی کسی رسم کو نہیں مانتا۔۔ پھر بھی۔۔۔ میں کچھ دن تک خود آپ کی بہن کو لے کے حاکم ولا کا چکر لگاؤں گا۔

کمر پہ ہاتھ باندھے بہت ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔

امامہ کا دل تو دکھا لیکن۔۔ وہ ازہان کے خلاف نہیں جا سکتی تھی۔ فیروز نے اسے دکھی نظروں سے دیکھا۔

تو وہ زبردستی مسکرائی۔

امامہ کو اس وقت سب سے زیادہ دکھ اس بات کا تھا۔ کہ کسی نے بھی ازہان خانزادہ کو اس کے عمل سے ٹوکا نہ تھا۔

بھیا۔۔۔ آپ! فکر نہ کریں۔ ہم۔۔۔ کچھ دنوں تک۔۔۔ آئیں گے۔۔۔! امامہ نے مسکراتے ہوئے فیروز سے کہا۔

ضرور۔۔۔! آج چلتی تو زیادہ خوشی ہوتی۔۔۔ خیر۔۔۔! میں انتظار کروں گا۔۔ آپ کا۔۔۔ اب اجازت۔۔۔؟؟

فیروز ایک بار پھر سے اس کا ماتھا چومتا سب سے اجازت لیتا باہر نکلا تھا۔ کہ اس کے جانے کے بعد اوپر سے بے تحاشا آوازیں آنے لگیں۔ سبھی کے چہرے پے متفکر لکیریں نمودار ہوئی ہیں۔

یہ۔۔۔یہ تو۔۔۔رخسار کی آواز ہے۔۔۔!

خان بی لرزتی آواز میں بولیں تھیں۔پلک جھپکتے سبھی اوپر رخسار کے کمرے کی جانب بھاگے تھے۔

ازہان نے دروازہ کھولا۔تو وہ سامنے رخسار کو سب چیزیں زمین بوس کرتے اور چلاتے دیکھ گنگ رہ گیا۔

وہ اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑے کھڑی تھی۔جبکہ کمرے کی حالت ابتر ہو چکی تھی۔

رخسار۔۔۔؟؟میری گڑیا۔۔۔؟؟ازہان تڑپ کے اسکی جانب بڑھا۔اس نے اپنی آنکھیں وا کیں۔

مت آئے گا میرے پاس۔۔۔! نہیں ہوں۔۔ میں آپ کی گڑیا۔۔۔! مر گئی آپ کی گڑیا۔۔۔ رخسار اپنے حواسوں میں نہ لگ رہی تھی۔

فرحت بیگم اور شاہزیب صاحب بیٹی کا یہ حال دیکھ سکتے میں تھے۔

ازہان وہیں رک گیا۔ جبکہ امامہ کی اچانک آمد پہ رخسار نے کڑے تیوروں سے اسے دیکھا۔

میری گڑیا۔۔۔! پلیز۔۔۔ یہ سب نہیں کرو۔۔۔! اس سے ہم سب کو تکلیف ہوتی ہے۔ ازہان بے بسی سے بولا تھا۔ اسکے قریب جاتے اسے کندھوں سے سنبھالا تھا۔

طلاق دیں اسے۔۔۔! رخسار نے قطعی انداز میں کہا۔ تو ایک پل کو وہاں سناٹا چھا گیا۔

امامہ نے بے یقینی سے رخسار کو دیکھا۔

سنا نہیں آپ۔۔۔نے۔۔؟؟؟ ابھی کے ابھی اسے طلاق دیں۔۔اور نکالیں اس گھر سے۔۔۔ نہیں برداشت کرسکتی میں اس کا وجود۔۔۔اپنے گھر میں۔۔۔! وہ چلاتے ہوئے روئی تھی۔

ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔! ازہان نے اس کا رخ امامہ سے ہٹا کے اپنی طرف کیا۔

اپنے آپ کو قابو کرو۔۔۔! کچھ نہیں ہوگا۔۔۔! بس۔۔۔ادھر دیکھو اپنے بھیا کی طرف۔

ازہان اسے شانت کر رہا تھا۔ لیکن وہ کبھی آنکھیں کھولتی بھی سختی سے بند کرتی آپے سے باہر ہو رہی تھی۔

آپ اسے طلاق دیتے ہیں یا نہیں۔۔؟؟ اونچی آواز میں وہ چینخی تھی۔

رخسار۔۔۔! ازہان بھی پہلی بار اس پے چلایا تھا۔ فرحت بیگم نے منہ پے ہاتھ رکھے اپنی آواز کا گلا گھونٹا تھا۔

کنٹرول یور سیلف۔۔۔! ازہان کی سخت گیر آواز پے رخسار نے تنفر سے ازہان کو دیکھا اور اس کا ہاتھ زور سے جھٹکا۔

امامہ کو وہاں موجود پا کے وہ اپنے حواس کھو چکی تھی۔ اور جارحانہ انداز میں اسکی طرف بڑھتی اسکا گلا دبوچ گئی تھی۔

آئی ول کل ہر۔۔۔! نہیں چھوڑوں گی میں اسے۔۔مار ڈالوں گی اسے میں جان سے۔۔۔

اس نے اپنا پورا زور لگایا تھا۔اور امامہ کے گلے کو دبایا تھا۔

لیو ہر۔۔۔! ازہان نے ہی آگے بڑھ کے رخسار کو اس سے دور کیا تھا۔

امامہ کی سانس بری طرح اکھڑی تھی۔

چھوڑ دیں مجھے۔۔۔آج یہ نہیں بچے گی میرے ہاتھوں سے۔۔۔! رخسار خود کو چھڑا رہی تھی۔جبکہ امامہ گلا پکڑے کھانسے جا رہی تھی۔

امامہ۔! جاؤ۔۔۔ یہاں سے۔۔۔! ازہان نے رخسار کو پکڑے رکھا۔اور بنا امامہ کی جانب دیکھے اونچی آواز میں کہا۔ لیکن وہ تو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی۔

بے یقینی سے ازہان کو دیکھا

سنا نہیں تم نے۔۔۔؟؟ جاؤ۔۔ یہاں سے۔۔۔! اس بار ازہان کافی اونچی اور غصیلی آواز چلایا تھا۔ کہ امامہ وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

رخسار۔۔۔! میری بچی۔۔۔؟؟ فرحت بیگم اسے کسی طرح شانت ہوتا دیکھ اس کے پاس آئی تھیں۔

ازہان اسکا ہاتھ سہلا رہا تھا۔اسے ساتھ لگائے بستر پے بیٹھا تھا۔

اور بہت حد تک اسے شانت کر گیا۔

فرحت بیگم کو اپنی بیٹی سے آج صحیح معنوں میں خوف آیا تھا۔اسکا جارحانہ انداز۔۔۔؟؟اور پھر ایک دم سے امامہ پے اٹیک کرتے دیکھ وہ چپ ہی ہو گ ئی تھیں۔

مما۔۔۔؟؟رخسار نے انہیں پکارا۔تو اسکے لہجے کی تڑپ پے فرحت بیگم نے اسے زور سے گلے سے لگایا۔اور رو دیں۔۔۔!

بس میرا بچہ۔۔۔۔!!سب ٹھیک ہو جائے گا۔

ازہان نے ماں کو اشارہ کیا کہ وہ رخسار کو سنبھال لیں۔انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔تو سبھی باہر نکل گ ئے۔

چچی جان کا دماغ پھر سے بھٹکا۔اور زبان خان بی کے آگے پھر سے کھلی۔

پتہ نہیں۔۔۔۔ بارہ۔۔۔دن۔۔۔کونسے ازیت سے گزری ہے۔۔۔؟کہ جب سے آئی ہے۔۔۔پاگل پن کے دورے۔۔۔؟؟

شازمہ۔۔۔۔!خان بی نے پھر غصہ سے ٹوکا۔

دیکھیں خان بی میں کچھ غلط نہیں کہہ رہی۔۔۔خاندان کے بھلے کی ہی بات کر رہی ہوں۔آپ اچھا سارشتہ دیکھ۔۔رخسار کی شادی کردیں۔۔۔

شازمہ کی بات پے خان بی بھی سوچ میں پڑگ ئی یں۔

💘💘💘💘??💘💘💘💘💘💘

امامہ آئی ینے کے سامنے کھڑی اپنی گردن پے رخسار کے ناخنوں کے نشان دیکھ رہی تھی۔

یہ جو شہہ رگ کا تل ہے ناں۔۔! مانا۔۔۔یہ بہت جان لیوا ہے۔۔۔! اس کا مطلب جانتی ہو۔۔؟؟ تم قتل ہو جاؤ گی۔

جھٹ سے اپنے ہاتھ گردن سے ہٹائے۔

اور اپنا شہہ رگ کے قریب تل پے ہاتھ پھیرتی وہ بری طرح ڈسٹرب ہوئی تھی۔

ازہان خانزادہ۔۔۔۔ جو غصہ سے دروازہ کھولتے اندر بڑھا تھا۔ آئی نے کے سامنے امامہ کو کھڑا دیکھ اپنی جگہ رک ہی گیا تھا۔ آئی ینے میں ازہان کی نظر اسکی

صاف شفاف گردن سے ہوتی ہوئی شہ رگ کے تل پے جا ٹھہری۔ ازہان پلک جھپکنا ہی بھول گیا۔

وہ شہ رگ کا تل اسے اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔ ازہان پل میں سب کچھ بھولا تھا۔ صرف یاد تھا تو اسکا جان لیوا تل۔۔۔ جو اس وقت ازہان کے لیے کڑی آزمائش بن گیا تھا۔

امامہ نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔ اور دوپٹہ کھول کے اوڑھنا چاہا۔ کہ ازہان نے اسکا دوپٹہ کھینچ لیا۔ وہ اس اچانک افتاد کے لیے تیار نہ تھی۔

دوپٹہ کھینچنے سے وہ دوپٹے کے ساتھ ہی کھینچی چلی گ ئی اور سیدھا ازہان کے سینے سے جا ٹکرائی۔ دونوں ہاتھ سامنے کرتے ایک دم اسکے سینے پے رکھتے خود کو اس سے ٹچ ہونے سے حتی المکان بچایا تھا۔

ازہان نے دوپٹہ ایک ہاتھ میں لپیٹا۔ جبکہ دوسرے ہاتھ سے چھوئی موئی کی طرح سمٹی سمٹائی امامہ کی کمر کے گرد حصار باندھا۔

امامہ تو اندر تک لرز گ ئی۔

اچانک سے ازہان نے اسے اتنے قریب کر لیا تھا۔ کہ وہ اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنبھالے نہیں سنبھال پا رہی تھی۔

لرزتی پلکوں سے دھیرے سے اوپر اٹھاتی اس نے ازہان کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا۔

ازہان کی نظروں کا تعاقب وہ سمجھ نہ پائی۔

اسکے شہ رگ کے تل کو انگلی کی پوروں سے چھوتا اپنے حواس کھوتے ہوئے محسوس کر رہا تھا

اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتی۔۔وہ اسکی بانہوں میں جھٹپٹائی تھی۔لیکن صرف جھٹپٹا ہی سکی تھی۔

اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالتا جھٹکے سے اس اسکا سر اونچا کرتے گردن کو زرا سا پیچھے کی جانب بینڈ کیا تھا۔

اور اپنی پوری شدت سے وہ اسکی شہ رگ کے تل پہ جھکا تھا۔امامہ کے تو پورے جسم میں کرنٹ سا دوڑ گیا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

امامہ ہاشم بری طرح جھٹپٹائی ی۔ لیکن خود کواس کی سخت گرفت سے نہ چھڑا پائی خان۔۔۔خان۔۔۔۔وہ لرزتی اواز میں اس کے کان کے پاس اتنا ہی کہہ پائی۔ جبکہ اذہان کان سیے اس کی گردن پہ جھکا ہوا تھا امامہ کے جسم سے جیسے جان نکل رہی تھی۔اپنے قدموں پہ کھڑے رہنا اسے اب محال لگ رہا تھا۔خود کو اذہان کے اسرے پر چھوڑتی وہ انکھیں موند گئی اس کا ڈھیلا پڑتا وجود محسوس کرتا اذہان خانزادہ ایک دم سے پیچھے ہٹا۔وہ اس کی بانہوں میں جھول گئی۔اذہان خانزادہ ایک دم گھبراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔انکھیں۔۔۔انکھیں۔۔کھولو؟ اذہان نے اس کے چہرے پہ دھیرے سے تھپکا۔لیکن وہ ہوش وُ خرد سے بیگانہ ہو گئی تھی اذہان نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے اسے بستر پہ لٹایا اور اس پر کمفرٹر دیا اس کے گلے پہ موجود رخسار کے دیے گئے زخموں پر نظر پڑی تو لب بھینچے وہ انائی منٹ نکال لایا اور اس کے زخم پر لگانے لگا لیکن اس بار بھول کر بھی اس کی شہ رگ کے تل کو نہ دیکھا جس کی وجہ سے وہ اپنا اپ ایک پل کو بھول ہی گیا تھا اور اسے اس ایک پل پر بے حد افسوس ہوا تھا۔کہ وہ خود پر قابو کیوں نہ رکھ پایا دھیرے سے اٹھتا ہوا ونڈو کے پاس ایا اور رخسار کو سوچنے لگا۔امامہ اور رخسار

دونوں کالج میں ساتھ تھیں لیکن ان کے بیچ میں ایسا کیا ہوا ہوگا؟ جو رخسار اتنی نفرت کرتی ہے امامہ سے؟ لاشعوری طور پر وہ اج پہلی بار اس کا نام لے رہا تھا۔

💖 امل شہروز خانزادہ۔۔۔؟ وہ جو زرقا کے ساتھ مارکیٹ تک ائی تھی کسی شخص کی اواز پر ایک دم مڑی تھی اور وہیں سکتے میں اگئی۔ چہرے کا رنگ پل میں فق ہوا۔ کیا ہوا اتنا ڈر کیوں رہی ہو؟ اس شخص نے اس کی بے بسی کا مذاق اڑایا۔

امل نے اپنے ارد گرد دیکھا لیکن زرقا بھابھی کہیں بھی نہیں تھی شاید وہ کسی شاپ میں چلی گئی تھی۔ امل نے وہاں سے نکلنا چاہا کہ وہ شخص اس کے سامنے اگیا۔ ارے ارے ارے۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ پہلے یہ تو بتاتی جاؤ۔ وہ پیاری سی لڑکی کہاں چھپا کر رکھی ہے؟ قسم سے اتنے سال بیت گ ئے لیکن نہیں بھلا پایا۔ کیا حسن ہے اس کا۔۔؟ بہت کمال کا وہ پبلک پلیس کا خیال کیے بنا اونچا اونچا بولے جا رہا تھا اپنی بکواس بند کرو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ امل نے حتی المکان اپنی اواز دھیمی رکھنے کی کوشش کی۔ ارے کیسے چلا جاؤں؟ اتنے عرصے بعد تو دکھائی دی۔ ہاسٹل سے جانے کے بعد اج ملی ہو۔۔۔ سنا ہے شادی کر لی ہے۔۔؟ اور تمہارا شوہر شہروز خان بہت غصے والا ہے۔ سوچو اگر اسے میرے

بارے میں پتہ چل جائے تو کیا ہو گا تمہارا؟اس شخص نے امل کو کھلم کھلا دھمکی دی مجھے اپنا تو نہیں پتہ لیکن اتنا ضرور پتہ ہے وہ تمہاری جان لے لیں گے۔امل بنا ڈرے بولی اور اس سے پہلے وہ مزدی کوئی بات کرتا۔اسے فیروزا اپنی طرف اتا دکھائی دیا۔اوکے ڈیئر پھر ملیں گے ایک بہت بڑے سرپرائز کے ساتھ۔وہ اپنی کہتے ہوئے وہاں سے ایک دم غائب ہوا کون تھا یہ؟فیروز کے ماتھے پہ بل پڑے۔اب امل اس کی امد پر ایک دم چونکتی ہوئی اسے دیکھنے لگی۔وہ۔۔۔وہ کالج میں ہم ساتھ تھے۔امل نے جھجھکتے ہوئے کہا۔کیا کہہ رہا تھا وہ؟فیروز کو کچھ کچھ سمجھ ارہی تھی۔ارے امل تم یہاں ہو۔میں تمہیں وہاں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔چلو آؤ یہاں۔ابھی وہ فیروز کو کچھ جواب دیتی کہ زرقا اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے دوسری طرف لے گئی جب کہ شہروز گہری سوچ میں اسے جاتا ہوا دیکھنے لگا۔💖 رخسار میری بچی کیسی ہو۔۔؟فرحت بیگم نے اس کے اٹھتے ہی اس کے پاس اتے اسے پیار سے پوچھا۔ٹھیک ہوں ماما کچھ نہیں ہوا مجھے۔اس کے انداز میں تھوڑی تلخی تھی بیٹا پھر کیوں اتنا ہائپر ہو جاتی ہو؟پہلے تو ایسے ہی نہ تھی فرحت بیگم نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔جب کہ ان کے انسو دیکھتی رخسار

شرمندہ سے ہوئی۔ایم سوری مما میری وجہ سے اپ ہرٹ ہوئی ہیں۔رخسار دھیرے سے کہتے ہوئے ان کا ہاتھ تھامے چوم گ ئی۔تو وہ اسے محبت سے دیکھنے لگیں۔بیٹا کبھی کبھار کچھ چیزیں اور کچھ باتیں ہمارے مزاج کے خلاف ہو جاتی ہیں۔ہمیں اپنے اپ کو قابو میں رکھنا سیکھنا چاہیے۔اپنے اپ کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔مما۔؟ بھیا نے اس لڑکی سے شادی کیوں کی؟ وہ ان کے قابل نہیں۔رخسار ایک دم سے پھر سے ہائپر ہونے لگی بیٹا یہ شادی وقت کی مجبوری تھی ہم سب نے اسے قبول کرلیا ہے اپ بھی قبول کرلیں۔فرحت بیگم نے اسے اصل بات نہ بتائی ازہان خان زادہ کے منع کرنے پر کسی نے بھی اسے ابھی تک سچ نہیں بتایا تھا بیٹا اپ اٹھیں اور فریش ہو جائیں۔میں کھانے کو کچھ لاتی ہوں۔فرحت بیگم نے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا اور باہر نکل گئیں۔ امامہ حاکم تمہیں تو میں اس گھر سے نکال کر ہی دم لوں گی۔وہ نفرت سے سوچتی ہوئی اٹھی۔۔ کچھ دن میں ہی امامہ کے گلے پہ دیے رخسار کے زخم بھر گ ئے اور وہ ٹھیک ہو گ ئی۔خان بی کی اجازت سے امامہ کچھ دنوں کے لیے حاکم ولا چلی گئی لیکن وہاں بھی وہ اداس ہی رہی۔امل اور شہروز ہنی مون کے لیے

گئے ہوئے تھے ان سے ملاقات نہ ہو سکی اور فیروز بھی گھر نہ تھا وہ بھی ضروری کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ کچھ دن رہ کے وہ بے دلی سے واپس خان منشن آ گئی۔ اس کے واپس انے پر نہ ہی ازہان خانزادہ اسے کہیں دکھائی دیا اور نہ رخسار۔ بلکہ اس دن کے بعد ازہان خانزادہ اس کے کمرے میں بھی نہیں ایا تھا وہ کہاں تھا۔۔۔؟ وہ نہیں جانتی تھی یہاں تک کہ رخسار کا بھی کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔ خان منشن میں اسے ایک ازادی سی مل گئی۔ خان بی سے وہ اب کچھ حد تک کھل کے باتیں بھی کرنے لگی تھی۔ فرحت بیگم اسے ضرورت کے تحت ہی طلاتی تھیں۔ یا بات کرتی تھیں۔ دوسری طرف زرینہ پھپھو کا بھی خان منشن آنا جانا ان دنوں بہت کم ہو گیا تھا۔ مطلب اس وقت راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔

کیا ہوا بھابی۔۔؟ کیا سوچنے لگی؟ وہ پودوں کو پانی دیتے ہوئے ایک جگہ جم گئی تھی۔ گل۔۔۔! کچھ خاص نہیں. بس ہمیں ہمارے گھر والے یاد ا رہے ہیں.

امامہ کی انکھیں نم ہوئیں۔ تو اپ چلے جائیں نا۔ خان بی سے پوچھ لیں۔ ویسے بھی خان صاحب نہ جانے کب واپس لوٹتے ہیں۔ وہ تو جب بھی رخسار بی بی کے ساتھ کہیں جاتے ہیں تو واپسی کب ہو۔ کوئی پتہ نہیں۔ پانی کا پائپ امامہ سے لیتے ہوئے

خود اب پودوں کو پانی دینے لگی۔ کیا مطلب دونوں ایک ساتھ کہیں گئے ہیں؟
امامہ کو اچھنبا ہوا۔ جی۔۔۔ کیا اپ کو نہیں پتہ؟ گل نے اس کی طرف حیرت سے
دیکھا تو امامہ نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے رخ دوسری جانب کر لیا۔ یہ تو اس گھر
میں شروع سے ہوتا آرہا ہے۔ جو رخسار بی بی کہہ دیں۔ خان صاحب اسے پورا
کرنا اولین مقصد سمجھتے ہیں گل نے افسردگی سے کہا ہممم۔۔ وہ کچھ بول نہ سکی
اور اندر آگئی اپنے کمرے میں اتے اسے وہ پل یاد انے لگا۔ جو اذہان خانزادہ کا اس
کے ساتھ گزرا وہ پل۔۔۔ وہ ایک لمحے۔۔۔ وہ بھول نہ پائی ی۔ بلکہ اب تک اس
کے حصار سے نکل ہی نہ پائی تھی۔ ابھی وہ بستر پہ بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اس کے
موبائل پر کال انے لگی۔ بے دلی سے کال ریسیو کی تو دوسری طرف ازہان خان
کی اواز سنتے وہ چونک گئی۔ سن رہی ہو؟ دوبارہ سے کہا گیا۔ جی۔۔ جی بولیں امامہ
نے خود پر قابو پایا۔ مما سے جاکے بولو کال پک کریں۔ اسی وقت اذہان نے حکم
صادر کیا۔ جی اچھا امامہ کے کہنے کی دیر تھی دوسری طرف کال بند ہو گئی اتنے
دنوں بعد اس ستم گر کی اواز سنی تو دل نے ایک عجیب لہ پہ دھڑکنا شروع کر دیا۔
اپنے دھڑکنوں کو سنبھالتے فرحت بیگم کے کمرے کی جانب بڑھی۔ دروازہ

کھولے وہ اندر ائی تو انہیں بستر پہ سویا پایا۔انٹی۔۔۔؟انٹی۔۔؟امامہ نے انہیں پکارا لیکن جواب ندارد۔اس لمحے فرحت بیگم کے موبائل پر کال انے لگی۔خان کالنگ۔۔۔!امامہ نے کال پک کی۔وئی یر از ماما۔۔؟دوبارہ سے امامہ کی اواز سنتے وہ ڈرتے ہوئے پوچھ بیٹھا۔۔؟وہ وہ تو سو رہی ہیں دھیرے سے کہتے ہوئے وہ ایک نظر فرحت بیگم کو دیکھنے لگی۔اٹھاؤ انہیں۔اذہان کے کہنے پہ وہ کنفیوز ہوئی۔ خان۔۔۔وہ تو سو رہی ہیں۔کیسے جگائی یں۔۔؟ماما کو انہیں جگانا مناسب نہ لگا۔ ڈیم اٹ جگاؤ انہیں ابھی اسی وقت۔اذہان کی غصے سے بھری اواز سن کر وہ پلٹی تھی۔انٹی۔۔انٹی۔۔اٹھیں انٹی۔۔انٹی۔فرحت بیگم کو اپنی جگہ سے ٹس سے مس ہوتا نہ دیکھ کے وہ ایک دم گھبرا گئی انٹی اٹھیں پلیز۔۔۔؟امامہ تو فون بھول فرحت بیگم کو بلا رہی تھی دوسری طرف اذہان کا دل بری طرح ڈوبا جا رہا تھا۔ گل۔۔۔؟پلیز یہاں ائیں۔۔؟خان بی۔۔؟کوئی ہے پلیز جلدی ائیں۔۔؟امامہ کے چلانے کی اواز اذہان باسانی سن سکتا تھا۔بھیا ماما ٹھیک ہیں؟گاڑی میں بیٹھے رخسار کا رو رو کر برا حال تھا کچھ نہیں ہو گا انہیں بس ہم پہنچنے والے ہیں۔اذہان نے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اس سے زیادہ خود کو تسلی دی۔💖 فیروز بھیا۔۔؟

امامہ روتی ہوئی ی اس کے گلے لگی۔ گھبراؤ نہیں۔ پاگل۔۔ ٹھیک ہو جائیں گی انٹی انہیں کچھ نہیں ہو گا۔ فیروز کی بروقت خان منشن میں امد نے سب کو ہی حوصلہ دیا تھااور فیروز کی مدد سے فرحت بیگم کو وہ ہاسپٹل لا پائی تھی۔ گارڈز بھی ساتھ ہی تھے۔ شاہزیب صاحب اوران کے بھائی عباس دونوں ہی شہر سے باہر تھے۔ ڈاکٹر نے بروقت انہیں ائی سی یو میں منتقل کیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں سامنے سے اذہان بھی اتاد کھائی دیا۔ کہاں ہیں ماما؟ فیروز سے اس نے بیتابی سے پوچھاوہ خان منشن سے ہو کر یہاں ایا تھا۔ رخسار کو گھر چھوڑتے خان بی سے ہاسپٹل کا پوچھ کر فوراً پہنچا۔ آئی سی یو میں ہیں۔ فیروز خان نے تسلی دی لیکن جب تک وہ ماں کو اپنی انکھوں سے نہیں دیکھ لیتا تھا اسے سکون نہیں انا تھا۔ تینوں نفوس ہی اس وقت خاموش تھے اور دل سے دعا گو تھے۔ کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر ایس یو سے باہر ائے۔ ڈاکٹر انہیں پہچانتا تھا اس لیے فوراً اذہان کو تسلی دی۔ ازہان نے تشکر سے انکھیں موندلیں۔ خیال رہے ان کو بہت کیئر کی ضرورت ہے۔ ان کا بی پی شوٹ کر گیا تھا شکر کریں بروقت ہاسپٹل لے آئے۔ بچت ہو گئی۔ ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا ڈاکٹر نے انہیں حقیقت سے روشناس کروایا۔ اذہان فیروز کی جانب

مڑا۔ تھینکس تم نے جو کیا احسان ہے مجھ پر۔۔۔ازہان نے دل سے فیروز کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔اس میں احسان کی کیا بات ہے اذان بھائی؟ وہ میری ماں کی طرح ہیں اور یہ تو میرا فرض تھا فیروز کے الفاظ نے ازہان خان کے دل میں اس کی اہمیت مزید بڑھادی وہ دل سے اس کی اچھائی کا معترف ہوا۔💖 انٹی اپنا خیال رکھا کریں دیکھیں تو سب بچوں کے چہرے کتنے ڈرے ہوئے ہیں زرقا نے بہت پیار سے سب کی طرف دیکھتے ہوئے فرحت بیگم کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔اس وقت سب فرحت بیگم کو دیکھنے خان منشن ائے تھے فرحت بیگم کو شام کو ہی ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔رخسار کا رو رو کر برا حال تھا۔ایک سیکنڈ کے لیے بھی وہ ماں سے جدا نہیں ہو رہی تھی ان کے کھانے پینے ارام کرنے۔۔ عرض ہر چیز کا وہ خیال رکھے ہوئے تھی۔امامہ بھی وقتا فوقتا چکر لگا لیتی تھی لیکن رخسار اسے اپنی ماں کے قریب نہیں بھٹکنے دے رہی تھی اس کے باوجود فرحت بیگم کے دل میں وہ اپنی خاص جگہ بنا گئی سب نے مل کر خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔ازہان خان کا دل تھا کہ وہ حاکم خان سے اپنے دل کی بات کرے لیکن سمجھ نہیں ارہا تھا کہ کس طرح بات کا اغاز کرے؟ حاکم خان کے ساتھ شادی کے بعد وہ ڈیل جس

کے لیے وہ منع کر چکا تھا۔ وہ سائن بھی کر لی تھی انکار کی گنجائش ہی نہیں بچی تھی تو۔۔۔اور حاکم خان بہت خوش تھے انے والے برے وقت سے بے خبر۔

💖💖

آپ کا فیورٹ کپل کونسا ہے؟اور کیا کوئی ی گیس لگا سکتا یے ماضی میں کیا ہوا ہو گا؟

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

آپ ہمیں یہاں لے کے آئے۔۔؟؟ کوئی خاص بات۔۔۔؟

بہروز حاکم کو ازہان اپنے گھر کے گارڈن ایریا میں لے آیا۔ آج انہیں ازہان کچھ الگ انداز میں دیکھا تھا۔

جی۔۔دراصل میں۔۔آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔ازہان نے تمہید باندھی۔

ہمارے لائق کوئی کام ہے۔۔ضرور کہیے۔بہروز حاکم نے خوشی سے کہا۔

دراصل۔۔میں اپنی بہن کے رشتے کے متعلق آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

کمر پہ ہاتھ باندھے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔کہ بہروز حاکم حیرت کی مورت بنے ازہان کو دیکھنے لگے۔

میں سمجھا نہیں۔۔؟؟

آپ کا بھائی۔۔۔!فیروز۔۔مجھے بہت اچھا۔لگا۔۔اگر آپ مناسب سمجھیں تو۔۔؟؟

ازہان نے جان بوجھ کے بات ادھوری چھوڑ دی۔اور بہروز حاکم کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا۔

ہمممم۔۔۔تو یہ بات ہے۔۔۔!رخسار۔۔آپ کی بہن۔۔۔ماشاءاللہ بہت نیک بچی ہے۔۔۔!اللہ اسکے نصیب اچھے کرے۔آمین۔۔۔

آپ کی بات سر آنکھوں پے ازہان خان۔۔۔!لیکن میں اپنے بھائی سے بات کر کے کل تک آپ کو آگاہ کر دوں گا۔

دھیرج سے کہتے وہ مسکائے تھے۔

ضرور۔۔۔!ازہان بھی جواب میں مسکرایا تھا۔اور دونوں اندر کی جانب بڑھ گئے۔

جبکہ وہاں اچانک سے آنے والا ایک نفوس زلزلوں کی زد میں تھا۔

وہ کوئی اور نہیں امامہ حاکم تھی۔

ایسا۔۔؟؟ایسا کیسے ممکن ہے۔۔؟؟رخسار۔۔؟؟فیروز۔۔بھیا کے ساتھ۔۔؟؟ناممکن۔۔!

امامہ کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔۔۔اسے فیروز کے لیے رہ رہ کے دکھ ہو رہا تھا۔وہ انہی قدموں سے پیچھے چھپتی واپس اندر کی جانب قدم بڑھا چکی تھی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

بات سنو لڑکی۔۔۔!

ازہان نے واچ اتار کے ایک طرف رکھتے خاموشی سے اپنی جگہ پے لیٹتی امامہ کو پکارا۔ تو وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

جب جب وہ اسے لڑکی کہہ کے مخاطب کرتا تھا۔ امامہ کا دل چاہتا تھا۔ اس کا گریبان پکڑ کے بولے۔ کہ وہ امامہ حاکم ہے۔۔ امامہ حاکم۔۔۔! لیکن وہ دل ہی دل میں یہ آرزو لے کے رہ جاتی۔

وہاں اوپر۔۔ بستر پے سو جاؤ۔۔۔! اپنی شرٹ کے کالر کے بٹن کو کھولتا وہ بنا اس کی جانب ایک نظر دیکھے اسے بولا تھا۔

ضرورت نہیں۔۔! ہم یہاں نیچے ہی ٹھیک ہیں۔

امامہ نے سہولت سے انکار کرتے تکیہ درست کرتے اپنا سر تکیہ پے رکھا۔

اس بار ازہان نے پلٹ کے اس کو دیکھا۔اور اس کے پاس آیا۔

ایک بار کی کہی بات سمجھ نہیں آتی۔۔؟؟

ویسٹ پہ ہاتھ رکھے تیکھے چتونوں سے پوچھا۔

ہم۔۔نے کہاناں۔۔ہم یہیں ٹھیک ہیں۔۔ہمیں نیند آرہی ہے۔۔سونے دیں۔

اب کی بار امامہ کا ایٹی ٹیوڈ دیکھنے والا تھا۔

اپنی اس خر دماغ بہن کو ہمارے بھولے بھالے بھائی کے متھے منڈھنے لگے ہیں۔ تو کتنے سخی بن رہے ہیں۔کل تک نہ ہم انہیں یاد تھے۔نہ ہمارا فلور پے سونا۔۔۔!منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی وہ ازہان کو چونکا گئی۔

خود اٹھ کے بستر پے جاؤ گی۔۔؟ یا۔۔؟؟ میں اٹھا کے لے کے جاؤں۔۔؟ سینے پے ہاتھ باندھے ماتھے پے دو بل ڈالے پوچھتا وہ امامہ کو چونکا گیا۔

عجیب ہی انسان ہیں۔۔۔ سکون لینے ہی نہیں دے رہے ہمیں۔

ایک بار بولا ہے نہیں۔۔ جانا۔۔ تو کیوں تنگ کر رہے ہیں۔۔؟؟ آپ۔۔۔؟؟

ابھی وہ کچھ اور بھی کہتی کہ امامہ کو لگا وہ ہواؤں میں اڑ رہی ہے۔ سر اٹھا کے دیکھا تو ازہان خانزادہ نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا ہوا تھا۔

امامہ نے اس کے گلے میں بے اختیار ہی ہاتھ ڈالے تھے۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔ کیا۔۔ چھوڑیں۔۔۔؟؟ نیچے اتاریں ہمیں۔۔ امامہ جھٹپٹائی۔

ازہان نے اسے بستر پہ لا کے ایک طرف دھیرے سے لٹایا۔ وہ تکیہ پہ سر رکھے اس شخص کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر دیکھ رہی تھی۔ جس سے اس کی اپنی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئی یں تھیں۔

یہیں آرام سے سوؤ۔۔ اگر زیادہ نخرہ لگایا۔ تو دو منٹ لگاؤں گا۔۔ کمرے سے باہر کرنے میں۔

پیچھے ہو کے سنجیدگی سے کہتا وہ امامہ کو کچھ بھی کہنے سے پہلے چپ کرا گیا۔

ازہان کے ڈریسنگ روم جانے کے فوراً بعد وہ اٹھی اور صوفے سے تین چار کشن لاتی بستر کے بیچوں بیچ ایک دیوار بنادی۔

آج اس ازہان خانزادہ کے ارادے نیک نہیں لگ رہے۔۔ اس دن بھی۔۔۔؟؟ سوچتے ہوئے امامہ نے جھرجھری لی۔

اور اپنی طرف ہوتی سر سے پاؤں تک کمفرٹر تان کے لیٹ گ ئی۔

ازہان شاور لے کے باہر آیا۔ تو پاکستان اور انڈیا کے بیچ کا بارڈر دیکھ ٹھٹھکا تھا۔

مطلب۔۔؟؟ اگر وہ کچھ کرنا چاہے تو۔۔۔ یہ کشن کی دیوار اسے روک لے گی۔۔؟؟

اس کے حفاظتی حصار پے ازہان زیرِ لب مسکرایا۔

لائیٹ آف کرتا خود گیلری میں چلا گیا۔ وہاں بھی اس کا بستر لگا ہوا تھا۔ لیپ ٹاپ ہاتھ میں لیے۔۔ وہ اپنی میلز چیک کرنے لگا۔

کچھ دیر گزری جب امامہ نے کوئی ہلچل محسوس نہ کی تو اپنی جگہ سے اٹھی۔اور احتیاط سے دیکھتی ہوئی گیلری کی طرف آئی۔گلاس ڈور اوپن ہی تھا۔امامہ کو ازہان کا اس وقت گیلری میں بستر پے لیٹنا کچھ چبھا تھا۔

منہ بناتی وہ واپس مڑی۔کہ پھر سے کچھ سوچتے ہوئے گیلری کے ڈور کو کراس کرتی اس تک پہنچی۔ازہان اپنی میلز کو چیک کرنے میں اس قدر گم تھا۔کہ دبے قدموں آنے والی امامہ کو نہ دیکھ سکا۔ورنہ اسے اس طرف آنے کبھی نہ دیتا۔

امامہ کو اس کا لیپ ٹاپ پے کچھ بھی خاص نظر نہ آیا۔تو ناک منہ چڑھا کہ وہ واپس پلٹی۔کہ گلاس ڈور کو غلطی سے ہاتھ لگ گیا۔

بہت زور سے گلاس ڈور واپس بند ہوا۔امامہ جھٹکا کھا کے پیچھے ازہان کی گود میں جا گری۔

کچھ پل کو تو امامہ کو سمجھ نہ آیا۔ یہ ہوا کیا۔۔۔؟؟

تم۔۔؟؟ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟؟ ازہان جو لیپ ٹاپ کی بیٹری ختم ہونے پے اندر سے پاور بنک لینے جا رہا تھا۔ امامہ کو اپنی گود میں گرتے دیکھ حیران ہوا تھا۔

وہ ہم۔۔۔؟؟ یہ۔۔؟؟ گلاس ڈور کی طرف اشارہ کیا۔ ازہان نے اسے پرے دھکیلتے فوراً سے گلاس ڈور کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن بے سود۔۔۔!

تم۔۔۔ تمہیں۔۔ یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔؟؟ اور۔۔ یہ ڈور کیوں بند کیا۔۔؟؟

ازہان غصہ سے اس کی جانب مڑا تھا۔

ہم۔۔۔ہم نے نہیں۔۔کیا۔وہ تو۔۔خود ہی۔۔؟؟امامہ منمنائی۔جب کہ ازہان نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔

آپ تو ایسے غصہ کر رہے ہیں۔جیسے یہ اب کبھی نہیں کھلے گا۔۔؟؟امامہ نے آگے بڑھ کے ڈور اوپن کرنا چاہا۔ایک بار دو بار تین بار۔۔ہر بار کھولنے کی کوشش کی۔لیکن۔۔۔ڈور نہ کھلنا تھا۔نہ کھلا۔

ہو گیا۔۔؟؟ازہان نے طنز سے پوچھا۔اور اپنے لیپ ٹاپ کی طرف بڑھا۔جو آخری سانسیں لے رہا تھا۔

لیکن۔۔وہ بھی بند ہو گیا۔۔موبائیل۔۔۔؟

شٹ۔۔۔!ازہان نے کمرے کے اندر ٹیبل پے اپنا موبائل پڑے دیکھا۔

اب وہ کسی کو بلا بھی نہیں سکتا تھا۔

آپ اسے کھول کیوں نہیں رہے۔۔؟؟امامہ کو حیرت تھی۔

کیونکہ یہ ڈور نہیں کھلے گا اب۔۔۔!ازہان نے دانت پیستے کہا۔

کیوں۔۔؟کیوں نہیں کھلے گا۔۔؟؟امامہ روہانسی ہوئی۔وہ اتنی ٹھنڈ میں اس گیلری میں رات نہیں بتانا چاہتی تھی۔

کیونکہ اس کا لاک خراب ہے۔۔ازہان نے زمین پے سیٹ ہوئے بستر پے نیم دراز ہوتے کہا۔

مطلب۔۔۔؟؟پلیز۔۔۔کھولیں۔۔۔اسے۔۔۔!امامہ نے نم لہجے میں لاک پے بار بار دباؤ ڈالتے کہا۔

کیسے کھولوں۔۔؟؟ بند کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھاناں۔۔؟اب۔۔چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔۔یہاں۔۔!ازہان نے بنااس کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔وہ بس اپنا غصہ کنڑول کر رہا تھا۔جو امامہ نے کام کیا تھا۔اب اس کا غصہ اپنے اندر رکھتے بس خود پر کنڑول ہی کر سکتا تھا۔اس کے علاوہ کچھ نہیں۔۔

اتنی۔۔ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔۔۔صبح تک تو ہماری قلفی جم جائے گی۔۔۔! ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے وہ وہیں ایک طرف کونے میں بیٹھ گ ئی۔

ازہان نے لیپ ٹاپ بند کرتے اسے ایک طرف رکھا۔اور تکیہ پے سر رکھتے آنکھوں پے بازو رکھ لیے۔

آج اس کے احساسات ہی بدل رہے تھے۔امامہ اس کی بیوی تھی۔اس پے وہ سارے حق رکھتا تھا۔لیکن پھر بھی اس سے دوری بنائے رکھے ہوئے تھا۔وہ

نہیں چاہتا تھا۔ کہ وہ اس کے قریب ہو۔ اور جب وہ اسے اپنا لے۔۔ تو۔۔ اسے چھوڑنا پڑ جائے۔۔۔؟ ہاں۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ایسا کیوں سچ رہا تھا۔۔۔ لیکن کہیں نہ کہیں۔۔ اسے لگ رہا تھا۔۔ وہ اس کے لیے نہیں بنی۔

آپ۔۔۔؟؟ سو گ ئے۔۔؟؟؟ امامہ نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے دھیرے سے پکارا۔

ازہان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

لگتا ہے۔۔؟؟ یہ سو گ ئے ہیں۔۔ اب ہم کیا کریں۔۔؟ اتنی ٹھنڈ میں تو ہم لرز لرز کے ہی مر جائی یں گے۔۔! ٹھنڈی ہواؤ ں کا رخ ان کی طرف کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا۔

امامہ نے لرزتے ہوئے دھیرے سے اپنے پاؤں کمفرٹر میں گھسائے۔اور تھوڑا سا کمفرٹر کھینچ کے اپنے اوپر لیا۔ لیکن دھیان بھی رکھا۔ کہ ازہان نیند سے جاگ نہ جائے۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی۔ کہ سوئے ہوئے کو جگانا مشکل ہے۔۔ لیکن جاگتے ہوئے کو جگانا۔۔۔ بہت آسان۔۔!

ازہان اس کی سب حرکتیں نوٹ کر رہا تھا۔ لیکن کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔

امامہ کو ٹھنڈ میں یہ نرم گرم بستر بہت اٹریکٹ کر رہا تھا۔وہ ازہان سے فاصلہ بناتی وہیں ایک طرف آنکھیں بند کیے لیٹ گ ئی۔

اللہ جی۔۔بچالیں۔۔اس ٹھنڈ سے۔۔ورنہ تو۔۔آج ہم جم جائی یں گے۔۔ بس۔۔!

وہ بستر میں لیٹی بھی لرز رہی تھی۔

ازہان نے لیٹے ہوئے اس کی طرف رخ پھیرا۔

دھیرے سے آنکھیں کھولتا اس کی جانب دیکھا۔ کہ اس کے ماتھے پے نظریں جا ٹھہریں۔

اس کی صبیح پیشانی۔۔پے ازہان کی نظر ٹھہری تو ہٹنا ہی بھول گ ئی۔

اس کی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کرتا دھیرے سے اس کے چہرے سے کمفرٹر کو سرکاتا وہ اس کے چہرے کو نہارنے لگا۔

ایسی بے خودی سی تھی۔ کہ وہ چاہ کے بھی پلک نہ جھپک سکا۔

دھیرے سے اس کے چہرے پے آئے بالوں کو پیچھے کرتا اس کے چہرے کو مکمل اپنی نظروں کے حصار میں باندھا۔

بلاشبہ وہ بہت ہی خوبصورت تھی۔اور اس کا دل اس سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔

ازہان کی انگلیوں کا لمس وہ چہرے پے محسوس کرتی زرا سا کسمائی اور اس کے قریب ہوئی۔

اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔ گیلری میں آج ہوائیں بھی کچھ زیادہ ہی اثر دکھا رہی تھیں۔

ازہان نے پیچھے ہونا ہی مناسب سمجھا۔کہ اتنے میں وہ اس کے مزید قریب ہوتی اس کے سینے پے سر رکھ گئی۔

ازہان کے دل کی دھڑکن ہی رک گ ئی۔وہ اپنی جگہ سے ہل ہی نہ سکا۔

پہلی بار کسی نسوانی حسن کو وہ خود سے قریب محسوس کر رہا تھا۔وہ ٹھنڈ سے بچنے کے لے اس سے گرمائی ش لے رہی تھی۔

جاگ رہی ہوتی تو یقیناً اس وقت بدک کے پیچھے ہٹ چکی ہوتی۔

ازہان نے گہرا سانس خارج کرتے اپنے اندر سلگتے جذبات کو قابو میں کیا۔

اور امامہ کو کندھے سے پکڑ کے ہلایا۔

لڑکی۔۔!پیچھے ہٹو۔۔۔!ماتھے پے بل ڈالے وہ امامہ کو ڈپٹ کے بولا تھا۔

جب کہ وہ اور زیادہ اس کے ساتھ چپک گ ئی۔

وہیں ازہان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

دور ہٹو۔۔۔! سنائی نہیں دے رہا۔۔؟؟ ازہان نے اسے پکڑ کے پرے دھکیلا۔ کہ اچانک سے امامہ نے آنکھیں وا کیں۔ اور نا گواری سے ازہان کو دیکھا۔ جس نے اس کی نیند میں خلل ڈالا تھا۔

ازہان نے اپنا رخ سیدھا کرتے واپس آنکھوں پے بازو رکھ لیے تھے۔

غصہ تو ایسے کر رہے ہیں۔۔ جیسے ہمیں اچھوت ہو۔۔ اور وہ آپ کو لگ جائے گا۔۔ اتنے بھی خوبصورت نہیں آپ۔۔۔! جو آپ کے پاس امامہ حاکم آئے گی۔

منہ بگاڑ کے کہتے وہ رخ پلٹ کے اچھی طرح سے کمفرٹر اپنے اوپر تان گ ئی۔

اس کی باتوں پے تواز ہان کا دماغ صحیح معنوں میں گھوما تھا۔

ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف موڑا۔

کیا بکواس کی ہے۔۔؟؟ہاں۔۔؟؟دوبارہ سے بولنا۔۔؟؟

اسے سیدھا کیے وہ اس کے چہرے کے قریب ہوتے پھنکارا تھا۔

یہی۔۔کہا۔۔۔کہ۔۔۔آپ۔۔؟؟اب کی بار امامہ بولتے بولتے چپ ہوئی تھی۔وہ بالکل اس کے سامنے ہی تو تھا۔اپنی گرم سانسوں سے اس کا چہرہ جھلساتا وہ اسے ایک لمحے میں چپ کرا گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

پلیز۔۔ پیچھے ہٹیں۔۔ ہماری کلائی میں۔۔ درد ہورہا ہے۔۔۔! امامہ نے بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالتے معصوم انداز میں کہا۔

اپنے لفظوں کا چناؤ سوچ سمجھ کے کیا کرو۔۔! ورنہ کسی دن۔۔ بہت پچھتاؤ گی اس زبان کی وجہ سے۔۔۔! ازہان اسے وارن کرتا ہوا پیچھے ہوا۔اور اپنے تکیے پے سر رکھے لیٹ گیا۔امامہ کلائی یاں تھامے اٹھ کے بیٹھ گ ئی۔

اسے ازہان کے اتنے جارحانہ رویے کی توقع نہ تھی۔

چپ کر کے اس کے پاس سے اٹھ کے دور چلی گ ئی۔

اب کیا مس ئی لہ ہے تمہارا۔۔؟؟ ازہان نے غصہ سے پوچھا۔

کچھ نہیں۔۔ ہمارا۔۔ دور رہنا ہے بہتر ہے۔ وہ روندھے لہجے میں کہتی ازہان کے ماتھے پے بل ڈلوا گئی۔

مرضی ہے تمہاری۔۔۔! کہتے ہوئے کروٹ بدلتا وہ امامہ کو سچ میں رلا گیا۔

وہاں ریلنگ کے پاس کھڑے اس کے آنسو بہہ نکلے۔

ٹھنڈی ہواؤں نے اسے سن کر دیا تھا۔ لیکن وہ پھر بھی آج ڈھیٹ بنی کھڑی تھی۔

آسمان پے تارے غائب ہو گئے تھے۔ بادلوں نے ڈیرا جما لیا تھا۔

اللہ جی۔۔۔! ان بادلوں کو برسنے نہ دینا۔۔۔ ورنہ صبح تک تو اس گیلری میں ہمارا مقبرہ ہی بن جائے گا۔

پیچھے پلٹ کے دیکھا۔ازہان کی پوزیشن میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔

کتنے بے حس انسان ہیں یہ۔۔!اللہ جی۔۔ان کا تو کچھ نہیں جائے گا۔۔پورے دیوٹائی پہ انسان ہیں۔۔ہمارا ہی خیال کر لیں۔۔نازک سے انسان ہیں ہم۔۔!وہ اللہ سے ہمیشہ ایسے ہی باتیں کیا کرتی تھی۔بہت لاڈ سے۔

تبھی ایک موٹی سی بارش کی بوند اس کے صاف شفاف چہرہ پہ آکے گری۔

اس نے بند آنکھیں وا کیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے بارش چاروں اور برسنے لگی۔بارش کی بوچھاڑ نے پل میں امامہ کو بھگو دیا۔وہ وہاں سے دروازے کی طرف جاتی جاتی بھی بہت زیادہ بھیگ گ ئی تھی۔

جس طرف ازہان تھا۔ وہاں بارش کم ہی جا رہی تھی۔ وہ شیڈ کے نیچے تھے۔ اور بالکل کور تھا۔

اللہ جی۔۔ مینا کا رخ تھوڑا اس طرف بھی کیجیے ناں۔۔! انہیں بھی پتہ چلے بھیگنا کیا ہوتا ہے۔۔؟

اوپر آسمان کی طرف دیکھتے وہ بہت معصومیت سے بولی تھی۔ کہ تبھی تیز ہواؤں نے جل تھل مچا دی تھی۔

ان ہواؤں نے ازہان کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا۔ فوراً سے اپنے بستر کو چھوڑتا امامہ کے پاس پہنچتا خود کو بارش سے بچایا۔

امامہ کے چہرے پے مسکان سی سج گئی۔

تھینک یو اللہ جی۔۔۔!اتنی جلدی سن لی ہماری۔۔!وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔

یہ۔۔سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔!ازہان نے غصہ سے اس کی طرف دیکھتے آگے بڑھ کے کمفرٹر اٹھایا تھا۔اور خود کے گرد لپیٹا تھا۔امامہ کو تو اس کی اس حرکت پے آگ ہی لگ گ ئی۔

منہ بگاڑ کے سے ناک چڑھایا۔

اور پھر آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔

سوہنے اللہ جی۔۔۔!اس کمفرٹر کو لے جاؤ۔۔اس مغرور اور اکڑو انسان کو پتہ چلے کہ۔۔ٹھنڈ میں بارش میں بھیگنا کیا ہوتا ہے۔۔۔!

وہ منہ ہی منہ میں اللہ سے باتیں کرتی لرز بھی رہی تھی۔ لیکن اس کے چہرے کی مسکان نہیں جا رہی تھی۔

ہواؤں کے دوش پہ بارش ہر طرف اپنا زور دکھا رہی تھی۔

صبح تک برف بن جاؤ گی۔۔اس کمفرٹر کو اوڑھ لو۔۔۔! ازہان نے اس کے لرزتے ہوئے وجود کو دیکھا تو افسوس سے سر ہلاتا اسے آفر کر گیا۔

اچھا ہے نا۔۔آپ کی جان چھوٹ جائے گی۔۔۔! وہ تھوڑا اونچی آواز میں بولی۔ بادلوں کی گرج چمک میں وہ اور بارش کی بوچھاڑ نے بہت شور مچایا ہوا تھا۔

تم سے جان چھڑانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔۔مجھے تمہارے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔اس لیے۔۔۔۔! ابھی وہ مزید کچھ بولتا کہ زوردار بجلی کڑکی۔اور ساری لائیٹس آف ہو گئیں۔

خانننن۔۔۔۔!امامہ کی گھبرائی آواز نے اسے ہوش دلایا۔اور وہ پلک جھپکتے کمفرٹر کو لیے اس کے آگے جا کھڑا ہوا۔اسے دونوں بازو پھیلاتے اپنے حصار میں لیا۔وہ بھی ڈرتی ہوئی ازہان کے سینے سے جا لگی۔

اچانک سے اتنی ٹھنڈ میں ازہان کے سایہ فگن ہونے پے اسے سکون ملا تھا۔

وہ امامہ حاکم تھی۔

نہیں ڈرتی تھی۔۔ بارش سے۔۔

نہ ڈرتی تھی بادلوں کے گرجنے سے۔۔

نہیں ڈرتی تھی۔۔ بجلی کے کڑکنے سے۔۔

وہ ڈرتی تھی اندھیرے سے۔۔

اندھیر کال کوٹھری سے۔۔۔

سخت گرمی سے۔۔۔

پیاس سے۔۔۔

وہ۔۔اپنے ان برے دنوں کو چاہ کے بھی اپنی زندگی سے نہیں نکال پا رہی تھی۔ ان چند دنوں نے اسے پورا کا پورا بدل ڈالا تھا۔ کہ وہ معصوم امامہ حاکم سے پتھر کی بن گئی تھی۔

ازہان نے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔اس کا نازک وجود ٹھنڈ سے لرز رہا تھا۔

بہت ضدی۔۔ لڑکی ہو تم۔۔۔! دھیرے سے اس کے کان میں کہتا وہ اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

اس نے دھیرے سے سر اٹھایا۔

امامہ حاا کلکلکمممم ہیں۔۔ ہمم۔۔! اسکی آواز بھی لرز رہی تھی۔

دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کے چہرے پہ اپنی تپش چھوڑ رہی تھیں۔ بے اختیاری سی تھی دونوں کے اندر اور اسی بے اختیار میں ازہان پہلی بار دماغ کی نفی کرتے دل کی آواز پہ لبیک کہتا اس کے قریب تر ہوتا اس کے چہرے پہ جھکا۔ امامہ نے اس کی شرٹ کو اپنے نازک ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑا۔ دل کی دھڑکن کی رفتار بھی بڑھی تھی۔

ازہان اس کے لبوں کے پاس جھکتا ایک دم سے رک گیا تھا۔

سر۔۔! یقین سے تو نہیں کہا جا سکتا۔۔ کہ اس میں بہروز حاکم کا ہاتھ ہے۔۔۔ یا نہیں۔۔ لیکن شک ہے کہ۔۔ وہ اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔

کیونکہ ان دنوں ان کو فون پے پر اسرار انداز سے بات کرتے سنا گیا تھا۔

جس میں کسی کو کام ہو جانے پے شاباشی دے رہے تھے۔اور خوش ہو رہے تھے۔

ازہان نے ساری کڑیاں ملائی یں تھیں۔

کچھ دن پہلے بہروز حاکم کا اس کے آفس میں آنا۔۔ازہان کا ملنے سے انکار۔۔اور اس لمحے وہ جانتا تھا۔ان کی کمپنی ڈوبنے والی تھی۔

ایسے میں رخسار کا غائب ہونا۔۔۔اور کڈنیپر کا ان کو حاکم فیملی سے رشتہ جوڑنے کا کہنا۔۔وہ بری طرح چونکا تو تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ بنا ثبوت کے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

لیکن۔۔۔شادی کے وقت حق مہر اور سیکیورٹی پے اس کا شک یقین میں بدل گیا۔

اور ان کی ساری باتیں مانتا چلا گیا۔

اور پھر اسے یقین ہو گیا کہ اس کی بہن باحفاظت گھر آجائے گی۔ کیونکہ یہ صرف اور صرف۔۔۔ازہان خانزادہ کی جائیداد اور اس کا بزنس چاہتے تھے۔اور ازہان نے ویسا ہی کر دیا۔ڈیل بھی سائن ہو گئی۔

بہروز حاکم کی ڈوبتی کمپنی کو سہارا مل گیا۔

اور وہ پھر سے اپنے پیروں پے کھڑی ہو گئی۔

وہیں دوسری طرف رخسار بھی واپس آگئی۔

سب حالات نارمل اور سازگار ہو چکے تھے۔ لیکن۔۔ وہ امامہ کو اپنی زندگی سے نکالنے کا سوچ چکا تھا۔ اور یہ اس کی نفرت کی انتہا تھی۔ کہ وہ چاہ کے بھی اس لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتا تھا۔

ایسے میں وہ خود اپنی بہن کو بہروز حاکم کے بھائی سے بیاہنا چاہ رہا تھا۔

کیوں۔؟؟ اس میں بھی ایک راز تھا۔ جو صرف ازہان خانزادہ ہی جانتا تھا۔

امامہ کے چہرے پے بارش کے قطروں کے پانی نے اس کو مزید دلکش بنا دیا تھا۔

اس کے نازک وجود کی رعنائی یوں کو وہ اپنے وجود میں محسوس کرتا اس کے بہت قریب جا چکا تھا۔ کہ اس منزل پے امامہ بھی اپنا سب کچھ اس پے نچھاور کر دینے کو تیار تھی۔

بھلے وہ رخسار سے نفرت کرتی تھی۔ لیکن وہ اس سب میں خود کو ازہان کے قریب جانے سے اس سے محبت کرنے سے روک نہ پائی۔ وہ محبت سے عشق کی راہ کی مسافر کب بنی۔۔۔؟ اسے اندازہ ہی نہ ہوا۔

لیکن وہ خود کو کوئی موردِ الزام نہ ٹھہرا سکی۔ کیونکہ وہ اس کا شوہر تھا۔ اس کی محبت کا حقیقی حق دار۔۔ وہ اسے دل و جان سے عزیز تھا۔ اپنی اکڑ اپنے غرور سمیت۔۔

امامہ حاکم اس کے لمس کو قریب سے قریب تر محسوس کرتی لب وا کر گ ئی۔

اسکی طلب پے ازہان اسے دیکھے گیا۔

وہ اسکے قریب آنا چاہتی تھی۔

لیکن۔۔ کیا وہ بھی بھائی کے ساتھ اس کی سازش میں شامل تھی۔۔؟؟ بس یہی بات وہ نہیں جانتا تھا۔ جس وجہ سے وہ اسے اپنا نہیں رہا تھا۔

اور بلا وجہ نفرت کا اظہار کرے جا رہا تھا۔

اپنا چہرہ پیچھے کرتے وہ اسے واپس سینے سے لگا گیا۔

امامہ نے اس کا گریز دیکھتے آنکھیں وا کیں۔امامہ کے چہرے پے ایک مسکراہٹ ابھری۔اور اس کے سینے پے سر رکھ گئی۔

ازہان نے اسے اپنے قریب کیا۔یہی اس کے لیے بہت تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

بھیا۔۔۔؟؟ بھیا۔۔۔؟؟ کہاں ہو۔۔آپ۔۔؟؟

رخسار اونچی آواز میں چلاتی ازہان کے کمرے میں داخل ہوئی۔لیکن اسے کہیں بھی ازہان نظر نہ آیا۔

واپس پلٹنے لگی۔کہ اسے گیلری کی طرف کچھ دکھائی دیا۔وہ اس طرف بڑھی۔ اور آگے ازہان اور امامہ کو ایک دوسرے کے اتنا قریب بیٹھے دیکھ وہ اندر تک

سلگ گ ئی تھی۔وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے سو رہے تھے۔ انہیں ارد گرد کا کوئی ہوش نہ تھا۔

بھیا۔۔۔؟؟ بھیا۔۔۔؟؟رخسار نے آواز اونچی کرتے نظریں پھیرتے پکارا۔کہ ازہان نے آنکھیں کھولیں۔اور رخ پلٹ کے رخسار کو دیکھا۔اور دوسری نظر اپنے ساتھ لگی۔۔امامہ پے ڈالی جو اس کو اپنا تکیہ سمجھے اس کے سینے پے سر رکھے سو رہی تھی۔

آپ چلو۔۔۔گڑیا۔۔میں بس تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔۔

ازہان نے رخسار کو جانے کا کہا۔

بھیا۔۔۔یہ۔۔آپ۔۔۔؟؟رخسار نے غصہ سے کچھ کہنا چاہا

گڑیا۔۔۔آپ جائی یں۔۔پلیز۔۔؟؟؟ازہان کو اسے صفائی دینا مناسب نہ لگا۔

رخسار ناک پھلا کے وہاں سے واک آؤ ٹ کر گ ئی۔

ازہان نے دھیرے سے پیچھے ہوتے امامہ کا سر اپنے سینے پے رکھا دیکھا۔

امامہ۔۔۔؟امامہ۔۔؟؟وہ آج اسے اس کے نام سے پکار رہا تھا۔

امامہ نے کسلمندی سے آنکھیں کھولنی چاہی ئی ں۔لیکن کمر اس کی پوری اکڑ گ ئی تھی۔اور ابھی بھی ٹھنڈ لگ رہی تھی۔

اٹھ جاؤ۔۔۔!ازہان نے اسے اٹھانا چاہا تو وہ کسمسا کے پیچھے ہٹی۔

لیکن اپنے پیروں پے کھڑے ہونے کی ہمت ابھی نہ تھی اس میں۔

سورج کی کرنیں چھن چھن کے ان کی گیلری میں آرہی تھیں۔

امامہ نے جھٹ سے دونوں آنکھیں کھولیں۔

ہائے اللہ جی۔۔۔؟ صبح ہوگ ئی۔۔۔؟؟ ہماری فجر رہ گ ئی۔۔۔؟

اوہ۔اللہ۔۔۔جی۔۔ ہمیں معاف کردیں۔۔آج۔۔یہ۔۔کیسے ہوگیا ہم سے۔۔۔؟؟

ازہان جو اٹھتے ہوئے اپنی چیزیں سمیٹ رہا تھا۔اس کی باتیں سنتا چونکا۔

لیکن پھر نظر انداز کرتا اندر کی جانب بڑھا۔

امامہ نے مڑ کے اسے اندر جاتے دیکھا۔ تو خود بھی کمفرٹر ادھر ہی چھوڑتی اندر کی طرف آئی۔

ٹھنڈ اسے ابھی بھی لگ رہی تھی۔ لیکن شاید رات کا اثر تھا۔ اس لیے۔۔ ورنہ اب موسم نارمل ہو گیا تھا۔

ویسے۔۔۔ یہ ڈور کیسے اوپن ہو گیا۔۔۔؟؟ امامہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ایک نظر اس پے ڈالتا کبرڈ کی جانب بڑھا۔

رخسار نے اوپن کیا۔

سرسری انداز اپناتے ازہان اپنے کپڑے لیے باتھ روم گھس گیا۔ جب کہ امامہ کے چہرے کے تاثرات یکدم بدل گ ئے۔

رخسار ایک ایسی ہستی تھی جس سے وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی۔

ہاں۔۔وہ اس سے شدید نفرت کرتی تھی۔

لیکن۔۔اسی قدر ٹوٹ کے وہ ازہان کو چاہنے لگی تھی۔اس سے پیار محبت نہیں۔۔عشق کر بیٹھی تھی۔

اس بات سے انجان کہ یہ عشق اسے کتنا رولنے والا ہے۔۔وہ اپنا عشق جنون کی حد تک آزمانے والی تھی۔۔۔

کیا مس ئی لہ ہو گیا۔۔؟ اتنی ہائی پر کیوں ہو رہی ہو۔۔؟؟ ازہان کو رخسار کا اس طرح غصہ کرنا آج پہلی بار برا لگا تھا۔

آپ۔۔؟؟ آپ نے کیوں۔۔ مجھ سے پوچھے بنا۔۔۔ میرا رشتہ فکس کر دیا۔۔؟؟ وہ آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لیے بولی تھی۔

اور اس کے انہی آنسوؤں سے ازہان کو تکلیف پہنچتی تھی۔

گڑیا۔۔۔! ابھی نہیں کیا فکس۔۔۔ ابھی تو۔۔ بات شروع کی ہے۔۔؟؟ لیٹس سی۔۔۔! ازہان نے پیار سے اسے اپنے قریب کیا۔

نو۔۔۔! آپ نے بات کی ہے۔۔ تو ظاہری بات ہے۔۔ ادھر سے ہاں ہی ہو گی۔۔۔! رخسار اب باقاعدہ رونے لگی تھی۔

گڑیا۔۔؟؟ کیا آپ کو۔۔اپنے بھائی پے بھروسہ نہیں۔۔؟؟ کیا میں آپ کے لیے کوئی غلط فیصلہ لے سکتا ہوں کیا۔۔؟؟

ازہان نے اس کا چہرہ تھامتے ہوئے کہا۔

جب سے فرحت بیگم نے اسے ازہان کے کہنے پے فیروز سے رشتے کا بتایا تھا۔وہ تب سے ہائی پر تھی۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

بھیا۔آپ پے مجھے سب سے زیادہ بھروسہ ہے۔۔ لیکن۔۔ لیکن۔۔ پلیز۔۔ صرف ایک ریکوسٹ ہے۔۔۔ جس مرضی سے آپ کہیں گے میں شادی کر لوں گی۔۔ لیکن۔۔ امامہ کے بھائی سے نہیں۔۔۔ کبھی نہیں۔۔

اس نے روتے ہوئے تنفر سے التجا کی تھی۔

ازہان اسے گہری سوچ میں ڈوبتا دیکھنے لگا۔

فرحت بیگم بھی نفی میں سر ہلاتیں وہیں بیٹھ گ ئ یں۔

دروازے میں کھڑی امامہ اپنے اور بھائی ک ز کر پے اندر آتی وہیں رک گ ئ۔

اس کا دل دھڑ کا۔اسے ازہان کے جواب کا انتظار تھا۔

کیا وجہ۔۔؟ازہان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

رخسار نے سر جھکا لیا۔

روتے ہوئے بس وہ سر نہ میں ہلا رہی تھی۔

ازہان نے گہرا سانس خارج کیا۔اور اسے اپنے ساتھ لگایا۔

رونا بند کرو پہلے۔۔اور مجھے بتاؤ۔۔کیا بات ہے۔۔؟؟کسی نے کچھ کہا ہے کیا۔۔؟؟

ازہان کے پوچھنے پے رخسار تو کچھ نہ بولی۔لیکن امامہ کے چہرے پے ایک تلخ مسکراہٹ ضرور بکھر گئی۔

مر ہی نہ جائے۔۔۔ یہ سچ بتاتے ہوئے۔۔۔؟ امامہ تلخی سے سوچتی چائے کی ٹرے اور میڈیسن لے کے اندر داخل ہوئی۔

مجھے۔۔ نہیں اچھی لگتی وہ۔۔اور نہ اس کا کوئی رشتہ دار۔۔۔ میرا بس۔۔ چلے تو۔۔ یا تو اسے مار دوں یا۔۔ خود کو۔۔۔! امامہ اسکی بات پہ وہیں ٹھٹھکی۔ وہ اس قدر نفرت کرتی تھی۔۔؟؟ امامہ کو شاک لگا۔ کس طرح وہ برملا اپنی نفرت کا اظہار اپنے بھائی سے کر رہی تھی۔

یہی تو میں بی جاننا چاہتا ہوں۔۔ کہ آخر کیا وجہ ہے۔۔؟؟ کیوں۔۔اس طرح سے بی ہیو کر رہی ہو۔۔؟؟

امامہ کو دروازے کے پاس کھڑے دیکھ فرحت بیگم اپنی جگہ سے اٹھیں۔ ان دونوں بہن بھائی کی پیٹھ تھی۔اس لیے انہیں امامہ کے آنے کا علم نہ ہوا۔

کیونکہ وہ اسی قابل ہے بھیا۔۔۔آپ بھی اسے اس گھر سے نکال باہر کریں۔۔وہ ہمارے گھر کے قابل ہی نہیں۔اس کی اتنی اوقات نہیں۔ جتنا اسے دیا گیا ہے۔۔وہ آپ کے قابل نہیں۔۔بھیا۔۔جسٹ۔۔ڈائی یورس ہر۔۔۔!اسے نکال دیں۔اپنی زندگی سے۔۔ورنہ۔۔آپ کی بہن۔۔مر جائے گی۔۔۔!

روتے ہوئے وہ ہینی انداز میں چلائی۔امامہ کے ہاتھ سے ٹرے چھوٹ کے نیچے گری۔

فرحت بیگم گہرا سانس خارج کرتیں پھر سے بستر پے ڈھے سی گ ئی یں۔ازہان اور رخسار نے پلٹ کے امامہ کو دیکھا۔جس کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو چکا تھا۔

تم۔۔۔تمہاری جرات کیسے ہوئی۔۔؟؟اندر آنے کی۔۔؟؟

رخسار جارحانہ انداز میں س کی طرف بڑھی۔کہ ازہان نے اس کا ہاتھ پکڑ اسے واپس پیچھے موڑا تھا۔

گڑیا۔۔۔! بی ہیو یور سیلف۔۔۔۔! ازہان نے نرم لہجے رکھا تھا۔ لیکن آواز میں سختی تھی۔

بھیا۔۔۔ آپ جانتے نہیں۔۔ کتنی بڑی چیٹ اینڈ فراڈ ہے۔ یہ۔۔ اور اسکی فیملی۔۔ وہ بھی اسی کی طرح ہو گی۔۔ چیپ دھوکہ باز۔۔ اور۔۔

بس۔۔۔! بہت سن لیا ہم نے۔۔۔! امامہ نے انگلی اٹھا کے وارن کیا۔

آپ کو ہمیں جو کہنا ہے کہہ لیں۔ ہماری فیملی کے بارے میں کچھ مت کہیے گا۔۔۔! سمجھیں آپ۔۔۔! امامہ نے آج ڈائی ریکٹ اسے مخاطب کیا تھا۔

امامہ۔۔۔ جائیں یہاں سے۔۔۔! ازہان نے پلٹ کے اسے کہا۔ جب کہ اس کی آنکھیں لال سرخ ہو رہی تھیں۔

وہ ازہان کی بات مانتی پلٹی تھی۔

بولوں گی۔۔ایک بار نہیں ہزار دفعہ بولولوں گی۔۔ تم۔۔ بھی گھٹیا ہو اور تمہارا خاندان بھی۔۔۔میں مر جانا تو پسند کروں گی۔۔ لیکن تمہارے گھٹیا بھائی سے کبھی شادی نہیں کروں گی۔

ضبط سے امامہ نے مٹھیاں بھینچی۔ازہان کو رخسار کے اس قدر جارحانہ رویہ کا اندازہ نہیں تھا۔

تو ہم۔۔اللہ سے دعا کریں گے۔۔ کہ آپ۔۔ مر جائی یں۔۔۔!

امامہ کے سرد لہجے میں کہے الفاظ پے فرحت بیگم اور ازہان دونوں ہی تڑپے تھے۔

امامہ۔۔۔۔! ازہان آگے بڑھا۔ہاتھ اٹھا تھا اس کا لیکن ہوا میں ہی بلند رہ گیا۔

وہ چاہ کے بی امامہ کو تھپڑ نہ مار سکا۔

رخسار کے اندر جیسے ٹھنڈ سی پڑ گ ئی۔وہ یہی تو چاہتی تھی۔کہ امامہ اور ازہان ایک دوسرے سے دور ہو جائی یں۔اسی لیے جان بوجھ کے امامہ کو غصہ دلایا۔

ابھی اسی وقت۔۔۔چلی جاؤ۔۔یہاں سے۔۔۔۔۔ورنہ۔۔؟

ازہان نے لب بھینچے امامہ سے کہا۔

ہمیں بھی کوئی شوق نہیں۔۔آپ کے معاملے میں دخل اندازی کرنے کا۔۔۔ لیکن۔۔اتنا ضرور کہیں گے۔۔آپ اپنی بہن کو بتادیں۔۔کہ ہمارے بھائی سے

اس کا رشتہ جوڑنے میں آپ کی مرضی ہے۔۔ ہماری نہیں۔۔۔ !اس لیے ہمارے خاندان کے بارے میں کچھ بھی برا کہنے کا انہیں کوئی حق نہیں۔۔۔ !

امامہ نے ہر ممکن طریقے سے اپنے آنسو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن لہجہ پھر بھی روندھ گیا۔

نکلو۔۔۔ یہاں۔۔۔ سے۔۔۔ آئی بڑی۔۔۔ مجھے سمجھانے والی۔۔ آؤٹ۔۔۔۔ ! سینے پہ ہاتھ باندھے نفرت اور حقارت سے امامہ سے کہا۔

امامہ نے تھکے انداز میں ازہان کی طرف دیکھا۔ جس کی نظریں بے تاثر تھیں۔

اور انہی قدموں پہ وہ واپس پلٹ گ ئی۔

اس کے جاتے ہی ازہان نے رخسار کو اپنی طرف موڑا۔

کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔؟آپ کو اندازہ بھی ہے۔۔۔؟؟آپ کی لنگویج کس حد تک خراب ہو چکی ہے۔۔۔؟؟

ازہان نے غصہ سے کہتے آواز دھیمی رکھی۔

بھیا۔۔اب آپ۔۔اس کی وجہ سے۔۔مجھے۔۔مجھے اپنی بہن کو ڈانٹیں گے۔۔؟رخسار کے آنسو پھر آنکھوں پہ بسیرا کرنے لگے تھے۔

رخسار۔۔۔!ازہان کچھ کہتا کہ فرحت بیگم کی سخت گیر آواز سنتے دونوں چونکے۔

اپنا رونا دھونا بند کریں۔۔آپ کے رونے سے آپ سچی نہیں ہو جائی یں گیں۔

ان کے انداز میں صاف ناراضی جھلک رہی تھی۔

مما۔۔آپ بھی۔۔؟؟رخسار مزید دکھی ہوئی۔

کیا ہم بھی۔۔؟؟آپ نے خود کو دیکھا ہے۔۔؟؟کس قدر۔۔ مس لینگوتج یوز کی ہے آپ نے۔۔۔بھابھی ہیں وہ۔۔۔آپ کی۔۔۔!عزت کرنا سیکھیں۔ بڑوں کی۔

بھابھی مائی فٹ۔۔۔۔!

چٹاخ۔۔۔اس کے الفاظ نے فرحت بیگم کو اتنا غصہ دلایا۔ کہ ان کا ہاتھ رخسار پے اٹھ گی۔ حیرانی سے گال پے ہاتھ کھے وہ ماں و دیکھنے لگی۔

مما۔۔۔؟؟ازہان تڑپا تھا۔

بس۔۔۔! ازہان۔۔ میں بالکل غلط برداشت نہیں کروں گی۔۔۔امامہ اس کی بھابھی ہے۔۔اورا نہیں۔۔امامہ کی عزت کرنی ہو گی۔۔۔

نہیں ہے وہ میری بھابھی۔۔۔! نہیں۔۔ہے۔۔سنا آپ نے۔۔۔! وہ چینخی تھی۔

اور باہر بھاگی تھی۔

مما۔۔۔! میں ہینڈل کر رہا تھا۔۔آکو اس پے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔

ازہان کو رخسار کے چہرے پے لگا تھپڑ اپنے گال پے تکلیف دے رہا تھا۔

آپ۔۔۔کب سے غلط کا ساتھ دینے لگے۔۔؟؟ایک بات یاد رکھنا آپ۔۔ میری۔۔خان۔۔۔! کہ اس کا جو بھی مستقبل ہو گا۔۔اس کے زمہ دار آپ

ہوں گے۔۔وہ حد درجے بگڑ چکی ہے۔۔اب بھی وقت ہے۔۔اسے سنبھال لیں۔۔ونہ کل کو بہت پچھتائیں گے۔۔۔

فرحت بیگم نے تلخ حقیقت سے ازہان کو روشناس کرایا۔

اچھا۔۔آپ۔۔ ٹینشن مت لیں۔۔ریلکیس رہیں۔۔میں دیکھتا ہوں اسے۔۔۔!انہیں تسلی دیتے وہ باہر نکلا۔

لیکن۔۔رخسار اپنے کمرے میں نہیں تھی۔

ملازمہ سے پوچھتا وہ باہر نکلنے لگا۔جس نے رخسار کے باہر جانے کا بتایا تھا۔

وہ باہر جارہا تھا۔کہ اسے امامہ کاریڈور میں نظر آگئی۔

اس کا غصہ پے عود کر آیا۔اور اس کے پاس آتا اسے بازو سے جکڑا۔

تمہاری وجہ سے۔۔۔ صرف۔۔ تمہاری وجہ سے۔۔ آج میری بہن اتنا روئی۔۔۔اور۔ مما نے اس پے پہلی بار۔۔ہاتھ اٹھایا۔۔۔اتنی سختی سے اس کا بازو دبوچا کہ وہ تڑپ کے ازہان کو دیکھتی رہ گ ئی۔

جی تو چاہتا ہے۔۔ابھی اسی وقت تمہیں اس گھر سے نکال باہر کروں۔۔۔۔

تو نکال دیں۔۔دیر کس بات کی ہے۔۔؟؟امامہ بھی تڑخ کے بولی تھی۔اپنے لیے اازہان کی نظروں میں وہ انتہائی نفرت دیکھتی ناچاہتے ہوئے بھی بول دی۔

بہت جلد۔بہت جلد۔۔۔ تمہیں اس گھر سے چلتا کروں گا۔۔۔ جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا۔

اگر میری بہن کو کچھ بھی ہوا۔ تو یاد رکھنا۔۔۔ چھوڑوں گا نہیں تمہیں میں۔ وہ اس پے اپنا غصہ اتارتا باہر نکل گیا۔

کہاں ہے رخسار۔۔؟؟

گارڈ سے بے چینی سے پوچھا۔

سر۔! میرے منع کرنے کے باوجود بر خسار بی بی گاڑی لے کے نکل گ ئی ہیں۔

ڈرائی یور نے بھاگتے ہوئے آتے کہا۔

شٹ۔۔۔! پنی گاڑی کے بونٹ پے مکا مارا۔

کس طرف گ ئی ہے۔۔؟؟ڈرائی یو سے پوچھتاوہ بھی گاڑی سٹارٹ کرتااسی طرف موڑ چکا تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔??💔

رخسار بس روئے جا رہی تھی۔اس کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔وہ جتنی شدت سے رو رہی تھی۔گاڑی کی سپیڈ بھی اسی شدت سے بڑھاتی جا رہی تھی۔

کہ اچانک اس کی گاڑی پے اس کا قابو ہٹا۔اور گاڑی ایک درخت کے ساتھ جا ٹکرائی۔

ایک جھٹکے سے اس کا سر اسٹیرنگ سے جا ٹکرایا۔

اسے چکر آئے۔ لیکن۔۔ وہ سنبھلتی ہوئی باہر نکلی۔ گاڑی درخت کے ساتھ لگی بری طرح ڈیمج ہو چکی تھی۔ رخسار کے ماتھے سے چوٹ بھی لگی تھی۔

ارد گرد دیکھتی وہ روڈ پے آئی۔ اکادکا گاڑیاں ہی آ جا رہی تھیں۔

اسے سمجھ نہیں آئی۔ وہ کہاں آگ ئی ہے۔۔ ہ ہ ہ

یااللہ یہ۔۔ کونسی جگہ ہے۔۔۔ ؟؟

موبائ ل۔۔۔ ؟؟ وہ فوراً گاڑی کی طرف واپس گ ئی۔

لیکن وہ غصہ میں گھر سے نکلی تھی۔ موبائ ل تو لے کے نہیں آئی تھی۔ وہیں گاڑی کے ساتھ ٹیک لگاتی وہ بیٹھتی چلی گ ئی۔

آج۔۔پہلی بار مما نے مجھ پے غصہ کیا۔۔مجھ پے ہاتھ اٹھایا۔۔اپنی بیٹی۔۔ رخسار پے۔۔وہ بھی۔۔اس۔۔اس۔۔امامہ کے لیے۔۔۔وہ پھر سے غصہ سے بھر گ ئی۔۔

نہیں معاف کروں گی تمہیں۔امامہ۔۔ کبھی نہیں کروں گی۔۔تم دو ٹکے کی لڑکی۔۔مجھ سے میرے گھر والے نہیں چھین سکتی۔۔۔

وہ چلا رہی تھی۔اس سنسان جگہپے بیٹھی ہی وہ زور زور سے پاگلوں کی طرح چینخ رہی تھی۔

کہ تبھی ایک گاڑی فل سپیڈ سے آتی اس کے پاس رکی تھی۔

رخسار پل میں سب کچھ بھولی تھی۔اور اپنی جگہ سے فوراًا ٹھی تھی۔

سامنے گاڑی سے اترنے والے شخص کو دیکھتی وہ پل میں ساکت ہوئی تھی۔وہ شخص جارحانہ انداز کے ساتھ اسکی جانب بڑھا تھا۔

اور اسے کلائی سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا تھا۔وہ سیدھا اسکے سینے سے جا لگی۔

بہت غصہ ہے تمہارے اندر۔۔؟؟ سمجھتی کیا ہو خود کو۔۔؟اگر۔۔ ہم شرافت سے پیش آرہے ہیں۔تو تم کچھ زیادہ ہی سر چڑھ رہی ہو۔۔؟؟اپنی لمٹس میں رہو گی تو زیدہ بہتر ہو گا۔۔ورنہ وہ حال کروں گا۔کہ کسیکو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی۔۔۔!فیروز نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا۔

رخسار سنبھلتے غصہ سے اس کی جانب واپس مڑی تھی۔

بھر دئیے بہن نے کان۔۔؟؟تو ایک بات تم بھی کان کھول کے سن لو میری۔۔۔

میں تم سے شادی ہر گز نہیں کروں گی۔۔سنا تم نے۔۔۔!رخسار اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چلائی تھی۔

فیروز نے اسے بالوں سے پکڑے اپنے قریب کیا۔

شادی تو تمہیں مجھ سے ہی کرنی ہو گی۔۔اور وہ میں نہیں۔۔خود تمہارا بھائی مجھ سے کروائے گا۔۔!روک سکتی ہو تو اپنے بھائی کو روک کے دکھانا۔اس گھٹیا خاندان کے نام کے ساتھ تمہارا نام جڑنے سے۔

فیروز کا انداز چیلنجنگ تھا۔

رخسار نے اسے بالکل امامہ کے انداز میں دیکھا دونوں کی آنکھیں سیم تھیں۔
گہری سبز۔۔

رخسار کو لگا اسکے سامنے فیروز نہیں۔امامہ کھڑی ہو۔

شادی کے بد دیکھ لینا جی بھر کے۔۔۔اب چلو۔۔۔!

فیروز نے اس کے ٹکٹکی باندھ کے دیکھنے پے چوٹ کی اور اپنے ساتھ اسے تقریباً گھسیٹتا ہوا لے کے گاڑ کی طرف بڑھا۔

چھوڑو۔۔مجھے۔۔ نہیں جاؤں گی تمہارے ساتھ۔۔میں کہیں بھی۔رخسار نے خود کو غصہ سے چھڑایا۔

لین فیروز کی سخت گرفت سے نہ نکل سکی۔اسے گاڑی میں بٹھاتا خود ڈرائی یونگ سیٹ پے بیٹھتا وہ گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

گاڑی روکو۔۔۔! رخسار غصہ اور بے بسی سے چلائی تھی۔ جبکہ فیروز نے اتنی ہی سپیڈ سے گاڑی واپسی کے روڈ پے ڈالتا غصہ ضبط کرنے لگا۔

رخسار سانس روکے ونڈ سکرین پے دیکھتی چپ ہی ہو گئی تھی۔

گاڑی کچھ ہی دیر بعد خان مینشن کے باہر روکتے وہ اس کو لیے گھر کے اندر داخل ہوا۔ جہاں سبھی پریشان حال تھے۔

رخسار۔۔؟؟ خان بی آگے بڑھتیں اسے گلے سے لگا گئیں۔

اسی لمحے ازہان کی گاڑی بھی مینشن میں داخل ہوئی۔ امامہ سامنے کھڑی فخر سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔ جو اس کی خاطر کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔ کچھ بھی۔

خان بی۔۔۔! رخسار ان کے گلے لگ کے رو دی۔

شکر اللہ پاک کا۔۔ ہماری بچی ٹھیک ہے۔۔۔۔! خان بی نے دل سے شکر ادا کیا۔

اور فیروز کیجانب ممنون نظروں سے دیکھا۔

جاری ہے۔

)رخسار اور فیروز کا رشتہ طے ہو گیا(

تھینکس۔۔ فیروز۔۔! آج پھر تم نے۔۔۔ مجھ پے۔۔ ایک اور احسان۔۔؟؟

زان نے اس کی طرف دیکھتے بہت دل سے کہا۔

پلیز۔۔ازہان بھائی۔۔مجھے شرمندہ نہ کریں۔یہ تو میں نے روتے ہوئے انہیں بیچ سڑک میں دیکھا تو مدد کے لیے آگے بڑھا۔انکی گاڑی کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔

مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔کہ۔۔آپ کی بہن ہیں۔۔میں نے صرف انسانیت کے ناطے مدد کی۔

فیروز کا ہر لفظ رخسار کو تیر کی طرح دل میں پیوست ہوا۔

جھھوٹ۔۔۔جھوٹ۔۔۔!یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔اسے۔۔اسے امامہ نے بھیجا ہے۔۔میرے پیچھے۔۔!رخسار غصہ سے کہتے آگے بڑھی۔اور اپنے پیچھے کھڑی امامہ کی طرف نفرت سے اشارہ کیا۔

رخسار۔۔۔!اندر جاؤ۔۔۔!ازہان کی سخت آواز پہ رخسار لمحے بھر کو سہمی۔

بھیا۔۔؟؟بھیا۔۔میں۔۔؟؟

سنانہیں۔۔تم نے۔۔۔؟؟اندر جاؤ۔۔۔!اب کی بار لہجہ بھی سخت تھا۔

رخسار دانت پیستی ان دونوں بہن بھائی کو قہر کی نظر سے دیکھتی اندر کی طرف بھاگ گ ئی۔

ایم سوری۔۔۔!رخسار کی طرف سے۔۔؟؟

ازہان پہلی بار آج کسی کو سوری کہہ رہا تھا۔سب نے ہی وہاں حیرانی سے اسے دیکھا۔

کوئی بات نہیں۔۔اچھا۔۔اب چلتا ہوں۔دیر ہو رہی ہے۔آگے بڑھ کے امامہ کو گلے لگاتا وہ اس کے ماتھے پے بوسہ دیتا باہر نکل گیا۔

جبکہ امامہ کی نم آنکھیں وہ نہیں بھول سکا۔

فیروز کے جانے کے بعد امامہ بھی وہاں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گ ئی۔

آج جو کچھ بھی ہوا۔۔اچھا نہیں ہوا۔۔خان۔۔۔! آپ ایک بار پھر سوچ لیں۔۔ کیا واقعی۔۔رخسار اور۔۔فیروز۔۔؟؟ خان بی دل کی بات زبان پے لے آئی یں۔

میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔اور اس میں کوئی ردوبدل نہیں ہو گا۔

مجھے کل ہی بہروز حاکم نے رشتہ لے کے آنے کے بارے میں بتایا ہے۔وہ سب راضی ہیں۔اس لیے آپ بھی دل سے سارے وہم نکال دیں۔اور کل کے لیے مہمانوں کے استقبال کی تیاری کریں۔

بیٹا۔۔۔آپ کے بابا گھر نہیں۔چچا بھی آپ کے بابا کے ساتھ گ ئے ہیں۔ان کے آنے تک ویٹ کر لیں۔

فرحت بیگم نے دھیمے لہجے میں کہا۔

مما۔۔۔میری بابا سے بات ہو گ ئی ہے۔۔۔وہ بہت جلد واپس آ جائی یں گے۔ اور ویسے بھی ابھی بات پکی کر رہے ہیں۔نکاح تو ایک ہفتے بعد ہی کریں گے۔۔۔

ازہان نے انہیں اگلی پلاننگ بتائی۔تو وہ دم سادھے اسے دیکھتی رہ گ ئی یں۔

رخسار اس رشتے ہی راضی نہیں تھی. کجا کہ۔۔۔اس کا نکاح۔۔؟؟

آپ سوچ سمجھ کے فیصلہ لے رہے ہیں۔۔؟خان۔۔؟رخسار۔۔؟؟

آپ بے فکر رہیں۔ میں رخسار کو خود سمجھالوں گا۔ آپ بس۔۔ تیاری کریں۔

ازہان خانزادہ مکمل مطمین ہوا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

کہیں نہ کہیں شازمہ کو ازہان کا فیصلہ بالکل درست لگ رہا تھا۔ جبسے رخسار کڈنیپنگ سے واپس آئی تھی۔ وہ عجیب سا ہی رویہ اختیار کیے ہوئے تھی۔

جو سب کی سمجھ سے ہی بالاتر تھا۔

اور یہی اس کا صحیح حل تھا۔ کہ اس کی شادی کر دی جاتی۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

تھینکس۔۔مائی لائی یف۔۔۔!امامہ فون پے فیروز سے مخاطب تھی۔

اب امامہ حاکم بھی فیروز حاکم کو تھینکس بولے گی۔۔؟؟یہ دن بھی آنے تھے۔۔؟فیروز گاڑی ڈرائیو کرتا مسکرایا تھا۔

ایک بات کہوں۔۔؟مسکراہٹ امامہ کے لبوں سے ایک دم غائب ہوئی۔

دو کہو۔۔؟؟گاڑی کا موڑ کاٹتے وہ اب حاکم ولا میں انٹر ہورہا تھا۔

پوری لائف کیسے جھیلیں گیں۔۔۔؟پریشانی لہجے سے صاف واضح تھی۔

پوری لائف جھیلنے سے پہلے ہی سدھار لوں گا۔۔۔فیروز کے لہجے میں مکمل یقیین تھا۔

کیا ہوا امامہ۔۔۔؟؟پریشان کیوں ہو رہی ہو۔۔؟؟مجھ پے بھروسہ نہیں کیا۔۔؟ فیروز نے گاڑی پارکنگ میں کھڑی کرتے سیٹ بیلٹ کھولا تھا۔

بس۔۔یونہی۔۔آپ کے لیے سوچ رہے تھے۔۔۔کیا کیا نہیں کرنا پڑا آپ کو ہمارے لیے۔۔؟؟امامہ کا لہجہ نم ہوا۔

اے۔۔۔پاگل۔۔۔خبردار۔۔جو روئی تو۔۔۔!میں سب ہمارے لیے کر رہا ہوں۔۔اب کی بار لہجہ گھمبیر تھا۔

مطلب۔۔؟؟امامہ چونکی۔

فیروز زیرِلب مسکرایا۔

پھر کبھی سمجھاؤں گا۔ابھی کے لیے بس ہمارے استقبال کی تیاریاں کرو۔۔ تمہارے سر سے بلا ٹلنے والی ہے۔۔ صدقہ خیرات کرو۔۔۔!

فیروز کے مذاق انداز پے وہ کھلکھلا کے ہنسی تھی۔

فون بند کرتی وہ پلٹی کہ شمنِ جان کو سامنے دیکھ اس کی ہنسی کو بریک لگی۔

لگتا ہے۔۔ کوئی بہت بڑی گڈ نیوز ملی ہے۔۔؟؟ ازہان کو اس کا یوں کھلکھلا کے ہنسنا وہ بھی پہلی بار۔۔ کچھ عجیب سا لگا۔

امامہ نے سر جھکا کے مسکراہٹ سے واپس ازہان کو دیکھا۔

جی۔۔ بہت خوش ہوں۔۔ بہت جلد۔۔ ہم بھی ھر سے نند کے عہدے پے فائز ہونے والے ہیں۔

ازہان کے قریب آتے وہ پر اسرار انداز میں بولی تھی۔

کل تک تو تم۔۔اس رشتے کی خلاف تھی۔۔تو آج۔۔؟؟ازہان کو اسکا یوں بدلنا چبھا تھا۔

جی۔۔۔تھے ہم خلاف۔۔۔لیکن اب بھیا نے سمجھایا کہ کہ۔۔۔۔(بلا ٹلنے والی ہے۔۔تو خوش رہیں۔۔)وہ خوش ہیں۔۔تو ہمیں اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔۔۔

اصل بات دل میں کہتی وہ ازہان کو حیران پریشان چھوڑ باہر نکل گ ئی۔

ازہنا خانزادہ۔۔!یہ ہمارا ظرف ہے۔۔کہ آپ کی اس بہن کو اپنا رہے ہیں۔ورنہ وہ اس قابل بھی نہیں۔۔کہ اسے کوئی بھی اپنائے۔۔۔!

دل ہی دل میں کہتی وہ واپس سنجیدہ ہو چکی تھی۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

امل۔۔۔! چلو بھی یار۔۔۔اور کتنی دیر کرنی ہے۔۔؟؟

شہروز نے آتے ہی اس کو تیار آئینے میں کھڑے دیکھا جو جھمکے کے ساتھ الجھی ہوئی تھی۔

یہ دیکھیں ناں۔۔۔۔پہنا ہی نہیں جا رہا۔۔اتنا بھاری ہے۔۔۔! وہ منمنائی۔۔

دو دن پہلے ہی وہ ہنی مون سے واپس لوٹے تھے۔ وہ امامہ سے ملنے جانے والے تھے۔ لیکن پھر اچانک سے فیروز کی بات پکی ہونے کی خوشی میں اب وہ سب خان منشن جارہے تھے۔

ادھر لاؤ۔۔! اتنا بھاری پہننے کی ضرورت کیا ہے۔۔؟ شہروز کے ماتھے پہ بل پڑے۔ اس کا لال کان دیکھ کے۔

زرقا بھابھی نے کہا ہے۔۔ یہی پہننا ہے۔۔ وہ منہ بنا کے بولی تھی۔

چھوڑو اسے۔۔۔ بس ایسے ہی چلو۔۔۔! شہروز نے اسے ٹیبل پہ پٹخا۔

ارررے۔۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ زرقا بھابھی نے اتنے پیار سے دیا۔۔ اور آپ۔۔؟؟

کیا۔۔میں۔۔؟؟کان دیکھا ہے اپنا۔۔؟؟لال ٹماٹر ہو گیا ہے۔۔شہروز نے اس کا کان سہلاتے ہوئے کہا۔

اس وقت تو آپ مجھے لال ٹماٹر لگ رہے ہیں۔

امل نے اس کے قریب ہوتے شرارت سے اس کے دونوں گال کھینچے تھے۔وہ تو اس کی اتنی فرینکنس پے حیران ہوتا رہ گیا۔جبکہ وہ باہر بھاگ گئی تھی۔

مسز شہروز۔۔!ہاتھ لگو میرے۔۔پھر بتاتا ہوں۔۔وہ بھی مسکراتا ہوا باہر نکل آیا۔

ان سب کا رخ خان مینشن کی جانب تھا۔ جہاں ے صبری سے ان کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

رخسار تیار ہوئی خود کو آئی ینے میں دیک رہی تھی۔

کل سے وہ بس روئے جا رہی تھی۔ ازہان نے اس سے صرف ایک بات کہی تھی۔ کہ اگر بھائی کا مان رکھنا ہے۔۔ تو وہ اس رشتے کو انکار نہیں کرے گی۔ اور وہ جو فیصلہ اس کے لیے لے رہا ہے۔ اسے اس پہ بھروسہ کرنا ہو گا۔

وہ بھائی کی دی ہوئی قسم کو نہ توڑ سکی۔ اور آج خود کو قربان کرنے ک فیصلہ کر لیا۔ جب کہ حقیقت صرف ازہان جانتا تھا۔ کہ وہ رخسار کا رشتہ فیروز سے کیوں کر رہا ہے۔۔۔ اور یہ بات ابھی تک راز ہی تھی۔

ان سب کا بہت اچھے سے استقبال کیا گیا۔ خوب آؤ بھگت ہوئی۔ سب کے سامنے رخسار نے خاموشی سے سر جھکا کے بیٹھنا ہیمنا سب سمجھا۔ جب کہ اس کے دل و دماغ میں ایک طوفان برپا تھا۔ زرقا بھابھی نے اسے رنگ پہنائی۔ اور اس پہ لال چنریا اوڑھا کے اپنے دیور فیروز کے نام لکھوالیا۔ سبھی نے خوشی سے دعائے خیر مانگی۔ ازہان دل سے خوش ہوا تھا۔ رقیہ پھوپھو بھی آج موجود تھیں۔ لیکن زوبیہ نہ آئی تھی۔ رقیہ پھوپھو موڈ بگاڑ کے وہاں بیٹھی تھیں۔

مبارک ہو بھ ئی فرحت بھابھی۔۔۔! بیٹی کا رشتہ بھی آخر ہو ہی گیا آپ کا۔۔۔ !رقیہ پھوپھو نے منہ بناتے کہا۔

اللہ کا شکر ہے۔۔ سب کچھ خیر و عافیت سے ہو رہا ہے۔۔۔ زرینہ پھوپھو نے بھی خوش اسلوبی والی بات کی۔

رخسار کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد اٹھ کے اپنے روم میں چلی گ ئی۔جب کہ سب نے اس کی شرم وحیاہی سمجھی۔

لیکن یہ وہی جانتی تھی۔کہ اس کا دل کتناد کھی تھا۔

آج زرقا امل کو لیے پھر سے اسی مارکیٹ میں آئی تھی۔

اوامامہ کو بھی ساتھ لائی ہیں تھیں۔خان بی کی اجازت سے۔

وہ بچوں کے کپڑوں کے سیکشن کی طرف گ ئی یں۔تو امامہ اور امل باتیں کرتیں لیڈیز ڈریسیز دیکھ رہی تھیں۔

ہیلو۔۔۔لیڈیز۔۔؟؟ کیسی ہو۔۔۔؟مردانہ آواز پے دونوں ہی بری طرح چونکیں تھیں۔

اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کے دونوں کے چہرے پے ایک تاریک سایہ لہرایہ تھا۔

تم۔۔۔م؟ بمشکل امل کے منہ سے نکلے الفاظ پے وہ شخص زیرِلب مسکرایا۔

مطلب یاد ہوں۔۔میں۔۔!ابھی تک۔۔۔!وہ بھی اب دل جلانے والے انداز میں بولا۔

اپنی بکواس بند کرو۔۔اور دفع ہو یہاں سے۔امل نے انتہائی غصہ سے کہا۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔ جانِ من۔۔۔! پہلے دیدارِ یار تو کر لینے دو۔۔۔! امامہ کو گہری نظروں سے دیکھتے کہا۔ وہ نقاب میں تھی۔ لیکن اس کی آنکھوں گہری سرخی وہ دیکھ چکا تھا۔

امامہ کا ہاتھ اٹھا تھا۔ اس شخص پے۔ ایک پل کو وہاں موجود سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ خود امل بھی گھبرا کے امامہ کو دیکھنے لگی۔

یہ تھپڑ اگر آپ کو اپنی ماں سے پڑا ہوتا۔۔ تو آج آپ عورت زات کی عزت کرتے۔۔۔! لیکن۔۔ آپ کی تربیت ہی ایسی ہوئی ہے۔۔ کہ آپ سے ایسی امید بھی کرنا بے کار ہے۔

امامہ نے غصہ ضبط کرتے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ وہ شخص غصہ سے پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

تیری تو۔۔؟؟وہ اس پے ہاتھ اٹھانے لگا کہ۔۔۔

خبر دار۔۔جو ہم پے ہاتھ اٹھانے کی بھول کی تو۔۔۔؟؟یہیں سب سے اتنی مار پڑوائی یں گے۔۔کہ سارے کس بل نکل جائی یں گے۔

انگلی اٹھا کے سختی سے وارن کرتی وہ پہلے والی امامہ نہ لگی۔راکی تو بس اس کا گرجنا ہی دیکھتا گنگ رہ گیا تھا۔

اور ایک۔۔۔بات۔۔آئی ندہ۔۔کبھی دیکھائی دیے۔۔۔تو۔۔پھر کسی کو دکھائی نہیں دو۔۔گے۔۔۔مائی نڈاٹ۔۔۔!

آواز کی سختی صاف واضح تھی۔

املکا ہاتھ تھامے وہ دوسری طرف بڑھ گ ئی۔

امامہ۔۔۔؟؟مل نے گہرا سانس خارج کرتے اسے پکارا۔

ہمممم۔۔۔؟؟وہ نارمل انداز میں بوتیک ڈریسز دیکھ رہی تھی اب۔۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

تم۔۔۔نے۔۔۔اسے اتنا سب کچھ کہہ دیا۔۔ نجانے وہ کیا کرے۔۔؟؟؟امل کو گھبراہٹ ہوئی۔

امامہ نے اسے سخت نظروں سے دیکھا۔

کیا کرے گا۔۔؟؟زیادہ سے زیادہ۔۔۔؟؟وہ فوٹو گرافس ہمارے گھر والوں کو پہنچائے گا۔۔۔تو پہنچانے دو۔۔!اب وقت نہیں رہا کہ ڈر ڈر کے جی جائے۔۔

جب کہ ہماری کوئی غلطی نہیں۔۔ بلکہ ہم نے سہا ہے۔۔۔! امامہ نے لب بھینچے کہا۔

اب جو ہوگا۔۔ دیکھا جائے گا۔۔۔! تم فکر نہیں کرو۔۔۔۔ سب ہم اپنے سر لے لیں گے۔۔ کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔

پاگل۔۔۔! مجھے گھر والوں کی نہیں۔۔ تمہاری فکر ہے۔۔ وہ راکی اتنا گندا انسان ہے۔۔ وہ۔۔ تمہیں۔۔ کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔۔۔ امل نے گھبرا کے اس کے پاس ہوتے کہا۔

جو اس نے کیا۔۔۔ کیا وہ کم تھا۔۔ یو نو۔۔ امل۔۔۔ اب ہمیں ڈر نہیں لگتا۔۔ ہم اب۔۔ بہت مضبوط ہو گ ئے ہیں۔ اور اب راکی ہمیں۔۔ وہ پہلے والی امامہ سمجھنے کی بھول کرے گا۔۔۔ تو منہ کی کھائے گا۔۔

امامہ نے امل کا ہاتھ تھاما۔اور سامنے سے آتی زرقا بھابھی کے ساتھ واپسی کی راہ لی۔

اس نے مجھ پے ہاتھ اٹھایا۔۔۔؟؟راکی پے۔۔؟؟بھول گئی۔۔وہ بارہ دن۔۔۔!جو اس نے ازیت میں کاٹے تھے۔۔۔لگتا ہے۔۔پھر سے اسے وہی ازیت دینی پڑے گی۔

یہ۔۔لڑکی اسی لائق ہے۔۔مجھ پے ہاتھ اٹھانے کی ہمت بھی کیسے کی اس نے۔۔۔؟اب دیکھو۔۔۔کیا کرتا ہوں میں۔۔تمہارے ساتھ سفید بلبل۔۔۔۔!راکی اپنے گندی زہنیت کے مطابق گندی پلاننگ کر رہا تھا۔

اپنے انجام سے بے خبر۔۔وہ ایک بار پھر سے گندی چال چلنے والا تھا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

رخسار کا جب سے رشتہ طے ہوا تھا وہ اپنے کمرے می بند ہو کے رہ گ ئی تھی۔

نہ کسی سے بات کرتی تھی نہ کسی سے گھلتی لتی تھی۔ آج زوبیہ آئی تو زبردستی اسے مرے سے باہر نکال لائی۔ اور دونوں لاؤنج میں بیٹھیں باتیں کرنے لگیں۔

ویسے۔۔ تمہاری بھابھی۔۔۔ مجھے زرا اچھی نہیں لگی رخسار۔۔۔! مجھے لگا زہان کوئی بہت اچھی لڑکی چوز کریں گے۔ مجھے ریجیکٹ کر کے۔۔۔ ہونہہ۔۔ کیا دیکھا انہوں نے اس لڑکی میں۔

زوبیہ رخسار کی امامہ ے لیے ناپسندیدگی جان چکی تھی۔اس لیے اس سے اپنے دل کی بات کہتے اس کا چہرہ ٹٹولنا چاہا۔

لیکن وہاں بے ضرر سی خاموشی ہی پائی۔اس نے امامہ کے خالف کچھ نہ کہا۔

اور یہ بہت بڑی حیرت کی بات تھی۔امامہ یہاں ہوتی تو ضرور بے ہوش ہو جاتی۔

اور اتنے میں امامہ کا وہاں سے اتفاقاً گزر ہوا۔

اے ہیلو۔۔؟؟؟زوبیہ نے اسے آواز دی۔تو وہ رکی۔

آپ نے ہمیں بلایا۔۔؟؟امامہ نے اپنیجانب اشارہ کرتے پوچھا۔

ہمیں تو ایسے کہہ رہی ہو۔۔۔ جیسے پوری فوج کھڑی کی ہوئی ہے اپنے پیچھے۔۔۔۔! زوبیہ کہتے ساتھ زور سے قہقہہ مارتی ہنسی تھی۔

امامہ اس کے پاس آتی اس کا مسکراتا چہرہ دیکھتی سینے سے بازو باندھ گئی۔

کوئی کام ہے آپ کو۔۔؟؟ مضبوط لہجہ میں پوچھا۔

ہاں۔۔۔۔! تمہارے گھر جب کوئی مہمان آتا ہے۔۔ تو اس کی خاطر مدارت کرتے ہیں۔۔ تمہیں تو بالکل بھی کوئی مینرز نہیں۔۔۔! زوبیہ منہ بگاڑ کے بولی تھی۔

گل۔۔۔؟؟ گل جی۔۔۔؟؟ امامہ نے دھیمی آواز میں گل کو پکارا۔

جی بھابھی۔۔۔! گل فوراً وہاں آدھمکی۔

ہمارے گھر بہت خاص مہمان آئے ہیں۔۔ان کی خوب خاطر مدارت کریں۔ کوئی کسر نہں رہنی چاہیے۔۔۔ کسی قسم کی۔۔۔! کہہ وہ گل کو رہی تھی۔ لیکن عصیلی نظریں زوبیہ پے تھیں۔

ایکسکیوزمی۔۔۔! امامہ اسے ہری جھنڈی دھاتیوہاں سے ہٹ گ ئی۔

یہ پہلی بار ہوا تھا۔ کہ رخسار اور امامہ کا آمنا سامنا ہوا لیکن ٹاکرا نہ ہوا۔

رخسار۔۔وہ اتنا کچھ بول گ ئی۔۔مجھے۔اور تم۔۔۔؟؟ کچھ بھی نہیں۔۔ کہا۔۔وہ رخسار سے ناراضی سے بولی۔

اپنے آپ کو خود ڈیفینڈ کریں۔ پلیز۔۔۔! دوسروں کا سہارا مت لیا کریں۔

رخسار ماتھے پہ بل ڈالے کہتی وہاں سے جاچکی تھی۔

زوبیہ کو نہایت ہی سبکی کا سامنا کرنا پڑا۔

حد ہے یار۔۔۔میں یہاں آئی ہی کیوں۔۔؟؟زوبیہ نے بیگ سنبھالا اور باہر نکلتی چلی گ ئی۔

رخسار کے اندر اس وقت ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ایک ایسی جنگ۔۔جس کا انجام شاید بہت بھیانک ہونا تھا۔فیروز۔۔امامہ کا بھائی۔۔اسی کی کاپی۔۔تھا۔۔جیقیناً امامہ نے سب کچھ فیروز کو بتادیا ہوگا۔۔۔نجانے وہ کس پلان کے تحت مجھ سے شادی کر رہا ہے۔۔کیا بدلہ۔۔؟؟یہ سوچ آتے ہی رخسار بری طرح کانپنے لگی۔اسے ماتھے پہ ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔

نہی۔۔اگر۔۔انہوں نے کچھ ایسا کیا۔۔تو میرا بھائی ہے۔۔ناں۔۔وہ مجھے بچا لے گا۔۔۔ازہان بھیا۔۔۔!

لیکن رخسار۔۔سوچ۔۔۔جب انہیں سچائی تہ چلے گی۔۔۔۔تب۔۔؟؟کیا وہ۔۔تمہاری سائی یڈ لیں گے۔۔؟؟

رخسار ضمیر کی عدالت میں کھڑی جرح کر رہی تھی۔لیکن س صورت اسے سکون نہیں مل رہا تھا۔اس کی بے چینی تھی کہ بڑھتی لی جا رہی تھی۔

اس ایک پل اس ے آنکھیں بند کیں تو اسے کسی کی یاد نے بری طرح جھنجھوڑا۔

فوراً سے آنکھیں وا کیں۔

وہ بارہ۔۔دن۔۔۔! حارث کے ساتھ رہی۔۔اس کے ساتھ گزارے وہ لمحے اسے بے چین کرنے لگے۔

کاش۔۔تم۔۔۔ہی مجھ سے نکاح کرلیتے۔۔توآج۔۔میں اسنکاح سے بچ جاتی۔۔۔!

اس کے دماغ میں عجیب سی باتیں گردش رنے لگی تھیں۔

لیکن۔۔ایک بار۔۔مجھے کوشش کرلینی چاہیے۔۔۔بھیاسے بات کرتی ہوں۔ کیاپتہ۔۔وہ میری بات سمجھ جائیں۔۔۔؟؟

رخسارایک بارپھر سے ازہان سے بات کرنے کاارادہ رکھتی تھی۔لیکن جانتی نہیں تھی۔کہ کتنابڑاراز کھلنے والاتھااس پے۔ورنہ وہ کبھی بھی بھول کے بھی ازہان سے بات کرنے کانہ سوچتی۔

💘??💘💘💘💘💘💘💘💘💘

اؤچ۔۔۔۔! چلتے چلتے ایکدم امامہ کا پاؤں مڑا۔ تو جھٹ سے وہیں قالین پہ بیٹھ گئی۔ باتھ روم سے نکلتا ازہان اسے درد سے بلبلاتے پاؤں پکڑے بیڈ پہ بیٹھتا دیکھ چکا تھا۔

اف۔۔۔اسے بھی ابھی دکھنا تھا۔۔اب میں۔۔ بازار کیسے جائیں گے۔۔؟؟ اور شادی کیسے انجوائے کریں گے۔۔؟؟ امامہ کو اپنی نئی فکر ستانے لگی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ ازہان اس کے پاس آتے نرمی سے پوچھا۔ تو اس نے گہری سبز آنکھوں سے اسے دیکھا۔

وہ۔۔ ہمارا پاؤں۔۔۔؟۔۔۔امامہ کا پاؤں سرخ ہو چکا تھا۔ جسے تھامے وہ بیٹھی تھی۔

ازہان نیچے بیٹھتا اس کا پاؤں پکڑتے دیکھنے لگا۔ کہ امامہ نے ایک م سے پاؤں پیچھے کیا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ دیکھنے تو دو۔۔۔! ازہان کو اس کا پاؤں کھینچنا ناگوار گزرا۔

آپ۔۔۔ رہنے دیں۔ ہم۔۔۔ دیکھ لیں گے۔۔۔! امامہ نے نظریں چرائے دھیمے سے کہا۔ اور اٹھنے کی کوشش کی۔ کہ لڑکھڑا گ ئی۔ اور اسی میں وہ انجانے میں ہی ازہان کا سہارا لے گ ئی۔

ازہان نے ایک پل میں ہی اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا۔ وہ سے دیکھتی رہ گ ئی۔

دھیرے سے اسے بستر پہ بٹھاتے اس کا پاؤں کا معائنہ کرنے لگا۔

پلیز۔۔۔خا۔ن۔۔۔!مت کریں۔۔ ہمیں۔۔ نہیں اچھا لگ رہا۔۔وہ منمناتے ہوئے بولی اور پاؤں کھینچنا چاہا۔ کہ ازہان نے واپس اس کا پاؤں کھینچ کے اپنی جگہ رکھا۔ کہ اس کی چینخ نکل گئی۔

آرام سے بیٹھی رہو۔۔۔!ازہان اس کا پاؤں سیدھا کرتا۔۔ لیکن اسے بہت درد ہونا تھا۔

بندہ دیکھ کے چلتا ہے۔۔آنکھیں بند کر کے کون چلتا ہے۔۔؟؟ازہان نے اسے باتوں میں لگایا۔

ہم۔۔ یکھ کے ہی چل رہے تھے۔۔ لیکن۔۔۔؟؟؟اوچ۔۔۔

ابھی وہ بات مکمل کرتی کی ازہان نے ایک جھٹکے سے اسکا پاؤں یدھا کیا کہ وہ اونچی آواز میں چلائی۔

آپ۔۔۔آپ نے۔۔؟؟ہمارا پاؤں۔۔توڑ دیا۔۔۔وہ باقاعدہ رونے لگی۔

ازہان اس ڈرامہ کوئی ین کو دیکھ نفی میں سر ہلاتا اٹھ گیا۔

ویسے۔۔۔اگر یہ نہ کرتا تو۔۔ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا۔۔انجکشن لگتا۔۔۔! بالوں کو کنگھی کرتے اس نے امامہ کو چھیڑا کیوں کہ وہ فیروز سے جان گیا تھا۔ کہ امامہ انجکشن سے بہت ڈرتی ہے۔

انجکشن۔۔۔؟؟؟امامہ کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

اچھا۔۔۔اب نہیں سلگے گا۔۔تو ڑ اریسٹ کر لو۔۔۔ صبح تک ٹھیک ہو جائے گا۔

ازہان نے اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے اسے مشورہ دیا۔

جب کہ امامہ نے انجکشن کے نام پے ایک جھر جھری لی۔

بات سنیں۔۔۔۔!

وہ جو انہماک سے صوفے پے بیٹھا لیپ ٹاپ پے کام کر رہا تھا۔امامہ کے دھیمے اور میٹھے لہجے پے چونکا۔

ہمممم۔۔۔! مصروفیت بھرا جواب آیا۔

وہ۔۔ناں۔۔ہمارے۔۔بھائی کی شادی ہے۔۔تو۔۔ہم۔۔سوچ رہے تھے۔۔۔کہ یہ شادی۔۔ہم۔۔اپنے گھر جا کے اٹینڈ کر لیں۔۔؟؟بہت معصوم صورت بنا کے پوچھا۔

نہیں۔۔۔!ایک حرفی جواب پے امامہ کا منہ بنا۔

آپ کی بھائی کی شادی۔۔میری بہن سے ہے۔۔جو کہ آپ کی نند ہیں۔۔اور میرا خیال ہے آپ کو یہاں ہونا چاہیے۔۔۔بنا اسکی جانب دیکھے وہ کہے جا رہا تھا۔ امامہ پھر سے منہ بنانے لگی۔

اور ایک بات اور۔۔۔شادی کے بعد۔۔لڑکی کا اصل گھر اس کا شوہر کا گھر ہوتا ہے۔تو اس بات کو زہن میں بٹھالیں۔۔اچھی طرح۔

کہتے ساتھ ہی وہ دوبارہ کام میں جت گیا۔

توبہ ایک چھوٹی سی بات کیا کہ دی۔۔اتنا لمبا لیکچر دے دیا۔۔۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑ بڑائی۔

اب کیا ہوا۔۔؟؟امامہ کو اپنی جگہ سے اٹھتے دیکھتے وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

امامہ کو لگا وہ اپنے کام میں مصروف ہے۔تو اس پے دھیان نہیں ہو گا۔اور آرام سے پانی پی لے گی۔

وہ پانی۔۔۔؟؟امامہ نے جگہ کی طرف اشارہ کیا۔تو ازہان نے اٹھ کے پانی گلاس میں انڈیل کے اسکی جانب بڑھایا۔

جزاک اللہُ! امامہ نے گلاس تھامتے دھیرے سے کہا۔

آپ کی بہن شادی کے لیے کیسے راضی ہو گ ئی۔۔؟؟ پانی پینے کے بعد ازہان سے پوچھتی وہ اسے چونکا گ ئی۔

میری بہن کے معاملات سے دور رہیں۔ بات وہ امامہ سے کر رہا تھا۔ لیکن کام میں بزی ہی لگا۔

جی بہتر۔۔۔! وہ سنجیدگی سے کہتی لیٹ گ ئی۔ کہ اسی لمحے دروازہ ناک ہوا۔

ازہان نے اندر آنے کی اجازت دی۔ رخسار کو دیکھ دونوں ہی حیران ہوئے۔

اس دن بھی رخسار بنا ناک کے آئی تھی تو ازہان نے اسے سمجھایا تھا۔ اس لیے آج وہ ناک کر کے آئی تھی۔

بھیا! مجھے آپ سے کچھ۔۔ بات کرنی ہے۔

آج وہ پہلی بار بات کرتے ہوئے جھجھک رہی تھی۔

ہاں۔۔ گڑیا۔۔۔؟؟ بولو۔۔؟؟ ازہان پورا اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

رخسار نے ایک نظر امامہ پہ ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

بھیا۔۔؟؟ اکیلے میں۔۔۔! گہرا سانس خارج کرتے وہ بول ہی دی۔

ازہان نے ایک نظر امامہ کو دیکھا۔ اور پھر رخسار کی طرف مڑا۔

ٹھیک ہے آپ لائبریری میں چلیں۔۔ میں بس آرہا ہوں۔۔

رخسا سے کہتے وہ لیپ ٹاپ پے کام بند کرنے لگا۔

رخسار کمرے سے منسلک لائی بریری میں چلی گ ئی۔ازہان بھی اٹھتا ہوا اس کے پیچھے آیا۔

یقیناََ۔۔پھر سے دماغ میں کچھ الٹا سیدھا چل رہا ہو گا۔۔شیطانی دماغ کی لڑکی ہے یہ۔۔۔!امامہ سوچتے ہوئے سر جھٹکا۔اور سونے کے لیے لیٹتے آنکھیں موند گ ئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

مجھے ریزن بتا دو۔۔۔؟؟ازہان نے سینے پے بازو باندھے دھیمے انداز میں پوچھا۔

بھیا۔۔پلیز۔۔مجھے نہیں وہ لوگ پسند۔۔!مجھے امامہ ہی پسند نہیں کجا اس کا بھائی۔۔میں اس فیملیکا حصہ نہیں بننا چاہتی۔۔۔رخسار بے بسی سے بولی تھی۔

نفرت کی کوئی وہ تو ہو گی نائں۔۔گڑیا۔۔۔؟؟اس طرح بلاوجہ نفرت کیوں۔؟ ازہان کو اسکی منطق سمجھ نہ آئی۔

بس۔۔مجھ نہیں پسند وہ لوگ۔۔۔!مجھے مت بیاہیں وہاں۔۔۔!رخسار رو پڑی۔

ازہان ایک پل کو چپ سا ہو گیا۔اس کا میٹر بہت سخت گھوما تھا۔

کیا۔پھر اس سے کہوں کہ آپ کی بارات لے آئے۔جس نے آپ کو بارہ دن قید کر کے رکھا۔۔؟؟

ازہان کے سخت لفاظ پے رخسار تو ساکت سی ہوئی ایک پل کو نظروں کے سامنے حارث کے ساتھ گذرے لمحات آگ ئے۔۔دل کی دھڑکن ہی بے اختیار بڑھ گ ئی۔

بھیا۔۔؟؟رخسار کے خاموش آنسو بہے۔

کیا بھیا۔؟؟آپ کے بھیا کا مان۔۔غرور۔۔سب۔۔ختم ہوگیا ہے۔۔۔!اب مزید ضبط مت آزمائی یں میرا۔

ازہان نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا

آپ۔۔۔آپ کو لگتا۔۔ہے۔۔۔کہ۔۔میری وجہ سے۔۔۔؟؟آپ کی عزت پے حرف آیا ہے۔۔۔تو آپ مجھے اپنے ہاتھوں سے گلہ گھونٹ کے مارڈالیں۔۔لیکن۔۔۔اس طرح مت کہیں۔

کاش۔۔میں ایسا کر سکتا رخسار تو۔۔ایک منٹ کی دیری بھی نہیں لگاتا۔ازہان نے پتھریلے انداز میں کہا۔تو رخسار سن ہی ہو گ ئی۔

اس کا اپنا سگھا بھائی اسے یہ سب بول رہا تھا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

آپ۔۔۔اتنی نفرت کرنے لگے ہیں مجھ سے۔۔۔؟؟رخسار نے ٹوٹے دل سے پوچھا۔

اپنی بہن سے کون نفرت کر سکتا ہے گڑیا۔۔۔؟؟لیکن۔۔آپ نے میرے لیے حالات ایسے پیدا کر دی ئے ہیں۔کہ میرے ہاتھ بندھ گ ئے ہیں۔میں کچھ نہیں کر سکتا۔اور ج میں نہیں کہنا چاہتا مجھے مت مجبور کرو کہ میں وہ بھی بول دوں۔۔اس لیے۔۔جو ہو رہا ہے۔۔اسے ہو جانے دو۔۔اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے۔

ازہان نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیتے اس کے پے بوسہ دیا۔

ازہان کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔

بھیا۔۔۔ پلیز مجھے بتادیں۔۔ایسی کونسی بات ہے جس کی وجہ سے آپ نے یہ فیصلہ لیا۔۔؟؟میں قسم کھاتی ہوں۔۔۔۔میں نے ایس کچھ نہیں کیا۔۔۔ کچھ بھی برا۔۔۔ نہیں۔۔۔؟؟رخسار بے بسی سے روئی تھی۔

رخسار۔۔!میں نہیں بتانا چاہتا۔۔آپ بس یہ سمجھو۔۔آپ کے بھیا نے بہت سوچ سمجھ کے یہ فیصلہ لیا ہے۔جو آپ کے حق میں آنے والے وقت میں بہت بہتر ثابت ہو گا۔۔۔ بھروسہ رکھو مجھ پے۔۔۔!

ازہان نے اسے رسان سے سمجھایا۔

بھیا۔۔۔آپ پے تو رخسار کی ہزار جان بھی قربان۔۔۔!آپ کا ہر فیصلہ مجھے قبول ہے۔۔

بلآخر رخسار نے دل سے ازہان کے فیصلے کو قبول کر ہی لیا۔ازہان نے سکون کا سانس لیا۔اور رخسار کو گلے سے لگا لیا۔

وہ اسے ابھی سچائی نہیں بتانا چاہتا تھا۔جسے وہ خود بھی چھپائے ہوئے تھے۔

وہ اس ازیت سے اپنی بہن کو دور رکھنا چاہتا تھا۔لیکن کب تک۔۔۔؟؟سچائی تو اک دن کھل ہی جانی تھی۔

)امل نے کھولا راز۔شہروز کے سامنے (

امل دو دن سے پریشان تھی وہ شخص را کی اسے گھر کے باہر گشت کرتا نظر آیا تھا۔ گھر میں ایک الگ ہنگامہ مچا ہوا تھا۔ عرفان جب سے واپس آیا تھا۔امامہ کی شادی کی خبر سے پاگل ہوا ہوا تھا۔ وہ گیا تو پندرہ دنوں کے لیے تھا۔ لیکن دو ماہ بعد واپس آیا۔ زرینہ پھپھو نے اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس کا ایک ہی جواب۔۔امامہ میری تھی۔ کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے۔۔

اس سے برداشت ہی نہیں ہو رہا تھا۔

میں اسے کسی اور کا نہیں ہونے دے سکتا۔۔آپ نے مجھے۔۔کیوں نہیں بتایا۔۔ وہ میری تھی۔۔۔!

وہ زور زور سے چلا رہا تھا۔

بس کر جا عرفان۔۔۔ جھونپڑی میں رہنے والے۔۔ محلوں کے خواب نہ ہی دیکھیں تو بہتر ہو گا۔

زرینہ بیگم نے اسے آئینہ دکھایا تو اور بپھر گیا۔اور شور مچاتا گھر سے باہر نکل گیا۔

اس کا شور مچانا اتفاقاً امل نے سن لیا۔امامہ کو لے کے وہ مزید پریشان ہو گئی۔

دو دن بعد فیروز کا نکاح تھا سب تیاریوں میں مصروف تھے۔اور امل کو یہی ڈر کھائے جا رہا تھا۔ک نکاح کے روز کوئی سین کری ایٹ نہ ہو جائے۔اس لیے اس نے فیروز سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

شہروز کے آنے میں ابھی کافی وقت باقی تھا۔وہ فیروز کے کمرے کی جانب بڑھی۔

فیروز روم میں ہی تھا۔

کیا ہوا۔۔؟؟امل۔۔؟؟سب ٹھیک ہے ناں۔۔؟؟فیروز نے اسے پریشان دیکھا تو اپنا لیپ ٹپ بند کرتا اس کے پاس آیا۔جو انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

وہ۔۔ شخص۔۔ ہمیں ملا تھا۔۔امل نے سہمے ہوئے کہا۔

کون۔۔؟؟فیروز کے کان کھڑے ہوئے۔

وہی۔۔۔راکی۔۔۔۔!امل نے سانس روکے رکھا۔

وہ۔۔۔؟؟وہ کہاں ملا آپ کو۔؟؟فیروز نے پاس آتے لیکن فاصلہ رکھتے پوچھا۔

امل نے اسے ساری بات بتادی۔

فیروز بھائی۔! میں بہت پریشان ہوں۔۔وہ شق دو دن سے بار گھر کے نظر آتا ہے۔اگر۔۔کسی نے دیکھ لیا۔۔یا کسیکو کچھ پتہ لگ گیا تو۔۔؟؟

کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا۔۔فکر مند نہ ہو۔۔۔میں دیکھ لوں گا۔۔آپ جائی یں۔

فیروز کو اس کا یھں زیادہ دیر رکنا صحیح نہیں لگا۔اس لیے اسے جانے کو کہا۔

امل اثبات میں سر ہلاتی باہر نکل گ ئی۔اور وہ جو گھر آتے ہی فیروز سے کچھ بات کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔دروازہ سے باہر ہی فیروز کے کہے الفاظ سنتے وہیں ٹھٹھکا تھا۔

اور امل کے باہر نکلنے پے ایک طرف کو ہو گیا۔

اس کا دل برے طریقے سے ٹوٹا تھا۔

اس کی بیوی کو کوئی پریشانی تھی۔۔ لیکن۔۔ وہ اپنے شوہر سے نہیں۔ اپنے دیور سے بول رہی تھی۔

مطلب۔۔ اسے مجھ پے یقین نہیں۔۔؟؟ کیوں۔۔؟؟ امل۔۔؟؟؟ وہ خود سے الجھا۔ اس کا دماغ بری طرح جھنجھنا اٹھا۔

اپنے آپ وک قابو کرتا وہ انہیں قدموں سے باہر نکلتا چلا گیا۔

گاڑی میں بیٹھا وہ کتنی دیر یونہی سڑکوں کی خاک چھانتا رہا۔ لیکن اس کا غصہ کسی طور کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

اس کی دماغ کی رگیں پھول گ ئی تھیں۔یوں لگ رہا تھا۔جیسے بس ابھی پھٹ جائی یں گیں۔

تھک ہار کے وہ رات کے گیارہ بجے کے قریب گھر آیا تھا۔اور چپ چاپ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔جہاں امل ابھی بھی صوفے پے بیٹھی نند سے اونگھ رہی تھی۔لیکن شہروز کے انتظار کر رہی تھی۔

شہروز کو اندر آتا دیکھ وہ شکر کرتی فوراًا اٹھی تھی۔شہروز اس نظرانداز رتا کبرڈ کی جانب بڑھا۔

آج بہت دیر کر دی۔آنے میں۔۔؟؟ کھانا لاؤں آپ کے لیے۔۔؟؟امل نے بہت محبت سے پوچھا۔

شہروز نے جواب دہنا ضروری نہ سمجھا۔

اور کپڑے لیتا شاور لینے چلا گیا۔

امل نا سمجھی سے وہیں کھڑی رہ گ ئی۔انہیں کیا ہوا۔۔؟؟وہیں کھڑے سوچ رہی تھی۔ کہ کتنا وقت بیت گیا اسے پتہی نہ لگا شہوز باہر آیا تو وہ باتھ روم کے باہر ہی ڈیرا جمائے کڑی تھی۔

پھر سے اسے نظر انداز کرتا وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا۔اپنے غصہ کو ٹھنڈے پانی سے شاور لے کے کم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن اندر ایک ایسی آگ لگی تھی۔ جو بجھ ہی نہیں رہی تھی۔

شہروز۔۔۔؟؟ کیا۔۔۔ ہوا۔؟؟ آپ اسے کیوں بی ہیو کر رہے ہیں۔؟ اُمل نے اس کے قریب جاتے پوچھ ہی لیا۔

شہروز نے پھر بھی اسے نظرانداز کرتے اس کی ایک طرف سے ہو کے نکل گیا اور بستر پے جا کے نیم دراز ہوا موبائل ہاتھ میں اٹھالیا۔

امل اپنے آپ کو یوں نظرانداز کرنے پے دل ہی دل میں تکلیف محسوس کر رہی تھی۔

آنسو بھی آنکھوں میں ڈیرا جمانے پہنچ گئے تھے۔

شہروز۔۔؟؟ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔۔؟؟ جو آپ مجھ سے اس طرح۔؟؟؟ امل نے اس کے قریب آتے دھیمے لہجے میں شکوہ کیا۔

شہروز۔۔۔؟؟ امل نے تڑپ کے اسے پکارا جو اسے نالکل نظرانداز کیے بیٹھا تھا۔

شہر ز۔۔؟؟آپ سن رہے ہیں۔۔؟اب کے وہ زرا اونچا بولی تھی۔

کیا مس ئی لہ ہے تمہارا۔؟؟شہر وز نے غصہ سے سکی طرف دکھا کہ وہ سہم کے دو قدم پیچھے ہٹی۔

کچھ نہیں۔۔آپ کے لیے کھانا لاؤ ں۔۔؟؟آنسو روے پو چھا۔

ہاں۔۔اک کام بھی کرنا۔۔اس میں تھوڑا زہر بھی ملا دینا۔۔تا کہ مجھ سے تمہار جان چھوٹ جائے اور تم اپنی من مانیاں کر سکو۔۔۔ شہر وز نے ہر لفظ سختی سے ادا کیا کہ امل سن ہی ہو گ ئی۔

شہر ر۔۔۔۔ز؟؟؟

چپ۔۔۔۔نام مت لینا۔۔۔میرا۔۔۔!اگرانیجان کی سلامتی چاہتی ہو۔۔۔تو مری نظروں سے دور ہو جاؤ۔۔۔۔!غصہ سے اٹھتے ہوئے کہتے بازو سے پکڑ کے پرے جھٹکا۔

نہیں ہوں گی۔۔۔!بیوی ہوں آپ کی۔۔۔۔آپ پے پورا پورا حق پے میرا۔ کیسے دور کر سکتے طمیں خود سے۔۔؟؟وہ بھی بپھرے انداز میں اس کے قریب ہوئے تھی۔

بیوی۔۔۔؟؟حق۔۔؟؟شہروز نے طنز کیا۔

بیوی میری ہو۔۔تو میری غیر حاضر یمیں میرے بھائی کے کمرے میں کیا لینے گ ئی تھی۔۔؟؟زہر خند لہجے میں پوچھتا وہ امل کو سر سے پ ؤ ں تک ہلا کے رکھ گیا۔

بولو۔۔۔جواب دو۔۔؟؟لیکن۔کوئی جھوٹ مت بولنا۔۔۔کیونکہ۔۔۔میں سن چکا ہوں۔۔تم اس سے مدد لینے گ ئی تھی۔۔۔یعنی میری بیوی۔۔۔مجھ سے زیادہ۔۔میرے بھائی پے بھروسہ کر کے اس سے مدد لینے پہنچ گ ئی۔ لیکن۔۔۔اپنے شوہر سے بات نہں کر سکی۔۔۔؟شہروز کے الفاظ اسے برچھی کی طرح دل میں پیوست ہوئے تھے۔

مطلب۔۔۔؟؟شہروز کو سب پتہ چل گیا۔۔۔؟؟امل کا دل بہت زور سے دھڑکا۔

سوچ لو۔۔اور جھوٹ سوچ لو۔۔۔اپنے شوہر کو بےوقوف بنانے کے۔۔۔! شہروز نے طنزیہ کہا اور اسے پرے جھٹکا۔

شہر۔۔۔؟؟آپ۔۔۔آپ۔۔ساری بات نہیں۔۔جانتے۔۔پلیز۔۔مجھ پے شک نہ کریں۔۔۔؟؟امل روتے بلکتے اس کے پاس آئی اسے بازو سے پکڑ کے اپنی طرف کیا۔

یو نو۔۔امل۔۔۔مجھے خود پے افسوس ہو رہا ہے۔کہ میں نے اپنے سچے جذبے تم پے نچھاور کیے۔۔جب کہ تم اس قابل ہی نہ تھی۔تم۔۔بے وفا۔۔؟

بس۔۔اللہ کا واسطہ ہے۔شہروز۔۔کچھ مت کہیں۔۔ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔۔امل نے کانوں کو پے ہاتھ رکھتے بند کیا۔

سچ سننے کی ہمت پیدا کرو۔۔اور سچ یہی ہے۔۔کہ تم نے۔۔۔؟؟

میں صرف آپ کی ہوں۔۔ شہر وز۔۔ آپ کی بیوی۔۔ آپ کی محبت۔۔ بہت بھروسہ ہے مجھے آپ پے۔۔ مجھے بے اعتبار نہ کریں۔۔ پلیز۔۔۔! امل نے ہاتھ جوڑتے روتے ہوئے کہا۔

شہر وز کا دل پسیجا۔ لیکن وہ سچ جاننا چہاہتا تھا۔ اس لیے زرا رعایت نہ برتی۔۔

امل۔۔ تم اپنا بھروسہ کھو چکی ہو۔۔۔! میں کچھ غلط کر جاؤں۔۔؟؟ اس سے پہلے میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔۔ شہر وز نے رخ پھیرا۔

تو وہ تڑپ گئی۔ جو شخص اسے اتنی محبت دے چکا تھا۔ ایک دم سے اس سے لاتعلق ہو جائے تو کتنا درد ہوتا تھا۔ جس پے بیتتی تھی وہی جانتا تھا۔

شہر وز۔۔؟؟ امل نے اسے پیچھے سے بانہوں کے گھیر میں لیا۔

ایم سوری۔۔۔! لیکن۔۔میں چاہ کے بھی کچھ نہیں بتا سکی آپ کو۔۔؟؟؟ مجھے وعدے کا پاس نہ ہوتا۔۔؟؟ تو سب سے پہلے۔۔آپ کو بتاتی۔۔۔! آج امل نے شہروز کو ماضی کی ساری سچائی بتانے کا فیصلہ کر ہی لیا۔

میرے سامنے تم ایک کھلی کتاب تھی۔۔امل۔۔۔؟؟ اور تم سے کہا تھا میں نے۔۔کہ تم سے جڑی کوئی بات۔۔ہے تو مجھے بتا دو۔۔لیکن۔۔تم نے۔۔؟؟ مجھ سے چھپایا۔۔۔! آج غصہ نہیں۔افسوس ہو رہا ہے۔۔۔

شہروز نے اس کے ہاتھ جھٹکے تھے تو وتڑپ کے اس کے سنے سے لگی۔

شہروز۔۔۔! میں۔۔۔کھلی کتاب ہوں آپ کے لیے۔۔۔! اس بات کا تعلق۔۔مجھ سے نہیں۔۔ہے۔۔! وہ اس کے سینے سے لگی آنکھیں موندے سچائی بتانے کو تیار تھی۔

کیا۔۔؟؟کیا ایسی بات ہے جو نہیں۔۔پتہ مجھے۔۔؟بتاؤ۔۔مجھے امل۔۔؟؟

شہروز اس کو سامنے کرتا بولا تھا۔ایک پل کو شروز کا دل بھی دھڑکا۔کون سی بات تھی جو وہ کرنا چاہ رہی تھی۔

آپ۔۔پہلے وعدہ کریں۔۔کہ۔۔آپ۔۔؟؟ناراض نہیں ہوں گے۔۔اور کسی۔۔سے کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔!

امامہ سے بھی نہیں۔۔۔!امل نے دھڑلتے دل سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

امل۔۔۔؟؟بتاؤ۔۔مجھے۔۔کیا بات ہے۔۔۔؟؟اب کی بار شہروز ادل امامہ ک نام پے بہت بری طرح دھڑکا تھا۔

پہلے۔۔قسم کھائیں۔۔۔!آپ کسی سے کچھنہیں کہییں گے۔۔۔!امل نے شہروز کا اتھ اپنے سر پے رکھا۔

توشروز ایک پل کو اسے دیکھتا اثبات میں سر ہلا گیا۔

امل نے اسے شروع سے لے کے آخر تک ساری سچائی بتانے کا فیصلہ کیا۔

اور وہ ماضی میں چلی گئی۔

💘💘💘💘💘💘💘ماضی۔💘💘💘💘💘💘

چار سال پہلے۔۔۔

مانا۔۔۔؟؟آج کالج کا پہلا دن ہے اور آج ہی ہم لیٹ ہو گئے۔۔۔امل نے تیز تیز چلتے کہا۔

فیروز کی خواہ پے وہ دونوں بہت اچھے کالج میں ایڈمیشن لے چکی تھیں۔اور میڈیکل پڑھنے کا ارادہ تھا۔

جیسے ہی وہ کلاس میں داخل ہوئی یں۔کلاس میں ٹیچر موجود تھے۔

کہاں تھیں آپ دونوں۔۔؟۔یہ کوئی وقت ہے کلاس میں آنے کا۔۔؟سر نے انہیں گھورا۔

سوری سر۔۔۔!امامہ نے گھبرائے ہوئے منمناتے ہوئے کہا۔

واٹ سوری۔لیٹ آنے کا جرمانہ ہو گا۔۔اور پنیشمنٹ بھی۔۔۔!چلو۔۔یہاں آؤ۔دونوں کان پکڑو۔۔!سر نے انہیں اچھا خاصا سب کے سامنے بے عزت کر ڈالا۔کہ وہ منہ بسورتی پور کلاس کے سامنے کھڑی تھیں۔

کان پکڑو۔۔۔! اگلا آرڈر آیا۔ جس پے دونوں کو ہی سخت حیرانی ہوئی۔

سنا نہیں۔۔ کان پکڑو۔۔ کلاس میں ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھری۔

دونوں نے کان پکڑے۔اور دیوار کے ساتھ لگ کے کھڑی ہوگئیں۔

چلو۔۔۔ جرمانہ نکالو۔۔۔ پورے پانچ سو روپے تم۔۔اور پانچ سو تم۔۔۔

سر نے ان دونوں سے پیسے ہتھیا لیے۔ ودونوں منہ سیے کھڑی تھیں دونوں میں ہی زرا بھی ہمت نہ تھی کہ کچھ بول ہی پاتیں۔

اسی لمحے شور اٹھا۔ سر آرہے ہیں۔۔ سر آرہے ہیں۔ وہ ٹیچر جو تھوڑی دیر پہلے وہاں کھڑا تھا۔اب فوراً اپنی جگہ چھوڑتا وہاں سے ہٹ گیا۔

امل اور امامہ دونوں ہی ایک دوسرے امنہ دیکھتی رہ گ ئی یں۔

اور اس دن ان کا پالا پڑا تھا۔ رخسار اینڈ گروپ سے۔ جن کا کام پورے کالج کو ٹیس کرنا تھا۔ اور آئے دن وہ امل اور امامہ کو تنگ کیے رہتے۔ کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ وہ چر لوگوں کا گروپ تھا۔ جس میں دو لڑکیاں اوور دو لڑکے تھے۔ اور ایک خود رخسار۔۔

امل رو دی تھی۔ شہروز بس اسے چپ چاپ سن رہا تھا۔ اس بات سے انجان کے آگے جو امل اسے بتانے والی تھی۔ اس کے پیروں تلے سے زمین نکل جانی تھی۔ اس کا سکون غارت ہونے والا تھا۔

اور یہ جھگڑا بڑھتا چلا گیا۔ کہ ایک دن بہت سخت لڑائی ہوئی۔ بس غلطی اتنی تھی۔ کہ ہم اپنے حق کے لیے کھڑے ہو گ ئے۔۔۔ اور یہ بات ان لوگوں کو

پسند نہ آئی۔اور۔۔۔پھر۔۔ان سب نے مل کے۔۔؟؟؟امل کے آنسو پھر سے بہہ نکلے۔شہروز کو وہ روتے ہوئے بہت تکلیف دے رہی تھی۔

شہروز نے آگے بڑھ کے اسے سینے سے لگایا۔روتے ہوئے وہ ہکان ہو گئی تھی۔لیکن اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔سطحپائی بتانے بھی لگی۔۔تو زبان نے ساتھ چھوڑ دیا۔

شہر۔۔۔؟؟میں نہیں بتا سکتی۔۔پردہ ہے۔۔اس پردے کو رہنے دیں پلیز۔۔۔امل ہچکیوں سے بولی تھی۔

کیا۔۔فیروز سب جانتا ہے۔۔؟؟کسی خیال کے تحت اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ ڈالے پوچھا۔

امل نے اثبات میں سر ہلایا تو شہروز نے آنکیں سختی سے بند کیں۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

امل شاور لینے کے بعد ڈریسنگ کے سامنے کھڑی فراک کی ڈوریوں سے الجھی ہوئی تھی۔اور بند کرنے کی ناکام کوشش میں ہلکان ہوئے جا رہی تھی۔

بستر پہ نیم دراز شہروز نے پیار بھری نظروں سے اسے دیکھا۔اسکا نکھرا نکھرا وجود شہروز کے حواسوں پہ چھانے لگا تھا۔

بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھتا وہ امل کے پاس آتا اسکے بالوں کو کندھے سے ایک طرف سے آگے کرتا وہ اسکی ڈوریوں کو باندھنے لگا۔

آئینے میں وہ شہروز کو دیکھتی لرزی تھی۔اسکے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا۔

وہ ڈوری بند کرتا ایک دم سے رکا تھا۔ اسے امل کی کمر پہ ایک نشان نظر آیا تھا۔ جو کندھے سے تھوڑا سا نیچے تھا۔

آئینے میں امل کے چہرے کے تاثرات دیکھتا وہ اسکا لرزنا بھی محسوس کر گیا تھا۔

ڈوریاں بند کی ہوئی دوبارہ کھول دیں۔ امل کا اپنے پاؤں پہ کھڑے رہنا مشکل ہو رہا تھا۔

زرا سی فراک سرکائی تو نشان واضح ہو گیا۔

وہ بہت گہرا نشان تھا۔

اگر تمہیں میری بات پے یقین نہیں۔۔ تو اپنی بیوی کی کمر پے وہ نشان دیکھنا۔۔ جو اسے مجھ سے ملا تھا۔۔۔! تمہیں۔۔ حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔

شہروز کے کانوں سے اس شخص کی آواز ٹکرائی۔اس کے بعد وہ شخص کچھ بھی بولنے کے قابل نہ رہا تھا۔

اس شخص کی بات کو جھٹلاتا اب وہ اپنے سامنے وہ نشان دیکھتا اسکے دماغ کی رگیں تنیں تھیں۔

یہ نشان کیسا ہے؟امل۔۔۔؟؟

انتہائی خطرناک سنجیدگی سے پوچھا۔اور اسکا رخ اپنی طرف کیا۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔ جل۔۔۔ جل گیا۔۔۔ تھا۔۔۔! ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔ جب کہ نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

کیسے۔۔۔؟؟اگلا سوال بنا پلک جھپکے پوچھا گیا۔

امل نے سر اٹھا کے شہروز کو دیکھا۔۔

بہتت۔۔۔پرانا۔۔۔نشان ہے۔۔۔۔! یاد نہیں۔۔۔! امل سے بات نہ بن پار ہی تھی۔

شہروز نے بنا تاثر کے اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھا۔

امل۔۔۔۔! کیسے جلا۔۔۔؟؟؟اب کی بار زور دیتے پوچھا۔ جبکہ امل کی بازوؤں پے انگلیوں کی گرفت سخت ہوئی۔

ششششہر۔۔۔۔ر! ننننہیں۔۔۔یاد۔۔۔۔! امل کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوئی یں۔

اسی لمحے دروازے پے دستک ہوئی۔

دونوں چونکے۔ لیکن شہروز اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

امل نے آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن شہروز نے اسے واپس اپنی طرف کھینچا۔

امل۔ کو اس سے خوف سا محسوس ہوا۔ لیکن اس بار وہ کچھ نہ بولا۔

امل کا رخ دوسری طرف موڑے۔ غصہ سے اسکی فراک کی ڈوریوں کو بند کرتا وہ وہاں سے ہٹتا باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ امل گہرا سانس خارج کرتی دوپٹہ اوڑھتی دروازہ کھولنے لگی۔

ڈسٹرب تو نہیں کیا۔۔۔؟؟ زرقا نے پیار سے دروازے پے کھڑے پوچھا تھا۔

ارے نہیں بھابھی۔۔۔! بس میں نیچے ہی آ رہی تھی۔ چہرہ ہشاش بشاش کرتی وہ زرقا سے بولی تھی۔

ناشتہ لگ گیا ہے۔۔ آپ دونوں آجاؤ۔۔ ماہ رخ آپ دونوں کا ناشتے پے ویٹ کر رہی ہے۔۔ آپ کے بنا ناشتہ نہیں کرنا اسنے۔۔۔!

زرقا اصل بات بتاتی مسکرائی تھی۔

ارے۔۔بھابھی۔

!وہ ہے بھی اتنی پیاری۔۔بس ہم آتے ہیں۔۔۔!امل اب نارمل انداز میں بولی۔۔زرقا کے جانے کے بعد وہ واپس اندر آئی۔

شکر اللہ کا شہروز۔۔نے زیادہ سوال نہیں کیے۔۔۔ورنہ آج۔۔۔؟؟ابھی وہ انہی سوچوں میں غلطاں تھی۔کہ باتھ روم کا دروازہ کھلا۔شہروز فریش سا باہر نکلتا ٹاول سے بال خشک کر رہا تھا۔امل بس اسے دیکھے ہی چلے گ ئی۔

امل۔۔۔!یہاں آؤ۔۔!آئینے سے اسے دیکھتے پکارا۔تو وہ گڑبڑا گ ئی۔

مرے ہوئے قدموں سے اٹھتی اسکے قریب گ ئی۔

پرفیوم لگاؤ۔!پرفیوم کی بوتل اسکے ہاتھ میں تھماتے نیا آرڈر لگایا۔

امل نے جلدی سے ڈرتے ہوئے پوری بوتل ہی اس پے انڈیلنا شروع کر دی۔

پہلی بار لگا رہی ہو۔۔۔؟؟ شہروز نے بنا کسی تاثر کے کہا۔

ننہیں۔۔۔۔تو۔۔۔! وہ ہکلائی۔

اچھا۔۔۔ کتنوں کو لگا چکی ہو۔۔۔؟ سوال اب کی بار بھی نارمل انداز میں پوچھا گیا تھا۔ جبکہ امل کو وہ سوال اس بار سخت چبھا تھا۔

پہلی بار شادی ہوئی ہے۔۔۔۔ ابھی نیا تجربہ ہے۔۔۔! آگے کا ابھی نہیں پتہ۔۔۔! وہ بھی غصہ ضبط کرتے جو منہ میں آیا بول دیا۔ یہی وہ شہروز کے غصہ کو جگا گئی۔ بالوں سے پکڑ کے امل کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا۔

اپنی بکواس بند کرو۔۔۔! بہت شوق ہے تمہیں۔۔۔ شادی کا تجربہ حاصل کرنے کا۔۔؟ سخت لہجے میں بولتا وہ امل کو چپ ہی کرا گیا۔

بال۔۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔ مجھے درد۔؟ امل درد سے کراہی تھی۔

شہروز نے جھٹکے سے اسے چھوڑا۔

امل کے سر میں درد کی ٹھیس اٹھی تھی۔ آنکھیں پانیوں سے بھر گئی تھیں۔

یہ رونے کا سیشن بعد میں پورا کر لینا۔۔۔ چلو۔۔ ابھی۔۔۔ سب ویٹ کر رہے ہوں گے۔۔۔

اپنا موبائل اٹھاتا وہ اسکے آنسوؤں پے چوٹ کرتا بولا تھا۔

امل نے اپنا چہرہ صاف کیا۔ شہروز کبھی کبھار اسکی سمجھ سے بالاتر ہو جاتا تھا۔

وہ اسکے رویے کو سمجھنے سے قاصر تھی۔

عجیب الجھن تھی۔ کسی لمحے لگتا وہ اس سے بے پناہ عشق کرتا ہے۔۔۔۔۔۔اور کسی لمحے لگتا ہے اسکے لیے امل صرف ایک شو پیس ہے۔

چلنا ہے۔۔یا یہیں کھڑے رہنا ہے۔اس کی بات پہ وہ چونکی۔

دونوں آگے پیچھے سیڑھیاں اترتے نیچے آئے تھے۔

لو آگئی۔۔۔آپ کی چچی۔۔۔!

زرقا نے ماہ رخ سے کہا۔ تو اس نے رخ موڑے امل کی طرف باہیں پھیلائی یں تو امل نے سب کو سلام کرتے اور ماہ رخ کو پیار کرتے اپنی گود میں بٹھالیا۔

کیسی ہے ہماری گڑیا۔۔۔؟؟ امل نے اسکی ناک دبائی۔

آپ سے ناراض۔۔۔! آپ رات کو میرے ساتھ کیوں
نہیں۔۔۔ سوئی یں۔۔۔؟ آپ مجھ سے پیار نہیں کرتی۔۔۔ منہ بسورے وہ کہتی
سبھی کو پیاری لگی تھی

سوری گڑیا! مجھے یاد ہی نہیں رہا۔۔۔ معاف کر دیں۔۔۔!

امل نے اسے گود میں لیا۔ اور ناشتہ کروانے لگی۔ جبکہ بہروز اور شہروز ناشتہ کے بعد اب آفس کا کوئی میٹر ڈسکس کر رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں اٹھتے آفس کے لیے جا چکے تھے۔ جبکہ امل شہروز کی لاپرواہی پے بس کڑھ کے رہ گ ئی تھی۔

★★★★★★★★★★★

صبح معمول کے مطابق امامہ کی آنکھ کھلی۔ نماز ادا کر کے وہ باہر نکل آئی۔اس نے ایک بار بھی پلٹ کے ازہان کو دیکھنا ضروری نہ سمجھا۔ بڑی سی راہداری سے ہوتی وہ باہر گارڈن ایریا میں آگ ئی۔ جہاں ابھی بھی ملگجا اندھیرا سا تھا۔پورا منشن سوگورایت میں ڈوبا ہوا تھا۔اکادکا ملازم اٹھ کے تھے۔ گل چائے اور بریڈ کا ناشتہ ٹرے میں رکھے اندر لے کے جا رہی تھی۔ کہ امامہ پے نظر پڑی۔

آپ۔۔۔ جاگ گ ئی یں۔۔۔۔ہاہا بہت پیار سے اور عزت سے پوچھا۔

جی۔۔۔! صبح صبح جاگنے کی عادت ہے ہمیں۔۔! لیکن۔۔ یہاں تو سب۔۔۔ سو رہے ہیں۔۔ہاہا

نہیں۔۔جی۔۔۔! خان بی جاگ رہی ہیں۔۔۔اور بڑی بیگم بھی۔۔۔۔ان کے لیے ناشتہ لے کے جا رہی ہوں۔۔آپ کے لیے بھی لگا دوں۔۔؟؟

نہیں۔۔ ہمیں ابھی بھوک نہیں۔۔ ہم یہاں کھلی فضا میں رہنا چاہتے ہیں۔ کچھ دیر۔۔۔!

کہتے ہی امامہ نے جوتے اتارے اور ٹھنڈی گھاس پے چلنے لگی۔

یہ کیا کر رہی ہیں۔۔؟ اتنی ٹھنڈ میں۔۔؟ آپ ننگے پاؤں۔۔؟؟ بیمار پڑ جائیں گیں۔

گل نے اسے ایسا کرتے دیکھا تو فکر مندی سے بولی۔

کچھ نہیں۔۔ ہوتا۔ گل جی۔۔۔! ہمیں عادت ہے۔۔۔۔ آپ فکر نہ کریں۔امامہ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ جبکہ گل اپنے راستے گ ئی۔

کوئی نہیں جانتا تھا اس پر اسرار لڑکی کا راز۔۔

اس کے اندر کیا چل رہا ہے۔۔؟؟ یہ صرف وہی جانتی تھی۔

تبھی ہاتھ میں پکڑا موبائل پہ میسج آیا۔

امامہ نے میسج اوپن کیا۔

ویلکم ٹو می۔۔۔! میسج پڑھتے ہی امامہ کے چہرے پہ ایک دلفریب مسکراہٹ آن ٹھہری۔ جسے اپنے روم کی ونڈو سے ازہان باآسانی دیکھ سکتا تھا۔

امامہ نے بنا جواب دیئے میسج سین کر کے ڈیلیٹ کر دیا۔

یو آر مائی ہول ورلڈ۔۔۔! زیرِلب کہتی وہ اپنے ارد گرد ٹھنڈ محسوس کرتی ہاتھ باندھ گئی۔

سردی بڑھ گئی ہے۔۔اندر جانا چاہیے۔۔۔

ہمکلامی سے کہتی وہ جوتے پہنتے واپس اندر کی جانب مڑی۔

اسکا اپنے روم میں جانے کا بالکل کوئی ارادہ نہ تھا۔

وہ وہیں۔۔ بڑے ہال نما کمرے میں بیٹھ گ ئی۔ جسے جدید طرز کے فرنیچر سے آراستہ کیا گیا تھا۔

بہت ہی خوبصورت پینٹنگز اس ڈرائی ینگ روم کو ایک الگ ہی طرح سے جاذب نظر بنا رہی تھی۔

تم۔۔۔ یہاں۔۔۔ کیوں آئی ہو۔۔؟؟

اچانک سے کسی نسوانی آواز پے وہ اپنے خیالوں سے چونکی تھی۔

اور پلٹ کے آنے والے کو دیکھا تھا۔

وہ مسلسل امامہ کو کال کررہی تھی۔ لیکن اسکے موبائل پے کال تو جارہی تھی۔ لیکن وہ پک نہیں کررہی تھی۔

امل ازحد پریشان ہوگئی تھی۔ شہروز کے جانے کے بعد زرقا بھابھی کے ساتھ کچھ وقت گزار کے وہ اب فری ہوتی اپنے روم میں آئی تھی۔ آج صبح سے وہ بے چینی میں تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ شہروز اس داغ کا مزید کوئی مسئلہ کھڑا کرے۔

اور اسکی زندگی میں کوئی بھونچال آئے۔ اس سے پہلے اسے اس داغ کا کچھ کرنا تھا۔

اور امامہ کے بنا یہ ناممکن تھا۔

اس اثنا میں ماہ رخ اندر آئی۔اور پھر سارا وقت وہ اسی کے پاس رہی اور امل کو دوبارہ موقع ہی نہ مل سکا کہ وہ امامہ کو کال کر سکے۔

●●●●●●●●??●

ویلکم کرنا چاہیے تمہیں۔۔!امامہ نے اٹھتے ہوئے مسکرا کے رخسار کی جانب دیکھا تھا۔

ویلکم۔۔۔!مائی فٹ۔۔۔!غصہ سے پھنکارتی وہ نیچے آئی تھی۔

تمہیں کیا لگتا ہے۔۔؟؟میں تمہیں یہاں رہنے دوں گی۔۔؟؟صرف ایک منٹ۔۔ایک منٹ لگے گا۔۔مجھے تمہیں اس گھر سے باہر نکالنے میں۔

رخسار کے لہجے میں انتہا کی نفرت تھی۔جسے امامہ نے اپنے دل پے محسوس کیا۔

ہمیں اس وقت کا بے صبری سے انتظار ہو گا۔۔۔!

امامہ نے پھر بھی مسکرا کے ہی جواب دیا۔

تمہارا یہ غرور۔۔ یہ اکڑ۔۔۔؟ نہ توڑی۔۔۔ تو میرا نام بھی رخسار شاہزیب خان نہیں۔

رخسار کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ امامہ کا ہاتھ پکڑ کے اسے باہر نکال دے۔

تین سال پہلے بھی تم یہ کوشش کر چکی ہو۔۔۔! ایک بار پھر تمہیں موقع دیتے ہیں ہم۔۔۔!

دھیرے سے بولتے اسکے قریب آئی۔

لگائیں پورا زور۔۔۔اپنی پوری طاقت۔۔۔!اور ہمیں نکال دیں یہاں سے۔۔۔!امامہ کا انداز چیلنجنگ تھا۔رخسار اسکا انداز دیکھ تھوڑا سا ٹھٹھکی۔

امامہ کے اندر اتنا کونفیڈینس دیکھ وہ حیرت زدہ تھی۔اسے تو یہ وہ امامہ لگ ہی نہیں رہی تھی۔

جو تین سال پہلے اسے جانتی تھی۔۔۔وہ تو ڈرپوک اور بدھو سی امامہ۔۔۔ تھی۔۔۔جس کا سانس ہی کچھ کہنے سے پہلے سوکھ جاتا تھا۔

آج سامنے کھڑی امامہ۔۔۔کوئی اور ہی امامہ تھی۔

اور۔۔یہ سب۔۔اس کے بھائی کی دی گ ئی شہ کا نتیجہ تھا۔جو وہ آج اتنا بڑھ چڑھ کے بول رہی تھی۔

امامہ حاکم۔۔۔؟؟رخسار کے ماتھے ہٹ گ ئے تھے۔وہ اسکے ارد گرد گھومتی اپنی فارم میں آگ ئی تھی۔

امامہ حاکم جو تین سال پہلے تو ایک عام سی لڑکی تھی۔۔آج بہت زبان مل گ ئی ہے۔۔اور اس میں تمہارا قصور نہیں۔۔۔خانزادہ خاندان کا نام ہی ایسا ہے۔۔۔ جس کے ساتھ جڑ جائے۔۔اکڑ تو آ ہی جاتی ہے۔۔۔طنز سے بھرپور تیر چلائے۔

امامہ خاموش ہی ری۔

لیکن۔۔۔۔وعدہ ہے تم سے۔۔۔۔بہت جلد۔۔۔!تم سے خانزادہ مینشن کا نام چھین لوں گی۔۔۔! مٹھی بنا کے وہ چھیننے والا انداز اپناتی انتہائی تنفر سے بولی تھی۔

اور تمہاری یہ خواہش۔۔۔ کبھی پوری نہیں ہو گی۔۔۔

امامہ نے سنجیدہ لیکن پر اسرار انداز میں کہا تو ایک بار پھر رخسار اسکے اتنے پر اعتماد انداز پے چپ ہی ہو گ ئی۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

بہروز حاکم اور شہروز حاکم دونوں ہی شام کی چائے پیتے باتوں میں مشغول تھے۔

امل دو چکر لگا چکی تھی۔ لیکن شہروز نے اسے نظر انداز کر دیا۔

اب امل کا سچ میں منہ بن چکا تھا۔ جو زرقا سے چھپا نہ رہ سکا۔

لگتا ہے۔۔ بہت ہی کوئی اداس ہے آج ہماری دیورانی۔۔۔؟؟

زرقا نے پیار سے اسے دیکھتے رات کے کھانے کی تیاری کرتے کہا۔

زرینہ پھوپھو امل کی والدہ کے گھر چلی گ ئی تھیں۔انکی بہن کے اکیلے پن کا احساس کرتی وہ کچھ دنوں کے لیے ان کے پاس جا چکی تھیں۔

کچھ نہیں بھابھی۔۔۔!بس ایسے ہی۔۔۔!

برتن ایک طرف رکھتے دھیرے سے کہا۔

ہمم۔۔۔اچھا جاؤ۔۔کچھ دیر آرام کرلو۔۔۔!صبح سے ماہ رخ نے تمھیں تنگ کر رکھا ہے۔اب زرا آرام کرلو۔۔۔!زرقا نے پیار سے کہا۔

ارے نہیں بھابھی۔۔۔!میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔امل نے منع کرنا چاہا۔

پتہ ہے مجھے۔۔۔ چلو جاؤ۔۔ریسٹ کرو۔۔۔!کل ویسے بھی امامہ کا پگ پھیرا ہے۔ تو تم دونوں نے ہی آرام نہیں کرنا۔۔۔بس تم دونوں ہو گی اور تم دونوں کی باتیں۔

زرقا بھابھی نے اسے زبردستی باہر بھیجا۔

اَلسَلامُ علیکم۔۔۔۔۔!اچانک آواز پے وہ سب ہی چونکے تھے۔

اور آنے والی ہستی کو دیکھا تھا۔

فیروز۔۔۔؟؟بہروز صاحب اپنی جگہ سے اٹھے۔ سبھی کے چہروں پے خوشگوار حیرت تھی۔

فیروز اپنا بیگ ایک طرف رکھے آگے بڑھتے بڑے بھائی کے گلے لگا۔

اچانک۔۔۔سے۔آگ ئے۔۔۔؟؟بتایا بھی نہیں۔۔؟؟بہروز کے بعد وہ شہروز کے گلے لگا۔

اچانک سرپرائی زکا اپنا ایک مزہ ہے۔۔۔!فیروز کی گہری سبز آنکھیں روشنی سے پرنور تھیں۔

اسکی اور امامہ کی آنکھیں بالکل ایک جیسی تھیں۔

اگر پتہ ہوتا تو شادی دو دن لیٹ کر دیتے۔۔۔۔تم بھی شادی میں شامل ہو جاتے۔۔۔!شہروز نے پیار سے کہا۔تا کہ فیروز شادی میں شریک ہو جاتا۔

ارے یار۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔! آگیا ہوں۔ تو بس ہو گ ئی ملاقات۔۔ میرے بہن بھائی خوش ہیں۔۔ مجھے اور کیا چاہیے۔۔۔؟؟ فیروز نے پھر سے شہروز کی بات کاٹتے کہا۔

فیروز۔۔۔! کیسے ہو۔۔؟؟ زرقا بھابھی امل کو لیے خود بھی کچن سے باہر آگ ئی یں۔

سر آگے کرتا ان سے پیار لیتا وہ ان سے قد کاٹھ میں کافی بڑا لگا۔

الحمدُ للہ۔۔ بھابھی۔۔۔! آپ سنائی یں۔۔۔! فیروز نے بہت عزت اور مان سے پوچھا۔

اللہ کا کرم ہے۔۔ماشاءاللہ۔۔اچھا قد کاٹھ نکال لیا ہے۔۔۔!زرقا نے دل سے اسکی نظر اتاری تھی۔ نکھرا نکھرا سا وجیہہ چہرہ۔۔اور سبز آنکھیں۔۔اور سب سے الگ اسکے چہرے کی چمک۔۔اسے سب سے الگ بناتی تھی۔

زوقا کو اس میں امامہ کی شبیہہ نظر آتی تھی۔

امامہ سب سے چھوٹی تھی۔اور فیروزا اور اس کی ایج میں دو سال کا فرق تھا۔اس لیے بھی دونوں کی شکل بہت حد تک ملتی جلتی تھی۔

امل بھابھی کیسی ہیں آپ۔۔۔؟وہی مان بھرا لہجہ۔امل تھوڑا گھبرا رہی تھی۔

جی۔۔۔جی ٹھیک ہوں۔۔۔!امل نے کچھ جھجھکتے ہوئے جواب دیا۔

شادی بہت بہت مبارک ہو۔۔۔! فیروز نے امل کو مبارک باد دی۔اور شہروز کی جانب بڑھ گیا۔

جبکہ امل کی بے اختیار نظریں شہروز کی جانب اٹھیں۔وہ ایل ڈی پے نیوز سن رہا تھا۔لیکن امل جانتی تھی۔اسکا سارا دھیان اسی کی طرف ہے۔چپ واپس کچن کی جانب آگ ئی۔

۔جبکہ باہر اب تینوں بھائی یوں کی ایک محفل سج گ ئی تھی۔

زرقا بھابھی نے امل اور ملازمہ کے ساتھ مل کے رات کے کھانے کا بندوبست کیا۔

زرقا کے منع کرنے کے باوجود امل اسکے ساتھ مل کے سارا انتظام کرنے میں مدد کرتی رہی۔

آجائیں سب۔۔۔! کھانا تیار ہے۔۔۔زرقا بھابھی نے سب کو ایک ساتھ مخاطب کیا۔

ہماری گڑیا کہاں ہے۔۔؟؟ ماہ رخ کا پوچھتے فیروز کے لہجے میں پیار ہی پیار تھا۔

وہ اداس ہو گئی تھی۔۔ تو زرینہ پھوپھو کے ساتھ چھوٹی پھپھو کی طرف گئی ہے۔۔۔۔! زرقا نے تفصیل سے آگاہ کیا۔

فیروز نے اثبات میں سر ہلایا۔ خاموشی میں ہی سب نے کھانا کھایا۔ امل شہروز کے ساتھ بیٹھی۔ کھا کم رہی تھی۔ بس پلیٹ میں چمچ ہی ہلا رہی تھی۔

امل۔۔۔! کیا بات ہے۔۔؟؟ کھانا کیوں نہیں کھا رہی۔۔؟؟ زرقا نے ٹوکا۔

بھابھی۔۔۔! کھا رہی ہوں۔۔۔! امل پھر گھبرا کے بولی۔ اور اسکا یوں بار بار گھبرانا شہروز کو ٹھٹھکا رہا تھا۔ وہ نارمل بی ہیو کیوں نہیں کر رہی تھی۔۔؟؟ جبکہ ۔۔۔ وہ ایسی تو نہ تھی۔

کوئی بات تھی۔۔ جو اسے یا تو پریشان کر رہی تھی۔۔۔ یا وہ چھپا رہی تھی۔۔۔!

سارا دن یونہی گزر گیا۔۔ امامہ کی دوبارہ رخسار سے ملاقات نہ ہوئی۔۔۔ اور نہ ہی ازہان سے آمنا سامنا ہوا۔۔ وہ سارا دن گل کے ساتھ رہی۔

البتہ امل کی آنے والی کالز کو اس نے اگنور کیا تھا۔

وہ اس سے کل مل کے ہی سب باتیں کرنا چاہتی تھی۔

آپ ناں۔۔۔ بہت ہی اچھی ہیں۔۔۔! اتنی نیک تربیت ہوئی ہے آپ کی۔۔۔!

دین کے حوالے سے کوئی مس ئی لہ سمجھاتے ہوئے گل اس کی اور دل سے عزت کرنے لگی تھی۔

امامہ نے مسکرانے پے ہی اکتفا کیا۔

آپ کل جائیں گیں۔۔۔ اپنے گھر۔۔؟؟ وہ کیا کہتے ہیں۔۔ پگ پھیرا۔۔۔؟؟

گل نے ہیٹر پے ہاتھ سیکتے پوچھا۔ اس وقت گل مونگ پھلی اور پستہ چھیل چھیل کے امامہ کو تھمارہی تھی۔

اور خود بھی ساتھ ساتھ کھارہی تھی۔

ہمممم جانا تو ہے۔۔۔۔! امامہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

پھر واپس کب آئی یں گیں۔۔؟؟ گل ابھی سے اداس ہو گ ئی تھی۔

ہمممم۔۔۔ کوئی آئی یڈیا نہیں۔۔۔امامہ ابھی بھی مسکرائی تھی۔

اچھا۔۔۔ جلدی آجائی یے گا۔۔۔ آپ کے بنا دل اداس ہو جائے گا۔

گل سے لجاجت سے کہا۔ تو امامہ نے سر اثبات میں ہلا یا۔

اچھا۔۔۔اب ہمیں نیند آرہی ہے۔۔ ہم اپنے روم میں جارہے ہیں۔

اس سے پہلے کے۔۔آپ کے خان صاحب آجائی یں۔

امامہ نے اٹھتے ہوئے مسکراتے کہا۔

امامہ بھابھی۔۔۔!گل نے دھیرے سے پکارا۔تو وہ رکی۔

خان صاحب تو کب کے آچکے ہیں۔۔۔!اطلاع پہنچائی۔

اچھا۔۔۔!امامہ کو اپنی لاعلمی پے حیرت ہوئی۔

اور خان صاحب کے روم میں۔۔اس وقت سے۔۔۔رخسار بی بی موجود ہیں۔

مزید اطلاع دی۔تو امامہ کے چہرے پے سختی در آئی۔

مزید کوئی بھی بات کیے بنا وہ خان صاحب۔۔یعنی اپنے روم کی جانب بڑھی تھی۔

دھیرے سے دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوئی۔

گڑیا سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔ابھی یہ ممکن نہیں۔۔۔!ازہان نے اسے سمجھانا چاہا۔

کیا ممکن نہیں۔۔؟؟بھیا۔۔آپ ازہان خانزادہ ہیں۔۔آپ کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں۔۔!بس فیصلہ ہو گیا۔۔۔آپ اسے۔۔۔؟؟

رخسار۔۔۔۔!وہ مزید بولتی کہ ازہان نے اسے سنجیدگی سے ٹوک دیا اور تبھی نظر امامہ پے پڑی۔جو بہت سنجیدگی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

رخسار کی نظریں بھی اس پے اٹھیں۔

بھیا۔۔! میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔

رخسار نخرے سے کہتی ازہان کے پاس ہو کے بولی۔

ازہان ہاں میں سر ہلاتے مسکرایا تھا۔

سامنے رخسار ہو۔۔۔اور ازہان کے چہرے پے مسکراہٹ نہ آئے۔۔۔؟؟
ناممکن۔۔۔!

امامہ کے پاس سے گزرتے وہ منہ پھیر کے گ ئی تھی۔

اسکے جانے کے بعد امامہ نے اپنا بستر لگایا۔

جبکہ ازہان رخسار کی باتوں پے الجھ کے رہ گیا۔

اسکی ایک ہی ضد تھی۔ کہ امامہ کو طلاق دے دو۔۔! وہ اسے اس حویلی میں نہیں برداشت کر سکتی تھی۔

کیوں۔۔۔؟؟ کیا وجہ تھی۔۔؟؟ وہ نہیں بتا سکی۔ لیکن اس نے ایک ہی رٹ لگائی تھی۔امامہ کو اس منشن سے باہر نکال دو۔۔اس سے شادی کیوں کی۔۔۔؟؟ ناراض ہوتی وہ ازہان کو تڑپا رہی تھی۔

تم رخسار کو پہلے سے جانتی تھی۔۔۔؟؟

بیڈ پے بیٹھے ازہان نے اسے لیٹتے دیکھا۔ تو پوچھ بیٹھا۔

امامہ کے ہاتھ تکیہ رکھتے تھمے تھے۔

جی۔۔۔! مختصر ساجواب آیا۔

مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔؟ازہان کے لب بھینچتے اٹھا تھا

ہمیں۔۔۔کیا پتہ تھا۔۔کہ یہ بات آپ کو بتانی ہے۔۔۔؟

امامہ نے لاپراہی سے کہتے تکیہ درست کرتے لیٹتے ہوئے کہا۔

زیادہ ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔اٹھو!اور میری بات کا جواب دو۔

ازہان اسکے پاس آتے بولا۔

آپ کو کیا پوچھنا ہے۔۔؟؟ پوچھیں۔ ہم جواب دے دیں گے۔

امامہ نے اٹھ کے بیٹھتے ہوئے کہا۔

کب سے جانتی ہو۔۔رخسار کو۔۔؟؟ اسکے قریب بستر پے بیٹھتے پوچھا۔

تین سل پہلے جانتے تھے۔ جب کالج میں اکھٹے تھے۔ کالج چھوٹا۔۔۔ تو بس۔۔۔ پھر نہیں جانتے۔۔۔

امامہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

تمہاری اور رخسار کی کوئی۔۔۔ لڑائی۔۔؟؟ جھگڑا۔۔۔؟؟

ازہان نے اسکے چہرہ کے تاثرات جانچے۔

امامہ نے رخ اسکی جانب کرتے اسے دیکھا۔

نہیں۔۔۔ !ایک لفظی جواب آیا۔

پھر۔۔۔وہ تم سے نفرت کیوں کرتی ہے۔۔؟ازہان کے ماتھے پے بل پڑے۔

یہ تو آپ اسی سے پوچھ لیں۔۔ ہمیں کیا معلوم۔۔۔؟؟

کہتے ہوئے کندھے اچکاتی وہ لیٹنے لگی تھی۔ کہ ازہان نے اسکی کلائی تھامے اسے غصہ سے کھڑا کیا۔

میرے سامنے زیادہ۔۔ معصوم مت بنو۔۔۔ !ضرور کوئی نہ کوئی وجہ ہے۔۔۔ جو وہ تم سے نفرت کرتی ہے۔

وہ وجہ جا کے آپ اپنی بہن سے پوچھیں۔۔۔ ہمیں نہیں معلوم۔۔۔! امامہ کا لہجہ بھی اب کی بار سخت ہوا تھا۔

ازہان اسے کچھ پل تو دیکھتا رہا۔امامہ نے ایک لمحے کو بھی پلک نہ جھپکی۔

ازہان نے اسکی کلائی چھوڑ دی۔

پتہ تو میں لگا ہی لوں گا۔ لیکن یاد رکھنا۔۔۔! اسکے بعد تمہارا جو ہو گا۔وہ تم خود سوچ لو۔۔۔!

ازہان اسے اچھی خاصی سنا تا ڈریسنگ روم جا چکا تھا۔

امامہ نے سر جھٹکا۔اور واپس سونے کے لیے لیٹی۔

اس پل کا۔۔اس وقت کا ہمیں بے صبری سے انتظار ہو گا۔ خان جی۔۔۔! وہی وہ پل ہو گا۔۔۔ جب آپ کا فیصلہ سننا سب سے اہم ہو گا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

تمہیں کوئی مس ئی لہ ہے۔۔۔؟؟

روم میں آتے ہی شہروزامل پہ بھڑکا۔ وہ جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔۔۔! اسکی زبان پھر لڑکھڑائی۔

پھر۔۔اتنے غائب دماغی کا مظاہرہ کیوں کر رہی تھی آج۔۔؟ وہ غصہ سے اسکے قریب آیا۔

نہیں تو۔۔۔! ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔! امل کا سر جھکا تھا

پھر کیسی بات ہے۔۔۔؟؟ بتاؤ مجھے۔۔؟ کیوں۔۔اتنا گھبرا رہی ہو۔۔۔؟؟ کیا وجہ ہے۔۔؟؟

ایسا کچھ نہیں۔۔ شہروز۔۔۔! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔! امل نے اب کی بار اعتماد سے کہا۔

امید کرتا ہوں۔۔ جیسا بول رہی ہو۔۔ ویسا ہی ہو۔۔۔! شہروز سر جھٹکتا صوفے پے جا بیٹھا۔

آپ۔۔۔آپ۔۔۔ مجھ سے خفا ہیں۔۔؟؟

امل نے اسکے پاس آتے دھیرے سے پوچھا۔

کیوں۔۔؟ہوناچاہیے تھا۔۔؟؟اسی سے سوال کر لیا۔

امل نے نفی میں سر ہلایا۔

پھر کیوں ہو گا ناراض۔۔۔؟؟

اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کرتا وہ اسکے چہرے کے پاس چہرہ کرتا اسے لرزا گیا۔

آپپپپپ۔۔۔!امل کے ماتھے پہ پسینے نمودار ہوئے۔

شہروز نے اسکے ماتھے پہ شہادت کی انگلی سے ٹریس کیا۔اور لبوں تک لایا۔

شہر۔۔۔؟؟؟؟ وہ کپکپا ہی گ ئی۔

شہروز نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ شرم و حیا سے امل کا سر جھکتا چلا گیا۔

بولو ناں۔۔چپ کیوں ہو گ ئی۔۔؟؟

شہروز۔۔۔!آپ کو برا نہیں لگا۔۔؟؟ میری کمر پے۔۔داغ۔۔۔؟؟

شیییی۔۔۔۔!تم پوری کی پوری میری جان ہو۔۔۔!تمہارا سب کچھ میرا ہے۔اسکے بالوں میں منہ چھپاتا وہ امل کے دل سے ایک بہت بڑا بوجھ سرکا گیا تھا۔

اس کے سینے پے سر رکھے وہ آنکھیں موند گ ئی۔

میں بہت ڈر گ ئی تھی۔شہروز۔۔۔!مجھے لگا۔۔۔آپ مجھ سے اس داغ کی وجہ سے نفرت کرنے لگے گے۔۔۔!امل دل کا ڈر زبان پے لے آئی۔

ایسا کیوں سوچا۔۔؟؟شہروز نے تھوڑی سے پکڑ کے اسکا سر اونچا کیا۔

ہر کوئی۔۔۔اپنا جیون ساتھی مکمل چاہتا ہے۔۔شہروز۔۔۔؟؟اور میں۔۔۔۔یہ داغ۔۔۔۔؟؟امل کا لہجہ نم ہوا۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔امل۔۔۔!میاں بیوی کا رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے۔۔کہ ایک دوسرے کی کمیوں اور خامیوں سمیت اپناؤ۔۔ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے۔شوہر اور بیوی کو۔۔۔!میرے لیے تم سب سے اہم ہو۔۔۔اور مقدم بھی۔۔۔تمہاری عزت میری عزت ہے۔۔اور مجھے تم بہت عزیز ہو۔۔۔!

شہروز نے اسے رسان سے سمجھایا۔اس کا ہر لفظ امل پے پھوار بن کے برسا تھا۔

آپ بہت اچھے ہیں۔ شہروز۔۔۔! امل نے دل سے کہا اور اسکے ماتے کے ساتھ ماتھا ٹکا دیا۔

بس۔۔۔؟؟اتنا سا ہی اظہار۔۔؟شہروز نے پیار بھری خفگی سے کہا۔

امل نے بھنوئیں اچکائیں۔تو شہروز نے معنی خیزی سے اسے دیکھا۔

امل شرما گئی۔

ایسے نہیں چلے گا۔۔۔مجھے عملی صورت میں اظہار چاہیے۔۔۔!

شہروز کے ضدی انداز پے امل بری طرح سٹپٹا گئی تھی۔

شہر۔۔۔۔! وہ منمنائی۔

بالکل نہیں۔۔۔! آئی نیڈ۔۔۔! اسکی گھمبیر آواز پے امل پورے جسم سے کانپی تھی۔

اچھا۔۔۔! آنکھیں بند کریں۔ہار مانتے اس نے کہا۔شہروز نے دھیرے سے آنکھیں بند کیں۔

امل آگے ہوتی اسکے لبوں کے پاس لب لاتی جھٹ سے ماتھے پے لب رکھتی اٹھی تھی۔

شہروز اس کے ارادے پہلے سے ہی بھانپ گیا تھا۔اس لیے اسکے اٹھنے سے پہلے ہی اسے واپس اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔اور اٹھا تھا۔

امل نے اسکے گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔

عملی اظہار کیا ہوتا ہے۔۔۔ میں بتاتا ہوں۔۔ تمہیں۔

وارفتگی سے اسے دیکھتا وہ بستر کی جانب بڑھا تھا۔امل خود کو اسکے سینے میں چھپاتی دھیرے سے مسکرادی تھی۔ شہروز نے اس پہ اپنا آپ اوپر چھاتے ایک لمحے میں سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ شہر۔۔۔پلیز۔۔ تھوڑا۔۔رک کے۔۔؟ کیا ہوا۔۔؟ وہ اس کے چہرے پہ ڈر دیکھتا رکا۔ تھوڑا پین۔۔۔؟ وہ نظریں جھکائے اس کے برہنہ کندھے پہ ہاتھ رکھے بولی۔یار۔۔ڈیلی قریب آئیں گے۔تو پھر نہیں ہوگا۔وہ اس کے کانوں میں میٹھی سرگوشیاں کرتے وہ اسے اپنے اندر سماتا سے سسکا گیا۔

شہروز اسکی زندگی تھا۔اسکے جینے کی وجہ۔وہ ساتھ تھا۔تو وہ خوش تھی۔اسکی زندگی کے سارے رنگ ہی اسی سے تھے۔

وہ امل کا عشق تھا۔

اور شہروز کی محبت کی شدت نے اسے بتا دیا تھا۔کہ وہ شہروز کا جنون ہے

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

پلیز۔۔۔نہیں۔۔دروازہ۔۔کھولو۔۔۔نہیں۔۔پلیز۔۔

نیند میں ہی امامہ بڑبڑاتے ہوئے پسینے سے شرابور تھی۔

ازہان جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی نیند کی وادیوں میں کھویا تھا۔امامہ کی بڑبڑاہٹ آسانی سے سن سکتا تھا۔

فوراً سے اٹھ بیٹھا۔

امامہ۔۔؟؟ فکر مندی سے اسے پکارا۔ لیکن وہ آنکھیں موندے نیند میں تھی۔

نہیں۔۔ کھولو۔۔۔ پلیز۔۔؟؟؟ نہیں۔۔ وہ ہاتھ سے ازہان کو پیچھے کرنے لگی۔
وہ پسینے سے بھری ہوئی تھی۔

اس کا جسم ہلکے ہلکے کانپ رہا تھا۔

امامہ۔۔؟؟ آنکھیں کھولو۔۔۔! ازہان نے اس کا سر اپنی طرف کیا۔

پپا پپانی۔۔۔ وہ آنکھیں موندے ہی بولی تھی۔ وہ اپنے حواس میں نہ تھی۔

ازہان نے فوراً پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا۔ لیکن وہ ہوش میں ہوتی تو پیتی
ناں۔۔؟؟

ازہان نے اس کا سر اپنے سینے پہ رکھا اور اس کے لبوں سے پانی کا گلاس لگایا۔
اس نے لب وا کیے اور پانی پینے لگی۔

لمبے لمبے سانس لیتی وہ خود کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن۔۔
اس کے حلق میں ابھی بھی کانٹے چبھ رہے تھے۔امامہ نے اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپایا۔ جیسے مدد مانگ رہی ہو۔

ایک بار پھر سے اس کی صاف شفاف گردن پہ ازہان کی نظریں جا ٹھہریں۔
بہت مشکل سے جذبات کو قابو کرتا وہ اس کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

پانی۔۔۔؟؟اس نے اور پانی مانگا۔ازہان نے اسے پھر سے گلاس بھر کے دیا جو وہ منہ کو لگاتی ہوش میں آنے لگی۔

اپنے بہت قریب ہی ازہان کو دیکھتے وہ گھبرائی تھی۔اور پھر اپنی پوزیشن کو دیکھتی مزید شرمندہ ہونے لگی۔

کیا۔۔۔انہوں نے ہماری۔۔۔ساری باتیں سن لی ہوں گی۔۔؟؟؟امامہ کو اب کی بار ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔

دھیرے سے ازہان سے دور ہٹی۔کہ ازہان نے کھینچ کے اسے واپس اپنے ساتھ لگایا۔

کیاہوا۔۔؟؟ٹھیک ہو۔۔؟؟اس کے لہجے میں پریشانی تھی۔

ممیں۔۔۔ٹھیک۔۔۔ہوں۔۔۔!امامہ نے بمشکل اپنی فیلنگز چھپاتے کہا۔

جبکہ ازہان کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ کوئی بات ہے جو وہ اس سے چھپا رہی ہے۔

امامہ نے پھر سے دور ہونا چاہا۔ لیکن ازہان کی گرفت مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔ اس کی نظر پھر سے اس تل پے جا ٹھہری تھی۔ جس سے وہ اس دن کے بعد اب تک نظریں چراتا آیا تھا۔ اور اسی لیے کبھی بھی امامہ کو قریب سے دوبارہ دیکھنے کی غلطی نہ کی تھی۔

لیکن اب۔۔ وہ کیسے اسے پیچھے ہٹنے دے سکتا تھا۔۔؟؟ جب کہ وہ بالکل اس کے سامنے اس کی دسترس میں تھی۔ اس کی محرم تھی۔ اس پے سارے حق رکھتا تھا۔ لیکن پھر بھی اسے خود سے دور رکھا ہوا تھا۔ لیکن آج یہ دوری بھی ختم ہو رہی تھی۔ امامہ ازہان کی نظروں کا فوکس محسوس کرتی بری طرح گھبرائی تھی۔ ابھی تک وہ اپنے حواسوں میں مکمل طور پے نہیں آئی تھی۔ اپنے اسی خواب کے زیرِاثر تھی۔ ایسے میں ازہان کا شدت بھرا لمس یاد کرتی وہ کانپی تھی۔

اپنے آپ کو ازہان سے چھڑانے کی کوشش کرتی وہ بے جان ہاتھوں سے اسے پرے کرنے لگی۔ لیکن اس کا یہ گریز ازہان کو سخت ناگوار گزرا۔ اسے تکیہ پے لٹاتا اس کی گردن میں منہ چھپاتا دھیرے سے اس کی شہہ رگ کو لبوں سے چھوا۔

امامہ بری طرح کسمسا کے رہ گئی۔ دل عجیب ہی انداز میں بغاوت پے اتر آیا تھا۔ اس ایک لمس میں کیا کچھ نہ تھا۔

ازہان کی جسارت بڑھتی جارہی تھی۔ امامہ نے اسے پھر سے پیچھے ہٹانا چاہا۔

لیکن ازہان نے اس کے دونوں ہاتھ تکیہ پے پن کردئیے۔ جب کہ اس کے عمل میں مزید شدت آگئی تھی۔ امامہ بھی بالکل بے جان ہوتی خود کو ڈھیلا چھوڑ گئی تھی۔

ازہان تھا کہ اس کا وہ حال تھا مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا دی۔۔

جتنا وہ اس پے شدت نچھاور کر رہا تھا۔اس کی طلب بڑھتی جا رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ مزید اس پے اپنی شدتیں نچھاور کرتا اسے امامہ کے وجود میں کوئی جنبش محسوس نہ ہوئی۔

ایک دم سے پیچھے ہٹا۔تو اسے بے ہوش دیکھ دماغ نے سرزنش کی۔

امامہ۔۔؟؟امامہ۔۔؟؟آنکھیں کھولو یار۔۔؟ازہان گھبرا گیا۔۔

وہ بے سدھ تھی۔اس کی سانس بہت دھیرے دھیرے سے چل رہی تھی۔

ازہان نے اسے ہوش دلانے کے لیے اس کے چہرے پے پانی بھی پھینکا لیکن وہ بے سدھ ہی رہی۔

اب کی بار ازہان کی نظر اس کے گلابی لبوں پے جا ٹھہری۔ جو تھوڑے سے نیم وا تھے۔ دماغ کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی دل کی بات پے لبیک کہتا وہ دھیرے سے اس کے لبوں پے جھکا۔ اور پھر سب کچھ بھول گیا۔

آج وہ امامہ کی روح میں اتر جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس لڑکی کو وہ بہت اگنور کر چکا تھا۔ لیکن آج وہ اسے اگنور نہ کر سکا۔ اس کا گریز اور دور دور رہنا۔ لیکن آنکھوں میں ازہان کے لیے بے تحاشا محبت کا سمندر رکھنا وہ نظر انداز نہ کر سکا۔

آج تو اس کی وارفتگیوں کا جواب دینا تھا ازہان نے۔

امامہ کی سانس رکنے لگی تھی۔ گرم سانسوں کی تپش اپنے لبوں پے محسوس کرتی وہ جھٹپٹائی تھی۔

اپنے اوپر جھکے ازہان کو آنکھیں بند کیے دیکھ اس کا دل بری طرح دھڑ کا تھا۔ وہ ایک لمحے کو بھی اسے سانس لینے کی مہلت نہیں دے رہا تھا۔

ایک دم سے امامہ نے گہرا سانس لیا تو ازہان نے اسی پل اسے اپنی آنکھیں وا کیں۔ اور امامہ کو دیکھتا پیچھے ہوا۔ لیکن صرف دو انچ کا فاصلہ ہی بنا سکا۔ زیادہ دور نہ وہ اسے کر سکا نہ اسے ہونے دیا۔

خان۔۔۔؟؟؟ امامہ نے کپکپاتے لبوں سے اس کا نام لیا۔

ازہان نے آنکھیں موند کے کھولیں۔۔ اس کا یہ روپ ایک دم اڑن چھو ہوا تھا۔ وہ اپنے خول میں واپس لوٹ گیا تھا۔ پیچھے ہوتا وہ اب اٹھ کے بیٹھ گیا تھا۔ امامہ تو اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی۔

ازہان ایک بار پھر خود کو سرزنش کرتا اٹھتا باتھ روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

یوں۔۔ازہان کا دور جانا امامہ کو بالکل بھی اچھا نہ لگا۔وہ اٹھ کے بیٹھی اس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگی۔

اور جب وہ واپس لوٹا تو بالکل ہی الگ ٹون میں تھا۔

خان۔۔۔؟؟امامہ نے اس کے قریب آتے اسے تھاما۔لیکن ازہان نے اس کا ہاتھ دھیرے سے پیچھے کیا۔

ایک دم سے اس کا سپاٹ انداز امامہ کو بہت چبھا تھا۔

خان۔۔آپ ہمارے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔!امامہ نے تڑپ کے ازہان سے کہا۔اچانک سے اس کا بدلتا انداز امامہ کو بہت برا لگ رہا تھا۔

وہ امامہ کو کیا سمجھتا تھا۔اپنی دلجوئی کا سماں۔۔۔؟؟بس۔۔؟؟امامہ کے احساسات یا جذبات سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔؟؟

جاؤ۔۔جا کے سو جاؤ۔۔۔!کافی رات ہو گ ئی ہے۔ازہان نے اس کے بکھرے سراپے سے بمشکل نظریں چراتے کہا۔

ہر گز نہیں۔۔۔آپ ہمیں بتائی یں آج۔۔؟؟اپنے گریز کی وجہ۔۔؟؟یہ شادی آپ کی مرضی سے ہوئی ہے۔۔آپ خود آئے تھے رشتہ لے کے۔۔۔اور آج تک آپ نے ہمیں اتنا ارزاں سمجھ رکھا۔۔جیسے ہم زبردستی شامل کیے گ ئے ہیں آپ کی زندگی میں۔۔؟؟

امامہ بولنے پہ آئی تو بوتی ہی چلی گ ئی۔

ہاں۔۔زبردستی ہی شامل ہوئی ہو۔۔تم میری زندگی میں۔۔!اپنی منگیتر کو چھوڑ کے اچانک۔۔تم سے رشتہ جوڑنا۔۔جلد از جلد تم سے نکاح کرنا تمہیں خان منشن لانا۔۔تمہارے حق مہر کو ادا کرنا۔۔سب باتیں ماننا تمہیں کیا لگتا ہے۔۔؟ کیوں۔۔؟؟ایسا ہوا۔۔؟؟ازہان اب کی بار اس کے بالوں کو پکڑے غصہ سے پھنکارا تھا۔

اس کا چہرہ امامہ کے چہرے کے بہت قریب تھا۔کچھ دیر پہلے جو اس کی آنکھوں میں محبت کا جنون دیکھ رہی تھی۔اب انہی آنکھوں میں غصہ حقارت اور جارحانہ پن تھا۔

آپ۔۔؟؟؟امامہ نے کچھ کہنا چاہا۔

تمہیں لگا۔۔مجھے تم سے کوئی طوفانی عشق ہے۔۔؟؟دانت کچکچاتے وہ اس وقت بالکل ہی ایک ظالم انسان لگ رہا تھا۔

نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔! تمہارے وجود سے۔۔ تمہارا یہاں ہونا۔۔ صرف میری بے بسی کی علامت ہے۔۔ لیکن یہ یاد رکھنا جس دن یہ بے بسی ختم ہوئی۔۔ اس دن تمہارا اس گھر میں آخری دن ہو گا۔اور۔۔۔ بہت جلد وہ دن آنے والا ہے۔۔۔! ازہان غصہ سے کہتا اسے بالوں سے جھٹکے سے چھوڑتا پیچھے ہٹا۔

آپ اپنی نفرت میں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں۔ کہ آپ کو ہماری محبت بھی نظر نہ آئی۔۔۔؟؟ امامہ بھی غصہ سے بولی۔

محبت۔۔۔۔؟؟؟ ازہان نے طنزاً اس کی جانب دیکھا۔

کیسی محبت۔۔؟؟ جو بس ان دو ماہ میں ہی تمہیں مجھ سے ہو گئی؟

اہان کی بات پے امامہ نے تڑپ کے اسے دیکھا۔ کیوں وہ اس کی محبت کی توہین کر رہا تھا۔

آپ۔۔۔؟ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں۔۔؟؟ کیا آپ کو نکاح کی طاقت کا اندازہ نہیں کیا۔۔؟؟ امامہ نے اس کے پاس آتے کہا۔۔؟

نکاح۔۔۔؟؟ میرے سامنے یہ۔۔ کتابی باتیں مت کرو۔۔امامہ۔۔۔ تم۔۔۔

ہم۔۔ کتابی باتیں کر رہے ہیں۔۔؟ تو۔۔ جو آپ۔۔ ہمارے قریب آئے۔۔؟ وہ کیا تھا۔۔؟؟ امامہ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوئی یں۔

ازہان نے نظر اٹھا کے ایک پل کو اس کے بکھرے وجود کو دیکھا۔ جس سے وہ کتنی دیر سے نظریں چرا رہا تھا۔

ہمارا رشتہ بے بسی کا ہے۔۔۔اور آپ جلد ہی اس سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔۔تو اپنی بہن کو ہمارے بھائی سے کیوں بیاہ رہے ہیں۔۔؟؟

اپنی بکواس بند کرو۔۔۔!رخسار کے زکر پہ ازہان کا دماغ پھر سے بھڑک گیا۔

میری بہن کا مقابلہ خود سے نہ ہی کرو۔۔تو بہتر ہو گا۔ازہان نے ایک دم سے اسے عرش سے فرش پہ ہی گرا دیا۔

اللہ وہ وقت ہی نہ لائے۔۔۔!اماہ نے دل کا درد سہتے لب بھینچتے کہا۔

میرا دماغ خراب مت کرو۔۔امامہ۔۔اور جاؤ۔۔یہاں سے۔۔۔!ازہان نے اس سے نظریں ہٹائی یں۔اس کا ہوشربا وجود ازہان کے دل کو پھر سے اپنے حصار میں لے رہا تھا۔

اور وہ یہی نہیں چاہتا تھا۔

خان۔۔۔!

مت کہا کرو۔مجھے خان۔۔۔! نہیں اچھا لگتا۔۔۔!

اس کے قریب ہوتا اس کے الفاظ کو وہ چپ کروا گیا۔کہ اس کی قربت پے وہ پھر نہال ہوئی تھی۔

بہت چاہتے ہیں ہم آپ کو۔۔ایسے۔۔ہماری توہین مت کریں۔۔ہمیں خود سے دور مت کریں۔۔۔!

امامہ نے آج اپنی انا اپنی خودداری سب ایک طرف کرتے اپنی محبت کا اظہار کرتے ازہان کو تو عرش پے بٹھا دیا۔ لیکن ازہان اسے کتنی بری طرح فرش پے پھینکنے والا تھا۔ وہ یہ نہیں جانتی تھی۔

مرد کے لیے عورت تب تک تسکین کا باعث بنی رہتی ہے۔ انمول ہوتی جب تک وہ اپنے خول میں بند رہتی ہے۔ اور محبت کے لیے زبان نہیں کھولتی۔ لیکن جب وہ اپنا آپ اپنے محبوب پے عیاں کر دیتی ہے۔ تو بے مول ہو جاتی ہے۔۔۔۔

لیکن۔۔ وہ عورت جو محبت سے عشق کی منزل پے پہنچ جاتی ہے۔ اسے نہ انمول ہونے کا ڈر رہتا ہے نہ بے مول ہونے کا۔

اور امامہ ان سب سے اوپر ہو چکی تھی۔ اسے اب ٹھکرائے جانے کا بھی دکھ نہ تھا۔ اسے محبت نہیں عشق ہو گیا تھا۔ وہ بھی اپنے ہی شوہر سے۔ جو اس سے ہر وقت نفرت کا اظہار کرتا تھا۔ اور اسے چھوڑ دینے کا کہتا تھا۔

آج امامہ اپنے آپ کو قابو نہ رکھ پائی۔ اور دل کا احوال ازہان خانزادہ کو سنا دیا۔

لیکن وہاں تو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔ ازہان کو نہ اس سے سروکار تھا۔ نہ ہی اسکی محبت سے۔

محبت تو بہت دور کی بات ہے امامہ حاکم۔۔۔ میں تمہیں اپنی نفرت کے قابل بھی نہیں سمجھتا۔

وہ ماتھے پے بل ڈالے اس کے منہ پے اسے دھتکار گیا تھا۔

لیکن ہم آپ سے نہ نفرت کرتے ہیں۔۔نہ محبت۔۔ عشق کرتے ہیں۔۔۔

بے انتہا کرتے ہیں۔۔

جنون کی حد تک کرتے ہیں۔

امامہ کے لفظوں کی سچائی اس کی آنکھوں سے عیاں ہو رہی تھی۔ازہان کا دل ایک بار پھر اس کی طرف ہمکنے لگا۔اس کے مسلسل برستے آنسو اس کے لبوں کا کپکپانا۔اس کا لرزتا نازک وجود ازہان کے دل کی دنیا کو پھر تہہ و بالا کر رہا تھا۔اور یہی تو وہ نہں چاہتا تھا وہ اسے خود سے نہیں۔۔خود اس سے دور ہو رہا تھا۔

عشق حدِ جنوں تک

)فیروز اینڈ رخسار نکاح(

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

تم مجھ سے دور رہو۔۔۔! ورنہ جل کے خاک ہو جاؤ گی۔

اس نے غصہ سے اسے بازوؤں سے پکڑ کے خود سے دور کیا۔

ہم خاک ہو جانا چاہتے ہیں۔۔۔! خان۔۔۔! وہ عشق کی حدوں کو چھوتی اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔

خان جتنا اس سے دور ہو رہا تھا۔ وہ اتنا ہی قریب آ رہی تھی۔

مر جاؤ۔۔گی۔۔۔! اسے زور سے دھتکارتا وہ پیچھے ہٹا۔

مر چکے ہیں۔۔۔! ہمارے اندر کچھ بھی ہمارا نہیں۔۔سب ختم ہو گیا ہے۔۔انا ۔۔۔اکڑ۔۔خودداری۔۔سب کچھ آپ پے آکے ختم ہو چکا ہے۔۔

خان۔۔۔! ہم ہم رہے ہی نہیں۔۔آپ میں شامل ہو چکے ہیں۔۔!

اس سے پہلے کہ میں اپنا ضبط کھو دوں۔۔یہاں سے چلی جاؤ۔۔

خان نے لال انگارہ ہوتی آنکھیں اس کے دلکش چہرے پے گاڑھ دیں۔

کہاں جائی یں ہم۔۔؟؟ ہمارا ہر راستہ آپ سے ہو کے جاتا ہے۔

ہماری منزل آپ ہو۔۔ہمارا عشق ہو۔۔ہمارا جنون ہو آپ۔

اور اس جنون سے مجھے شدید نفرت ہے۔

وہ پھنکارا تھا۔ کہ اس نے تڑپ کے اس سنگدل کو دیکھا تھا۔

شدید نفرت ہے مجھے تم سے۔۔ شدید نفرت۔۔۔ سنا تم۔نے۔۔۔!

وہ اسے سختی سے پرے دھکیلتا اپنے اندر کی نفرت کو اس پے انڈیل کے کمرے سے باہر چلا گیا۔ جبکہ وہ اس کے ٹھوکر مارنے پے بری طرح لڑکھڑاتی زمین بوس ہوئی تھی۔ ٹیبل کی نوک کے ساتھ سر لگنے سے اس کے ماتھے پے خون کی لکیر نمودار ہوئی۔ لیکن اسے تکلیف کہاں تھی۔ اس درد کی۔۔ جو درد اس کے دل میں اتر آیا تھا۔

🖤🖤

ہاں وہ جو کچھ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ کہ محبت کرے گی۔ آج وہ اپنے شوہر سے جنون کی حد تک عشق کر بیٹھی تھی۔ وہ عشق جس کی کوئی منزل نہ تھی۔ ہاں وہ زبردستی شامل کی گ ئی تھی۔ ازہان خانزادہ کی زندگی میں۔۔۔

لیکن اس زبردستی میں وہ شامل نہ تھی۔

اس نے تو دل سے چاہا تھا۔ اپنے شوہر کو۔۔ اس سے وفا کی۔ لیکن۔۔ وہ تو پہلے دن سے ہی اس سے نفرت کرتا تھا۔ جو آج تک قائم تھی۔

ازہان خانزادہ۔۔۔! ہمارے عشق کے آگے آپ کی نفرت ٹک نہیں پائے گی۔ آپ واپس لوٹو گے۔

آپ ایک عورت کے عشق سے ابھی واقف حال کہاں ہو۔۔؟؟

ایک مرد کا جنون اس کا عشق تو سب نے دیکھا ہو گا۔۔

لیکن اس بار سب دیکھیں گے۔ایک عورت کا اس کے مجازی خدا کے لیے۔۔۔

عشق حدِ جنوں۔۔۔!

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ لیکن دل میں ایک یقین اور عزم تھا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

ازہان کی ساری رات انگاروں پے کٹی تھی۔ وہ امامہ کو تو سب بول آیا تھا لیکن اس دل کا کیا کرتا جو اسی کی طرف ہمک ہمک کے جا رہا تھا۔ وہ دل سے نہیں دماغ سے سوچ رہا تھا۔ ایسے میں وہ اس کے ساتھ خود کو بھی تکلیف پہنچا رہا تھا۔

لیکن جب تک رخسار کے کڈنیپ ہونے کی سچائی تک وہ پہنچ نہیں جاتا۔۔۔وہ امامہ کو اپنا نہیں سکتا تھا۔اوراس کا یوں اپنے قریب آنا۔۔۔وہ اس کی قربت میں سب بھول جاتا تھا۔اس لیے سخت لفظوں کا انتخاب کرتے اسے خود سے دور رکھنے کی کوشش کی۔اور یہ کوشش کس حد تک کامیاب ہوتی۔۔۔یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

امل کی ساری رات شہروز کی باہوں میں گزری۔وہ سسکیوں سے روتی ماضی کو یاد کرتی رہی۔لیکن زبان خاموش ہوگئی تھی۔شہروز نے بھی دوبارہ اسے نہ کریدا۔وہ چاہتا تھا۔کہ وہ خود اسے سب بتائے۔لیکن ایک بات اسے کافی پریشان کررہی تھی کہ فیروز سب جانتا تھا۔تو وہ کیوں بے خبر رہا۔۔۔؟؟آخر راز کیا تھا۔۔؟اسے امل کی حالت ٹھیک نہ لگی۔وہ بس اسے دبوچے ہوئے تھی۔کہ کہیں وہ اسے چھوڑ کے چلا نہ جائے وہ اسے کھو نہ دے۔شہروز کی آنکھوں میں

کانٹے چبھ رہے تھے۔ اسے امل کے آنسوؤں سے تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ اس کی بیوی تھی۔ اس کی چاہت تھی۔ اس کے آنسوؤں کے آگے وہ اب اپنا غصہ شانت رکھتا تھا۔ ورنہ وہ بری طرح گھبرا جاتی تھی۔ اب بھی وہ شہروز کے غصہ سے خائف رہتی تھی۔ سوتے میں بھی وہ اسے کس کے پکڑے ہوئے تھی۔ شہروز زرا سا ہلتا بھی تو وہ نیند میں ہی اس پہ اپنی گرفت مزید مضبوط کر دیتی۔

وہ ڈری ہوئی تھی۔ اور کوئی بات لازمی تھی۔ جو اسے پریشان کر رہی تھی۔ شہروز نے سوچ لیا تھا۔ کہ وہ اب امل سے نہیں پوچھے گا۔۔ یا تو وہ خود بتائے گی۔۔ یا وہ اپنے طور سے پتہ کرے گا۔

لیکن امل کو اعتماد بخشے گا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

آج دن میں رخسار کا نکاح تھا۔اور رات کو مہندی کی رسم۔ نکاح کے وقت اسے لگا جیسے اب سب ختم ہو گیا۔اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔اور واقعی۔۔۔اب نکاح ہونا تھا۔

خواتین اور مرد حضرات کا بیٹھنے کا الگ الگ انتظام کیا گیا تھا۔

نکاح کے وقت رخسار کو گھونگھٹ میں باہر لایا گیا۔وہ سہج سہج چلتی سیڑھیاں اترتی نیچے آرہی تھی۔ صائمہ اور رائمہ بہت اداس تھیں۔لیکن پھر بھی وہ رخسار کو دلہن بنے دیکھ بہت خوش تھیں اس کے لیے۔

پرویز صاحب کی بھی آنکھیں اشک بار تھیں۔ان کی لاڈلی بیٹی کا آج نکاح تھا۔

ازہان خانزادہ مولوی صاحب کے ساتھ اندر آیا تھا۔کچھ لمحے کے لیے خاموشی چھاگئی۔

رخسار پرویز خان ولد پرویز خانزادہ کیا آپ کو بہروز حاکم خان ولد حاکم خان سے پانچ کروڑ سکہ رائج الوقت حق مہر نکاح قبول ہے۔۔؟؟

رخسار کی آنکھ سے آنسو گرے۔پرویز صاحب نے اس کے سر پے شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔

قبول ہے۔۔۔

رخسار کی دھیمی آواز نکلی۔

مولوی صاحب نے تین بار قبول وایجاب کروانے کے بعد اب باہر مردان خانے کا رخ کیا۔فیروز حاکم سادہ قمیض شلوار میں بھی بہت ہی ہینڈسم لگ رہا تھا۔سبھی اسکی بارعب شخصیت سے مرعوب نظر آئے۔

پرویز صاحب کو ازہان کے فیصلہ سے بالکل انخراف نہ ہوا تھا۔ فیروز میں واقع وہ کوالٹی تھی۔ کہ وہ ان کا داماد بن سکے۔

مولوی صاحب نے فیروز کی جانب رخ موڑتے اس سے قبول وایجاب کروایا۔ اب دعائے خیر ہو رہی تھی۔

مبارک ہو۔۔ نکاح مکمل ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے سب کو مبارک باد دی۔ فیروز اپنے بڑے بھائی بہروز حاکم کے گلے لگا۔ انہوں نے اسے دل اے مبارک دی۔ ان کا چھوٹا بھائی بھی آج نکاح کے عہدے پے فائی ز ہو گیا تھا۔

شہروز سے بھی گلے ملتا وہ مسکرایا جب کہ شہروز مسکرا بھی نہ سکا۔ فیروز نے نوٹ تو کیا۔ لیکن فی الحال کے لیے ہو چپ ہو گیا۔

بہت مبارک ہو۔۔۔! ازہان آگے بڑھا۔اسے گلے سے لگایا۔پرویز صاحب شہویز صاحب سبھی باری باری مل رہے تھے۔

خوش گوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔

ازہان وہاں سے نکلتا اپنی بہن کے پاس آیا۔جو اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

دو دن سے وہ امامہ کو نہیں دیکھ پایا تھا۔وہ رخسار کی شادی کی تیاریوں میں اتنا مصروف ہو گیا تھا کہ اپنے کمرے کی بجائے وہ ڈرائی ینگ روم میں ہی سو جاتا۔ کمرے میں جانے کا مطلب۔۔اس اپسرا کے قریب جانا تھا وہ اس قدر خوبصورت تھی۔کہ ازہان کو خود سے ڈر لگنے لگا تھا۔کہ وہ اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ پائے گا۔اس لیے وہ اس کے سامنے ہی نہ گیا۔ابھی بھی اسے اس تمام عرصہ میں امامہ کہیں بھی دکھائی نہ دی تھی۔لیکن اس وقت اسے رخسار سے بات کرنی تھی۔اس لیے وہ اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔

اندر سے آتی آوازوں پے وہ روکا تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

مبارک ہو۔۔۔آج۔۔ گھٹیا خاندان سے تمہارا ابھی نام جڑ گیا۔

امامہ نے اسے مبارک باد دیتے طنزاً کہا۔

رخسار نے لب بھینچے اسے دیکھا۔ لیکن لب خاموش ہی رہے۔

کیاہوا۔۔؟؟آج کوئی طنز نہیں کروگی۔۔؟؟امامہ اس کے قریب آئی۔ کیا لگتا ہے تمہیں۔؟؟ہم تمہیں چھوڑدیں۔۔گے۔۔؟؟امامہ نے سینے پے بازو باندھے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

مجھے تم سے کچھ بھی اچھے کی امید نہیں۔۔امامہ۔۔۔! لیکن اس وقت بہتری اسی میں ہے۔۔ کہ یہاں سے چلی جاؤ۔۔ کیونکہ تم نے اور تمہارے بھائی نے جو چال چلی۔۔وہ کامیاب ہوگئی ہے۔۔ میرے بھائی کو تم نے اور تمہارے بھائی نے ایسے جال میں پھسایا۔ کہ انہیں اپنی بہن کے آنسو پہلی بار نظر نہیں۔۔ آئے۔۔اور یاد رکھنا۔۔۔اسکی قیمت تمہیں اور تمہارے بھائی کو چکانی پڑے گی۔

غلط۔۔۔! بالکل غلط۔۔۔! ہم تو چاہتے ہی نہیں تھے۔۔ تم ہماری بھابھی بنو۔۔۔۔۔ ہمیں ہمارے بھیا بہت عزیز ہیں۔۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے تھے۔آپ جیسی لڑکی۔۔ان کی زندگی میں آئے۔۔۔! لیکن افسوس۔۔ جو رب کو منظور۔۔۔! امامہ نے نفی میں سر ہلاتے مصنوعی انداز میں افسوس کیا۔ جبکہ اسی لمحے باہر دروازے پے ازہان آکے رکا تھا۔اور امامہ کے الفاظ وہ سن چکا تھا۔ سختی سے لب پیوست کرتا وہ اندر آنے لگا کہ۔۔۔

تم بھی گھٹیا ہو۔۔اور تمہارا بھائی بھی۔۔اور تمہارا خاندان بھی۔۔بہت۔ جلد۔۔۔رخسار تمہارے خاندان سے الگ ہو جائے گی۔۔یاد رکھنا۔۔۔میں یہ رشتہ زیادہ عرصہ نہیں رکھوں گی۔۔اس لیے کسی بھول میں نہ رہنا۔۔۔یہ سب میں نے صرف اپنے بھائی کی خاطر کیا۔اور ایک دن خود۔۔ازہان بھیا مجھے تمہارے بھائی سے آزادی دلوائیں گے۔رخسار کے لہجے میں بلا کا یقین تھا۔

اور وہ دن۔۔قیامت کا دن ہی ہو گا۔۔۔!امامہ نے سرد لہجے میں کہا۔

رخسار نے اسے غصہ سے گھورا۔

یاد رکھنا رخسار۔۔۔!امامہ رخسار سے بولتے اس کے قریب ہوئی۔یہ نہ دیکھ سکی کہ ازہان اندر آچکا تھا۔

جس دن آپ کے بھیا کو تمہاری سچائی پتہ چلی۔۔۔اس دن وہ تم سے نفرت کریں گے۔۔۔جو تم نے چار سال پہلے ہمارے ساتھ کیا۔۔۔۔تم مر کے بھی زندہ ہو جاؤ۔۔۔تو بھی تمہیں ہم معاف نہیں کریں گے۔

کہتے ہوئے امامہ کا لجہ روندھ گیا۔جب کہ ازہان کو دیکھتے رخسار کا رنگ فق ہوا تھا۔

امامہ مڑی تھی۔کہ سامنے غصہ سے کھڑے ازہان کو دیکھتی ایک پل کو اس کا سانس رکا۔

کہیں۔۔انہوں نے سن تو نہیں لیا۔۔؟؟امامہ کے دل کی دھڑکن تھمی تھی۔

اچانک سے ازہان کی نظر اس کے ماتھے پے لگی بینڈ تج پے گ ئی۔اسے چوٹ لگی تھی۔۔؟اور وہ جانتا بھی نہ تھا۔

امامہ نے نظریں جھکاتے وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔ازہان کے پاس سے گزرتے اس کا دل دھک کیا۔اسے لگا وہ کچھ بولے گا۔۔اسے باتیں سنائے گا۔لیکن۔۔وہ بالکل چپ تھا۔موقع غنیمت جانتے وہ وہاں سے فوراً نکلی۔

ازہان کا رخ رخسار کی جانب تھا۔اب رخسار کا سانس رکا۔اب وہ سب پوچھیں گے۔۔۔؟؟رخسار۔۔؟؟کیا جواب دو گی۔۔؟؟

رخسار دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی۔اس کے ماتھے پے پسینے کی لکیریں نمودار ہوئی یں۔

مبارک ہو گڑیا۔۔۔!ن ئی زند گی۔۔۔!ازہان نے قریب آتے اس کے سر پے شفقت بھرا ہاتھ رکھتے مبارک باد دی۔

رخسار نے سانس بھری۔۔اور سر جھکا لیا۔

میں جانتا ہوں۔۔اس رشتے کے لیے آپ راضی نہیں تھی۔ لیکن۔۔ صرف میری خاطر آپ نے یہ رشتہ جوڑا۔ میرا مان رکھا۔۔۔ازہان دھیمے دھیمے ٹھہر ٹھہر کے ہر لفظ ادا کر رہا تھا۔

رخسار نے ایک نظر اٹھا کے خان کو دیکھا۔

بھیا۔۔۔! آپ۔۔۔ خوش ہیں۔۔؟؟رخسار کا لہجہ دھیما تھا۔

ہممم۔۔۔۔! خوش تو ہوں۔۔۔ لیکن اپنی گڑیا کے رخصت ہو جانے سے اداس بھی ہوں۔ازہان خان نے دل سے کہا۔

رخسار کی آنکھیں بھر گ ئی یں۔

خان نے اسے گلے سے لگا یا۔

رخسار۔۔۔! میری جان۔۔۔! مجھ پے بھروسہ رکھا ہے ناں۔۔ یہ ہمیشہ قائم رکھنا۔ فیروز آپ کا بہت خیال رکھے گا۔ وہ آپ کو عزت بھی دے گا۔ اور مان بھی۔ مجھے اس پے پورا بھروسہ ہے۔

خان کے لہجے کا یقین رخسار کو حیران کر گیا۔

ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔۔؟؟ رخسار نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے کہا۔

آپ نے۔۔زوبیہ سے منگنی توڑ کے۔۔امامہ سے شادی کیوں کی۔۔؟؟میرے بغیر۔۔۔؟آپ نے اپنی شادی کرلی۔میں نہیں۔۔تھی۔۔لیکن۔۔آپ اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ لیتے کیسے۔۔؟؟مجھے فراموش کر گ ئے۔۔؟؟

اتنے دنوں سے دل میں آیا سوال آخرر خسار نے پوچھ ہی لیا۔جس کا جواب ازہان خانزادہ دیناہی نہیں چاہتا تھا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

رخسار میری جان۔۔۔!ایسی باتیں مت کرو کہ آپ کا بھائی کا دل تڑپے۔

ازہان نے اسے آج بھی پھر سے ٹالنا چاہا۔لیکن رخسار کال پھر سے دکھا۔

آپ نے مجھے جواب نہیں نہ دیا۔رخسار نے سر اٹھا کے پوچھا۔ازہان نے اس کے ماتھے پے بوسہ دیا۔

وقت آنے پے بتادوں گا۔ابھی کچھ بھی ایسامت سوچو۔۔جس سے خود ک تکلیف پہنچے۔

ازہان کے دھیمے لہجے میں کہنے پے رخسار نے آنکھیں موند لیں۔وہ اپنے بھائی کے لیے خود کو قربان کر چکی تھی۔لیکن۔۔دل کے کسی ایک کونے میں وہ حارث شاہ آج بھی زندہ تھا۔

لیکن۔۔اب۔۔وہ اسے مار دینا چاہتی تھی۔اس کا سوچنا بھی گناہ تھا۔ہاں وہ اس کی زندگی میں آیا۔ایک آندھی طوفان کی طرح۔اور سب کچھ بہا کے لے گیا۔کیا یہ سزا تھی۔۔؟؟

وہ ضمیر کی عدالت میں پہنچ گ ئی۔

یا مکافاتِ عمل۔۔۔؟؟اس کا دل لرزا تھا۔اور ایک جھر جھری لی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

امامہ اپنے کمرے کی بجائے باہر مہمانوں کی طرف آ گئی۔اس کا دل ابھی بھی دھڑک رہا تھا۔اسے لگتا تھا ازہان نے سب سن لیا ہے۔اور اب موقع دیکھ کے وہ ضرور اس سے سوال جواب کرے گا۔وہ از حد پریشان ہو گئی۔

سی گرین مکسی میں اس کی چھب ہی نرالی تھی۔

تقریباً سبھی خواتین کی نظریں اس پہ تھیں۔وہ جو آج حجاب میں تھی۔لیکن بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اس کا حجاب اسے سب میں ہمیشہ الگ اور منفرد رکھتا تھا۔

فیروز کو مبارک باد دینے کے لیے وہ ایک طرف سے راہداری عبور کرتی نقاب میں گ ئی۔ جہاں اس نے فیروز کو بلوا کے مبارک باد دی۔

تم خوش۔۔ ہو۔۔؟؟ مائی ورلڈ۔۔۔؟؟ فیروز نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

معلوم نہیں۔۔ بھیا۔۔۔! لیکن اب ڈر لگتا ہے۔۔ کھونے سے۔۔۔! امامہ کے لہجے میں ایک درد چھپا تھا۔

کیسا ڈر۔۔؟ فیروز پریشان ہوا۔

اپنے مجازی خدا کو کھونے کا ڈر۔۔۔ امامہ نے صاف لفظوں میں فیروز سے کہہ دیا تو وہ بہت سنجیدہ ہو گیا۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔ میرے جیتے جی تو نہیں۔۔۔!

اللہ آپ کو ہماری زندگی بھی لگادے بھیا۔۔۔ایسی باتیں نہ کریں۔

امماہ نے تڑپ کے اس کے لبوں پے ہاتھ رکھا۔

مائی ورلڈ آپ کی خوشی فیروز حاکم کی خوی ہے۔ یار کھنا۔۔ایک آنسو نہ نکلے آپ کی آنکھوں سے۔ !فیروز نے اسے پیار سے گلے لگایا۔ تو وہ مسکادی۔

لیکن۔۔آپ کے بہت آنسو نکلنے والے ہیں۔۔وہ آپ کی منکوحہ تو کیل مہاسوں سمیت پوری تیاری سے آنے والی ہے۔امامہ نے مذاق میں کہا تو فیروز کے چہرے پے ایک دلکش مسکراہٹ بکھری۔

مجھے بھی ایڈوینچر پسند ہیں۔یونو۔۔می ویری ویل۔۔۔!فیروز نے ایک آنکھ ونک کی توامامہ دھیما سا مسکرائی۔اور دل سے اپنے بھائی کی خوشیوں کی دعا مانگی۔

کچھ دیر تک وہ سب لوگ واپس چلے گ ئے۔

مہمان بھی جا چکے تھے۔رقیہ پھوپھو نے رات وہیں رہنے کا پلان بنالیا۔زوبیہ بھی آچکی تھی۔اب دونوں ماں بیٹی سر جوڑے کوئی شیطانی کام کیپلاننگ کر رہی تھیں۔

امامہ اندر واپس آچکی تھی۔فرحت بیگم کے پس جا بیٹھی۔

ارے۔۔بہو۔۔۔!بہت تھکن سی ہو گ ئی ہے۔زرا چائے تو پلادو۔

رقیہ پھوپھو نے امامہ کو دیکھ اپنا گیم اسٹارٹ کیا۔

امامہ مسکراتے ہوئے اٹھی۔

امامہ بیٹا۔۔! گل سے کہیں۔۔وہ سب کے لیے بنادے گی۔فرحت بیگم نے امامہ کو اٹھ کے جاتے ہوئے ہدایت کی۔تو وہ سر ہلاتی کچن میں گل سے چائے کا کہہ کے واپس مڑی کہ بیچ راستے میں ازہان خانزادہ نے اسے جالیا۔ امامہ سانس روکے اسے دیکھتی اپنی جگہ پہ ٹھہر سی گ ئی۔

اہان نے اسکی کلائی تھامی اور اپنے کمرے کی جانب لے کے بڑھا۔

امامہ کو سمجھ تو لگ گ ئی تھی۔لیکن اس کے پاس اپنی صفائی میں کہنے کے لیے کچھ نہ تھا۔

کوئی بہانہ کوئی دلیل۔۔۔؟؟وہ از حد پریشان ہوئی۔

کمرے میں سلے جاکے دروازہ لاک کرتا وہ امامہ کی جانب جارحانہ انداز مس دیکھتا پیش قدمی کرنے لگا۔

کیا کہہ رہی تھیں۔۔میری بہن سے ؟؟بولو۔۔۔؟؟اس کا اندز بہت سخت تھا۔

ہم۔۔۔صرف۔۔۔ان کی باتوں کا جواب دے رہے تھے۔امامہ منمنائی۔

کونسی باتوں کا جواب دے رہی تھی ہاں۔۔؟جس میں اسے معاف نہکعنے کے بارے میں بتایا جارہاتا۔۔؟؟بتاؤ مجھے۔۔۔!وہ جو قدم قدم بیپیچھے ہٹتی دیوار کے ساتھ جالگی تھی۔ازہان کے غصہ سے گھبرا کے آنکھیں بند کرگ ئی۔

مجھے جوواب چاہیے۔۔۔!ازہان نے اسکی کلائی پکڑ کے دبوچی۔

چھوڑیں ہمارا ہاتھ۔۔۔! آپ کا کچھ بھی جاننے کا دل ہے تو جا کے اپنی بہن سے پوچھیں۔۔۔ ورنہ۔۔ مکافاتِ عمل تو ہے ہی۔۔۔ خود ہی پتہ چل جائے گا آپ کو۔۔۔! امامہ بھی غصہ میں تیز لہجے میں بولی۔

میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔ آج۔۔۔! میری بہن سے دور رہو۔۔۔ اگر اس کی خوشیوں کے بیچ میں آپ آئی یں تو یاد رکھیے گا۔ جان سے مارنے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔ سخت لہجے میں کیتا وہ پلٹا۔ اس بہانے ہی سہی۔۔ آپ ہمیں چھوئی یں گے تو سہی۔۔۔!

امامہ نے دلفریب انداز میں کہتے ازہان خانزادہ کے جاتے قدم روکے تھے۔

گردن موڑ کے اس عشق کی دیوی کو دیکھا۔ جو پور پر اس کے عشق میں ڈوبی ہوئی تھی۔

مارنے کے لیے ہاتھ اٹھانا شرط تو نہیں۔۔

نظروں سے گرنے کے بعد انسان ویسے ہی مر جاتا ہے۔

ازہان نے بنا اسکی جانب دیکھے کہتے باہر کی جانب قدم بڑھا دی ئے۔

یہ تو وقت طے کرے گا۔ازہان خان زادہ۔کون کس کی نظروں میں گرتا ہے۔

۔۔۔؟؟؟

امامہ نے دل ہی دل میں ازہان خانزادہ کو جواب دیا تھا۔

مہندی کی رسم بہت سادگی سے ادا کی۔ مہندی کے ڈریس میں رخسار سوگوار سا روپ لیے سبھی کے دلوں میں اپنی چھب بنا رہی تھی۔ فرحت بیگم صُبح سے کافی دفعہ صدقہ دے چکی تھیں۔ انہیں ابھی ڈر لگتا تھا۔ کہ کہیں کوئی نظر نہ لگ جائے۔ پرویز صاحب اور شاہ ویز صاحب نے تمام کل کے انتظامات بھی ازہان کے سر پے توڈال ہی دی ئے تھے۔۔ لیکن پھر بھی وہ اس کے ساتھ ساتھ کھڑے تھے

شی از لکنگ ٹو مچ گار جی ئی س۔۔۔!

تعریف کے چھوٹے موٹے جملے سنتی رخسار سر جھکا لیتی۔

اچانک سے کوئی کزن ان کا اندر آ گیا۔

ہیے۔۔۔رخسار۔۔۔!ہاؤ آر یو۔وہ سیدھا اندر گھس آیا۔امامہ نے فوراً رخ پھیرتے اپنے حجاب سے ہی نقاب کر لیا۔۔

می فائی ن۔۔تم کب آئے۔۔۔؟؟رخسار بھی مسکرائی۔

بس۔۔جب تم نے دیکھا۔ویسے لندن سے دو دن پہلے لوٹا ہوں۔۔ برجستہ جواب آیا۔

اچانک سے ہی شادی رکھ لی تم نے۔۔۔!پتہ بھی نہیں چلا۔۔؟؟اس نے گلہ کیا۔

رخسات بس مسکرا ہی سکی۔

ان سے نہیں ملواؤ گی۔۔؟؟مس حجابن۔۔؟؟؟اس نے اشتیاق سے امامہ کو دیکھتے رخسار سے کہا۔

یہ۔۔خان بھیا کی بیوی ہیں۔ناچاہتے ہوئے بھی رخسار کو ادب کے دائی رے میں رہ کے تعارف کروانا پڑا۔

واؤ۔۔زوبیہ نے کب سے حجاب پہننا شروع کر دیا۔۔؟؟شاید وہ بھی ازہان کی منگنی سے واقف تھا۔

یہ۔۔زوبیہ نہیں۔۔۔رخسار نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اب حجاب میں ہیں محترمہ۔۔۔دیدار کرائیں تو تہ چلے۔۔کہ کون ہیں۔۔؟
امامہ جو وہاں سے نکلنے لگی تھی۔اسکی بے باک انداز میں کہی بات پے رکی۔اور واپس مڑی

اَلسَلامُ عَلَیکُم۔۔۔ ہمارا نام مسز امامہ از ہنا خانزادہ ہے۔اور اس منشن کی بہو ہیں۔ رخسار کی بھابی۔۔اتنا تعارف بہت ہے۔۔آپ باہر والوں کے لیے۔

اچھے سے اسے لفظوں کی مار دیتی وہ رخ پھیر گ ئی۔

اوہ۔۔ہیلو۔۔۔!ایکسکیوز می۔۔۔!باہر والا کون۔۔؟؟رخسار بتاؤ اسے۔۔کون ہوں میں۔۔میرا رتبہ یہاں کے بیٹے جتنا ہے۔ سمجھی آپ۔۔۔!

وہ تھوڑا ناگواری سے بدتمیزی کر گیا۔

یو۔۔ایکسکیوز۔۔۔۔!بیٹے جتنا رتبہ ہو سکتا ہے۔۔یکن بیٹے نہیں ہو۔سمجھے آپ۔۔۔!امامہ بھینا گواری سے بولی۔

اف۔۔ کتنی بد تمیز ہے یہ۔۔۔ سمجھتیکیا ہے یہ خود کو۔۔؟؟ برہان نے منہ با کے رخسار سے شکایت لگانے والے انداز میں کہا۔

آپ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں گے۔۔؟؟امامہ نے غصہ بھری آواز سے کہا۔تو وہاں موموجد کچھ خواتین بھی متوجہ ہو گ ئی یں۔

کیوں۔۔؟ کیا کہہ دیا۔۔؟؟میں نے جو اتنی آگ لگ گ ئی۔۔؟ وہ بھی اب صحیح میں بد تمیزی کرنے لگا۔

برہان۔۔۔!امامہ کی بجائے خان کی رعب دار آواز پے وہ سب اس کی طرف مڑے جب کہ غصہ ضبط کرنے کے چکر میں امامہ کا چہرہ خطرناک حد تک لال ہو چکا تھا۔

یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟انتہائی سنجید گی سے پوچھا۔

خان بھائی۔۔۔۔رخسار کو مبارک باد دینے آیا تھا۔ لیکن یہ۔۔۔؟؟اشارہ امامہ کی طرف تھا۔

دے دی مبارک باد۔۔۔؟؟ازہان نے اسکی بات کاٹی۔ لہجہ بھی سخت تھا۔

ہاں۔۔ لیکن۔۔۔؟؟ پھر کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے۔

باہر چلو۔۔۔! خان نے اسے بار کا رستہ دکھایا۔ برہان کو اپنی بے عزتی محسوس ہوئی۔

لیکن خان کے آگے کسی کی چلتی کب تھی۔۔؟؟مزید بے عزتی سے بچنے کے لیے وہ باہ نکل گیا۔

امامہ نے مڑ کے اپنے مجازی خدا کو دیکھا۔

جو بنا اس کی جانب دیکھے خود بھی باہر نکل گیا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں کے لال ڈورے وہ دیکھ چکی تھی۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

فیروز خان دلہا بنا ہوا ایک الگ ہی روپ آیا تھا اس پے جو دیکھتا نظر اتارے بنا نہ رہتا۔

زرقا تو بار بار اس کی نظر اتار رہی تھی۔ اور آنسو الگ آرہے تھے۔ وہ فیروز کو اپنا بیٹا مانتی تھی۔ اور وہ بھی زرقا کو بہت عزت بخشتا تھا۔

امامہ چاہ کے بھی بارات کے ساتھ نہ آسکی۔ وہ استقبالیوں میں شامل تھی۔ اور خان نے سختی سے اسے منع کیا تھا وہاں جانے سے۔ ہاں شادی کے ختم ہو جانے کے بعد وہ جاسکتی تھی۔ اس لیے چپ ہو گئی تھی۔ جب کہ دل بہت اداس ہوا۔

ازہان خان کو انکار وہ نہ کرسکتی تھی۔

بارات کا استقبال بہت زبردست طریقے سے ہوا۔ مہندی کا فنکشن تو منشن میں ہی ہوا۔ لیکن آج بارات کا فنکشن شہر کے سب سے بڑے بینکوئیٹ میں تھا۔ اور ازہان خانزادہ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

نکاح ہو چکا تھا۔ آج صرف رخصتی تھی۔

آج بھی خواتین اور مرد کے بیٹھنے کا الگ انتظام تھا۔اور آج کچھ زیادہ ہی سختی تھی۔

خوبصورت سی وائیٹ کلر کی میسکسی پہنے امامہ آج کوہ قاف سے اتری پری کا گمان ہو رہا تھا۔اس پے خوبصورت سے حجاب لیے وہ معصومیت میں غضب ڈھا رہی تھی۔

وہیں دوسری طرف ازہان آج وائیٹ شلوار قمیض اور براؤن واسکٹ پہنے شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔

سونوں ایک دوسرے کے لیے سورج چاند کی طرح تھے۔

ایک بار بھی دونوں نے ایک دوسرے کو جی بھر کے نہ دیکھا۔کہ کہیں اپنی ہی نظر نہ لگ جائے۔

رخسار گھونگھٹ نکالے دھیرے دھیرے چلتی کزن اور بہنوں کے ہمراہ سیڑھیاں اترتی نیچے آ رہی تھی۔ فیروز کی نگاہ اٹھی۔ لیکن گھونگھٹ کو دیکھ فیروز زیرِلب مسکرایا تھا۔ یہ فیروز کی ہی خواہش تھی۔ کہ رخسار گھونگھٹ میں آئے۔ رخسار کو فیوز کے ساتھ لے جا کے بٹھایا گیا۔ رخسار فاصلہ رکھتے ہوئے بیٹھی تھی۔

جسے فیروز نے محسوس کر لیا۔ لیکن کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔

موقع غنیمت دیکھتے بلآخر عرفان بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اپنے ناپاک ارادوں کے ساتھ...

اسے امامہ کو اپنا بنانا تھا۔ چاہے کچھ بھی کر کے۔۔ کسی بھی حد تک جا کے۔

وہیں جہاں امامہ کے لیے عرفان پہنچا تھا۔ تو دوسری طرف راکی بھی وہاں آن دھمکا تھا۔

جو امامہ اور امل کا تو جانی دشمن تھا ہی۔۔۔ لیکن رخسار کا قریبی دوست تھا۔ اس کا گروپ کا دوست۔۔ راکی۔

ہاں وہ وہیں گروپ تھا۔

رخسار بینش سمیرا اسد اور راکی۔۔ جنہوں نے امامہ اور امل کی زندگی برد باد کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔

آج وہ وہاں سب اکھٹے تو ہو گ ئے تھے۔ لیکن ان سب کا مقصد کیا تھا۔۔؟؟ ایک ہی مقصد تھا۔ یا الگ الگ۔۔؟؟ یہ تو وقت نے ہی طے کرنا تھا۔

کون کیا کرنے والا تھا۔

عرفان نظر بچاتا اندر خواتین والی سائی یڈ پے پہنچ گیا۔ حجاب میں اسے دور سے ہیامامہ نظر آگ ئی۔ جسے دیکھ وہ ایک پل کو سٹل ہو گیا۔ آج پہلی بار وہ اسے بغیر نقاب کے دیکھ رہا تھا۔ اس کا دو آتشہ حسن دیکھ وہ میمرائی زہوا تھا۔ اور ارد گرد کا ہوش کھو بیٹھا تھا۔

عشق حدِ جنوں تک (کیا رخصتی ہو جائے گی؟)

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

عرفان۔۔۔!

اس سے پہلے کے عرفان امامہ تک پہنچ پاتا شہروز کی آواز پے وہ رکا تھا۔اور پلٹا تھا۔ شہروز کو سامنے دیکھ اس کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ عرفان نے نا سمجھی سے پوچھا۔

یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟؟؟ شہروز نے قریب آتے تندہی سے پوچھا جب کہ اندر خواتین پے اس کی نظر پڑ چکی تھی۔

وہ۔۔۔اماں سے بات کرنی تھی کچھ۔۔۔! عرفان نے بہانہ گڑھا۔

کیا بات۔۔؟؟ شہروز بھی بات کی کھال اتارنے کا فن جانتا تھا۔

وہ۔۔آج ان کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔۔تو وہی۔۔؟؟ عرفان نے سوچ سمجھ کے جواب دیا تھا۔۔

گھر جا کے پوچھ لینا۔۔ یہاں اندر بہت سی خواتین ہیں۔اور اگر زیادہ خراب ہو گی تو امل بتادے گی۔ وہ ان کے ساتھ ہی ہے۔ شہروز نے تصیلاً جواب دیا تھا۔

جی۔۔۔۔! وہ منہ بگاڑتا باہر نکل گیا۔جب کہ شہروز اپنا غصہ کنڑول کرتا خود بھی باہر کی جانب قدم بڑھا گیا۔

رخصتی کا شور اٹھا تھا۔ رخسار کو تھامتا ازہان خان آگے بڑھا تھا۔ کہ اسی لمحے۔۔۔

ازہان پرویز خانزادہ۔۔۔! میڈیا کی پاور فل ہستی مرینہ زیدی اس وقت وہاں موجود تھی۔ازہان کی سب نے ہی مڑ کے آنے والی ہستی کو دیکھا تھا۔ جس کے ساتھ کیمرہ مین بھی تھا۔جب کہ اس کے چہرے پے ایک طنزیہ چمک تھی۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔؟؟ رخصتی کی۔۔؟ ہمارے کچھ سوالوں کے تو جوابات دے دیں۔۔؟؟

وہ بڑے انداز سے چلتی بالوں کو جھٹکا دیتی آگے بڑھی تھی۔

کیا مطلب ہے۔۔؟ اندر کیسے آئی ہیں آپ۔۔؟؟ گارڈز۔۔ سیکیورٹی۔۔؟ ازہنا دبے دبے لہجے میں چلایا۔ جب کہ سب طرف چہ مگوئیاں شروع ہوئی ہیں تھیں۔

اررررے۔۔۔ ایسا سلوک۔۔ مہمانوں کے ساتھ۔۔؟؟ مرینہ نے مصنوعی انداز میں افسوس کا اظہار کیا۔

اچھا چھوڑیں ان سب باتوں کو۔۔یہ بتائیں۔۔آپ کی بہن پچھلے دنوں کہاں تھی۔۔جب آپ کی شادی ہوئی۔اس کے سوال پہ جہاں ازہنا کے ماتھے تیوری چڑھی۔وہیں رخسار کا دل دھڑکا تھا۔

کیا کہنا چاہتی ہو۔۔؟؟

مرینہ زیدی کو کون نہیں جانتا تھا۔وہ کتنی شاطر دماغ تھی۔کسی سے ڈھکا چھپا نہ تھا۔اپنے چینل کو اونچی اڑان پہ پہچانے والی وہ سچ جھوٹ مکس کر کے ہر خبر کو مصالہ لگا کے پیش کرتی تھی۔اور ازہان کا انٹرویو لینا چاہتی تھی۔بہت بار کوشش کر چکی تھی۔اس پہ دل و جانسے فدا بھی تھی۔لیکن ازہان نے کبھی اسے بھاؤ نہیں دیا اور نہ ہی کبھی اس کی کال اٹینڈ کی۔اور انٹرویو کے لیے ہامی بھری۔یہی وجہ تھی۔وہ ازہان خانزادہ کی فیملی کا کوئی کمزور پہلو تلاش کرنے میں جٹی رہتی تھی۔اور اس میں آج وہ کامیاب بھی ہو گ ئی تھی۔لیکن ازہان کو کتنا نیچا دیکھا سکتی تھی۔آج سب نے دیکھنا تھا۔

آپ کی بہن۔۔۔ کس کے ساتھ بھاگی تھی۔۔؟؟ مرینہ کا چبھتا سوال وہاں موجود سب کو ہی بری طرح غصہ دلا گیا تھا۔

لڑکی۔۔۔! زبان سنبھل کے بات کرو۔۔ تم۔۔ خان کی بہن کے بارے میں بات کر رہی ہو۔۔ سوچ سمجھ کے بولو۔۔۔! ازہا خانزادہ کی اتنی اونچی آواز پے در و دیوار کانپ اٹھے۔ایک پل کو مرینہ بھی کانپی۔

دوسری طرف رخسار کو لگا در و دیوار اس کے اوپر آن گرے ہوں۔اس کا پردہ آج فاش ہونے جا رہا تھا۔اور فیروز۔۔؟؟ فیروز کو پتہ چلتا۔۔؟؟ وہ پورے ۔۔ بارہ دن۔۔۔ گھر سے دور کسی غیر شخص کے ساتھ رہی۔۔ اکیلی۔۔۔ تو۔۔؟؟ کیا۔۔ ہو گا۔۔؟؟ رخسار کے قدم ڈگمگائے۔اس نے پاس کھڑے فیروز کا بازو تھاما۔وہ جو بمشکل اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش میں لال انگارہ بنا ہوا

تھا۔ رخسار کا اسے چھونا ایک دم سے اسے ٹھنڈا کر گیا۔ وہ لڑکی گھبرا رہی تھی۔ ہاں اسے گھبرانا چاہیے تھا۔

چلیں۔۔ میں اپنے للفاظ کو بدل لیتی ہوں۔۔ یہ بتائیں۔۔ آپ کی بہن یونیورسٹی سے غائب ہوئی تھی۔ تو کہاں گئی تھی۔۔؟؟ اب کی بار بھی لہجہ میں بھرپور طنز تھا۔

تم ہوتی کون ہو۔۔ یہ سوال کرنے والی۔۔؟؟ ازہان خانزادہ غصہ سے اسٹیج سے نیچے اترتا اس کی جانب بڑھا۔ اور اس کے کیمرہ مین کو دھکا دیا۔ سیکیورٹی بھی حرکت میں آئی۔ اور مرینہ کو اس کے کیمرہ مین سمیت دھکے دے کے باہر نکالنے لگے۔

آپ چاہیں جو مرضی کرلیں۔۔ ازہان خانزاہ۔۔۔! لیکن یہ سچ زیادہ دیر چھپ نہیں سکتا۔ آپ کی بہن کڈنیپ ہوئی تھی۔ اور کتنے دن وہ گھر سے باہر رہی

تھی۔سب کو پتہ چل۔جائے گا۔اب۔۔۔اور پھر اچانک۔۔ کڈ نیپر نے اسے چھوڑ دیا۔۔بنا کچھ کہے۔۔۔!آپ کو کیا لگتا ہے۔ ہمیں یہاں سے دھکے دے کے نکال دیں گے۔تو ہمیں چپ کرا لیں گے۔۔۔؟حقیقت نہیں چھپنے والی۔۔۔! سنا آپ نے۔۔۔!وہ چلاتے ہوئے باہر جا رہی تھی۔اس کے الفاظ پے ازہان خانزافہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچیں تھیں۔اور خود پے قابو نہ رکھتا وہ اس کی جانب جارحانہ انداز میں بڑھا۔کہ بیچ راہ میں امامہ نے اس کا بازو پکڑ کے روک لیا۔اور نفی میں سر ہلایا اس کی نم آنکھوں کو دیکھا۔جس میں التجا تھی خاموش رہنے کی۔

ازہان نے اس کا بازو پکڑ کے جھٹکا دے کے دور کرنا چاہا۔لیکن امامہ اس کے سامنے آگ ئی۔

پلیز۔۔رخسار کی خاطر۔۔۔۔!رک جائیں۔۔امامہ نے اسے رخسار کا واسطہ دیا۔وہ امامہ کا بازو سختی سے دبوچے اس کی آنکھوں میں دیکھتا اپنے آپ کو کنٹرول کرنے لگا جب کہ امامہ کی کلائی پہ اس کی گرفت انتہائی سخت ہوتی جارہی تھی۔

مرینہ اور کیمرہ مین کو باہر پھینکوا دیا گیا تھا۔

ازہان خانزادہ نے امامہ کی آنکھوں سے اپنی نظریں ہٹائیں۔گہرا سانس خارج کیا۔

اور واپس اسٹیج کی جانب بڑھا۔اس نے امامہ کا مان رکھا تھا۔ہاں اس نے امامہ کی بات مان لی تھی۔وہ دل سے خوش ہوئی تھی۔وہ جانتی تھی۔یہ کای دشمن کی سازش ہی ہوگی۔ازہان کو بدنام کرنے کی۔اور اس وقت وہ لڑکی چاہتی تھی۔کہ ازہان غصہ میں کچھ کرے اور وہ اسے مرچ مصالحہ لگا کے نیوز چینل کی ریٹنگ بڑھائے۔جب کہ اس وقت رخسار کی رخصتی زیادہ امپورٹڈ تھی۔جو وہاں اسٹیج پے

اس کے بھائی کی عزت بنی کھڑی تھی۔ازہان نے گھونگھٹ سے ہی رخسار کا ماتھا چوما۔اور اسے تسلی کروائی۔

فیروز کی طرف بہت مان سے یکھا تو فیروز نے گہرا سانس خارج کرتے آگے بڑھ کے ازہان کو گلے سے لگالیا۔ سبھی ان دونوں کے یوں گلے ملنے سے حیران تو ہوئے لیکن خاموش ہی رہے۔ان کے بیچ کیا راز تھا۔یہ وہ دونوں ہی جانتے تھے۔

پرویز صاحب آگے بڑھے۔اور بیٹی کو رخصت کرنے لگے۔رخسار سہج سہج کے ایک ایک قدم رکھتی کئی بار لڑکھڑائی تھی۔سب باری باری اس سے مل رہے تھے۔اور اس کی رخصتی پہ اشک بار تھے۔ہر بار ازہان نے اسے تھاما گھونگھٹ میں ہی وہ خاموش آنسو بہا رہی تھی۔جو ازہان بھی جانتا تھا۔اور فیروز بھی۔

امامہ تم نہیں چلو گی۔۔؟امل نے اس سے سوال کیا۔

امامہ نے ایک نظر ازہان پہ ڈالی جو رخسار کو فیروز کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا رہا تھا۔

نہیں کل آئیں گے۔۔اپنے بھائی کے ولیمہ پہ۔۔امل۔۔۔!ایک بات کہیں۔؟؟امامہ نے بہت مان بھرے لہجے میں کہا

ہاں۔۔کہو۔۔؟؟امل ہمہ تن گوش ہوئی۔

رخسار کو معاف کر دینا چاہیے۔۔!نجانے کس احساس کے تحت کہتے ہوئے امامہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

امل نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

کیا۔۔تم۔۔واقعی۔۔سب۔۔بھول۔۔؟؟امل کو حیرت ہوئی تھی۔

امامہ نے فیروز کا چمکتا چہرہ دیکھا۔

ہمممم۔۔۔اپنے بھیا کی خاطر۔۔ہی از ہول ورلڈ فار می۔فیروز کی نظر بھی اس کی جانب اٹھی۔وہ نقاب میں بھی مسکرا رہی تھی فیروز جان گیا تھا۔کہ دل گیر مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتا وہ اس کی جانب بڑھا۔

چلنا نہیں۔۔؟اسے گلے سے لگاتے وہ بہت خوشوار انداز میں بولا۔

کل آئیں گے۔۔جب آپ ہمارا اچھے سے استقبال کریں گے۔اپنی نئی نویلی دلہن کے ساتھ۔

امامہ اسے کیا باور کروانا چاہ رہی تھیم وہ اچھے س سمجھ گیا تھا۔

ان شاء اللہ۔۔انتظار کریں گے۔۔اپنی جان کا۔۔۔!فیوز نے اسے خود سے لگاتے اس کے ارپے بوسہ دیا۔

اجازت ہے۔۔؟؟بہت محبت سے پوچھا۔امامہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔امل جا چکی تھی۔

زرقا بھابھی سے بہروز بھائی سب سے وہ مل رہی تھی۔

جب کہ دوسری طرف امل کا دل بہت سخت خوف کا شکار ہوا تھا۔وہ نہیں جانتی فیروز اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔جب کہ اب تو اس کے کڈنیپ ہونے کی بات بھی منظر عام پے آگ ئی تھی۔

فیوز کے گاڑی میں بیٹھتے ہی شہروز نے گاڑی روڈ پے ڈال دی۔ جب کہ پیچھے رخسار کے ساتھ امل بیٹھی تھی۔ دل تو نہیں تھا اس کا رخسار کے ساتھ بیٹھنے کا۔ لیکن امامہ کے سمجھانے پے وہ خاموشی سے بیٹھ گئی جبکہ شہروز نے بھی اسے یہی کہا تھا وہ امل کو ایک منٹ کے لیے بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں کر رہا تھا۔

بہروز حاکم بمعہ فیملی۔۔ پرویز خان اور ان کی فیملی سے ملتا اجازت لیتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

باری باری بھی رخصت ہوتے جا رہے تھے۔ امامہ کا دل بہت اداس ہوا۔ وہ اندر کی انب بڑھی۔ اپنی بث شال لینے۔ شال لیتہ وہ برائیڈل روم سے کلی تھی۔ واں اور کوئی نہیں تھا۔ تقریباً سبھی جا چکے تھے۔ کہ اچانک سے کسی نے اس کا راستہ روکا۔

امامہ ایک دم سہم گئی۔اپنے سامنے عرفان کو دیکھ کے امامہ کے اوسان خطا ہوئے۔

عرفان۔۔بھائی آپ۔۔؟؟امامہ نے خود کو قابو کرتے خوداعتمادی سے کہا۔

ہاں۔۔میں۔۔!کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا۔۔؟؟جب میں نے کہا تھا۔ کہ تم میری ہو۔۔پھر کیوں کی کسی اور سے شادی۔۔؟؟بولو۔۔؟؟جواب دو۔۔؟؟

عرفان پاگلوں کی طرح اس سے سوال کر رہا تھا۔

جب کہ وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

کہ وہ کیا بولے جارہا ہے۔

اس سے پہلے کہ وہ امامہ کا ہاتھ تھامنے کی غلطی کرتا۔امامہ نے اسے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا۔

اندر آتے ازہان خان نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

خبردار۔۔جو۔۔ہمیں چھونے کی بھی غلطی کی تو۔۔منہ توڑ دیں گے ہم آپ کا۔ انگلی اٹھا کے وارن کرتی وہ عرفان کو سلگا ہی تو گ ئی۔

تم نے مجھ پے ہاتھ اٹھایا۔۔۔مجھ پے۔۔؟؟میں۔۔تم سے محبت کرتا ہوں۔۔ اور تم نے۔۔مجھے۔۔؟؟عرفان اب کی بار غصہ سے سخت پاگل ہونے کو تھا۔

ایک پل کو امامہ خوف زدہ ہوئی۔

آپ کی بہتری اسی میں ہے عرفان بھائی کی ہم سے دور رہیں۔ ورنہ۔۔ بھیا کو آپ کی شکایت لگائیں گے۔۔ اور پھر وہ جو آپ کا حال کریں گے۔۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔

امامہ نے اسے ڈرانا دھمکانہ چاہا۔

مجھے ڈراوے مت دے۔۔ اپنے بھائی کے۔۔ پیار کرتا ہوں تجھ سے۔۔۔ تیری شادی باہر کر دی خاندان سے۔۔ میں انہیں نظر نہ آیا۔۔؟؟ عرفان کے اندر نفرت بول رہی تھی۔

امامہ نے لب بھینچتے اسے دیکھا۔

دفع ہو جائیں یہاں سے۔۔۔! صرف پھوپھو کا لحاظ کر رہے ہیں۔۔

ورنہ۔۔؟؟؟

ورنہ کیا۔۔؟؟ کیا کرے گی تُو۔۔؟؟اب کی بار وہ جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھا۔ازہان کے بیچ میں دیوار بننے سے وہ وہیں ٹھٹھک کے رکا تھا۔

اس کا غصہ سے لال بھبھوکا چہرہ دیکھ وہ ایک پل کو سہما تھا۔

ازہان خانزادہ نے ایک گھونسا اس کے منہ پے لگایا۔ کہ وہ دور جا گرا۔امامہ منہ پے ہاتھ رکھے اپنی چینخ کا گلا گھونٹ گ ئی۔

ازہان نے پھر اتنے پے نہ رکھا۔بلکہ یکے بعد دیگرے مکے اس پے برسائے۔وہ پہلے سے ہی سخت غصہ میں تھا۔اسے تو اپنا غصہ اتارنے کا موقع مل گیا تھا۔

عرفان نے کافی مزاحمت کرنے کی کوشش کی۔خود بچانے کے چکر میں ایک مکا وہ بھی برسا گیا لیکن ازہان خانزادہ نے اس کی حالت ہی بگاڑ کے رکھ دی

پلیز۔۔۔ چھوڑ دیں۔۔۔انہیں۔۔۔امامہ ارد گرد دیکھتی ازہان کے پاس پہنچی۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ شاید سب جا چکے تھے۔اور ازہان اسے ہی لینے اندر آیا تھا۔ کہ عرفان کے ہوش ٹھکانے لگا گیا۔

اسے ادھ موا کرتے وہ اٹھا تھا۔

ازہان نے خونخوار نظروں سے امامہ کو دیکھا۔امامہ کا دل اچھل کے حلق میں آگیا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ازہان امامہ کو لیے گاڑی کی جانب بڑھا۔امامہ نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔اسے کوئی نظر نہ آیا۔۔سب جا چکے تھے۔ایسے میں ازہان خانزادہ کے ساتھ اکیلے گاڑی میں سفر کرنے سے اسے ڈر لگ رہا تھا۔اس وقت وہ بے انتہا غصہ میں تھا۔

گاڑی میں فرنٹ سیٹ پے بیٹھتے ہی گاڑی کو روڈ پے ڈالتے وہ اسٹیرنگ پے ہاتھ کا دباؤ ڈالے خود پے ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔

کچھ دن پہلے امامہ نے اس سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔اور آج۔۔وہ کس شخص کے ساتھ۔۔۔ازہان نے زور سے اسٹئیرنگ پے ہاتھ مارا۔کہ امامہ نے سہم کے اسے دیکھا۔

گاڑی فل سپیڈ میں جا رہی تھی۔روڈ بالکل سنسان تھی۔کہ ایک دم سے بیچ سڑک پے ان کی گاڑی جھٹکے سے رکی۔

ازہان نے لب بھینچے باہر نکل کے گاڑی کو چیک کیا۔گاڑی گرم ہو چکی تھی۔

وہ اتنی سپیڈ سے تھا۔کہ یہ تو ہونا ہی تھا۔

گاڑی کی طرف واپس مڑا۔اور پانی کی بوتل نکالنے لگا۔امامہ بس خاموشی سے یک ٹک اسے ہی دیکھے جارہی تھی۔کہ تبھی بادل بہت زور سے گرجے۔

آسمان پے بجلی چمکی۔

یہ اچانک سے کیسی برسات آگئی۔۔۔!اے اللہ جی۔۔ابھی روک دیں۔۔ناں۔۔ہم گھر پہنچ جائیں پھر کھل کے مینہ برسانا۔

وہ دل ہی دل میں اللہ سے مخاطب ہوئی۔

لیکن ایک دم سے بارش کی بوچھاڑ شروع ہوئی۔اور ازہان مکمل بھیگ گیا۔

اب گاڑی کو اللہ کی طرف سے ہی ٹھنڈک مل گ ئی تھی۔ لیکن ازہان خانزادہ۔۔کے اندر کی آگ ابھی بھی نہ بجھ سکی تھی۔

پلیز۔۔۔گاڑی آہستہ چلائی یں۔۔ بارش ہو رہی ہے۔۔ایکسیڈینٹ ہو جائے گا۔

اسے دوبارہ سے اسی سپیڈ پے گاڑی چلاتے امامہ کہے بنا نہ رہ سکی۔

اپنا منہ بند رکھو۔۔ورنہ چلتی گاڑی سے نیچے پھینک دوں گا۔

ادزہان نے بنا کسی لحاظ کے اسے سنا دیں۔ تو وہ اپنا سا منہ لے کے رہ گ ئی۔اب وہ دل ہی دل میں جتنی دعائی یں یاد تھیں۔ سب پڑھنے لگی۔ بارش بھی تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔

کہ تبھی اچانک امامہ کے دل کو کچھ ہوا۔وہ پل۔۔وہ ماضی نظروں کے سامنے پھر سے گھومتا دیکھ اپنا آپا کھو چکی تھی۔

خان۔۔۔!اس نے لرزتا ہاتھ اس کے ہاتھ کی پشت پے ٹکایا۔جو انتہائی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

ازہان اس کی بدلتی کیفیت سے حیران ہوتے گاڑی کی سپیڈ سلو کر گیا تھا۔

لیکن خاموش رہا۔

امامہ نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کے آنکھیں موندلیں۔اس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔اسے پانی کی اشد ضرورت محسوس ہوئی۔

پاااانننی۔۔۔۔!وہ دھیمے سے منمنائی۔

ازہان نے پانی کی بوتل کھولتے اس کے لبوں سے لگائی۔ تو وہ جھٹ سے اٹھتی بوتل کو تھام گ ئی۔ اور منہ سے لگاتے سارا پانی اپنے اندر انڈیل لیا۔

کچھ ہی دیر میں اس کی طبعیت سنبھل گ ئی تھی۔

تمہیں کیا بیماری ہے۔۔۔؟

اچانک سے ازہان کے پوچھے گ ۓ سوال پے امامہ نے مڑ کے حیرانی سے اسے دیکھا۔

آپ۔۔ایسے کیوں کہہ رہے ہیں۔۔؟ ہمیں۔۔ کوئی۔۔ بیماری نہیں۔۔۔؟؟ امامہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آۓ۔

جھوٹ بولنے کی بھی بیماری ہے تمہیں۔۔اور جب تک یہ بیماری دور نہیں ہو گی۔۔ تمہیں مزید بیماریاں لگیں گیں۔

ازہان نے اس پے اچھے خاصے لفظوں کے تیر سے درد پہنچایا تھا۔

ایسا کچھ نہیں۔۔ ہم جھوٹ نہیں بولتے۔۔۔ سر جھکائے دھیرے سے کہا۔

ازہان نے ایک نظر اسے گردن موڑ کے دیکھا۔جواب بالکل ہی چپ ہو گ ئی تھی۔

گاڑی خان منشن میں داخل ہوئی۔

بے وقت بارش نے سبھی کو اپنے اپنے کمروں میں محصور کر دیا تھا۔

سوائے فرحت بیگم کے وہ بیٹے کا انتظار کر رہی تھیں۔

خان کو اندر آتا دیکھ وہ اس کی طرف بڑھیں۔

کہاں رہ گ ئے تھے بیٹا۔۔۔ماں۔۔ کو کیوں تڑپاتے ہو۔۔؟

وہ کہتے ہوئے رو دی تھیں۔ازہان نہ ہی ان کی فون کال رسیو کر رہا تھا۔اور نہ ہی اپنی خیر خیریت کا پتہ دے رہا تھا۔ سبھی نے سمجھا یا کہ آ جائیں گے۔ لیکن وہ ماں تھیں۔کیسے سنبھلتیں۔۔

رخسار کی رخصتی پے بھی وہ بہت روئی یں تھیں۔اب انہیں بیٹے کا سینہ چاہیے تھا۔اپنا دکھ ہلکا کرنے کے لیے۔

امامہ سلام کرتی اندر کی جانب بڑھ گ ئی۔جب کہ ازہان ماں کے پاس چلا آیا۔

امامہ بھی انکی فیلنگز سمجھ رہی تھی۔ دونوں ماں بیٹا کچھ پل اکیلا رہنا چاہ رہ تھے۔ اس لیے وہ وہاں سے ہٹ گ ئی۔ کمرے میں آتے ہی سب سے پہلے کپڑے چینج کیے۔ اور وضو بناتی اب وہ نماز کے لیے کھڑی تھی۔ عشا کی نماز ادا کرتے س سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو وہ رو دی۔

وہ اپنے اللہ سے شکوہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آج تک اس نے شکوہ نہیں کیا تھا۔ کتنی ہی پریشانی دکھ تکلیف سہے۔۔ لیکن کبھی رب سے شکوہ نہ کیا۔

اس بار اسے عرفان کے رویے سے ڈر لگا تھا۔ وہ کیا چاہتا تھا۔ کیوں اس کی راہ میں آرہا تھا۔۔؟؟ وہ پریشان ہو گ ئی تھی۔ جب کہ ازہان کے غصہ سے بھی اچھی طرح واقف تھی۔ آج مار کھانے کے بعد وہ چپ بیٹھنے والوں میں سے نہ تھا۔ اور رخسار کی کڈنیپنگ کی خبر پے وہ بہت پریشان ہوئی تھی۔ موبائ ل اٹھاتے فیروز کو کال کرنی چاہی۔ لیکن پھر کچھ سوچ کے رک گ ئی۔ اور واپس رکھ دیا۔ اسی

لمحے ازہان خانزادہ کمرے میں داخل ہوا۔ اسے پریشان دیکھتا وہ اپنا والٹ اور موبائل ٹیبل پہ رکھتا ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھا۔ تو وہ ایک دم چونکی۔ اور اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

کیا ازہان مجھ پہ شک کر رہے ہیں۔۔؟؟ دل میں سوال اٹھا تو ایک شاکی نظر اپنے شوہر پہ ڈالی۔ جواب شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔ وہ بھیگا ہوا تھا۔ شرٹ اتار کے ایک طرف غصہ سے پھینکی۔ امامہ کا دل پھر سے دھڑکا۔ اور اپنی نظریں بجائے اس پہ سے ہٹانے کے اس پہ جمادیں۔ وہ اب کبرڈ میں سر گھسائے اپنے نائٹ ڈریس نکال رہا تھا۔ اور زور سے کبرڈ بند کرتا وہ ڈریس لیے باتھ روم میں گھس گیا۔

امامہ نے سہم کے اسکی پشت کو دیکھا۔ وہ لب کاٹتی انگلیاں مروڑتی وہیں مورت بنی کھڑی رہی۔

رہ رہ کے اسے عرفان پے غصہ آ رہا تھا۔ جس نے اس کے محبوب شوہر کو غصہ دلایا تھا۔

کیا۔۔خان۔۔؟؟کو بھی ہم سے محبت ہے۔۔؟؟

اچانک سے دل کے نہاں کونے میں یہ سوال پنپا۔

محبت ہو گی تو ہی برداشت نہیں کر پائے۔اور عرفان کا بھر کس بنا دیا۔

لیکن۔۔۔؟؟یہ غصہ کیوں ہیں۔۔؟اپنی محبت کا اظہار کیوں نہیں کر دیتے۔۔؟؟

وہ اپنی سوچوں کے تانے بانے بن رہی تھی۔ کہ ازہان خان باتھ روم سے نکلا۔ اس نے ٹاول سے بال سکھائے اور آئینے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

جب کہ امامہ کی نظر بار بار اس پے جا رہیں تھیں۔

کیا مس ئی لہ ہے تمہارا۔۔؟؟ خان کو اس کا مسلسل دیکھنا غصہ دلا گیا۔

آپ۔۔۔ غصہ کیوں ہیں۔۔؟؟ معصومیت سے پوچھا۔

تو کیا۔۔ خوش ہوں۔۔؟؟ میری بیوی کا سابقہ عاشق نکل آیا ہے۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔؟؟ اللہ کا خوف کریں۔۔ ہم پے ایسا الزام کیسے لگا سکتے ہیں۔۔ آپ۔۔۔؟؟

امامہ دکھ سے بولی۔

الزام لگا رہا ہوں ۔۔ میں ۔۔ ؟؟ کتنے دھڑلے وہ وہاں اپنے عشق کی داستان سنا رہا تھا۔ اور تم ۔۔ ؟

ہم نے اسے تھپڑ مارا تھا۔ آپ نے دیکھا تھا ۔۔ پھر آپ ہم پے شک کیسے کر سکتے ہیں ۔۔ ؟؟

امامہ نے اس کی بات کاٹتے تیز لہجے میں کہا۔

اسے برداشت نہ ہوا کہ ازہان اس پے شک کر رہا تھا۔

تھپڑ ۔۔۔ ؟؟ اس کی جرات کیسے ہوئی ۔۔ یہ سب بکواس کرنے کی ۔۔۔ ؟؟ جان لے لوں گا اس کی میں ۔۔۔ ! خان کو اک بار پھر سے غصہ آنے لگا۔

امامہ تو اس کا غصہ دیکھتی رہ گ ئی۔

کیا۔۔۔؟؟ یہ بھی۔۔ ہمیں چاہتے ہیں۔۔؟ دل کو گدگدی سی ہوئی۔

آپ۔۔۔ ہم سے۔۔ محبت کرنے لگے ہیں۔۔ ناں۔۔؟؟؟ نجانے کس احساس کے تحت اامامہ نے پوچھ لیا۔

ایک پل کو تو ازہان اس کے اتنے پراعتماد انداز کو دیکھتا رہ گیا۔

اتنی خوش فہمی کیوں ہونے لگی۔۔؟؟ دو قدم کا فاصلہ مٹاتا وہ اس کے قریب آیا۔

ہم۔۔ جانتے ہیں۔۔ آپ ہم سے محبت کرنے لگے ہیں۔۔ اور وہ بھی۔۔۔ بے شمار کرنے لگے۔۔ بس اظہار نہیں کر رہے۔۔۔۔! یہ جو آپ کی ناک ہے۔۔۔ نا۔۔۔! دھیرے سے مسکراہٹ دباتے خان کی ناک کو چھوا۔

یہ نہ نیچے ہو جائے اس لیے بتاتے نہیں۔۔

واٹ ربش۔۔۔۔!اپنی سوچ کو بدلو۔۔۔!اور خوابوں کی دنیا سے باہر نکل آؤ۔ تم۔۔ کبھی بھی میرے دل تک رسائی حاصل نہیں کر پاؤ گی۔۔ سمجھی تم۔۔۔! اپنے لہجے کو وہ سخت رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن رکھ نہ پایا۔

اور اگر۔۔ ہم نے رسائی حاصل کر لی تو۔۔؟؟

مزید ایک قدم اس کی طرف بڑھا کے ایک انچ کے فاصلے پے کھڑی ہوتی وہ اسے چیلنج کر رہی تھی۔

وہ دن۔۔۔ازہان خانزادہ کی زندگی میں کبھی نہیں آئے گا۔۔۔!الفاظ لہجے کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔امامہ کے لبوں پے ایک دھیمی مسکان سج گئی۔

کیوں مسکرا رہی ہو۔۔؟؟خان زچ آنے لگا تھا۔وہ اسے ایری ٹیٹ کر رہی تھی۔
اور وہ ہو رہا تھا۔

نہیں تو۔۔۔ہم تو نہیں مسکرائے۔امامہ نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

بتاؤ۔۔مجھے۔۔؟؟کیوں مسکرائی۔۔؟؟خان نے اسے بازو سے پکڑ کے قریب
کیا۔

آپ۔۔۔کو۔۔غلط فہمی ہوئی ہے۔۔خان۔۔ہم نہیں مسکرائے۔

امامہ نے اسے یقین دلانا چاہا۔

زیادہ سمارٹ بننے کی ضرورت نہیں۔۔بہتر ہو گا اپنی حد میں رہو۔۔ورنہ۔۔؟؟ خان نے غصہ سے کہا تو اس نے معصومیت سے پلکیں اٹھا کے ازہان کو دیکھا۔اور ازہان وہیں تھم سا گیا۔

کتنی بڑی ساحرہ تھی وہ۔۔اس کے سحر میں ایک بار پھر سے وہ جکڑنے لگا۔

ورنہ کیا کریں گے آپ۔۔؟اس سے نظریں ملا کے پوچھتے اس کا دوپٹہ زرا کا زرا سر سے سر کا تھا۔اور اس کا شہ رگ کا تل سامنے ہوتا ازہان خانزادہ کی پوری توجہ حاصل کر چکا تھا۔

آخری بار کہہ رہا ہوں۔۔اپنی حد میں رہو۔۔ورنہ۔۔بہت پچھتاؤ گی۔۔۔!اس کے تل پے نظریں گاڑھتے سخت جنونی انداز میں کہا کہ امامہ کا ننھا سا دل بھی سہم گیا اس کی نظروں کا فوکس سمجھتی وہ فوراً دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی جو خان کو سخت غصہ دلا گئی۔اور جھٹکے سے اس کا دوپٹہ اتارتا وہ دور اچھال چکا تھا۔

امامہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟؟ مجھ سے خود کو چھپا کیوں رہی ہو تم۔۔؟؟ ہاں۔۔؟؟ اب کی بار گھمبیر لہجے میں کہتا وہ اسے گردن کی بیک سے پکڑتا اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کر گیا۔

امامہ کا تو سانس ہی حلق میں اٹک گیا۔

اس وقت جو بھول اس سے ہوئی تھی آ بیل مجھے مار کے مترادف۔۔اب اس کا بھگتان بھی بھگتنا تھا اسے۔

پلیز۔۔۔خان۔۔۔! ہم۔۔۔نے۔۔؟؟؟ وہ ہاتھ کا دباؤ بڑھا کے اسے مزید خود سے قریب ہونے سے روک رہی تھی۔اور ازہان خانزادہ کے منہ زور جذبات

پے بندھ باندھنا اب ناممکن ہی تھا۔ وہ اسے خود سے قریب کرتا اس کی شہ رگ کے تل کو لبوں سے خراج پیش کرنے لگا۔

امامہ اسے پیچھے دھکیلتی آنکھیں بند کیے گہرے سانس بھرنے لگی۔ لیکن خان کی شدت ہمیشہ کی طرح مضبوط تھی۔ اور آج تو کچھ زیادہ ہی جنون بھرا ہوا تھا۔ وہ کچھ ہی دیر میں اس کے شدت بھرے لمس پے اعصاب ڈھیلے چھوڑ گئی۔

وہ خان کے رحم و کرم پے کھڑی تھی۔ اگر وہ اسے چھوڑتا تو وہ زمین بوس ہو جاتی۔

لیکن خان آج اسے چھوڑنے کے موڈ میں تو بالکل بھی نہ تھا۔

وہ اس کی بیوی تھی اس کی محرم تھی۔ خوبصورت تھی۔ اور خوش قسمتی سے اس سے اپنے عشق کا بھی اظہار کر چکی تھی۔

آپ کا محبوب آپ سے اپنے عشق کا اظہار کر دے۔ تو ویسے ہی غرور سا ہونے لگتا ہے۔۔ وہ آج ایسی ہی فیلنگز محسوس کر رہا تھا۔ اسے لیے وہ بستر پے آیا۔ اسے لٹاتے وہ اس پے جھکا ہوا تھا۔ جب کہ امامہ تو سانس لینا ہی بھول گ ئی تھی۔ وہ اس کے گالوں کو چھوتا اس کی بند آنکھوں پے بوسہ دیتا اسے لرزا گیا تھا۔ اس کے لمس میں اس بار عقیدت و محبت پنہاں تھی۔

جسے امامہ نے دل سے محسوس کیا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

تمہیں لگتا ہے۔۔ میں اس لڑکی سے محبت کر سکتا ہوں۔۔ جو میرے خاندان کی بربادی کا سبب بنی ہو۔؟

اس پے جھکے ہوئے وہ سرد لہجے میں کہتا اس کی آنکھیں وا کر وا گیا۔

وہ کیا کہہ رہا تھا۔ وہ بھی ان لمحات میں جب وہ اس کے بے انتہا قریب آ گیا تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟؟ تمہیں کیا لگا۔۔ تم اپنے بھائی کے ساتھ مل کے اتنی بڑی چال چلو گی۔۔ اور مجھے پتہ بھی نہ چلے گا۔۔۔؟

اب کی بار زور سے تکیہ پے مکا مارا۔ کہ وہ سہم گ ئی۔

اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں۔ جن میں امامہ بری طرح جھلس رہی تھی۔

تم۔۔ اور تمہارا وہ ماہان بھائی۔۔۔ کیا سمجھتے تھے کہ میری ناک کے نیچے میری ہی بہن کو اغوا کرو گے اور مجھے پتہ نہیں چلے گا۔۔؟؟

وہ پھنکارا تھا۔

امامہ نے آنسو بہاتے سر نفی میں ہلایا۔

اور افسوس تو اس بات کا ہے۔۔ مجھ سے عشق کا دم بھرنے والی بھی اس سازش کا حصہ تھی۔ خود بھی اٹھا تھا۔ اور جھٹکے سے اسے اٹھایا تھا۔ کہ وہ لڑکھڑا کے اس کے سینے سے جا لگی۔

امامہ کو لگا آج اس کی کلائی ہی ٹوٹ جائے گی۔

اب بولو؟ دو جواب۔۔ ؟؟ اور بولو۔ جھوٹ کہ۔۔ تم مجھ سے عشق کرتی ہو۔۔۔ وہ بھی جنون کی حد تک۔۔۔ ؟؟ ازہان خانزادہ نے آج حقیقت میں اسے اس کی اوقات یاد دلا دی تھی۔ کہ وہ بس آنسو ہی بہا سکی۔

تم۔۔اور تمہارا یہ دو ٹکے کا عشق۔۔مائی فٹ۔۔۔۔!

ازہان خانزاد غصہ سے پھنکارتا اس کو دور دھکا دے گیا۔ کہ وہ سسک اٹھی۔

آپ۔۔۔الزام لگا رہے ہیں۔۔!ایک ایسا احتجاج جسے کر کے وہ بہت پچھتائی تھی۔

الزام۔۔۔؟؟تم۔۔۔نے مجھے پانے کے لیے میری بہن کو مہرہ بنایا۔۔اور میں تم پے الزام لگا رہا ہوں۔۔؟؟میں بے وقوف ہوں۔۔میرے پاس ہوتے تم اتنی بڑی چال چلو۔۔گی۔۔اور مجھے پتہ نہیں چلے گا۔۔؟؟سوچا بھی کیسے۔۔۔؟؟اب کی بار مڑتا وہ اسے اتنی زور سے دبوچ گیا کہ امامہ کو لگا وہ دوسرا سانس نہیں لے پائے گی۔

میں نے کہا تھا۔۔مت آزماؤ۔۔میرے صبر کو۔۔میری برداشت کو۔۔مجھ سے دور رہو۔۔لیکن۔۔نہیں۔۔تم پے تو عشق کا بھوت سوار تھا ناں۔۔؟ بھر و دم اب عشق کا۔۔۔! پھر سے جھٹکا دے کے چھوڑا۔کہ وہ سنبھلتے سنبھلتے بھی بستر پے جا گری۔

ایک پاؤں اس کے پاس بستر پے رکھتے وہ اس کی کلائی دبوچے اسے اپنے مقابل کرتا اس کے اوسان خطا کر گیا۔

تم مر کے بھی زندہ ہو جاؤ۔۔تم بھی میرے دل تک رسائی حاصل نہیں کر پاؤ گی۔۔۔جانتی ہو۔۔کیوں۔۔؟؟

کیونکہ تمہاری اتنی اوقات ہی نہیں کہ تم ازہان خان نزاہ کے دل پے حکمرانی کر سکو۔۔۔

تم۔۔ایک دھوکے باز لڑکی ہو۔۔۔ تم نے میری بہن کا استعمال کر کے میری زندگی میں شامل ہونا چاہا۔

اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔

کبھی نہیں۔۔۔!

پیچھے کی طرف دھکا دیتے وہ سرد لہجے میں کہتا مڑ گیا تھا۔

آپ۔۔بنا۔۔۔ کسی ثبوت کے ہم پہ اتنا بڑا الزام نہیں لگا سکتے۔۔۔وہ چینخی تھی پھر سے۔ہماری محبت کی توہین نہیں کر سکتے۔۔۔۔!

بکواس بند کرو۔۔اپنی۔۔۔۔!اور۔۔یہ جو اتنے عرصے سے میں نے تمہیں یہاں رکھا ہوا ہے۔۔تو اس کا مطلب ہر گز نہیں کہ میں نے تمہیں اپنا لینا

ہے۔۔۔اس تمام عرصے میں تمام ثبوت اکھٹے کر چکا ہوں۔۔اب۔۔ صبح کا انتظار کرو۔۔ صبح ہوتے ہی تم تمہارے بھائی سمیت جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہو گے۔۔

اگر۔۔۔اتنے ہی برے تھے ہم تو۔۔ کیوں کی ہمارے بھائی سے اپنی بہن کی شادی۔؟؟

اس بار وہ ہزیانی انداز میں اس کی طرف بڑھتی اس کا گریبان دبوچ گ ئی۔ دوپٹہ ایک بار پھر ڈھلک کے زمین پے گر چکا تھا۔ بال بکھرے تھے۔اس کا ہوشر باروپ ازہان کے سامنے تھا۔اور پھر وہ قاتل تل۔۔۔۔! ازہان نے نفرت سے نگاہ پھیرلی۔

اور اپنا گریبان اس کے ہاتھ سے چھڑایا۔

اپنی حد میں رہو۔۔۔ورنہ ہاتھ توڑ دوں گا۔

ازہان نے غصہ سے کہا۔جب کہ اسکی بات کا جواب نہ دیا تھا۔

آپ۔۔۔انتہائی مطلب پرست اور خود غرض انسان ہیں۔۔!اپنے آنسو صاف کرتی وہ ازہان کو پھر سے طیش دلا گ ئی۔

تم جیسی لڑکی کے منہ سے یہ الفاظ اچھے نہیں لگ رہے۔

میری بد قسمتی کے ایک کم ظرف لڑکی کو مجبوراً اپنی زندگی میں شامل کرنا پڑا۔

سب جانتے بوجھتے۔۔تم انجان بنی رہی۔۔!داد دینے کا دل کرتا ہے۔۔۔تمہاری ایکٹنگ پے۔۔بہت کمال کی ایکٹنگ کرتی ہو تم۔۔۔!

ازہان کے لہجے میں اس کے لیے نفرت اور حقارت تھی۔

آپ۔۔۔؟؟ آپ بہت غلط کر رہے ہیں۔۔ آپ کو کسی نے غلط کہا ہے۔۔ سازش ہے یہ۔۔۔!

امامہ نے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا۔

منہ بند کرو اپنا۔۔۔ مزید کوئی جھوٹ نہیں سنوں گا اب میں۔۔۔! سازش۔۔ تو تم نے کی۔۔ اپنے بھائی کے ساتھ مل کے۔!

اب۔۔ وقت آگیا ہے۔۔ کہ منہ توڑ جواب دوں تم لوگوں کو۔۔! آج۔۔۔ آخری رات ہے تمہاری۔۔ اس منشن میں۔۔۔! کل کا سورج نکلے گا۔۔ تم لوگوں کی بربادی کا۔۔۔! جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔

وہ چیلنجنگ انداز میں بولا تھا۔

آپ۔۔ایسا۔۔ایسا۔۔ نہیں کر سکتے۔۔!آپ۔۔۔ ہمارے ساتھ۔۔ایسا نہیں۔۔؟؟امامہ کو کچھ بھی صحیح نہ لگا۔اسے ایساالگ رہا تھا۔سب ریت کی مانند اس کے ہاتھ سے پھسلتا جارہا تھا۔اور وہ کچھ بھی نہ کر پا رہی تھی۔

مجھ سے دور رہو۔۔۔امامہ حاکم۔۔۔!ازہان نے اس کا بڑھتا ہوا ہاتھ جھٹکا تھا۔

نہیں۔۔نہیں۔۔رہیں گے۔۔دور۔۔آپ ہمارے شوہر ہیں۔۔ محرم ہیں۔۔ پھر کیوں دور رہیں۔۔آپ سے۔۔؟؟وہ بری طرح مچلی تھی اس کی بات سے۔

کیونکہ۔۔یہ رشتہ بھی کل صبح تک ختم ہو جائے گا۔۔۔!ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔!اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلتا وہ اسکی کلائی تھامے اسے

گیلری میں لے گیا۔

صبح تک تم یہیں رہو گی۔۔۔! مجھ سے دور۔۔۔! اور امید کرتا ہوں۔۔ صبح تک تمہارے عشق کا بھوت ضرور اتر جائے گا۔

ازہان نے غصہ سے اسے گیلری میں دھکیلا کہ گیلے فرش پے جا گری۔ بارش کا زور ابھی تک ٹوٹا نہ تھا۔ بلکہ ٹھنڈ مزید بڑھ گ ئی تھی۔ وہ تڑپی تھی۔اس بے رحم کے دھکہ دینے پر۔

خانن۔۔۔! خان۔۔ ہماری بات سنیں۔۔ایک بار۔۔ صرف یک بار پلیز۔۔۔ ہمیں کچھ بولنے کا موقع دیں۔۔

وہ روتے ہوئے ازہان کے پاس جاتی بولی۔ کہ ازہان نے واپسی کے لیے قدم موڑتے گلاس ڈور زور سے بند کر دیا۔

وہ برستی بارش میں گیلری میں کھڑی روتے بے بسی سے اندر کھڑے ازہان کو دیکھا۔ جس کی آنکھوں میں اس کے لیے صرف نفرت تھی۔

پلیز۔۔ خان۔۔ دروازہ کھولیں۔۔ ایک بار۔۔ ہمیں بولنے کا موقع تو دیں۔۔ آپ نہیں جانتے سچائی۔۔۔! پلیز۔۔ ایک بار مجھے سن لیں۔۔ پلیز۔۔ وہ دروازے پے ہاتھ پھیرتی روئے جا رہی تھی۔ اور اسی پل ازہان نے نفرت سے پردہ آگے گرا دیا۔

اور دیکھنے کا وہ رابطہ بھی منقطع ہو گیا۔ وہ روتے سسکتے گلاس ڈور کے ساتھ ٹیک لگا گ ئی۔

خان۔۔ آپ۔۔۔ بہت پچھتائیں گے۔۔۔! مت کریں۔۔ ہمارے ساتھ یہ ظلم۔۔۔! اللہ کا واسطہ ہے۔۔ خان۔۔ مت کریں۔۔ ایک امید کے تحت مڑ کے

دیکھا۔لیکن۔۔وہ امید دم توڑ گئی تھی۔شاید آج۔۔زندگی ہی دم توڑ جانی تھی۔اس کو سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔اسے پھر سے پینک اٹیک آیا تھا۔اس لمحے اسے اپنی میڈیسن لینی تھیں۔وہ جو چھپ کے لیتی تھی۔آج۔۔اسے۔۔اس کی ضرورت تھی۔

خان۔۔۔!اس نے دروازے پہ ہاتھ مارے۔۔خان۔۔۔؟؟؟

اس کی آواز دھیرے دھیرے دھیمی ہو رہی تھی۔وہ چاہ کے بھی اونچا نہیں بول پا رہی تھی۔اس کا سانس تھمنے لگا تھا۔

عشق ہنساتا ہے

عشق رلاتا ہے

عشق دیوانہ یہاں۔۔۔

سب کو بناتا ہے۔۔۔

عشق بنا۔۔

کہیں چین نہ آتا۔۔۔

دل روکیا بڑا

ٹوکیا بڑا۔۔۔

عشق نے دل کی نہ مانی۔

بارش زوروشور سے برس رہی تھی۔جب کہ اندر وہ پیچ وتاب کھاتا ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔اسے رہ رہ کے اپنی بے خبری پے شدت سے طیش آرہا تھا۔آج ہی اس کے خاص آدمی نے اسے ساری ڈیٹیل دی تھی۔وہ جو سمجھ رہا تھا۔کہ اس سب میں بہروز حاکم کا ہاتھ ہے۔۔سب کچھ ہی الٹ گیا۔وہ اپنے آپ کو مار دینا چاہتا تھا۔وہ ایک لڑکی کے ہاتھوں الو بنا دیا گیا۔

اسے رہ رہ کے خود پے غصہ آرہا تھا۔

اپنی بہن۔۔کے لیے وہ فکر مند تھا۔اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ لیا اس کا نکاح کر کے۔۔اس کی بہتری کے لیے۔۔اب۔۔ایک فیصلہ اسے صبح لینا تھا۔اس کی طلاق کروا کے اسے واپس لانے کا۔

وہ سوچ چکا تھا۔اب اسے حاکم فیملی سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔ لیکن وہ اس وقت کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔سب کو موقع مل جاتا۔۔ان پے انگلیاں اٹھانے کا۔

اسے صبح کا انتظار کرنا تھا۔جب وہ سب کے سامنے اپنے دشمنوں کی سچائی لے کے آتا۔

اور اس سب میں وہ امامہ کو اپنے سے دور رکھنا چاہتا تھا۔

اپنے دماغ کو پر سکون کرنے کے لیے وہ نیند آور گولیاں کھا کے بستر میں گر گیا۔

وہ جانتا تھا باہر بہت زور و شور سے بارش برس رہی ہے۔اور امامہ اس ٹھنڈ میں لرز رہی ہو گی۔ لیکن آج وہ دل پتھر کر کے لیٹا رہا۔اور کب اس کی آنکھ لگی۔ اسے خود بھی پتہ نہ چلا۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤💔💔💔💔💔🖤🖤🖤🖤

وہ کافی دیر سے فیروز کے کمرے میں بیٹھی اس کی سیج پے اس کا انتظار کر رہی تھی۔اس کا دل بہت بری طرح دھڑک رہا تھا۔فیروز سے وہ کچھ بھی اچھے کی امید نہیں رکھتی تھی۔ کجا کے وہ اس سے محبت سے بات کرتا ایک ڈر تھا جو اس وقت اس پے حاوی ہو چکا تھا۔اور وہ تھا نکاح کا ڈر۔۔!

اور اپنی کڈنیپنگ کا ڈر۔۔

وہ اسے اس حوالے سے طعنہ دے گیا تو۔۔؟؟وہ کیا کہے گی۔جواب میں۔۔؟ جب کہ یہ سچ تھا۔کہ وہ بارہ دن ایک اجنبی کے ساتھ اکیلے ایک گھر میں رہی تھی۔لیکن ان دونوں کے بیچ کچھ بھی غلط نہیں ہوا تھا۔یہ وہ جانتی تھی اور اس کا اللہ۔۔۔کیسے یقین دلائے گی وہ سب کو۔۔؟؟

وہ روئے جارہی تھی۔خاموش آنسوؤں سے۔اسے خود بھی خبر نہ ہوئی کب فیروز کمرے میں داخل ہوا۔

کیاہوا۔؟؟کونسا سوگ منارہی ہو۔؟؟

فیروز نے اس کے آنسوؤں پہ چوٹ کی۔

وہ گھونگھٹ اٹھائے بیٹھی تھی۔ارد گرد سے بے خبر۔

یہاں تک کہ اسے فیروز کے آنے کی بھی خبر نہ ہوئی۔اور یہی بات فیروز کو بری لگی۔

وہ فوراً سے سٹپٹائی تھی۔

اور اپنا گھونگھٹ واپس الٹا تھا۔

دیکھ چکا ہوں میں۔ تمہارا۔ چہرہ۔۔۔!

شیر وانی کے اوپری بٹن کھولتا وہ بے زار گی سے بولا تھا۔

رخسار کو اس کی بات سے شش و پنج میں پڑ گ ئی کہ گھونگھٹ میں چہرہ رکھے کہ نہ رکھے۔

جائی یں۔۔ جا کے چینج کریں۔ اتنی ایریٹیشن ہو رہی ہے مجھے۔۔۔! وہ اوپر سے شیر وانی اتار کے سائی یڈ پے رکھتا بے زار ہی لہجے میں اس سے بولا تو تضیحیک کے احساس وہ تلملا اٹھی اور غصہ سے بستر سے نیچے اتری تھی۔

اور لہنگا سنبھالتی اس کے پاس سے ہوتی باتھ روم کا رخ کیا۔

کہ تبھی فیروز نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے اپنی طرف کھینچا۔

وہ جھٹکے سے اس کے سینے سے آلگی۔

فیروز کی آنکھوں میں دیکھتے وہ پل بھر کو دل کی دھڑکن میں انتشار محسوس کر گئی۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔! یہ بناؤ۔۔ سنگھار۔۔ تم نے میرے لیے کیا۔۔۔ ہے ناں۔۔؟؟

فیروز نے تصدیق چاہی۔

دل مان گیا۔۔؟؟ایک آئی بروسکیڑتے وہ اسے اندر تک پڑھ رہا تھا۔

کیا۔۔۔کیا مطلب۔۔؟؟رخسار کو اس کا انداز پراسرار سا لگا۔

بارہ۔۔۔دن۔۔بارہ۔۔راتیں۔۔ایک شخص کے ساتھ۔۔اکیلے۔۔۔ایک ہی گھر میں۔۔رہتے۔۔۔؟؟کیا تمہاری۔اس سے نزدیکی نہیں ہوئی تھی۔۔؟؟ جسم کی نزدیکی۔۔؟؟دل کی نزدیکی۔۔۔؟؟روح کی نزدیکی۔۔۔؟؟؟

وہ کہتا جا رہا تھا اور رخسار سن دماغ کے ساتھ اسے سنتی جا رہی تھی۔کہنے کو تو بچا ہی نہ تھا۔جس کا ڈر تھا وہی ہوا۔وہ اسے اس کی کڈنیپنگ کا ہی سنا رہا تھا۔

✿✿✿✿??✿✿✿✿✿✿✿✿✿

یہ۔۔۔کیا۔۔بول رہے ہو۔۔؟؟رخسار کو فیروز کی بات کے جواب میں کچھ بولا ہی نہ گیا۔

کیا غلط کہا میں نے۔۔؟فیروز نے سینے پے بازو باندھتے پوچھا تھا۔

رخسار نے تھوک نگلا۔جھکا سر اوپر اٹھایا تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔اور رخسار ایسی تھی۔کہ جیسے کوئی چوری پکڑی گ ئی ہو۔

بولو؟آئی ایم ویٹنگ۔۔۔!فیروز کا سنجیدہ انداز رخسار کو تپا گیا۔اس کے پاس ہوتی وہ اپنی ٹون میں واپس آگ ئی۔

ہاں۔۔ہوئی تھی۔۔ہماری۔۔نزدیکیاں۔۔

دل کی بھی۔۔۔

روح کی بھی۔۔۔

جسم کی بھی۔۔۔

اور کچھ۔۔؟؟

دھیمے انداز میں سر گوشی سے کہتے وہ فیروز کو بری طرح طیش دلا گ ئی۔

فیروز کا ہاتھ اٹھا تھا اس پے۔ لیکن مار نہ سکا۔

جبکہ رخسار ابھی بھی اسے زخمی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

تمہاری جرات۔۔۔؟؟ اپنے منہ سے یہ بکواس نکالنے کی۔۔؟ اس کے اندر جیسے الاؤ دہک اٹھے تھے۔

اپنی بیوی سے پہلی رات۔۔اگراس کا شوہر سوال ایسا کرے گا۔۔توبیوی جواب بھی ویسے ہی دے گی۔

رخسار نے بھی دوبدوجواب دیا تھا۔

بہت زبان چلتی ہے۔۔کاٹنی پڑے گی۔فیروز نے آنکھیں چھوٹی کرتے کہا۔

اچھا۔۔؟؟اس سے پہلے ہی اگر۔۔میں رفو چکر ہو جاؤں تو۔۔؟؟اب کی بار رخسار نے سینے پہ بازو باندھے کہا.

فیروزایک پل کواس کی بات پہ سوچ میں پڑ گیا۔

پھر مسکراتے ہوئےاس کی طرف پیش قدمی کی۔

اور اس سے پہلے۔۔میں تمہیں ایسی زنجیر ڈالوں گا۔جسے تم چاہ کے بھی توڑ نہیں پاؤ گی۔۔

اتنا کہتے ہی فیروز نے اسے بستر پے زور سے دھکا دیا۔

رخسار کو لگا اس نے بہت غلط وقت پے بہت غلط بات کر دی ہے۔

فیروز نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے شرٹ دور اچھالی۔

رخسار کھسکتی ہوئی پیچھے ہوئی۔

ننںنہیں۔۔۔پلیز۔۔فیروز۔۔!مت کرو۔۔ایسا۔۔!اس کی آنکھیں نم ہوئی یں۔اور بے بسی کا احساس جاگا۔

فیروز نے اسے ٹانگوں سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔

میرا تو ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔ لیکن۔۔ تمہاری باتوں نے مجھے مجبور کر دیا۔ کہ میں اب تم سے اپنا حق وصول کر ہی لوں۔۔

فیروز کہتا ہوا بہت نرمی سے اس کی کلائی یوں کو اپنی گرفت میں لیا۔ وہ پورے جسم کے ساتھ لرزنے لگی تھی۔

آنکھوں سے آنسو نکلتے تکیہ میں جذب ہونے لگے۔ تھے۔ فیروز نے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب لایا۔ اس کی گرم سانسوں سے رخسار کو اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہوا۔

دل ایک سو بیس کی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔

فیروز۔۔۔؟؟بہت ہی سراسیمہ حالت میں اس کو پکارا۔

اس وقت اس کا دلہن کا روپ دیکھتا فیروز بھی بہک رہا تھا۔

محرم بھی تھی۔

حق بھی تھا۔۔۔

دسترس میں بھی تھی۔

اور سرور بھی تھا۔

پلیز۔۔۔؟؟وہ جو اس کے بالوں میں جھکا تھا۔اس کی بے بسی سے ڈوبی آواز سنائی دی۔

فیروز ایک دم ہوش میں آیا۔

وہ اس کے ساتھ زور بردستی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ تو اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔اس کا منت بھرا انداز فیروز کو شرمندہ کر گیا۔

وہ دھیرے سے پیچھے ہٹا۔

وہ کوئی مزاحمت نہیں کر رہی تھی۔نہ لڑ جھگڑ رہی تھی۔بس۔۔بے بسی تھی اور منت تھی۔

نہیں کروں گا۔۔ کبھی بھی تم سے۔۔زور زبردستی۔۔۔! میں اس بات کا قائل ہی نہیں۔۔فیروز دھیرے سے اس پہ سے پیچھے ہٹا تھا۔وہ فوراً سے اٹھ کے بیٹھی تھی۔

اپنے آنسو پونچھے تھے۔

اپنا سامان پیک کرو۔

اپنے کپڑے کبرڈ سے لیتا وہ بنا اسکی طرف دیکھے سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

کیا۔۔؟ کیوں۔۔؟؟ وہ پریشان ہوئی۔

جتنا کہا ہے۔اتنا کرو۔۔سوال کی اجازت نہیں۔۔! کہتے ہوئے ماتھے پہ تیوری چڑھائی۔

اور خود باتھ میں گھس گیا۔

یہ۔۔۔ سامان کیوں پیک۔۔ کروا رہا ہے۔۔؟ کہاں لے کے جائے گا یہ مجھے۔۔؟؟

رخسار کو اب ن ئی فکر لاحق ہو گ ئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رات کے تقریباً تین بجے تھے۔ جب اچانک ہی ازہان کی آنکھ کھلی تھی۔ دل کی بے چینی نے اسے مکمل ہوش و حواس کھونے نہیں دی ئے تھے۔

اچانک سے اٹھتا وہ اپنے سوئے حواس بیدار کرنے لگا۔

یکدم سے اسے امامہ کا خیال آیا۔ باہر بارش کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ لیکن۔۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی ابھی بھی ہو رہی تھی۔

ازہان اٹھتا ہوا گیلری کا دروازہ کھول گیا۔

سامنے وہ بے حس و حرکت نیچے گری پڑی تھی۔

ازہان نے لب بھینچے۔ کچھ پل یونہی کھڑا بے حس بنا اسے دیکھتا رہا۔ لیکن دل کے کسی کونے میں انسانیت جاگ ہی گ ئی۔ اور آگے بڑھ کے اسے جھنجھوڑا لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلی بھی نہ۔ اس کا پورا جسم سرد پڑ چکا تھا۔ ہونٹ بھی نیلے ہو ہے تھے۔ اچانک سے ازہان کے دل کو کچھ ہوا۔

اس کی سانس چیک کی۔ پھر نبض دیکھی۔

جھک کے اس کی دل کی دھڑکن کو چیک کیا۔

جو بہت ہی دھیمی چل رہی تھی۔ فوراً اسے اپنی باہنوں میں بھرا اور اندر لے کے آیا۔ اس کے سارے کپڑے گیلے ہو چکے تھے۔ جسم پورا ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔

اسے بستر پے لٹاتے وہ کمرے میں چکر لگانے لگا۔ کیا کرے۔۔؟؟ کس کو بلائے۔۔؟؟ اس پل ڈاکٹر بلانا۔۔؟؟ مطلب سو سوالوں کا جنم۔۔۔! اور ابھی وہ کسی کو کوئی جواب دینے کی پوزیشن میں نہ تھا۔ جب تک رخسار کو وہ بحفاظت واپس نہیں لے آتا تھا۔

بالآخر ایک نکتے پے پہنچتے ازہان اس کی جانب قدم بڑھائے۔ اس کی نبض پھر سے چیک کی۔ روم ہیٹر بھی آن تھا۔ لیکن وہ سرد ہوئی پڑی تھی۔ اس کے جسم میں بالکل حرکت نہیں ہو رہی تھی۔ جو بات ازہان کو زیادہ پریشان کر رہی تھی۔

لائٹس آف کرتا دل پے پتھر رکھے وہ امامہ کا ڈریس چینج کرنے لگا۔

امامہ میں بالکل بھی سانس لینے کی رمق محسوس نہ ہو رہی تھی۔

اسے ڈریس چینج کروا کے دو کمفرٹر اس کے اوپر ڈالے اس کے ہاتھ پاؤں کو گرمائش دی۔ لیکن اس میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔

ازہان مزید پریشان ہو گیا۔

اپنے دوست ڈاکٹر علی کو کال ملائی لیکن۔۔اس وقت اس کا نمبر بھی بند تھا۔

کیا کروں۔۔؟؟ بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ اسے دیکھے گیا۔جو بے ہوش پڑی اس کے رحم و کرم پے تھی۔

آنکھیں بند کر کے وا کیں۔اور اس کے قریب ہی جا لیٹا۔اس کے ہاتھوں کو گرمائش دینے لگا۔

تم جتنا سنگدل نہیں ہوں۔امامہ۔۔۔! تمہیں اس حال میں دیکھ دل کو درد محسوس ہو رہا ہے۔۔۔اور کیوں۔۔؟؟ نہیں سمجھ پارہا۔۔۔دھیرے دھیرے وہ اس کے قریب ہوتا اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے دھیمی آواز میں سرگوشی کرنے لگا۔

بہت ظالم لڑکی ہو تم۔۔۔!ازہان نے سرخ آنکھوں سے اس کے چہرے کے ہر نقش کو نہارا۔

آنکھوں نے لبوں تک رسائی حاصل کی۔تو دل نے اپنانے کی سرگوشی کی۔

تم۔۔ میری زندگی میں آنے والی۔۔ پہلی لڑکی۔۔۔ ہو۔۔اور۔۔ شاید۔ آخری بھی۔۔

پیار سے اس کے چہرے پے ہاتھ پھیرا۔

تم نے میرا اعتبار توڑا ہے۔۔

نکاح کے پاکیزہ رشتے کو نیلام ہی کر کے رکھ دیا ہے۔

بہت ہی ظلم کیا ہے تم نے۔۔

مجھ پر۔۔

میری زات پر۔۔

اپنے اوپر۔۔۔!

کیوں۔۔؟؟کیوں کیا ایسا۔۔؟؟

وہ تڑپتا ہوا اس پے سایہ فگن ہوا۔

اس کا دل اس کی طرف ہمک رہا تھا۔جب کہ دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے۔

وہ چاہ کے بھی اس سے دور نہیں ہو پا رہا تھا۔

آج تمہیں میری ضرورت ہے۔۔۔اور میں چاہ کے بھی تم سے منہ نہیں موڑ پا رہا۔۔

نفرت کا دم بھر رہا ہوں۔ لیکن۔۔ نفرت نہیں کر پا رہا۔۔۔

گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتے وہ اس کے مزید قریب ہوتا اس کے بالوں میں منہ چھپا گیا۔

آئی ہیٹ یو۔۔امامہ حاکم۔۔۔! تم نے میرا دل توڑا ہے۔۔

اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔ کبھی نہیں۔

اوپر ہو کے کہتا وہ اس کے شہ رگ پے جھکا تھا۔اس کے تل پے اپنے لبوں کی گرفت کو بڑھتا وہ پل میں جنونی ہوا تھا۔اس کے جسم کو دھیرے دھیرے ہر پردے سے آزاد کرتا وہ اپنے دماغ سے سب جھٹک نکلا گیا۔امامہ کا پورا جسم ابھی بھی ٹھنڈا تھا۔اسے اپنے جسم سے ہیٹ پہنچاتا وہ اس کے جسم پے اپنی مکمل دسترس جتا گیا۔بے باکی سے اس کی دھڑکنوں کو چھوتا ان پے اپنے شدت بھرے لمس

چھوڑنے لگا۔ کچھ ہی پل میں اس کا پورا جسم پسینے سے بھر گیا۔ مقابل لڑکی کے جسم کی قربت اس کے انگ انگ میں رچ بس چکی تھی۔ بلاشبہ وہ بہت خوبصورت لڑکی تھی۔ اس کے اوپر خود کو ایڈجسٹ کرتا وہ بہت محبت اور جنون سے اس میں سمانے لگا کہ بے ہوشی میں بھی امامہ تڑپ گئی۔ اسے خود سے لگاتا وہ اس کے لبوں اور گردن پہ بوسوں کی بوچھاڑ کرتا ہر حد پار کرتا چلا گیا۔ دھیرے دھیرے اپنے جنون سے اپنی تمام تر شدتیں اس لڑکی پے نچھاور کر گیا۔ جس سے وہ نفرت کا دم بھر رہا تھا۔

اپنے ہی دل کے ہاتھوں وہ بری طرح شکست کھا گیا تھا۔

اور امامہ ہار کے بھی جیت گئی تھی۔

ہاں وہ ازہان خانزادہ کو جیت گئی تھی۔

اس کو پالیا تھا اس نے۔۔۔

دل تک رسائی تو وہ حاصل کر چکی تھی جسم سے روح میں بھی شامل ہو گ ئی تھی۔

بلآخر۔۔۔اپنے عشق کے جنون کو پالیا تھا اس نے۔۔۔۔

🖤🖤🖤💖💖💖💖💖💖💖🖤🖤🖤🖤🖤

یہ سب کیا ہے۔۔؟؟

رخسار کو ڈھیر سارے سامان کے ساتھ کھڑا دیکھ وہ حیرت سے دریافت کرنے لگا۔

سامان۔۔۔!رخسار نے یک لفظی جواب دیا۔

اتنا زیادہ سامان۔۔؟؟فیروز حیران ہوا تھا۔

تم نے ہی تو کہا تھا۔۔سامان پیک کر لو۔۔۔!کہیں جانا ہے۔۔تو اب یہ تو بتایا نہیں کہ کہاں جانا ہے۔۔اس لیے۔۔۔سارا سامان جو بھی ضرورت کا تھا۔ پیک۔۔۔۔۔کر لیا۔۔۔

آخر میں فیروز کی گھوری کو دیکھتی آواز اور لہجہ دھیما ہوا تھا۔

جہاں لے کے جا رہا ہوں۔وہاں سب موجود ہے۔۔میں نے کہا تھا۔ضرورت کا سامان۔۔مطلب۔۔۔کپڑے وغیرہ۔۔۔!فیروز نے لب بھینچتے آگے بڑھ کے سامان کو ایک نظر دیکھا۔جہاں سات سے آٹھ بیگ تیار تھے۔

فیروز کو سمجھ نہ لگا۔۔اتنی جلدی کیسے اس نے یہ سب پیک کیا۔

کپڑے کونسے بیگ میں ہیں۔؟اپنے ضروری سامان کا بیگ اٹھاتے مڑ کے اس سے پوچھا۔

ہم۔۔۔۔۔۔۔۔ہمم۔۔۔اس میں۔۔۔!ایک بیگ کی طرف اشارہ کیا۔

فیروز نے وہ بیگ اٹھایا۔اور اس کا ہاتھ تھامے باہر نکلا۔

وہ دلہن کا لباس بدل چکی تھی۔۔

اب دونوں کا رخ حاکم ولا کے بیک ڈور کی طرف تھا۔

کمرے سے نکلنے سے پہلے فیروز ایک نوٹ لکھ کے وہاں رکھنا نہ بھولا تھا۔

جیسے ہی وہ گیٹ سے باہر نکلے ایک گاڑی وہاں موجود تھی۔

فیروز نے اس کا اور اپنا سامان گاڑی کی ڈگی میں رکھا۔اور اسے لیے گاڑی میں بیٹھا۔

سیٹ بیلٹ باندھو۔

وہ جو اس کا منہ تکے جا رہی تھی۔ حیرت سے اسے دیکھا۔اور بنا کچھ کہے سیٹ بیلٹ باندھا۔

اس وقت وہ اپنے دو قابل اعتبار لوگوں کی نگرانی میں نکل رہا تھا۔

جو اپنی اپنی گاڑیوں میں اسے فالو کرتے اس کی سیکیورٹی کا خیال رکھ رہے تھے۔

ہم۔۔۔کہاں جارہے ہیں۔۔؟؟

دل میں آیا سوال بالآخر رخسار نے پوچھ ہی لیا۔

جب پہنچیں گے تو پتہ چل جائے گا۔

بنا اسکی طرف دیکھے سپاٹ انداز میں کہا۔تو وہ منہ بسور گ ئی۔اتنی رات گ ئے اتنی تیز برستی بارش میں وہ اس سوئے ہوئے شیر کو چھیڑنا افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

اس لیے چپ رہنا ہی مناسب سمجھا۔

😍😍😍😍😍😍😍😍

سو جاؤ۔۔۔راستہ کافی لمبا ہے۔۔

فیروز کے اچانک بولنے پہ وہ جو باہر سنسان سڑک کو یکھ رہی تھ۔ی چونک کے اسے دیکھا۔ لیکن خاموش رہی۔

اور واپس باہر دیکھنے لگی۔

فیروز نے ایک نظر اسکے خاموش چہرے کو دیکھا۔اور پھر واپس ونڈ کرین کے پار دیکھتا گاڑی ڈرائی یور کرنے لگا۔

ہم جو چلنے لگے ہیں۔۔

چلنے لگے ہیں۔۔یہ راستے۔۔۔

ہاں۔۔ منزل سے بہتر

لگنے لگے ہیں یہ راستے۔۔۔

ہاں۔۔ کھو جائیں ہم۔۔۔

ہو جائیں ہم یوں لاپتہ۔

ہاں میلوں چلیں چلتے رہیں۔۔

نہ راستے کا پتہ۔۔۔

○○○○○○○○○

کتنی دیر جاگتی باآخر اسے نیند آہی گ ئی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگتے وہ آنکھیں موند گ ئی۔

خود کو اب وہ اللہ کے سپرد کر گ ئی تھی۔

نہیں جانتی تھی فیروز کا کیا ارادہ تھا اور وہ اسے کہاں لے کے جا رہا تھا۔۔۔؟؟

لیکن اب وہ چپ ہو گ ئی تھی۔

سب کچھ دماغ سے نکال اب وہ خود کو ریلکیس کرتی آنکھیں موند گ ئی۔

کب نیند کی وادیوں میں کھو گ ئی۔اسے پتہ ہی نہ چلا۔

آنکھ تو تب کھلی جب کسی کی گرم سانسوں کی تپش کو اپنے چہرے پے محسوس کیا۔

دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ تو اپنے اوپر فیروز کو جھکا پایا۔

ایک دم سے اس کے چودہ طبق روشن ہوئے۔

دونوں ہاتھوں سے دھکیل کے اسے پیچھے کیا۔ جب کہ چہرے پے ناگواری تھی۔

نیچے اترو۔۔۔!

فیروز نے بنا کسی خاص رسپانس کے اسے کہا۔ اور خود گاڑی سے نیچے اترا۔

جب کہ وہ گہرا سانس خارج کرتی نیچے اتری۔

لیکن اگلے ہی پل اس کے قدم وہیں ساکت رہ گ ئے۔

اسے لگا جیسے کسی نے اس کے جسم س جان نکال دی۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

چلو۔۔۔! بھی۔۔۔ کیا ہوا۔۔؟؟ بت کیوں بن گ ئی ہو۔۔؟؟

سپاٹ انداز میں فیروز نے کہا تو وہ ہوش میں واپس آئی۔

اس کے چہرہ خطرناک حد تک زرد پڑ گیا تھا۔

تمہیں تو سانپ سونگھ گیا۔

کیا۔۔اس جگہپے پہلے بھی آچکی ہو کیا۔۔؟؟فیروز مذاق اڑانے والے انداز میں کہتا اس کا ہاتھ تھامے اسے اندر لے آیا تھا۔وہ تو بس بت بنی اس کے ساتھ مرے مرے قدموں سے اندر آگ ئی تھی۔

گزرے لمحوں کے منظر یک بار پھر آنکھوں میں گھومنے لگے تھے۔

یہ وہی تو کاٹیج تھا۔۔جہاں حارث کے ساتھ اس نے بارہ دن گزارے تھے۔وہ بارہ دن ہی تو اس کی زندگی پے سب سے بھاری پڑے تھے۔کہ آج وہ ایک ان چاہے شخص کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بندھ گ ئی تھی۔

آنکھوں میں ایک دم سے آنسو بھر آ ئے۔

فیروز سارا سامنا ایک طرف رکھتا اس کی جانب واپس مڑا۔

میں نے یہ کچھ دن پہلے ہی خریدا ہے۔۔ کیسا لگا۔۔؟؟ فیروز نے اشتیاق سے پوچھا۔

رخسار نے پورے کاٹیج پے ایک نگاہ دوڑائی۔ سارا سامان بالکل نیا تھا۔ ایسا لگتا تھا۔ جیسے سب کچھ ابھی ابھی شاپ سے لایا گیا ہو۔ پہلے کی بانسبت کاٹیج آج بہت زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔ کچھ بھی پرانا سامان یہاں موجود نہ تھا۔ یقیناً سب یہاں سے ہٹوادیا ہو گا فیروز نے۔۔۔ اور سب نیا سامان رکھوایا۔ ہو گا۔۔ !

اچھچھا۔۔۔ ہے۔۔۔ ! رخسار کے حلق سے آواز نکلنا دشوار ہو رہا تھا۔

آؤ۔۔ ناں۔۔۔ ! تمہیں پورا کاٹیج دکھاتا ہوں۔۔ پہلی بار آئی ہو تو۔۔ کیا پتہ ہو گا۔۔۔ کچھ بھی۔۔۔ ! جب یہاں رہو گی تو سب جان جاؤ گی۔۔ دھیرے دھیرے۔۔۔ !

فروز کا لہجہ بالکل عام سا تھا۔ لیکن رخسار کو لگا وہ اس پہ طنز کی بارش کر رہا ہے۔

سب جہ دکھاتا اور ان کے متعلق تفصیل بتاتا وہ اسے لیے اب روم کی جانب بڑھا تھا۔ جسے بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

پورا کمرہ چنبیلی کے پھولوں اور سرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا۔

پھولو کی بھینی بھینی خوشبو نے ان دونوں کو بھی اپنے حصار میں لیا۔

رخسار کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔ فیروز نے دھیرے سے پیچھے دروازہ بند کیا۔ اور اسے لیے ڈرسنگ کے پاس آیا۔

دونوں آئینے کے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

ایک کیآ انکھوں میں وحشت تھی ڈر تھا۔ درد تھا۔

تو دوسرے کی آنکھوں میں صرف جنون تھا۔

تم نے پوچھا نہیں۔۔ کہ میں ہاں کیوں لایا ہوں۔۔ وہ بھی ہماری شادی کی پہلی رات۔۔۔؟؟

رخسار اسکی بات پے پلٹی تھی۔

اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

جانتی ہو۔۔ میں چاہتا ہوں۔۔ تمہیں سب سے چھپا کے رکھوں۔۔ کسی کو تمہاری خبر نہ ہو۔۔ تم صرف میری بن کے رہو۔۔ صرف میری۔۔۔

فیروز کی آنکھوں میں جنونیت سی دکھی تھی۔ کہ رخسار کو اس سے ڈر سا لگا۔

رہو گی ناں۔۔ ہمیشہ میری بن کے۔۔؟؟

فیروز جونی سا ہوتا اس کے قریب ہوتا اس سے پوچھنے لگا۔ لیکن لہجہ ابھی بھی اس کا بالکل سرد تھا۔

رخسار نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

اس کے سر ہلانے پے فیروز کے چہرے پے ایک مسکراہٹ کھیل گ ئی۔

جانتی ہو۔۔۔! مجھے اس کاٹیج میں سب سے زیادہ کیا اچھا لگا۔۔؟؟

وہ اس سے دور ہوتا ایک کبرڈ کھولنے لگا۔ جبکہ انداز بالکل سرسری سا تھا۔

تمہارے وجود کی خوشبو یہاں مجھے ہر وقت آتی رہتی ہے۔۔ایسا لگتا ہے برسوں سے تم اور میں۔۔ یہاں رہ رہے ہیں۔۔

اس کے ہاتھ میں ایک اینولپ تھا۔اس میں کیا تھا۔۔؟؟رخسار نہیں جانتی تھی۔

مجھے یہاں کے در و دیوار سے تمہاری خوشبو آتی ہے۔۔رخسار۔۔۔!

وہ آنکھوں میں محبت لیے رخسار کا ہاتھ تھامے بولا تھا۔

رخسار کا دل پھر سے زور زور سے دھڑکنے لگا۔ جیسے اس کا دل کسی انہونی کا پتہ دے رہا ہو۔۔۔

کیا تم یہاں پہلے بھی آچکی ہو۔۔؟؟ لہجہ عام سا۔۔۔ لیکن الفاظ زہر میں بجھے تیر کی طرح رخسار کو لگے تھے۔

بولو۔۔۔؟؟ جواب دو۔۔؟؟ کیا پہلے بھی آچکی ہو۔۔؟ فیروز کا دل بھی اس وقت سخت ترین بن چکا تھا۔ اس کے ہاتھ ی گرفت رخسار کے ہاتھ پے سخت ہوئی تھی۔

ننہیں۔۔۔تو۔۔۔۔! رخسار کے منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کے الفاظ ادا ہوئے تھے۔

سچ کہہ رہی ہو۔۔؟؟ فیروز نے اسے خود سے قریب کیا۔

آواز کا سرد پن رخسار کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنسی دوڑا گیا۔

وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا کیا کرنا چاہ رہا تھا۔۔ رخسار کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

یہ۔۔سب کیوں پوچھ رہے ہو۔۔؟؟رخسار نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔لیکن گرفت بہت مضبوط تھی۔

فیروز نے اسکا ہاتھ سختی سے پکڑتے پنی طرف کھینچا تو وہ اس کے سینے سے جا لگی۔

اس کا پورا وجود اب دھیرے دھیرے کانپ رہا تھا۔

فیروز نے اینولپ ایک طرف رکھا تھا۔اور اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے آنکھیں موند گیا۔

رخسار کو اس کی قریب دل میں ہلچل مچا رہی تھی۔

اس کے گال پے دھیرے سے ہاتھ پھیرتے وہ کسی ور ہی دنیا میں پہنچ گیا تھا۔
رخسار کی قریب کا سرور دھیرے دھیرے اس کے حواسوں پے چھا رہا تھا۔

اس کے وجود کی خوشبو فیروز کے جذبات کو آنچ دے رہی تھی۔ وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپاتا اس وقت سب کچھ بھول گیا تھا۔

رخسار اپنی آنکھیں بند کیے کانپتے ہوئے اس کے حصار میں کھڑی ساری سچویشن سمجھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

تم۔۔ صرف میری ہو۔۔۔ صرف میری۔۔ یاد رکھنا

۔رخسار۔۔۔!

میں شراکت برداشت نہیں کرنے والا۔

اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالتا کھینچ کے اس کا چہرہ اوپر کرتا جارحانہ انداز میں بولا تھا۔

رخسار گہرے سانس لیتی اس کی آنکھوں میں چھپے جنون کو پڑھتی اندر ہی اندر اس سے خوف زدہ ہورہی تھی۔

جو میرا ہے۔۔وہ صرف میرا۔۔۔ہے۔۔۔!اور تم۔۔میری بیوی ہو اب۔۔!میری محرم میرا عشق۔۔میرا جنوں۔۔۔

شدتِ جذب سے کتا وہ اس کے لبوں پے جھکا تھا۔کہ رخسار ایک لمحے کو بری طرح کسمسا کے رہ گئی۔

اس کے انداز میں اتن شدت بھری تھی۔ کہ وہ اسے خود سے دور کرنے کے چکر میں مزداس کے قریب ہوتی چلی گ ئی۔ اور وہ اس کی مزاحمت پے اپنا جنون اس پے نچھاور کرتا اسے مکمل طور پے اپنے قابو میں کر چکا تھا۔

ایک آنسو بہا تھا رخسار کی آنکھ سے۔ سانسوں میں سانسیں الجھی ہوئی تھیں۔

وہ دیوانہ وار اسے اپنے ساتھ لگائے جنونی ہوا تھا۔ لیکن رخساری مزاحمت اور ڈھیلے پڑتے وجود پے وہ ایک دم پیچھے ہٹا تھا۔

وہ سرخ ہونٹوں سے لمبے لمبے سانس لیتی فیروز کو خفگی سے دیکھتی ہونٹوں پے ہاتھ رکھ گ ئی۔

کیا میں۔۔

اس لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کر سکتا ہوں؟؟

کیا۔۔۔اس لڑکی کے سارے قصور معاف کر سکتا ہوں۔؟؟جو اس نے انسانیت کے درجے سے نیچے اترتے کیے۔۔۔!

فیروز دل ہی دل میں خود کو ملامت کرتا پیچھے ہٹا تھا۔وہ کیسے جذبات کی رو میں بہک گیا۔۔؟؟نہیں۔۔اب تو۔۔کھیل شروع ہوا تھا۔۔اب تو وقت آیا تھا۔۔سب کچھ واضح کرنا کا۔۔اور حساب لینے کا۔۔!فیروز گہرا سانس خارج کرتا بنا کچھ کہے باہر نکل گیا اور دروازہ لاک کر دیا۔

نہیں۔۔نہیں۔۔کر سکتا معاف۔۔کچھ بھی بھول نہیں۔۔سکتا۔۔۔!اس لڑکی کو اب ساری زندگی یہاں رہنا ہو گا۔۔!اور اس تڑپ اس درد کا حساب دینا ہو گا۔جو میری بہن نے اس کی وجہ سے سہیں۔

رخسار۔۔الٹی گنتی شروع کردو۔ تمہارا اب براوت شروع ہوتا ہے۔

💔💔💔💔💔💔💔💔

رخسار نے اپنے گال پے آئے آنسوؤں کو صاف کیا۔اور وہیں اسی طرف بیڈ پے بیٹھی۔اس سجی سیج ہیں سبیٹھی اس وقت رخسار پیچھے چلی گ ئی تھی۔

اسی کمرے میں وہ بارہ دن رہی تھی۔کتنے تکلف دہ لمحے تھے وہ۔۔؟؟

ان پلوں کو سوچتی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گ ئی۔

دل گھبرانے لگا۔

یہ کاٹیج۔۔۔؟؟فیروز نے خریدا۔۔؟؟مطلب۔۔؟؟کیا وہ جانتا تھا۔۔؟؟
یا۔۔۔؟؟نہیں۔؟

رخار کا دماغ اب کام کرنے لگا تھا۔جب تک فیروز اس کے پاس رہا وہ سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحتیں کھو چکی تھی۔اب اس کے جانے کے بعد وہ پھر سے اس کے تانے بانے بننے لگی تھی.

آخر اس فیروز کی ب باتوں کا کیا مقصد تھا۔۔؟؟

کیا کہنا چاہ رہا تھا وہ۔۔ادھر سے ادھر چکر کاٹتے وہ بے چین ہو رہی تھی۔کہ اچانک اس کی نظر ڈرار کے اوپر رکھے اینولپ پے گ ئی۔

اس اینولپ میں۔۔کیا ہو گا۔۔؟خود کلامی سے کہتی وہ اس اینولپ کو اٹھاتی اسے کھولنے لگی۔جسے کھولنا اس کی زندگی کی اب س بڑی غلطی ثابت ہونے والی تھی۔

اگر وہ جانتی کہ اس میں کیا تھا۔ تو شاید مر جاتی اس اینولپ کو کبھی نہ کھولتی۔

لیکن وہ یہ غلطی کر چکی تھی۔

اس اینولپ سے کچھ تصویریں نیچے گری تھیں۔ کارپٹ پہ بیٹھتیوہ ان میں ے ایک تصویر اٹھا گ ئی۔

رخسار کو لگا اس کا سانس بند ہو گیا ہو۔۔ اسے دوسرا سانس نہیں آرہا تھا۔ وہ چاہ کے بھی اپنا سانس بحال نہں کر پارہی تھی۔ آنسو ٹوٹ کے اس کے گال پے گرتے جارہے تھے۔

لرزتے ہاتھوں سے دوسرے الٹی ہوئی تصویر اٹھائی۔ جسے دیکھ وہ مزید دنگ رہ گ ئی۔

پھر تیسری۔۔چوتھی۔۔۔اور پانچویں۔۔۔سب تصویروں کو دیکھتی۔وہ بس روخ جارہی تھی۔اس کا سانس جیسے بند ہو گیا تھا۔اسے سانس لینے میں مس ئی لہ ہو رہا تھا۔اس کی اس کاٹیج میں تمام لمحوں کی تصویریں وہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتی بری طرح بکھر رہی تھی۔

حارث اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا تھا۔؟

وہ تو۔۔اس سے۔۔؟؟کیا۔۔وہ۔۔اتنا برا تھا۔۔؟؟

مطلب۔۔فیروز سب۔۔جانتا تھا۔۔؟؟

وہ۔۔جانتا تھا۔۔کہ وہ۔۔کڈنیپ ہوئی اور اسی کاٹیج میں رہی۔۔؟؟

رخسار کا سوچ سوچ کے دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔

فیروز کا جنون۔۔۔؟؟اس کی شدت۔۔؟؟

کیا اسی وجہ سے تھی۔۔؟؟

کہ وہ سب جانتا تھا۔۔؟؟

اور اس کاٹیج کو وہ تصویروں میں واضح دیکھ سکتی تھی۔

اسی لیے فیروز نے مجھ سے پوچھا۔۔

کہنکیا وہ اس کاٹیج میں پہلے بھی آچکی ہے۔۔؟؟

یا اللہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔؟؟

حارث۔۔۔؟؟ میں تمہیں۔۔ کبھی معاف نہیں کروں گی۔ تم نے مجھے کڈنیپ کیا۔۔

میری تصویریں۔۔ کھینچیں۔۔۔؟؟ وہ بری طرح بلک بلک کے رو رہی تھی۔

یہ اسی لمحے کی تصویریں تھیں جب وہ ہوش و حواس کھو بیٹھی تھی۔ اور حارث نے اسے کہا تھا کہ وہ ساری رات اس کے ساتھ رہا۔

وہ جو اٹھتے ہوئے سب سوچ رہی تھی۔

اس کا سر بری طرح چکرایا۔

یا۔۔ہمارے بیچ۔؟؟؟ چھ۔۔ہوا تھا۔۔؟؟؟ رخسار کا دماغ پھر سے الجھا۔

تصویریں اٹھاتے پھر سے دیکھا۔

جس میں وہ سوئی تھی۔اور ماسک والا شخص اس کے قریب ہی موبائی ل سے سیلفی لے رہا تھا۔

ایک تصویر میں اس نے رخسار کو بانہوں کے حصار میں لیا ہوا تھا۔رخسار نے وہ تصویریں خود سے دور اچھالیں جیسے بچھو ہو۔۔اور اسے ڈنک مار دیا ہو۔

اپنے ہاتھوں کو وہ صاف کرتی پیچھے ہٹی تھی۔

نہیں۔۔یہ سب جھوٹ ہے۔۔بکواس ہے۔۔ہمارے بیچ کچھ بھی غلط نہیں ہوا تھا۔یہ سب۔۔غلط ہے۔۔۔!

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔! یہ تصویریں۔ جھوٹی ہیں۔۔۔!

ففففیروز۔۔۔۔۔! اس کے لب سے دھیرے سے واہوا نام اب کی بار فیروز کا تھا۔ حارث کا نہیں۔

وہ دروازے کی جانب بڑھی۔ وہ فیروز کو اپنی سچائی کا یقین دلانا چاہتی تھی۔ لیکن دروازہ لاک تھا اس نے دو تین بار دروازہ کا لاک گھما کے کھولنا چاہا۔ لیکن۔۔ وہ نہ کھلا۔

فیروز۔۔۔ فیروز۔۔؟؟ پلیز۔۔ دروازہ کھولیں۔ میری بات سنیں۔۔ ۰۰ یہ۔۔۔ یہ۔۔ سب جھوٹ ہے۔۔۔ پلیز۔۔ دروازہ کھولیں۔۔۔!

رخسار کو اپنے اوپر لگے الزامات پے تکلیف ہو رہی تھی۔

بھلے وہ فیروز سے محبت نہیں کرتی تھی۔اس سے الگ ہونے کا بہت پہلے سے سوچ چکی تھی۔ لیکن یہ بات اسے تکلیف دے رہی تھی۔ کہ فیروز اسے ایک غلط لڑکی سمجھتا ہے۔۔۔ان تصویروں کو دیکھ۔۔ کوئی بھی کہہ سکتا تھا۔ کہ اس کے اور حارث کے بیچ نجائی ز تعلق ہے۔۔ لیکن ایسا بالکل نہیں۔۔ وہ جانتی تھی۔۔ اس کا اللہ جانتا تھا۔ وہ پاک دامن تھی۔ وہ اپنی بے گناہی ثابت کرنا چاہتی تھی۔ اور فیروز سے وہ موقع چاہتی تھی۔

کیوں۔۔؟؟اس کی وجہ تو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی

لیکن۔۔بس۔۔اسے فیروز کے سامنے خود کو صحیح ثابت کرنا تھا ہر حال میں۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

صبح ازہان کی آنکھ کھلی تو امامہ کو اپنے قریب بیڈ پہ سوتا دیکھ اس کے حواس بیدار ہوئے۔ وہ اسی کی شرٹ پہنے اسی کے سینے پہ سر رکھے گہری اور بوجھل سانسیں لیتی گہری نیند سو رہی تھی۔ رات کے گزرے لمحات آنکھوں کے سامنے گھومے تو اگلے ہی پل وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔

ایک پل اس نے امامہ کے چہرے کو دیکھا۔ جس پہ دنیا جہاں کی معصومیت چھائی ہوئی تھی۔

کیا وہ واقعی اتنی خوبصورت اور معصوم تھی یا۔ صرف ایک دھوکہ۔۔۔؟؟؟

ازہان خان نے اس کے چہرے پہ بکھرے سنہری بالوں کو کان سے پیچھے کیا۔

اس کی صاف شفاف گردن واضح ہوئی تھی۔ کہ ایک پل کو ازہان خان پھر سے دل ہارنے لگا تھا۔

اور اس کی شہ رگ کے تل پے اپنا دل پھر سے ہارتا محسوس ہو رہا تھا۔ جو پہلے سے ہی اس کی شدتوں سے لال ہوا تھا۔

اس کے نرم نرم گالوں کو چھوتا وہ پھر سے بہکنے لگا تھا۔ کہ۔۔۔

سر۔۔۔ آپ کے خلاف بہت بڑی سازش ہوئی ہے۔۔ جس میں آپ کی بیوی بھی شامل ہے۔

بلال کی آواز کافی دھیمی لیکن مضبوط تھی۔

ازہان فوراً سے بیشتر اس کے پاس سے جھٹکے سے اٹھا تھا۔

امامہ ہلکا سا کسمسائی تھی۔ لیکن وہ گہری نیند میں تھی۔ ازہان نے مڑ کے اسے دیکھا تھا۔ وہ ابھی بھی سو رہی تھی۔۔

منہ پے ہاتھ پھیرتے وہ خود کے حواس یکجا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور اٹھتے ہی سب سے پہلے باتھ روم کا رخ کیا۔

کافی لمبا شاور لینے کے بعد وہ روم میں آیا تھا۔ تو امامہ اب بھی اسی پوزیشن میں تھی۔

بالوں کو خشک کرتا وہ پرفیوم کا چھڑکاؤ کر رہا تھا۔ اور آئینے میں اس پری پیکر کو بھی نہار رہا تھا۔

وہ اسے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ ورنہ اس کا فیصلہ کمزور پڑ جاتا تھا۔ اور وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ خاموشی سے وہ باہر نکل گیا۔ آج اسے رخسار کو واپس لانا تھا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

کیا ہوا۔۔؟؟ خان۔۔؟؟ سب ٹھیک ہے۔۔؟؟ آج آپ صبح صبح۔۔؟؟ کہیں جا رہے ہیں۔۔؟

خان بی بی نے ازہان کو باہر جاتے دیکھا تو روک لیا۔

جی۔۔ آج بہت ضروری کام ہے۔۔۔ آپ۔۔ دعا کیجیے گا۔ اللہ کامیاب کرے۔

ازہان کا غیر معمولی سنجیدہ انداز خان بی بی نے حیرت اور پریشانی سے اسے دیکھا۔

جاؤ۔۔ بیٹا۔۔۔! اللہ آپ کو کامیاب کرے۔ آمین۔۔

انہوں نے دل سے دعا دی۔

ازہان خانزادہ باہر نکلتا اب گاڑی میں بیٹھا تھا۔ڈرائی یور کو حاکم ولا کی جانب گاڑی موڑنے کا حکم دیا وہ خاموشی سے گاڑی اس روڈ پے ڈال چکا تھا۔

آج وہ آر یا پار کرنے جا رہا تھا۔اس کا دل اور دماغ میں ایک سرد جنگ چل رہی تھی۔ایک طرف امامہ کے لیے دل اس کا نرم پڑ رہا تھا تو دوسری طرف اس کا فھو کا سوچ کے وہ اسے معاف کرنے کو بالکل تیار نہ تھا۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی حاکم ولا میں داخل ہوئی۔جہاں پہلے ہی سب پریشان بیٹھے تھے۔

سب کو سلام دعا کرتے وہ گلاسز اتارے وہیں ڈرائی ینگ روم میں براجمان ہوا۔

رخسار کو بلائیں۔

ازہان نے اگلا حکم نامہ جاری کیا۔ کہ سب ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے۔

شہروز نے بہروز حاکم کی جانب پریشانی سے دیکھا۔

ایک تو انہیں ازہان کا صبح صبح آنا ہی ہضم نہیں ہو رہا تھا۔اوپر سے آتے ہی رخسار سے ملنا چاہتا تھا۔

خیریت۔۔؟؟اتنی صبح۔۔؟؟بہروز حکم نے آگے بڑھتے ہوئے استفسار کیا۔

آپ بلائیں رخسار کو۔۔ پھر بات ہو گی۔

ازہان کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔جب کہ دوسری طرف عرفان بھی زخمی سے چور ایک طرف کھڑا سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔

جو حال اس کا ازہان نے کیا تھا۔فی الحال وہ اس کے پاس بھی نہیں بھٹکنا چاہتا تھا۔

بہروز حاکم نے ایک نظر مڑ کے پریشان کھڑی زرقا کو دیکھا۔

ابھی۔۔۔وہ سو رہے ہیں۔۔آپ۔۔۔؟؟؟

زرقا نے بات بنانی چاہی۔

آپ اسے بلائیں۔۔اور اس کے ساتھ اپنے بھائی فیروز کو بھی بلائیں۔

ازہان نے سپاٹ انداز میں کہا۔

وہ گھر پے نہیں ہیں۔ بلا آخر شہروز نے آگے بڑھ کے سنجیدہ انداز میں کہا۔

کیا مطلب۔۔؟؟ ازہان غصہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

مطلب۔۔۔؟؟ یہ ہے۔۔۔! شہروز نے امل کے ہاتھ سے خط لیتے ازہان کی جانب بڑھایا تھا۔

ازہان نے ایک نظر ان سب کی جانب دیکھا۔ اور خط تھام لیا۔

بھائی۔۔۔! میں رخسار کو لے کے یہاں سے بہت دور جا رہا ہوں۔ بتا کے نہیں جانا چاہتا تھا کہ آپ روک لیں گے۔۔ جانے کی وجہ بھی نہیں بتا سکتا۔۔ لیکن وقت آنے واپس بھی لوٹوں گا۔ اور ساری وجہیں بھی بتاؤں گا۔ تب تک اپنے بھائی سے بدگمان مت ہوئے گا۔

آپ کا بھائی فیروز حاکم۔

خط پڑھ کے ازہان کے دماغ کی رگیں ابھری تھیں غصہ ننتہائی شدت اختیار کر گیا تھا۔

جبار کو اس نے حاکم ولا کے می کڑی نگرانی کرنے کے یے رکھا ہوا تھا لیکن یہاں تو وہ سرے سے اہی اسکی بہن کو لے کے غائب ہو گیا تھا۔اور کسی کو کانوں کانوں خبر نہ ہوئی۔ غصہ سے اس کو ہاتھوں میں ہی مروڑ تروڑ کے وہیں پھینک دیا۔

مجھے میری بہن چاہیے بہروز حاکم۔۔۔! ازہان نے بہروز حاکم کے گریبان پے ہاتھ ڈالا تھا۔ شہروز تڑپ کے آگے بڑھا۔اور غصہ سے بہروز حاکم کا کالر چھڑایا تھا۔

وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہے۔ کسی اجنبی کے ساتھ نہیں۔۔ اور کس حق سے آپ نے بھائی کا کالر پکڑا۔۔؟؟ معافی مانگیں۔

شہروز انتہائی غصہ کے عالم میں بولا تھا۔

شوہر۔۔؟؟ دھوکے سے بنا ہے وہ میری بہن کا شوہر۔۔ جو اس نے کیا۔۔ اس کے لیے میں اسے جیل پہنچاؤں گا۔ یاد رکھنا۔۔۔! انگلی اٹھا کے وارن کیا۔ اور ہاں یاد رکھنا۔۔۔ پہلے تو یں نہیں ڈھونڈ سکا۔۔ لیکن اب۔۔۔ میں اپنی بہن کو تو ڈھونڈ ہی لوں گا۔ لیکن۔۔۔ چھوڑوں گا نہیں تمہارے بھائی کو۔۔۔! ازہان غصہ سے دھمکی دیتا وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا۔

یہ۔۔۔ یہ سب کیا تھا۔۔؟؟ اچانک۔۔ فیروز رخسار کو لے کے کہیں چلا گیا۔ اور اب یہ ازہان۔۔؟؟ یہ کیوں ایسے بول رہا ہے۔۔؟ کیا ہوا ہے۔۔؟؟ زرقا نے سر پکڑ لیا۔

جب کہ امل کیا آنکھوں میں بہنے والے آنسوؤں نے شہروز کے لیے راز اٹھانا شروع کر دیا تھا۔ ہو نہ ہو۔۔۔امل اس سب کے متعلق جانتی تھی۔

جب کہ بہروز حاکم کی چپ بھی نہ ٹوٹی تھی۔

ان کا انداز بی پراسرار سا تھا۔

کچھ تو تھا۔۔ جو سب جانتے تھے۔۔ لیکن۔۔ میں نہیں۔۔

ششہروز دل ہی دل میں سوچتا امل کو دیکھے گیا۔

صبح کے وقت فیروز نے دروازہ کالاک کھولا۔اور اندر آیا۔دروازہ کے پاس ہی وہ بیٹھی زمین پے سو رہی تھی۔۔یا بے ہوش تھی۔فیروزاندازنہ کر سکا۔

لیکن لب آپس میں سختی سے پیوست کیے وہ اینولپ کے لیے آگے بڑھا۔کہ تمام تصویریں زمین پے گری دیکھ وہ وہیں ٹھٹھکا۔

رخسار نے سب تصویریں دیکھ لی ہیں۔وہ پریشانی سے پلٹا۔اور بھاگنے والے انداز میں اسکی جانب بڑھا۔

رخسار۔۔؟؟رخسار۔۔؟؟آنکھیں کھولو۔۔؟؟

فیروز نے پریشانی سے اس کے گال تھپکے۔لیکن وہ ہوش میں نہ آئی۔

سے بانہوں میں اٹھائے وہ بیڈ کی جانب بڑھا۔اس کو بخار ہو گیا تھا۔پانی کے چھینٹے مارنے سے اس نے کسمسا کے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

فیروز۔۔۔۔؟؟اس نے دھیرے سے اسے پکارا۔

جو اسی کے اوپر پریشانی سے جھکا تھا۔آنسو ایک بار پھر سے بہہ نکلے۔

تم ٹھیک ہو۔۔؟؟فیروز نے فکر مندی سے اس سے پوچھا۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔اس نے تصویروں کی طرف اشارہ کیا۔

وہ۔وہ سب جھوٹ ہیں۔۔وہ۔۔غلط ہیں۔۔۔!اس نے روتے یقین دلاتے کہا۔

تم۔۔۔بھول جاؤ۔۔وہ سب۔۔۔!فیروز نے بہت نرمی سے اسے کہا۔

ننننی۔ں۔۔ نہیں۔۔ فیروز۔وہ شخص۔۔ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔؟؟میر االلہ گواہ ہے۔۔میں۔۔پاک دامن ہوں۔۔

وہ روتے ہوئے اپنی پاکدامنی کا اسے یقین دلارہی تھی۔

اور فیروز کا دل بہت بری طرح زخمی ہورہا تھا۔ہاں وہ اسے سزادینا چاہتا تھا۔اس نے جو کیا اسکی سزاہی بنتی تھی۔لیکن۔۔اتنی سخت سزا۔۔؟؟وہ کیسے کر سکتا تھا ؟؟۔۔۔

فیروز نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔اور آنکھیں موند گیا۔ہ وہ پہلی لڑکی تھی۔ جس نے اس کی دل کی دنیا میں قدم رکھا تھا۔اور وہ جان بوجھ کے اسے تکلیف دے گیا تھا۔

اچھا۔۔چپ۔۔۔!رونا نہیں بالکل۔۔۔!

فیروز نے اس کے آنسو صاف کیے تھے۔

میں۔۔۔پاک ہوں۔۔فیروز۔۔؟؟وہ پھر بھی روتے ہوئے بولی۔

جانتا ہوں۔۔اور مجھے۔۔خود کے لیے صفائی مت دو۔۔!اوکے۔۔۔!جسٹ ریلکیس۔۔!فیروز نے اپنا لہجہ بہت نارمل رکھا تھا۔اور وہ ساری تصویریں نیچے سے اٹھاتا واپس اینولپ میں ڈال گیا۔

آپ کو یہ تصویریں۔۔کہاں سے ملیں۔۔؟؟

ہمت کرتے رخسار نے اس سے پوچھ لیا۔

فیروز نے گہرا سانس خارج کیا۔

تم یہ چھوڑو سب ۔۔ چلو۔۔ فریش ہو جاؤ ۔۔ میں ناشتہ بناتا ہوں ۔۔ !

فیوز نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔ تو رخسار نے سر جھکا لیا

تمہارے پاس صرف دس منٹ ٥ تٹ ہیں۔ جلدی سے تیار ہو کے آجاؤ ۔۔ میں ویٹ کر رہا ہوں۔

اسے نرمی سے کتا وہ باہر نکلا۔ تو وہ بھی آنسو پونچھتی اٹھی تھی۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے ۔۔ ؟ اگر ۔۔ فیروز نے ان تصویروں پہ یقین کیا ہی نہیں ۔۔ تھا ۔۔۔ تو ۔۔ ؟؟ پھر وہ اس کے پاس ان تصویروں کو لے کے کیوں آیا تھا ۔۔ ؟؟

یہ وہ سوال تھا۔ جس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔اور وہ جاننا چاہتی تھی۔

○○○○○○○○○○○

امامہ کی طبعیت اب کافی سنبھل گ ئی تھی۔ صبح اٹھی تو اس نے خود کو جس حال میں پایا۔اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی۔ لیکن وہ پھر بھی اس میں دل کی آسودگی سے اتنا مطمین ہوئی تھی کہ ازہان نے اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔

فریش ہوتی وہ اب گل کے ساتھ ناشتہ لگوا رہی تھی۔ازہان کا صبح صبح کہیں چلے جانا اسے کھٹک تو رہا تھا۔ لیکن وہ اپنے اندر کے اضطراب کو قابو کیے ہوئے تھی۔ اسے لگ رہا تھا۔ کہ جیسے کوئی انہونی ہونے والی ہو۔

اس کا دل بری طرح سے گھبرا رہا تھا۔ سبی ناشتے کی ٹیبل پے موجود تھے۔ اور رخسار کی کمی محسوس کر رہے تھے۔ رقیہ پھوپھو بھی زوبیہ کے ساتھ وہیں موجود تھیں۔

امامہ کا نکھرا نکھرا روپ زوبیہ اور رقیہ پھوپھو کو چونکا گیا تھا۔

اسی لمحے ازہان غصہ سے اندر داخل ہوا۔ اس کا رخ سیدھا امامہ کی جانب تھا نظروں میں سخت اشتعال بھرا تھا۔ اس کا جی چاہا یا تو امامہ کو ختم کر دے۔ یا خود کو ۔

اس نے جارحانہ انداز میں آگے بڑھتے سختی سے امامہ کا بازو دبوچا۔ اور سب کے سامنے بنا کسی کی پرواہ کیے اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا اوپر کیجانب لے گیا۔

انہیں کیا ہوا۔۔؟؟فرحت بیگم نے پریشانی سے شوہر کی جانب دیکھا تھا۔جب کہ وہ بھی پریشان حال ہی تھے۔

ازہان اندر کی جانب بڑھتا اسے اندر کی طرف کھینچتا دروازہ لاک کر گیا تھا۔

امامہ بہت سخت ڈری تھی اس کے غصہ سے۔جس طرح وہ بنا کسی کا لحظ کیے اسے اوپر لے کے آیا تھا۔امامہ کو کچھ بھی صحیح نہیں لگ رہا تھا۔

بتاؤ۔۔مجھے۔۔؟؟کہاں ہے۔۔؟؟تمہارا بھائی۔۔؟؟وہ غصہ سے اس کی جانب پیش قدمی کرتے پوچھ رہا تھا۔

امامہ نے نا سمجھی کے سے انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

بتاؤ۔۔مجھے۔۔؟؟ورنہ۔جان سے مار ڈالوں گا۔۔

اس کا بازو سختی سے دبوچے وہ اسے غصیلی نظروں سے دیکھتا امامہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا گیا۔

بتاؤ۔۔مجھے۔۔؟؟؟وہ چلایا تھا۔

ہمیں نہیں۔۔پتہ۔۔۔؟؟وہ زچ آتے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے بولی۔

بکواس مت کرو۔۔تم جانتی ہو۔۔وہ میری بہن کو لے کے کہاں گیا ہے۔۔؟؟

وہ پھر سے غصہ سے چلایا تھا۔

ہم۔۔۔ہم سچ کہہ ہے ہیں۔۔ہمیں نہیں پتہ۔۔ہمارا ہاتھ چھوڑیں۔ہمیں درد ہو رہا ہے۔

امامہ کی آنکھوں میں آنسو بھر گ ئے۔

ازہان نے سر نفی میں ہلایا۔ میں۔۔ جان سے مار ڈالوں گا تمہیں بھی اور تمہارے بھائی کو بھی۔ سرد انداز میں کہتا وہ پھر سے امامہ کو چپ کرا گیا۔

لیکن اس بار امامہ اس سے ڈری نیں تھی۔

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی وہ ازہان کو تھوڑا سا چونکا گ ئی۔

عشق حدِ جنوں تک

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

بس کریں خان۔۔اور کتنے الزام لگائیں گے آپ ہم پے۔۔؟ غصہ سے ازہان کا ہاتھ جھٹکا۔اور پیچھے ہٹی۔ازہان کو اس کا انداز مزید طیش دلا گیا تھا۔

تم نے اور تمہارے بھائی نے مل کے جو چال چلی ہے۔۔نا۔اس کا خمیازہ تو تم دونوں کو بھگتنا پڑے گا۔

ازہان نے تنفر بھرے لہجے میں کہا۔

اچھا۔۔؟؟ہم نے چال چلی۔۔؟؟اور جو آپ کی بہن نے کیا۔۔وہ۔۔؟؟وہ کس کٹیگری میں آتا ہے۔۔؟

امامہ بھی تڑخ کے بولی۔وہ خود پے تو کچھ بھی سہہ سکتی تھی۔لیکن اپنے جان سے پیارے بھائی کے خلاف کچھ نہ سن سکی۔

میری بہن کے بارے میں ایک لفظ بھی بولا تو زبان کاٹ دوں گا۔ازہان نے اسکا گلا پکڑا تھا۔

امامہ نے اس کے ہاتھوں کی گرفت سے اپنا گلہ چھڑانا چاہا۔لیکن گرفت بہت سخت تھی۔امامہ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ازہان نے جھٹکے سے اس کی گردن کو چھوڑا۔

اگر میری بہن کو کچھ بھی ہوا۔۔کچھ بھی۔۔ایک کھروچ بھی آئی اسے۔۔تو میں تمہارے بھائی کو جان سے مار ڈالوں گا۔۔

اسطرح تو ہمارے بھائی کو بھی آپ کی بہن کو جان سے مار دینا چاہیے۔۔۔!اپنے گلے پے ہاتھ رکھے۔وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے ازہان کو دیکھتی نفرت بھرے لہجے میں بولی تھی۔

تم۔۔؟؟

مت قریب آئی ے گا ہمارے۔۔۔!

بے فکر رہیں۔۔آپ کی بہن کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے ہمارے بھائی پے۔۔وہ آپ کی بہن کے ساتھ کبھی کچھ برا نہیں کریں۔گے۔

امامہ کے آنسوؤں نے اس کے درد کی داستاں کہہ سنائی۔

اس سے زیادہ اور کیا برا کرے گا۔۔ کہ اس نے میری بہن کو کڈنیپ کیا۔اسے بارہ دن۔۔اپنے پاس قید رکھا۔اور اپنی بہن کو پلیٹ میں سجا کے مجھے پیش کیا۔

خان۔۔۔؟؟امامہ اس کی بات پے تڑپ ہی تو گئی۔

آپ کی بہن کو صرف۔۔ بارہ دن۔۔ قید رکھا۔۔۔! لیکن۔۔اس کی ہر طرح سے ک ئی یر کی۔اس کا خیال رکھا۔ لیکن۔۔ ہمارے ساتھ۔۔ جانتے ہیں کیا ہوا۔۔؟؟ کیا کیا آپ کی بہن نے۔۔؟؟ پورے پندرہ دن۔۔! پندرہ دن۔۔ ہمیں۔۔ قید میں رکھا۔ بھوکا۔۔پیاسا۔۔ گرم تپتی زمین پے۔۔! کہ۔۔ ہمارا جسم جھلس کے رہ گیا۔ بھوک۔۔پیاس سے ہماری حالت۔۔ مرنے والی ہو گ ئی۔ موت کے منہ میں پہنچادیا۔۔آپ کی بہن نے ہمیں اپنے دوستوں کے ساتھ مل کے۔۔۔!

امامہ آج پھٹ ہی توپڑی تھی۔ازہان توسن ہی ہو گیااس کی بات پے۔

وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔؟رخسار۔۔۔ایسا۔۔۔؟؟کیسے کرسکتی تھی۔۔؟؟

جھوٹ۔۔ جھوٹ۔۔۔ بول رہی ہو تم۔۔! ازہان کا لہجہ لڑکھڑایا تھا۔

کاش۔۔یہ جھوٹ ہوتا۔۔۔خان۔۔ لیکن۔۔آپ کی بہن۔۔انسانیت کے درجے سے بھی نیچے گر گ ئی تھی صرف ہمیں۔۔نیچاد کھانے کی خاطر۔۔!

امامہ کے لہجے میں درد دکھ تکیف افسوس غصہ نفرت۔۔کیا کچھ نہیں تھا۔ازہان خان کا دل پھر بھی نہیں مان رہا تھا۔

اس کی بہن۔۔۔؟معصوم ہے بہت۔۔امامہ جھوٹ بول رہی ہے۔اور وہ اس کی بات پے کیوں یقین کرے۔۔؟جبکہ وہ تو سر سے پیر تک تھی ہی دھوکا۔۔اور دھوکے س اسکی زندگی میں شامل ہوئی تھی۔

چپ۔۔۔!ایک دم چپ۔۔۔خبر دار جو ایک لفظ مزید میری بہن کے بارے میں کہا تو۔۔اسی وقت دھکے دے کے گھر سے نکال باہر کروں گا۔

خان جارحانہ انداز سے اس کی جانب بڑھا تھا۔

امامہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلی۔

آپ کی بہن کے چار دوست اور بھی شامل ہیں۔اس گندے کھیل میں۔

چاہے تو۔۔انویسٹیگیٹ کرلیں۔۔دھیرے سے چلتے اس کے پاس آئی۔

جہاں یہ پتہ لگوایا۔۔کہ آپ کی بہن کی کڈنیپنگ کے پیچھے ہمارے بھائی ہیں۔ ویسے یہ بھی پتہ لگوالیں۔۔کہ آپ کی بہن نے اپنے چار دوستوں کے ساتھ مل کے چار سال پہلے کیا کیا تھا۔۔

امامہ بری طرح چینخی تھی۔

اس نے۔۔ہمارے ساتھ اتنا ظلم کیا کہ ہم چاہ کے بھی اسے کبھی بھول نہیں پائے۔ان چار سالوں میں نہیں بھول پائے۔۔آج بھی پہلے دن کی طرح وہ

ہمارے لیے دوزخ ہیں۔۔ جن کو ہم چاہ کے بھی اپنی زندگی سے نہیں نکال پا رہے۔۔

امامہ روتے ہوئے چلا رہی تھی۔

اپنی حد میں رہو۔۔۔امامہ۔۔۔!ازہان کا لہجہ دھیما لیکن ابھی بھی سخت تھا۔

حدیں تو آپ نے ساری پار کر دیں ہیں۔خان۔۔۔!آپ کی بہن نے جو کسر چھوڑی وہ آپ نے پوری کر دی۔

آپ کی بہن۔۔؟؟

کیا کیا میری بہن نے۔۔؟؟بولو۔۔؟؟ازہان نے پھر غصہ سے اس کی کلائی دبوچی۔

○○○○○○○○

ماضی۔

رخسار۔۔وہ دیکھو۔۔وہی دو لڑکیاں کل والی۔

رخسار اپنی دو دوستوں بینش اور سمیرا کے ساتھ کھڑی تھی۔

اسی لمحے راکی اور اسد بھی وہاں آن پہنچے۔ان پانچ کا ٹولا تھا۔جو ہمیشہ ایک ساتھ رہتا تھا۔

بہت ایٹی ٹیوڈ ہے اس حجاب والی میں۔۔! رخسار نے گہری نظروں سے امامہ کی جانب دیکھا۔ صاف شفاف جلا چہرہ بنا کسی میک اپ کے پاک اور پاکیزہ تھا۔ یہی بات رخسار کو ہمیشہ سے کھٹکی تھی۔

خوبصورت میں وہ بھی کم نہ تھی۔ لیکن امامہ کا انداز اسے بہت برا لگتا تھا۔ اور بہت ہی کم عرصے میں وہ ہر ایک ٹیچر کی آنکھوں میں سما چکی تھی۔ اپنی ذہانت سے وہ اپنا اک مقام بنا چکی تھی۔ جو رخسار کو ہمیشہ سے کھلتا تھا۔

کیسی ہو۔۔؟؟

راکی نے امامہ کا راستہ روکا۔ جب کہ نظریں امل پے تھیں۔ وہ امل پے دل و جان سے فدا تھا۔ امل نے دانت پیستے اسے دیکھا۔

کیا تکلیف ہے۔۔؟کیوں راستہ روکا ہے۔۔؟امامہ نے اسے براہ راست جواب دیتے پوچھا۔

اف۔۔ تیرا غصہ جانِ من۔۔۔!ہم کہیں۔۔ مر ہی نہ جائیں۔وہ ڈرامائی انداز میں بولا تھا۔

اللہ کرے۔۔۔!امل نے گہرا سانس خارج کرتے کہا۔

بات تو سنو۔۔۔!وہ دونوں آگے بڑھیں کہ راکی نے امل کی کلائی تھامی۔

جس پے امل کے تن بدن میں آگ سی بھڑک اٹھی۔

چٹاخ۔

ایک ہاتھ اٹھا تھا۔ جس نے راکی کے چہرے پے پڑتے ہی وہاں موجد سب اسٹوڈنٹس کو انکی طرف متوجہ کیا تھا۔ رخسار جو بینش اور سمیرا کے ساتھ انہیں مسکراتا دیکھ رہی تھی۔ امل کے تھپڑ مارنے پے بری طرح غصہ میں آئی۔ اور ان کی جانب بڑھتے امل پے ہاتھ اٹھایا۔ جو امامہ نے رستے میں ہی روک لیا۔

ڈونٹ ڈئیر۔۔۔! میری بہن پے ہاتھ اٹھایا۔ تو ہم ہاتھ توڑ دیں گے آپ کا۔۔۔!

امامہ انتہائی غصہ سے بولی تھی۔ اور پھر دونوں وہاں سے نکل گ ئی یں۔ آج پہلی بار دونوں نے ہمت دکھائی تھی۔ جس کا خمیازہ بہت برا بھگتنے والی تھیں وہ۔

ان کی تو۔۔؟؟ راکی آگے بڑھا۔ کہ اسد نے روکا۔

رک جا۔۔۔ سب دیکھ رہے ہیں۔۔ ابھی نہیں۔۔ بعد میں کرتے ہیں۔۔ ان کا بندوبست۔۔۔! اسد نے آنکھ دبائی۔

اور ایسا بندوبست کرنا کہ اس کی سات پشتیں یاد رکھیں۔

اپنی کلائی تھامے رخسار نفرت سے بولی۔

وہ دونوں تو چاہتے ہی یہی تھے۔ اور پھر جو سوچا وہ سچ کر دکھایا۔

ایک ہفتے بعد ہی۔۔ وہ اپنا بدلہ لینے پہنچ گ ئے۔

ڈرائیور انکل۔۔ گاڑی کو کیا ہوا۔۔؟

بیٹا۔۔ ٹائی ر پنکچر ہو گیا ہے۔۔۔!

اوہو۔۔۔ کتنی مشکل سے فیروز بھائی کے کہنے پے ہمیں۔۔ٹرپ پے جانے کی اجازت ملی تھی۔

اب۔۔ ہم یونی پہنچیں گے توٹرپ پے جا پائی یں گے ناں۔۔؟؟

امامہ نے منہ بنایا۔

ہاں۔۔یار۔ ناردرن ایریا میں تو مجھے بھی گھومنے کا بہت شوق ہے۔۔اب کیا۔۔ کریں۔۔؟رخسار نے بھی منہ بنایا۔

بیٹا۔۔۔میں کوئی اور گاڑی کروا دیتا ہوں۔

کچھ ہی دیر گزری۔ کہ ایک گاڑی وہاں آکے رکی۔اس سے بات کرتے ڈرائی یورانکل نے انہیں گاڑی میں بٹھایا۔اوران کا سامان بھی اپنی گاڑی سے نکالتا دوسری گاڑی میں رکھ دیا۔

گاڑی جاچکی تھی۔ڈرائی یورانکل نے فون نکالا۔کال ملائی۔

کام ہوگیا ہے۔۔!

گڈ۔۔!دوسری طرف سے جواب موصول ہوا۔یہ پیسہ بھی کتنی بری چیز ہے۔۔ انسان سے کیا کیا کچھ کرواتا ہے۔۔؟؟گاڑی اپنی منزل کی بجائے انجان راستوں پے گامزن تھی۔وہ دونوں دیکھ نہ پائی یں۔اپنی باتوں میں مگن تھیں۔ہوش تو تب آیا۔جب گاڑی کسی انجان جگہ پے رکی۔

یہ۔۔۔یہ کونسی جگہ ہے۔۔؟اُمامہ نے حیرت سے ڈرائیور سے پوچھا۔جب کہ وہ خاموشی سے باہر نکلا۔امامہ اور امل کو کچھ صحیح نہ لگا۔

اور دو منٹ بعد ہی ان کا خیال درست ثابت ہوا۔

راکی اور اسدان کی گاڑی کا بیک ڈور کھولتے ان دونوں کو باہر نکال چکے تھے۔

چھوڑو۔۔ہمیں۔۔امامہ تڑپی تھی۔

امل کا بھی یہی حال تھا۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔؟پورے پندرہ دن ہیں۔۔مل کے خوب انجوائے کریں گے۔

راکی نے خباثت سے کہا۔اوران دونوں کو لیے وہ ایک کچے گھر میں داخل ہوئے۔

سخت گرمی تھی۔اور تپتا صحن۔امامہ اور امل کے جوتے اتروا لیے گ ئے تھے۔

اوران کے سر سے دوپٹے بھی کھینچ اتارے۔

انہوں نے مزاحمت کی تو تھپڑوں سے ان کا منہ لال کر دیا۔

امل تو برداشت نہ کر پائی۔اور وہیں گر کے بے ہوش ہو گ ئی جب کہ امامہ ان دونوں درندوں کو دیکھتی گرم تپتی زمین پہ پیچھے کی طرف کھسک رہی تھی۔

اسد آگے بڑھتے اس کو پکڑے آستین سے اس کی قمیض پھاڑ گیا۔

امامہ کی دل خراش چینخ بلند ہوئی۔

وہ دونوں قہقہہ مار کے ہنسے تھے۔

امامہ نے اپنے سینے پے دونوں بازو رکھتے خود کو چھپانا چاہا۔

وہ مزید کوئی پیش قدمی کرتے کہ وہاں بینش اور سمیرا آن وارد ہوئی یں۔

رک جاؤ۔۔ کیا کر رہے ہو۔۔؟ بینش کے دل میں خوف سا ابھرا۔امامہ کی بکھری حالت دیکھ اس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔

تمہیں کیوں ہمدردی ہو رہی ہے اس سے۔۔؟ اسد کو غصہ چڑھا۔

تم۔۔انہیں۔۔۔بس تھپڑ کی سزا دینا چاہتے تھے۔وہ ہو چکا ہے۔۔اب بس کرو۔۔اور چھوڑ دو۔۔انہیں۔۔

بینش نے دکھی انداز میں کہا۔تو وہ دونوں ہی مسکرا دی ئے۔

تمہیں لگتا ہے۔کہ تم جو کہو گی۔۔ہم وہ کریں گے۔۔؟

راکی نے بھنوئی یں اچکائی یں۔

تم دونوں کچھ بھی کرو۔۔لیکن۔۔ان کی عزت پے ہاتھ نہیں ڈالو گے۔۔۔بھول گ ئے۔۔؟قسم اپنی۔۔؟

بینش نے انہیں یاد دلایا۔وہ بینش کے کزن تھے۔اور ایک بار وہ پہلے بھی مل کے ایک لڑکی کے ساتھ زبردستی کر چکے تھے۔جس کی وجہ سے وہ جیل بھی کاٹ

چکے تھے۔ماں نے قسم دی تھی اپنے سر کی۔کہ دوبارہ وہ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔اور آج بینش انہیں وہ قسم یاد دلا رہی تھی۔

دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھے لب بھینچ گ ئے۔

ٹھیک ہے۔۔اسکی عزت پے ہاتھ نہیں ڈالیں گے۔لیکن۔۔ان کی حالت اتنی بری کر دیں گے۔کہ یہ کسی کو پہچان میں ہی نہیں آئی یں گیں۔

سعد غصہ اور تنفر سے کہتا ایک تیزاب کی بوتل اٹھا لا یا۔

یہ۔۔یہ کیا کرنے لگے ہو۔۔؟؟ سمیرا کا دل دہل گیا۔

اس کا کیا کرتے ہیں۔جانم۔۔؟؟ اسد نے آنکھ ماری۔

اور بوتل کا ڈھکن کھولا۔

دوسری طرف امل کو ہوش آ گیا تھا۔ وہ ان کی طرف دیکھتی ان کے ہاتھ میں تیزاب کی بوتل دیکھ بری طرح ہل کے رہ گئی تھی۔

وہ امامہ پے تیزاب پھینکنے والے تھے۔ کوئی نفرت میں اس حد تک بھی گر سکتا ہے۔۔؟ امل کو یقین نہ آیا۔

بینش اس بار چاہ کے بھی نہ بول پائی۔

ابھی وہ مزید کچھ کرتے کہ رخسار کی کال آئی۔

اسپیکر پے ڈالی۔ اسد نے راکی سے کہا۔

کہاں ہیں وہ دونوں۔۔؟ نفرت سے پوچھا۔

ہمارے قبضے میں۔ڈئیر۔۔۔!تم انجوائے کرو۔۔ہم بھی جوائن کریں گے کل تک۔۔۔!اسد نے لقمہ دیا۔

بالکل۔۔ان دونوں کا اچھی طرح سے بندوبست کر کے آنا۔۔۔!آگے سے رخسار کی بات سنتے امامہ کو لگا آج اس کی زندگی کا آخری دن ہے۔نجانے وہ کیا کرنے والے تھے ان کے ساتھ۔کال بند کرتے اب ان کا رخ امامہ کی طرف تھا۔بینش اور سمیرا پیچھے ہٹ گئی۔

وہ دونوں پاگل بھائی تھے۔ان کے منہ لگنا خود کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف تھا۔اس لیے۔۔وہ چاہ کے بھی ان کی کوئی مدد نہ کرپائی۔

اسد نے تیزاب کی بوتل سے تیزاب امامہ پے اچھالنا چاہا۔ کہ اسی لمحے امل نے اسے دھکا دیا۔ اور تیزاب کی بوتل کو دور اچھالا۔ اور امامہ کے آگے آن کھڑی ہوئی۔ لیکن تیزاب کی اچھی خاصی چھینٹیں اس کی کمر پے آن گری تھیں۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

جیسے ہی وہ کاٹیج میں داخل ہوا۔ ایک غیر معمولی خاموشی نے اس کا استقبال کیا۔
وہ بنا دیری کیے اسٹور روم کی جانب بڑھا تھا۔
جہاں وہ زمین پے پتھر کی مورت بنی بیٹھی تھی۔

رخسار۔۔۔؟؟؟ فیروز نے اسے پکارا

لیکن اس کے قریب جا تا وہ ٹھٹکا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ ماسک تھا۔ جسے وہ حارث بن کے استعمال کرتا تھا۔ فیروز نے لب بھینچے۔

وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ وہ اس طرح سے اس کی سچائی جانے۔ لیکن اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔

رخسار۔۔۔؟؟ اٹھو۔۔! فیروز نے اسے اٹھانا چاہا جو بالکل ساکت بیٹھی تھی۔

رخسار۔۔؟؟ وہ تقریباً دہاڑا تھا۔

اس کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ روئی آنکھیں ان گہری سبز آنکھوں سے ٹکرائی یں۔

ایک یہ آنکھیں ہی تو تھیں۔۔ جن سے وہ دھوکہ کھا گئی۔ ورنہ۔۔ وہ اسے پہلی نظر میں ہی پہچان جاتی۔۔۔

اٹھو۔۔ یہاں کیوں بیٹھی ہو۔۔؟ فیروز نے نارمل انداز میں اس سے کہا۔

رخسار نے ٹوٹے بکھرے انداز میں ماسک والا ہاتھ اس کے سامنے کیا۔

فیروز نے اس کے ہاتھ کی جانب دیکھا۔ اور اس کے ہاتھ سے ماسک لیتا سب اس اینولپ میں رکھا تھا۔ اور واپس کبرڈ میں۔

اٹھ جاؤ۔۔ اب۔۔! اگر رونے ک سیشن مکمل ہو گیا ہو تو۔۔؟؟

فیروز کے لہجے میں طنز تھا۔

خسار نے کھڑے ہوتے ایک مٹھی میں دبائی کوئی چیز آگے کی تھی۔ جب کہ آنسو ٹوٹ کے گال پے بہے تھے۔

فیروز نے اک نظر اسے دیکھا اور پھر اس کی مٹھی کھولی۔ جس میں لینز کی ڈبیا تھی۔

فیروز کا دل ڈوب کے ابھرا لیکن چہرے سے کچھ بھی واضح نہ ہونے دیا۔

شاید۔۔۔یہ رھنا بھول گئے ہو تم۔۔؟؟؟ رخسار کی کرب سے ڈوبی آواز پے وہ چونکا۔

خاموشی سے اس کے ہاتھ سے وہ لینز کی ڈبیا لی۔ اور اسے بھی کبرڈ کے ایک دراز میں رکھنے لگا۔

تم جانتے ہو۔۔؟؟ لوگ کہتے ہیں آنکھیں دل کا آئینہ ہوتی ہیں۔ وہ اس کی پشت پے کھڑی بولی تھی۔

جب کہ کرب اس کے لہجے میں واضح تھا۔

لیکن۔۔ تمہاری تو آنکھوں نے ہی مجھے دھوکہ دے دیا۔۔۔ وہ رخ پھیرے رو پڑی تھی۔

فیروز خاموش رہا۔

اس کے پاس کہنے کو تو بہت کچھ تھا۔ لیکن وہ فی الحال اسے کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا۔

اس کا ہاتھ تھاما۔ اور باہر لے جانا لگا۔

چھوڑو مجھے۔۔۔! رخار نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

فیروز نے پلٹ کے اسے دیکھا۔

تم جیسے گرے ہوئے انسان کے ساتھ میں ایک منٹ نہیں رہ سکتی۔۔ تم۔۔ اتنے گھٹیا ہوگ ئے۔۔؟؟؟ میں نے سوچا بھی نہ تھا۔۔۔ اس کے الفاظ سے زیادہ نفرت اس کے لہجے میں تھی۔ جسے محسوس کرتا فیروز تڑپا تھا۔

رخسار۔۔۔! بعد میں بات کریں گے۔۔ ابھی چلو یہاں سے۔۔۔

کہیں نہیں جاؤں گی میں تمہارے ساتھ۔۔ بلکہ۔۔۔ تم مجھے چھوڑ رہے ہو۔۔ سمجھے تم۔۔؟؟؟

اس کا کالر پکڑے وہ ہزیانی انداز میں چلائی۔

فیروز نے لب بھینچے اپنے غصہ کو کنڑول کرنا چاہا۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔ نا تم نے۔۔۔! فیوز کو غصہ آی۔ لیکن پھر بھی دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

ہو گا۔۔۔؟؟ سب کچھ ہو گا۔۔ تم۔۔۔ نے مجھ سے دھوکے سے نکاح کیا۔۔۔ تم نے۔۔ تم۔۔۔ مجھے۔۔ کڈنیپ کیا۔۔۔ وہ بری طرح رودی تھی اس کے چہرے کے قریب تر ہوتی وہ اس کے دل میں حشر برپا کر گ ئی تھی۔

تم دھوکے باز ہو۔۔ چیٹر ہو۔۔ میرے دل سے کھیلا ہے تم نے۔۔۔! تم۔۔ بہت برے ہو۔۔۔!

وہ پھوٹ پھوٹ کے رودی تھی۔

میری۔۔۔ میری بات سنو۔۔ رخسار۔۔۔! فیروز کا لہجہ نرم تھا۔

کچھ نہیں سننا میں نے۔ تم دھوکہ باز ہو۔۔۔ تم۔۔ تم۔۔نے بارہ دن مجھے اپنی قید میں رکھا۔۔ تم نے۔۔۔؟؟ میرے ساتھ۔۔؟؟ کیا کچھ نہیں کیا۔۔۔ مجھے بارش میں کھڑا رکھا۔ مجھے۔۔ قید میں رکھا۔۔ بہت برے ہو تم۔۔ بہت۔۔۔۔! معاف نہیں کروں گی تمہیں۔۔۔! رخسار بولے جا رہی تھی۔ اس کی گرفت اس کے کالر سے ڈھیلی پڑی تھی۔

آپ۔۔۔ تم۔۔۔؟؟ نہیں۔۔ کچھ نہیں کہوں گی تمہیں۔۔ کچھ نہیں ہو تم میرے۔۔ کچھ نہیں۔ اب جیسے وہ خود سے ہار رہی تھی۔

اور فیروز اس کا بکھرتا روپ دیکھتا تڑپ ہی اٹھا تھا۔

رخسار۔۔؟؟ وہ پھر سے اس کو پکار گیا۔

میرے سے بات مت کرو تم۔۔۔! انگلی اٹھا کے وارن کیا۔ او پھر سے اسے کالر سے پکڑا۔ وہ ایک لفظ نہیں بولا۔

جیسے اسے ہر حق دے دیا ہو۔ سارے حقوق اسے دے دی ئی ے ہوں۔

میں۔۔ میں۔۔

میں آج ہی اپنے بھیا سے بات کروں گی۔۔ اور۔۔۔؟؟ کہتے کہتے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

اس سے یہ نہ کہا گیا کہ وہ اس سے الگ ہو گی۔۔ اس سے۔۔ طلاق لے گی۔

فیروز نے اسے رونے دیا۔ کچھ بھی نہ کہا۔

وہ روتے روتے اس کے سینے سے لگ گئی۔

کیوں کیا میرے ساتھ ایسا۔۔؟؟ کیوں۔۔؟؟ کیوں کھیلا میرے جذبات سے۔۔؟؟

کیوں پہنچائی مجھے تکلیف۔۔۔؟؟ کیوں۔۔؟؟ وہ روتے ہوئے اس سے پوچھتی جا رہی تھی۔اور وہ لب سیے کھڑا تھا۔

تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔۔ لیکن۔۔پہلے مجھ سے ایک وعدہ کرو۔ فیروز نے اس کے آنسو پونچھے تھے۔

رخسار نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔

کچھ بھی ہو۔۔۔!کچھ بھی۔۔۔۔۔تم مجھ سے الگ ہونے کی بات نہیں کرو گی۔۔۔!کیونکہ فیروز حاکم خان۔۔مر تو سکتا ہے۔۔لیکن رخسار کو چھوڑ نہیں سکتا

ایک ایک لفظ کو جذب کے عالم میں کہتا وہ رخسار کے دل کی دھڑکن کو بڑھا گیا۔

وہ نہیں چاہتی تھی۔کہ وہ فیروز کے لیے اپنے دل میں کوئی نرم گوشہ محسوس کرے۔وہ اس سے بھی تک نظر چرا رہی تھی۔لیکن دل تو دل ہے۔آخر اس سے دغا کر ہی گیا۔

اس کے دل میں فیروز اپنی جگہ بہت چپکے سے بنا چکا تھا۔اور اب اسے خود پے ہی غصہ آرہا تھا۔

میں تمہیں۔عاف نہیں کروں گی۔۔۔!رخسار اس سے دور ہوتے جیسے بے بسی سے بولی تھی۔فیروز کے چہرے پے مکراہٹ رینگی تھی۔لیکن وہ مہارت سے چھپا گیا تھا۔

مت کرنا۔۔۔!جب تک چاہے سزا دینا۔۔میں تیار ہوں۔لیک۔۔میری دستر سے باہر نکلنے کی بات بھی مت سوچنا۔۔

اس کی بات پے سر خم کرتا اس کے اور اپنے بیچ کے دو قدم کے فاصلے کو مٹاتے وہ اس تک پہنچا تھا۔اوور ٹخری بات جارحانہ انداز میں کہی تھی۔کہ رخسار کو دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوتی محسوس ہوئی۔

دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملیں۔

تو دونوں کے دل ایک ہی تال پے دھڑکے۔

رخسار نظریں چراتے ایک طرف سے ہوتے باہر جانے لگی۔ کہ فیروز نے اس کی کلائی تھام کے اسے اپنے قریب کھینچا۔

مجھ سے دور کہاں جارہی ہو؟۔ فیروز کی گھمبیر آواز پہ رخسار کے اندر کا ایک آگ سے می دہک اٹھی تھی۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔! وہ خود کو اس کے حصار سے چھڑاتی نظریں چراتے بولی تھی۔

نہیں چھوڑوں گا۔۔ مر کے بھی نہیں۔۔۔

یقین بھرے اور جنونی انداز میں کہتا وہ پل بھر کے رخسار کو بھی ڈرا گیا۔

اس کے انداز میں جنون تھا۔ شدت تھی۔

رخسار سہمی تھی۔

لیکن اس سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔ اور اس کی وجہ وہ خود بی نہیں سمجھ پار ہی تھی۔ کہ کیوں وہ فیروز۔۔؟!جبکہ فیوز نے جو اس کے ساتھ کیا۔۔ کیا وہ بھول جانے یا معاف کر دینے کے لائق تھا۔۔؟؟

مجھ سے اپنی بہن کا بدلہ لینے کے شاید کی ناں۔۔؟! پھر۔۔ اتنی جنونیت کیوں۔۔؟

رخسار نا چاہتے ہوئے بھی وہ سوال کر گئی۔ جس کا جواب بھی جنونیت میں ہی آنا تھا۔ اسے خود سے قریب تر کرتا وہ اس کے لب سے لب مس کرتا آنکھیں موند گیا۔

میں خود نہیں جانتا رخسار۔۔! تم میرے لیے اتنی اہم کیوں ہو۔۔؟ نہیں جانتا جو لڑکی۔۔ میری بہن کی تکلیف کا باعث بنی۔۔ میں اسے وہ تکلیف کیوں نہیں دے پایا۔۔؟ آنکھیں بند کیے وہ اب بولے جا رہا تھا۔ اور رخسار کو ڈر لگنے لگا تھا۔

نہیں جانتا کہ۔۔ جو لڑکی میرے لیے باعث نفرت تھی۔ کیوں اس سے پیار کر بیٹھا۔۔؟؟

اس کا اظہارِ محبت رخسار کو عجیب سے احساس سے دوچار کر گیا۔

خود کو اس کے حصار سے چھڑانے اور مزاحمت کو بھی وہ روک چکی تھی۔

فیروززز۔۔۔! اسنے دھیمے سے پکارا

کچھ مت کہو۔۔۔رخسار۔۔اس کے لب سے ادا ہوتے الفاظ رخسار کے لبوں سے مس ہوتے اس کے اندر رعتاش برپا کر رہے تھے۔

مجھے بولنے دو۔۔۔!رخسار۔۔مجھے سنو۔۔۔!تم نے میری بہن کو بہت تکلیف پہنچائی۔۔وہ بہت تکیف میں رہی ہے۔رخسار۔۔اور اسے تکلیف میں دیکھ دیکھ میں ہر روز مرتا تھا۔ہر روز یہ عہد کرتا تھا خود سے۔۔کہ مر جاؤں گا۔۔یا تمہیں مار ڈالوں گا۔اور۔۔اگر تم۔۔مجھے اس وقت مل جاتی تو۔۔شاید۔۔تمہیں جان سے مار بھی ڈالتا۔۔۔!کہتے ہوئے اس کی گرفت سخت ہوئی اور آنکھیں شعلہ بار ہوئی تھیں۔رخسار نے دہل کے اسے دیکھا۔

لیکن۔۔۔تم۔۔نہیں تھی۔۔اور پھر جب لوٹی۔۔تو۔۔مجھے واپس آنا پڑا۔۔نہیں لینا تھا بدلہ۔۔لیکن۔۔تمہارے الفاظ۔۔ہی تمہارے گلے کا طوق بنے تھے۔۔رخسار۔۔!

میری بہن۔۔مجھے اس دنی میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔اس کے لیے جان لے بھی سکتا ہوں۔۔اور جان لے بھی سکتا ہوں۔

جب تمہیں۔۔کڈنیپ کیا۔۔نہیں۔۔جانتا تھا۔ایک دن روح میں اتر جاؤ گی۔۔

اور جنون بن جاؤ گی۔۔!

اس کا لہجہ جنون لیے ہوئے تھا۔رخسار خاموش ہی ہی۔فیروز کے چہرے پے ایک مسکان سجی۔

جانتی ہو۔۔۔!

ہم دونوں بہن بھائی کی ایک عادت ایک جیسی ہے لیکن۔۔۔۔۔بہت بری ہے۔۔!اسکا لہجہ آنچ دیتا تھا۔رخسار کی سانسوں میں تیزی آئی تھی۔

ہمجسے چاہتے ہیں۔ جنون کی حد تک چاہتے ہیں۔ جس سے نفرت کرتے ہیں۔ جنون کی حد تک کرتے ہیں۔

اس کا لہجہ اتنا سرد اور جنون بھرا تھا کہ رخسار بس اسے دیکھے گ ئی۔

مجھ سے کون سا والا جنون ہے۔؟؟

بے اختیار اس کے لب سے پھسلا۔

وہ اس سے اس بات کی توقع تو نہیں کر رہا تھا۔ لیکن سن کے اسے اپنا جواب دینا ضروری سمجھا۔ ور جواب لفظوں سے نہیں وہ عمل سے دینا چاہتا تھا۔ خود پے

اختیار کھوتا وہ اس کے لبوں پے شدت سے جھکا تھا۔ کہ رخسار سختی سے آنکھیں بند کر گئی۔ اس کے ہاتھوں کی گرفت فیروز کے کالر پے مزید سخت ہوئی تھی۔

فیروز نے اسے اپنے عمل سے جواب دیا تھا۔ کہ وہ دنگ ہی رہ گئی۔

عشق ہے حدِ جنوں تک۔۔۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

تیزاب کے چھینٹے امل کی کمر پر گرے اسے بری طرح جھلسا گئے اس کی چینخیں بلند ہوئی تھیں اس نے امامہ کی ڈھال بن کر خود کو تکلیف پہنچائی تھی۔ اس کو چینختا دیکھ بینش اور سمیرا ابھی چلانے لگی تھیں۔

اسد اور راکی تو بس ایک سکتے کہ عالم میں انہیں دیکھتے جا رہے تھے یہ کیا کیا تم نے۔۔؟ بینش نے اگے بڑھ کر امل کو تڑپتا دیکھ کر دہلتے دل سے پوچھا۔ راکی نے

اس کا ہاتھ تھامے اسے واپس پیچھے گھسیٹا۔ پاگل ہو گئی۔ پیچھے ہٹو راکی اس پے غصہ ہوا۔ تم نے اسے بری طرح جھلسا دیا ہے پاگل انسان۔ بنش پھٹ ہی پڑی۔ اپنی بکواس بند کر و ورنہ یہ پاگل کچھ بھی کر سکتا ہے سمجھی تم۔ اسد نے اسے پیچھے دھکا دیا۔ امل ابھی بھی تڑپ رہی تھی۔ چیخ رہی تھی دوسری طرف امامہ روئے جا رہی تھی۔ امل کی تکلیف پے وہ بری طرح ڈری تھی اس سے پہلے کہ کوئی پولیس کیس بنے۔۔۔ اسے یہاں سے لے چلتے ہیں اور کہیں راستے میں پھینک دیتے ہیں۔ راکی نے مشورہ دیا۔ کیا کہہ رہے ہو یہ مر جائے گی۔۔ اسد گھبرایا۔

مرتی ہے تو مر جائے۔ تمہیں کیوں ہمدردی ہو رہی ہے؟ اس کا مرنا ہی ٹھیک ہے۔ ورنہ ہم پھنس جائیں گے۔ راکی نے اسد کو تنفر سے دیکھتے کہا۔ اور ساتھ ہی اس کو اشارہ بھی کیا۔ کہ وہ امل کو اٹھانے میں اس کی مدد کرے۔ اسد نے امل کو وہاں سے گھسیٹتے ہوئے باہر نکالا امامہ تڑپ کر اگے بڑھی پلیز امل کو چھوڑ دو اللہ کا واسطہ ہے اپ سب کو۔ امامہ نے ہاتھ جوڑے۔

اب اس کا کیا کریں۔۔؟اسد نے واپس اتے پوچھا اسے یہیں چھوڑ جاتے ہیں اس کو بعد میں دیکھیں گے۔پہلے اس لڑکی سے تو جان چھڑا لیں راکی نے پریشانی سے کہا تو اسد نے اثبات میں سر ہلایا اور وہیں امامہ کو رسیوں سے باندھتے تپتی زمین پر وہ اس کا منہ ٹیپ سے بند کرتے بنا پیچھے مڑ کر دیکھتے باہر نکلتے چلے گئے اور ایسا نکلے کہ مڑ کر وہ واپس نہ ائے۔

امل کو کسی ادارے کے باہر پھینک کر وہ وہاں سے فرار ہو گئے اور ان کا اگلا ٹارگٹ نارد ن ایریا تھا جہاں وہ خوب انجوائے کرتے ان دونوں کو بھول گئے تھے۔امامہ بھوکی پیاسی دن رات وہاں رسیوں سے بندی پڑی رہی۔دن ہوتا تو تپتی دھوپ سے اس کا جسم سلگ جاتا پیاس سے اس کا برا حال ہو جاتا رو رو کر اس کے انسو بھی سوکھ گئے اس نے بہت کوشش کی خود کو وہاں سے چھڑانے کی لیکن رسیاں بہت مضبوط بندھی ہوئی تھی وہ ایک رسی بھی نہ توڑ سکی۔اسے رہ رہ کر امل کی یاد ا رہی تھی نہ جانے انہوں نے اس کے ساتھ کیا کیا کسی کو ان کی گمشدگی

کا پتہ چلا کہ نہیں؟ لیکن اگر امل اپنوں میں سے کسی کو مل جاتی تو وہ ضرور امامہ تک پہنچ جاتے۔

اتنے دن گزر گئے لیکن کوئی امل کا پتہ نہیں چلا۔ کہ وہ کہاں ہے پھر امامہ کو کون ڈھونڈتا امامہ نے اب امید ہی کھو دی تھی۔ کہ کوئی اس تک پہنچے گا اسے لگا اب یہیں اس کی موت مقرر ہے اللہ نے یہیں اس کا اخری انت لکھا تھا اور اب وہ گن گن کے سانس لے رہی تھی اور اپنی موت کا انتظار کر رہی تھی۔

کہ ایک دن اس گھر کا دروازہ کھلا اور کوئی شخص اندر داخل ہوا انے والا کوئی اور نہیں اس کا سگا بھائی فیروز خان تھا۔ جو امامہ کو اس حال میں دیکھتا اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس کرتے گھٹنوں کے بل زمین پر گرے امامہ کو پسر مردہ حالت میں دیکھ تڑپ کر ہی رہ گیا فوراً اسے بیشتر بھاگتے ہوئے اس کے قریب جاتا ہے اس کا سر اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتا بے دردی سے انسو بہاتا وہ اپنے آپا کھو رہا تھا۔

امامہ۔۔۔امامہ۔۔۔مانہ۔۔۔وہ چلا رہا تھا بہت اونچی اواز میں اس کا دوست حارث بھی اس کے ساتھ تھا وہ دروازے پر ہی رک گیا۔امامہ کی حالت بہت ابتر تھی فیروز نے امامہ کی رسیاں کھولیں اور اس کے منہ سے ٹیپ ہٹائی وہ ایک بے جان انسان کی طرح نیچے لڑھک گ ئی۔فیروز نے اپنی جیکٹ اتار کر امامہ کو پہنائی اور اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگا حارث نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے فوراہاسپٹل کا رخ کیا۔جہاں حارث کی بیوی کشمالہ موجود تھی اس نے امامہ کو سپیشل ٹریٹمنٹ دیا۔

وہی امل کا علاج بھی وہی کر رہی تھی۔امل کی حالت پہلے سے کافی بہتر تھی اس کی ان کچھ دنوں میں ہی مائنر سرجری ہو چکی تھی لیکن وہ مکمل صحت یاب نہیں ہوئی تھی اسے ابھی بھی ہاسپٹل وارڈ میں رکھا گیا تھا۔یہ تو اللہ کی طرف سے معجزہ ہوا تھا۔کہ امل ہوش میں آگ ئی۔ورنہ فیروز کو کیسے پتہ چلتا کہ امامہ کہاں ہے۔

وہ تو زبردستی پہلی بار بہروز حاکم سے بمشکل اجازت لے کر انہیں نادرن ایریا 15 دن ٹور پہ بھیج رہا تھا۔ کیونکہ ان کی بہت خواہش تھی۔ وہاں جانے کی۔ فیروز کو خود بھی گھومنا پھرنا پسند تھا۔ اس لیے وہ بہن کو بھی ویسی آزادی دینے کا خواہش مند تھا۔ اور پھر فیروز نے ہی ان کو اجازت لے کے دی تھی وہیں دوسری طرف بہروز حاکم اور زرقہ بھابی بھی دبئی جارہے تھے ان کا ٹور بھی ایک ماہ کا تھا۔ جب کہ امل اور امامہ کے جانے کی ساری ذمہ داری فیروز حاکم نے لی تھی کیونکہ شہروز حاکم بھی اؤٹ اف سٹی تھا اپنی کمپنی کے خاص پروجیکٹ کے سلسلے میں اس کا بھی کافی لمبا ٹائم لگ جانا تھا۔ اور واپسی کب تھی کوئی ی نہیں جانتا تھا۔ وہ جاتا تھا تو مہینوں سے پہلے نہیں لوٹتا تھا ایسے میں فیروز باہر سے ایا ہوا تھا اور اسی نے ان کی ذمہ داری لیتے ہوئے انہیں بھیج دیا وہ تو یہی سمجھتا رہا کہ وہ نادرن ایریا پہنچ گئی ہوں گی لیکن ان کے جانے کے تین دن بعد وہ حارث سے ملنے اس کے ہاسپٹل ایا جہاں امل کو رکھا گیا تھا تو اس کی نظر وہیں امل پر پڑی جو بے ہوش تھی اور

اس روم سے حارث کی بیوی کشمالہ باہر نکل رہی تھی

فیروز کو لگا اس کی انکھوں کو دھوکا ہوا ہے وہ دھڑکتے دل سے اندر کی جانب گیا وہاں اس کے پیروں

تلے سے زمین نکلی وہ کوئی اور نہیں امل ہی تھی کشمالہ نے اسے سب تفصیل سے بتادیا۔ کہ یہ لڑکی ہاسپٹل کے باہر بے ہوش پڑی ملی تھی اس کی بہت بری حالت تھی کسی نے اس کی کمر اور کندھے پہ تیزاب پھینکا تھا جس کی وجہ سے وہ بری طرح جھلس کے رہ گئی اور کشمالہ ہی اس کا علاج کر رہی تھی لیکن وہ مسلسل بے ہوش تھی۔

فیروز کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ پلیز اسے ہوش میں لائیں۔ وہ کرب سے بولا۔ اگر یہ یہاں ہے تو امامہ کہاں ہے۔۔؟ وہ جیسے پاگل ہوا تھا۔ مجھے کیوں نہ پتہ چلا کہ میری بہن مصیبت میں ہے۔۔۔؟

وہ بلک بلک کے رو دیا اپنی بے بسی اور لا علمی پر وہ بے تحاشا غصہ سے تھا۔ وہ یونیورسٹی گیا پرنسپل سے اکیلے میں بات کی۔ سب کچھ پوچھا لیکن انہوں نے بھی لا علمی کا اظہار کر دیا اور صاف کہا کہ وہ دونوں نادرن ایریا ان کے ساتھ گئی ہی نہیں۔ وہ وہاں سے بھی مایوس ہی کر لوٹا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں ارہی تھی کہ کیا کرے۔۔؟ کہیں سے کوئی سوراخ نہیں مل رہا تھا

وہیں دوسری طرف امل کو مسلسل ٹریٹمنٹ دیا جارہا تھا میڈیسن اور ڈرپ پہ وہ جی رہی تھی لیکن اگر ہوش میں اجاتی بھی تو تکلیف کے زیر اثر پھر سے بے ہوش ہو جاتی۔ اور پھر۔۔۔ ایک دن وہ ہوش میں ائی اس نے پہلا سوال امامہ کا ہی کیا۔

کشمالہ نے حارث کے ذریعے فیروز کو پیغام پہنچایا فیروز نے اتے ہی اس سے امامہ کا پتہ پوچھا۔ تو امل نے خالی خالی نظروں سے فیروز کو دیکھا وہ اپنے حواس میں لوٹ رہی تھی پھر اس نے اس گھر کی نشاندہی کی جہاں ان کو قید کیا گیا تھا۔

فیروز کے لیے اس ایریا میں جانا تو آسان تھا لیکن امامہ کو ڈھونڈنا اتنا ہی مشکل۔ امل نے کسی کا بھی نام نہیں لیا تھا ابھی تک۔۔ کس نے یہ سب کیا۔ فیروز ابھی اس پوزیشن میں بھی نہیں تھا کہ وہ پوچھتا نہ امل بتانے کی پوزشن میں تھی۔ فیروز سب سے پہلے امامہ تک پہنچنا چاہتا تھا اسے بہن چاہیے تھی اور اس کی تڑپ اس کی جدوجہد رنگ لائی اور وہ امامہ تک پہنچ گیا۔

❤❤❤

بہت رویا تھا وہ اس دن شاید اس زندگی میں اتنا رویا ہو۔ ڈاکٹر کشمالہ نے صاف لفظوں میں بتایا تھا کہ معجزہ ہی ہوگا کہ جو وہ بچ گئی ورنہ بہت بری حالت میں تھی وہ۔۔۔ پورے 15 دن بھوک پیاس سے تڑپتی اس کھنڈر نما گھر میں اکیلی رہی تھی وہ جو باہر جاتے بھی اکیلے ڈرتی تھی رات میں اکیلے باہر نہیں جاتی تھی وہ 15 دن اور رات ایک ایسی جگہ رہی جو بالکل انجان تھے۔ کس طرح تڑپ تڑپ کر

اس نے وہ 15 دن گزارے ایسے میں حارث اور کشمالہ نے ان کا بہت ساتھ دیا۔ 💘💘💘💘💘

امل کو پوری طرح ہوش اچکا تھا لیکن اس کی تکلیف ابھی بھی برقرار تھی۔ایک مائنر سرجری اس کی اور ہونی تھی لیکن اب وہ اتنی ہوش میں ضرور تھی کہ فیروز کو ان ظالموں کے بارے میں بتا سکتی۔اور پھر امل نے الف سے لے کر یے تک پھر اس کو سب بتا دیا۔رخسار کے پورے گروپ کے بارے میں۔۔ہر فرد کی ڈیٹیل دی۔فیروز نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچیں۔وہ سب بہت تحمل سے سنا۔حارث اور کشمالہ بھی وہاں موجود تھے انہیں بھی دکھ اور افسوس ہوا فیروز بی بریو۔۔۔!اس سب میں جو جو انوالو ہے ان سب سے ہم بدلہ لیں گے اور میں تمہارے ساتھ ہوں.

حارث کے یقین اور بھروسے پر فیروز حاکم نے پھر ایک ایسا روپ دھار لیا۔جس کے ذریعے اس نے ان سب کو عبرت ناک سزا دی۔

بینش اور سارا اسے مل کر ان سے سارا سچ اگلوایا۔ان دونوں نے روتے ہوئے معافیاں مانگی اسد اور را کی کا پتہ بتایا اسد تو ملک کے اندر تھا اسد پہ بھی ویسے ہی تیزاب پھینک کر اسے تکلیف سے گزارا۔ جبکہ را کی ملک سے باہر تھا اور اس کے واپس انے تک فیروز کو اس کا انتظار کرنا تھا وہیں رخسار بھی ملک سے باہر تھی یہ وہ دو دشمن تھے جو رہ گئے تھے۔ جن سے فیروز نے بعد میں حساب لینے کا سوچا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

امامہ کو ہوش اگیا تھا لیکن اسے پینک اٹیکس ہونے لگے وہ بہت بری طرح متاثر تھی اس کی حالت قابل رحم تھی اسے ہاسپٹل میں علاج کے لیے 10 دن بیت گئے تھے لیکن وہ مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئی تھی فیروز بھی پریشان تھا کہ بہروز حاکم واپس اگئے تو پھر کیا ہوگا؟ لیکن پھر اللہ کی کرنی ان کا فون ایا کہ وہ مزید ایک ماہ دبئی رکیں گے فیروز نے پہلی بار اللہ کا دل سے شکر ادا کیا وہ امامہ اور امل کے ساتھ ہوئے اس حادثے کے متعلق کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ

ان کو ہاسپٹل میں ہی انتہائی نگہداشت کے شعبے میں رکھتا پانی کی طرح پیسہ بہا رہا تھا

اور پھر ایک دن امامہ نے فیروز کو پہچان لیا وہ فیروز کو سامنے دیکھ کر بہت روئی فیروز نے اس کی دلجوئی کی اسے دلاسہ دیا اور سمیٹا وہ بہت زیادہ دکھی تھی لیکن فیروز نے اپنے بھائی ہونے کا فرض ادا کیا اور اسے پھولوں کی طرح سمیٹا اسے گھر لایا وہ بہت چپ ہو گئی تھی۔امل کا بھی یہی حال تھا لیکن اس سب میں امل کی ماما راز دار رہیں۔انہوں نے ان دونوں کی پوری دیکھ پال کی اور ہر طرح سے ان کا خیال رکھا۔

امامہ بہت حد تک خود کو سنبھال چکی تھی لیکن اس نے ایک چپ ساتھ لے فیروز اس کی خاموشی دیکھ اندر ہی اندر ٹوٹ رہا تھا اسے امامہ کی خاموشی تکلیف دے رہی تھی ایسے میں فیروز کو واپس جانا پڑا۔اس کی وہاں ضرورت تھی۔وہ امامہ کو امل کی مما کے پاس چھوڑتا۔باہر ملک چلا گیا لیکن امامہ کا بدلہ نہ بھولا۔

اس بدلتے ماہ وسال نے امامہ کو یکسر بدل کے رکھ دیا ان دونوں نے یونیورسٹی چھوڑ دی پرائیویٹ گھر میں ہی پڑھا اور پیپر زدیے۔

امامہ نے نقاب کرنا شروع کر دیا تھا اس حادثے کے بعد اس نے اپنا چہرہ کسی کو نہ دکھایا۔ وقت گزرتا گیا۔ اس میں بہت سا بدلاؤ آنے لگا۔ اور اس انے والے بدلاؤ سے زرقہ بھابی بھی کچھ کھٹکی تھیں لیکن انہوں نے کچھ نہیں پوچھا۔ کیونکہ وہ حقیقت نہیں جانتی تھی۔

اور پھر وہ وقت ایا جب رخسار پاکستان واپس لوٹی جب ایک دن شاپنگ مال میں امامہ اور امل نے اسے دیکھ لیا۔ امامہ کا بینش اور سمیرہ سے رابطہ ہوا۔ انہوں نے امامہ کو سب بتایا کہ رخسار لوٹ ائی ہے۔ امامہ نے سوچا شاید وہ بدل گئی ہو اسے سزا دینے سے پہلے ایک بار اس کے اندر کا سچ جان لے اس لیے اس نے ایک پلان بنایا۔

جاری ہے۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

اَلسَلامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ اَللهِ وَبَرَكاتُهُ

یہ ماضی کا پہلا حصہ تھا۔ میں نے کوشش کی دوسرا ابھی ساتھ لکھ دوں۔ لیکن بہت تیز بخار ہے۔ بس وعدہ پورا کیا ہے۔ دوسرا حصہ کل گیارہ بجے تک پوسٹ کردوں گی۔ اور پھر واپس حال میں آجائیں گے۔

کیا لگتا ہے۔۔ امامہ پندرہ دن بھوک پیاس سے اکیلی وہاں رسیوں سے جکڑی رہی۔ اسکا بچ جانا ایک معجزہ ہی تو تھا۔ رخسار یہ سب نہیں جانتی تھی۔ کہ امل اور امامہ کس حال میں ہے۔ وہ اپنی موج مستی میں مگن تھی۔ پر اس کے دل میں اتنی

نفرت تھی کہ وہ راکی کی فون پہ ساری بات سننے سے پہلے ہی انکی سزا تجویز کر کے کال کاٹ گ ئی۔ یہ تو رب تعالی کا شکر تھا کہ امامہ کے پیچھے کوئی ی تھا۔ جس نے اسے پندرہ دن میں ڈھونڈ لیا۔ ورنہ کوئی ی پیچھے نہ ہو تو۔۔ یہ دن مہینوں پہ محیط ہو جاتے ہیں۔ اور پھر زندہ انسان مر جاتا ہے اس کی باڈی بھی نہیں بچتی۔ اللہ ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

یونیورسٹی وغیرہ میں ایسی ریگنگ بھی ہوتی ہے اور چھوٹی چھوٹی بات کو انا کا مس ئی لہ بنا کے بدلہ اور انتقام بھی لیا جاتا ہے اور کچھ اس رخسار کے گروپ کی طرح شدت پسند بھی ہو جاتے ہیں۔ جو اپنا آنے والا کل بھول جاتے ہیں۔ کہ یہ دنیا مکافات عمل ہے۔ اب آپ بتائیں۔ کیا رخسار نے جو کیا اس کی اسے جو فیروز نے سزا دی۔ ٹھیک دی یا غلط۔۔۔؟ اور امامہ نے جو اس کی بات سنی۔ کہ وہ بدل گ ئی ہے یا نہیں۔۔ کس کس کو لگتا ہے۔۔ امامہ کو کیا سننے کو ملا ہو گا۔۔؟

سمیرا اور برش نے رخسار کو ایک ہوٹل میں بلایا وہیں ایک ٹیبل چھوڑ کر امامہ نقاب میں بیٹھی تھی۔

کیا یار۔۔رخسار! بہت برا حال کیا ہے ان دونوں بیچاریوں کا راکی اور اسد نے۔۔۔ بنش نے اپنی بات شروع کی۔

سنا ہے اسد پہ کسی نے تیزاب پھینکا ہے اب بھی وہ ہاسپٹل میں زیر علاج ہے۔

سمیرا نے بھی باتوں میں حصہ لیا تم دونوں مجھے یہ سب کچھ کیوں سنا رہی ہو؟
رخسار کو ان کی بات سے کوفت ہوئی کیونکہ تم بھی اس گناہ میں برابر کی شریک ہو رخسار۔۔۔

سمیرا نے اسے ائینہ دکھایا۔ بکواس بند کرو اپنی سمجھی تم دونوں۔! اور وہ دونوں تھی ہی اس قابل۔

رخسار غصے سے چلائی۔

جبکہ دوسری طرف امامہ نے اس کا اج بھی وہی انداز دیکھ کر افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

تم جانتی ہو جو اس کے ساتھ ہم سب نے مل کے کیا اس کے بعد اسے شادی کون کرے گا؟ پورے 15 دن وہ وہاں اس کھنڈر نما گھر میں قید رہی بھوک پیاس سے اس کا برا حال رہا اتنی بری حالت میں۔۔۔؟ تم جانتی ہو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ ہم سب۔۔۔ ہم سارے۔۔! بینش نے اسے ائینہ دکھانے کی کوشش کی.

اس جیسی لڑکی کسی کی بیوی بننے کے لائق بھی نہیں جیسے اس کی اوقات ہے ناوہ کسی راہ چلتے کے ہی قابل ہے۔۔۔ رخسار کا لہجہ تنفر لیے ہوئے تھا اور امامہ کو سخت غصہ دلا گیا۔ لیکن لب بھینچے وہ پھر بھی وہیں خاموش بیٹھی رہی۔

کتنی غلط بات ہے رخسار! ایک لڑکی ہو کہ تم ایک لڑکی کے لیے سب کیسے کہہ سکتی ہو؟

سمیرہ کو اج پہلی بار رخسار سے اپنی دوستی پر افسوس ہوا۔ایکسکیوزمی اسے میرے ساتھ کمپیئر مت کرو وہ تو رخسار کے ساتھ کھڑے ہونے کے لائق بھی نہیں ہے۔ایک غرور اور تکبر تھا اس کے لہجے میں۔۔۔

اچھا اور اگر وہ تمہارے خاندان کی بہو بن گئی تو تب کیا کرو گی۔۔؟اچانک سے ہی بینش کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ایک پل کو تو رخسار چپ سی ہی ہو گئی۔

وہ دن کبھی نہیں ائے گا وہ دو ٹکے کی لڑکی میرے بھائی کے ساتھ بچ ہی نہیں سکتی میرے بھیا اس جیسی تھرڈ کلاس لڑکی کو منہ لگانا بھی پسند نہیں کریں گے۔بیوی بنانا تو بہت دور کی بات ہے۔

رخسار منہ بنا کر کہتے اٹھ کھڑی ہوئی اس کے لہجے میں غرور تکبر اور ایک مان تھا بینش اور سمیرہ اسے دیکھتی رہ گئیں۔ جبکہ وہ کروفر سے چلتی ہوئی وہاں سے جا چکی تھی۔

امامہ اٹھ کر ان کے پاس ائی اپ دونوں کا بہت شکریہ اپ نے ہماری اتنی مدد کی کہ ہمیں اب فیصلہ لینے میں کوئی دقت نہیں ائے گی۔

امامہ نے پر سکون انداز میں ان سے کہا اور باہر کھڑے ڈرائیور کہ ہمراہ گھر کے لیے روانہ ہوئی اعمل گاڑی میں پہلے ہی موجود تھی لیکن وہ امامہ کے منع کرنے پر اس کے ساتھ ہوٹل کے اندر نہیں گئی تھی۔اس کے سوال پے وہ خاموش ہی رہی۔

کیا ہوا میری جان کیوں رو رہی ہو؟ فیروز اس کی کال سنتا ہوا پریشان ہوا امامہ نے رخسار کے متعلق اسے ساری بات بتادی جسے سن کر فیروز کو بھی سب غصہ ایا۔

میری جان کیا چاہتی ہے؟ فیروز کی محبت بھرے لہجے پہ وہ نہال ہوتی جو بولی فیروز حاکم تو ایک دم ہی شاک کھا گیا۔

بھیا۔۔ ہمیں شادی کرنی ہے۔ خود پہ ضبط کرتے وہ بالا خر دل کی بات زباں پر لے ائی۔

کس سے۔۔۔؟ فیروز اس کا جواب جانتا تھا لیکن پھر بھی اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

ہمیں خاندان خانزادہ کی بہو بننا ہے۔ اس کی بات پہ فیروز حاکم کے چہرے پہ دھیمی سی مسکان اگئی۔

میں ارہاہوں جسٹ ویٹ فار می۔۔ میری جان !اس کا انداز امامہ کو اندر تک سرشار کر گیا۔اور پھر فیروز کی امد کا صرف امامہ کو ہی پتہ تھا۔کسی کو بھی ائیڈیا نہیں تھا کہ فیروز پاکستان اچکا ہے اور امامہ کی خاطر ہی اس نے وہ سب پلان کیا نہ صرف حارث کا نام استعمال کیا بلکہ اس کا کاٹیج بھی۔جو وہ بہت کم استعمال کرتا تھا وہ بھی خرید لیا اپنے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے۔۔۔اور پھر جیسا اس نے سوچا سب ویسا ہوتا چلا گیا۔

خان منشن میں ہر جگہ اس نے کیمرہ فٹ کرائے رخسار کو کڈنیپ کیا اور اسی کے ذریعے امامہ کی شادی ازہان خانزادہ سے کروادی جس کا اب شاید سب کو علم ہو جانا تھا۔

یوں توامامہ نے رخسار کی بات کا بدلہ لینے کے لیے اذہان خانزادہ سے شادی کی لیکن وہ اپنادل اس پہ ہار بیٹھی اور اس سے کب محبت سے عشق کا سفر طے کر گئی اسے خود بھی پتہ نہ چلا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

امل سے ساری حقیقت جان لینے کے بعد شہروز بالکل چپ سا ہو گیا وہ اتنا لاپرواہ کیسے ہو سکتا تھا اس کی بہن پر اتنا کچھ گزر گیا اور وہ لاعلم رہا۔

شہروز۔۔۔؟ امل نے روتے بلکتے شہروز کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا یہ پردہ تھا۔۔۔ میری دوست کا۔۔۔ میری بہن۔۔۔ میری مانا۔۔۔ کا۔۔۔ اپ پلیز۔۔ مجھ سے وعدہ کریں کبھی اسے اس بات کا احساس نہیں ہونے دیں گے کہ اپ ساری سچائی جانتے ہیں۔۔

امل نے شہروز کی لال انکھوں میں انسو دیکھے تھے اور پہلی بار بہتے بھی دیکھا وہ تو تڑپ ہی گئی اگے بڑھ کر اس نے شہروز جیسے جی جاندار بندے کو اپنے نازک وجود میں چھپایا تو وہ اس کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا وہ اپنی لیے نہیں اپنی بہن کے لیے رو رہا تھا اس پہ ہوئے ظلم وستم کے لیے اشک بہار ہا تھا اس کا دل کٹ رہا تھا اسے سمجھ نہیں ارہا تھا وہ اپنی بہن کا سامنا کیسے کرے گا؟ جتنے نازوں میں اسے پالا اس نے وہ 15 دن کس طرح گزارے ہوں گے یہ سوچ کر وہ تڑپ پا تھا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

اذہان خانزادہ کے منہ پر کسی نے بہت زوردار تمانچہ مارا تھا۔امامہ کی سچائی جان لینے کے بعد وہ خود سے نظریں ملانے کے قابل نہ رہا خود کو اکیلا کمرے میں بند کر چکا تھا اسے رہ رہ کر رخسار کے سنگ گزارے پل یاد ارہے تھے جو اسے مزید تڑپا رہے تھے۔کیا کچھ نہیں دیا تھا اس نے رخسار کو۔۔۔؟ پیار محبت۔۔مان

بھروسہ ۔۔ ہر چیز جو اس نے خواہش کی سب اسے دیا اس کے منہ سے نکلنے سے پہلے اس کی ہر خواہش کو پورا کیا۔ بدلے میں اس نے کیا کیا؟

اس کا مان ہی توڑ دیا ٹیبل پہ سر گرائے اج وہ شکست خوردہ انداز میں انکھوں میں نمی لیے بیٹھا تھا۔ اج دو بھائیوں کا دل تو سخت دکھا تھا۔ شہروز بہن کے سب صبر پے رو رہا تھا تو اذہان بہن کی خود غرضی سے دل برداشتہ ہوا تھا۔ اج دونوں ہی بری طرح ٹوٹ کے بکھرے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رخسار کو فیروز وہاں کاٹیج میں اکیلا چھوڑ خود ہی غائب ہو گیا وہ نہیں جانتی تھی کہ فیروز کہاں گیا ہے؟ لیکن وہ اس کے بنا خود کو اکیلا محسوس کر رہی تھی اس کا دل بے انتہا اداس ہو گیا تھا۔ ہر سہولت وہاں موجود تھی سوائے فیروز کے خود کو مصروف رکھنے کے لیے وہ پورے کاٹیج کا جائزہ لینے لگی۔

دو کمروں پر مشتمل وہ چھوٹا سا لیکن خوبصورت کاٹیج تھا۔ ہر چیز ہی دلکش اور خوبصورت تھی سب کچھ نیا نیا اور اجلا تھا کہ اچانک ایک دروازے کے پاس سے گزرتی وہ چونکی۔

اس پہ تالا لگا تھا لیکن اس کے اندر جانے کا رخسار کو تجسس ہوا۔

تالا کسی طرح توڑا اور دھیرے سے دروازہ کھولا۔ تو وہ سٹور روم کی طرح کا محسوس ہوا۔ کیا کباڑ رکھا ہوا ہو گا یہاں۔۔؟ جس کو تالا بھی لگایا ہوا ہے۔

وہ خود سے سوچتی اب اپسیٹ ہوئی اتنا اندھیرا بھی ہے۔ لائٹ ان کی۔ تو سب کچھ واضح ہوا۔ وہاں کچھ بھی فالتو نہ تھا پورا اسٹور روم خالی تھا سوائے ایک کبرڈ کے۔۔ رخسار نے اس کی جانب رخ کیا کبرڈ کو لاک نہیں لگا تھا اسے کھولا تو اس میں سے ایک چھوٹا سا ادھ کھلا بیگ نیچے گرا رخسار نے نیچے بیٹھتے اسے اٹھایا کہ اس میں

گری چیز کو دیکھتی وہ پتھر کی ہوئی اس کے ہاتھ لرزنے لگے اس کی انکھوں میں مرچی سی محسوس ہوئی۔اس چیز کو سیدھا کیا تو دھک سے رہ گ ئی۔وہیں زمین پر بیٹھ گ ئی تھی۔اس چیز کو ہاتھ میں اٹھائے ڈھیروں انسو لیے اس کا دماغ بالکل معاف ہو چکا تھا۔سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں مفقود ہو گئیں۔

سب ٹھیک ہو جائے گا فکر نہیں کرو فیروز نے امامہ سے فون پر ساری بات سنتے اسے تسلی دی۔

مطلب اب حقیقت کھل چکی تھی اور کچھ بھی چھپانے کا معاملہ ختم ہو گیا تھا۔

آپ رخسار کو واپس گھر لے ائیں۔امامہ نے انسو ضبط کرتے ہوئے فیروز سے کہا۔

لے اؤں گا لیکن ابھی نہیں پہلے اس کا دماغ تو ٹھکانے لگالوں پھر۔۔۔

اس کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری۔

اپ کو وہ اچھی لگتی ہے ؟امامہ نے دھیمی اواز میں پوچھا۔۔

شاید اچھی لگنے لگی ہے۔۔۔؟لیکن جب جب انکھوں کے سامنے تمہارے ساتھ ہوئے ظلم یاد اتے ہیں تو جی چاہتا ہے اس کا گلا دبا کر اسے مار دوں۔فیروز نے بنا جھجکے دل کی بات اس سے کہہ دی۔

ہم نے اس کو معاف کیا بھائی۔اپ بھی اس کی سزا ختم کر دیں۔

امامہ نے دل بڑا کرتے بھائی کی خاطر رخسار کو معاف کر ہی دیا۔کچھ پل خاموشی کی نظر ہو گئے۔

کر دوں گا۔۔اگر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو۔۔۔؟فیروز کا لہجہ دھیما تھا لیکن وہ جانتا تھا رخسار کبھی بھی اس احساس کو سمجھے گی ہی نہیں کہ اس نے امامہ کے ساتھ کتنا غلط کیا ہے۔

اپنا خیال رکھنا۔فیروز نے کال بند کر دی۔اور سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔

وہ چار دن سے کاٹیج کی طرف نہیں گیا تھا تو دوسری طرف اذہان بھی ملک سے باہر چلا گیا کسی بزنس ڈیل کے لیے۔۔۔اب واقعی اس کی کوئی بزنس ڈیل تھی یا اس نے فرار حاصل کی۔امامہ نہیں جانتی تھی۔لیکن اس کا یوں خاموشی سے چلے جانا امامہ کو بہت سخت چبھا تھا۔پر اس نے کسی سے کوئی بھی بات نہ کی۔اور نہ کسی نے اس سے اچانک اذہان کے جانے کی وجہ بھی پوچھی۔

فیروز سے بات کر کے اس کا دل تھوڑا ہلکا سا ہو گیا لیکن ایک طرح سے دل پر بوجھ بھی ان پڑا تھا۔

اس سب کا کیا نتیجہ نکلے گا اس بات سے وہ کافی الجھ گئی تھی۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

فیروز نے اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا اور کاٹیج کا منظر دیکھنا چاہا وہ ان دنوں یہی کرتا تھا خود تو جا نہیں رہا تھا۔ لیکن کیمرے اس نے ہر جگہ نصب کیے ہوئے تھے وہ رخسار کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا کمرے۔۔ کچن گارڈن۔۔ ٹی وی لاؤنج۔۔ وہ کہیں بھی نہیں تھی۔ فیروز تھوڑا پریشان ہوا۔ ماتھا مسلا۔

یہ کہاں جا سکتی ہے؟ سوچ میں ڈوبا ایک بار پھر سے سارے کیمروں کو اچھی طرح چیک کیا اگر باتھ روم میں بھی ہوتی تو اب تک سامنے تو آہی جاتی۔ کہاں جا سکتی ہے۔۔؟ اپنے دماغ کے گھوڑوں کو دوڑاتا وہ سوچے جا رہا تھا کہ اچانک سے

اس کے دماغ میں ایک خیال بجلی کی مانند کوندا۔ فوراً سے لیپ ٹاپ اپنی طرف کرتا اس نے سٹور روم والا کیمرہ ان کیا۔ وہاں کا دروازہ کھلا تھا۔

اوہ شٹ۔۔۔ وہ سیٹ پر پیچھے کی طرف ڈھے سا گیا۔ مطلب اس نے سب دیکھ لیا ہو گا۔۔

تھوڑی کے نیچے دو انگلیاں جمائے وہ گہری سوچ میں ڈوبا تھا اسے اب رخسار کا دماغ پڑھنا تھا اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا جس کا اسے جواب سوچنا تھا لیکن کچھ بھی ہو وہ کسی بھی بات کے لیے اپنی کسی بھی حرکت کے لیے شرمندہ نہیں تھا۔ اس سب کے باوجود اسے رخسار کو کھونے کا ڈر لگ رہا تھا وہ اسے کسی حال میں کھونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اسے دل سے اچھی لگنے لگی تھی وہ خود بھی خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اسے کیسے ہینڈل کرے گا۔

لیکن کچھ بھی ہوا اسے خود سے کبھی الگ نہیں کرے گا اس سے پہلے کہ جذبات میں اکرر خسار کچھ کرتی۔ فیروز نے گھر جانے کا فیصلہ کیا گاڑی کی چابی اٹھاتا وہ باہر نکلا۔ اس کا رخ اب اپنی منزل کی جانب اس کاٹیج کی طرف تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

جیسے ہی وہ کاٹیج میں داخل ہوا۔ ایک غیر معمولی خاموشی نے اس کا استقبال کیا۔

وہ بنا دیری کیے اسٹور روم کی جانب بڑھا تھا۔

جہاں وہ زمین پے پتھر کی مورت بنی بیٹھی تھی۔

رخسار۔۔؟؟؟فیروز نے اسے پکارا

لیکن اس کے قریب جاتا وہ ٹھٹکا تھا۔اس کے ہاتھ میں وہ ماسک تھا۔ جسے وہ حارث بن کے استعمال کرتا تھا۔فیروز نے لب بھینچے۔

وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ وہ اس طرح سے اس کی سچائی جانے۔ لیکن اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔

رخسار۔۔؟؟اٹھو۔۔!فیروز نے اسے اٹھانا چاہا جو بالکل ساکت بیٹھی تھی۔

رخسار۔۔؟؟وہ تقریباًدہاڑا تھا۔

اس کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔روئی آنکھیں ان گہری سبز آنکھوں سے ٹکرائی یں۔

ایک یہ آنکھیں ہی تو تھیں۔۔ جن سے وہ دھوکہ کھا گ ئی۔ ورنہ۔۔ وہ اسے پہلی نظر میں ہی پہچان جاتی۔۔۔

اٹھو۔۔ یہاں کیوں بیٹھی ہو۔۔؟ فیروز نے نارمل انداز میں اس سے کہا۔

رخسار نے ٹوٹے بکھرے انداز میں ماسک والا ہاتھ اس کے سامنے کیا۔

فیروز نے اس کے ہاتھ کی جانب دیکھا۔ اور اس کے ہاتھ سے ماسک لیتا سب اس اینولپ میں رکھا تھا۔ اور واپس کبرڈ میں۔

اٹھ جاؤ۔۔ اب۔۔! اگر رونے ک سیشن مکمل ہو گیا ہو تو۔۔؟؟

فیروز کے لہجے میں طنز تھا۔

خسار نے کھڑے ہوتے ایک مٹھی میں دبائی کوئی چیز آگے کی تھی۔ جب کہ آنسو ٹوٹ کے گال پے بہے تھے۔

فیروز نے اک نظر اسے دیکھا اور پھر اس کی مٹھی کھولی۔ جس میں لینز کی ڈبیا تھی۔

فیروز کا دل ڈوب کے ابھرا لیکن چہرے سے کچھ بھی واضح نہ ہونے دیا۔

شاید۔۔۔ یہ رھنا بھول گ ئے ہو تم۔۔ ؟؟؟ رخسار کی کرب سے ڈوبی آواز پے وہ چونکا۔

خاموشی سے اس کے ہاتھ سے وہ لینز کی ڈبیا لی۔ اور اسے بھی کبرڈ کے ایک دراز میں رکھنے لگا۔

تم جانتے ہو۔۔؟؟لوگ کہتے ہیں آنکھیں دل کا آئینہ ہوتی ہیں۔وہ اس کی پشت پے کھڑی بولی تھی۔

جب کہ کرب اس کے لہجے میں واضح تھا۔

لیکن۔۔تمہاری تو آنکھوں نے ہی مجھے دھوکہ دے دیا۔۔وہ رخ پھیرے رو پڑی تھی۔

فیروز خاموش رہا۔

اس کے پاس کہنے کو تو بہت کچھ تھا۔لیکن وہ فی الحال اسے کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا۔

اس کا ہاتھ تھاما۔اور باہر لے جانا لگا۔

چھوڑو مجھے۔۔۔! رخسار نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

فیروز نے پلٹ کے اسے دیکھا۔

تم جیسے گرے ہوئے انسان کے ساتھ میں ایک منٹ نہیں رہ سکتی۔۔ تم۔۔ اتنے گھٹیا ہو گ ئے۔۔؟؟ میں نے سوچا بھی نہ تھا۔۔۔ اس کے الفاظ سے زیادہ نفرت اس کے لہجے میں تھی۔ جسے محسوس کرتا فیروز تڑپا تھا۔

رخسار۔۔۔! بعد میں بات کریں گے۔۔ ابھی چلو یہاں سے۔۔۔

کہیں نہیں جاؤں گی میں تمہارے ساتھ۔۔ بلکہ۔۔۔ تم مجھے چھوڑ رہے ہو۔۔ سمجھے تم۔۔؟؟

اس کا کالر پکڑے وہ ہزیانی انداز میں چلائی۔

فیروز نے لب بھینچے اپنے غصہ کو کنڑول کرنا چاہا۔

ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔ نا تم نے۔۔۔! فیوز کو غصہ آی۔ لیکن پھر بھی دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

ہوگا۔۔۔؟؟ سب کچھ ہوگا۔۔ تم۔۔نے مجھ سے دھوکے سے نکاح کیا۔۔۔ تم نے۔۔ تم۔۔مجھے۔۔ کڈنیپ کیا۔۔۔ وہ بری طرح رو دی تھی اس کے چہرے کے قریب تر ہوتی وہ اس کے دل میں حشر برپا کر گ ئی تھی۔

تم دھوکے باز ہو۔۔ چیٹر ہو۔۔ میرے دل سے کھیلا ہے تم نے۔۔۔! تم۔۔ بہت برے ہو۔۔۔!

وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی تھی۔

میری۔۔۔میری بات سنو۔۔رخسار۔۔۔!فیروز کا لہجہ نرم تھا۔

کچھ نہیں سننا میں نے۔تم دھوکہ باز ہو۔۔۔تم۔۔تم۔۔نے بارہ دن مجھے اپنی قید میں رکھا۔۔تم نے۔۔۔؟؟میرے ساتھ۔۔؟؟کیا کچھ نہیں کیا۔۔۔مجھے بارش میں کھڑا رکھا۔مجھے۔۔قید میں رکھا۔۔بہت برے ہو تم۔۔
بہت۔۔۔۔!معاف نہیں کروں گی تمہیں۔۔۔!رخسار بولے جا رہی تھی۔
اس کی گرفت اس کے کالر سے ڈھیلی پڑی تھی۔

آپ۔۔۔تم۔۔۔؟؟نہیں۔۔کچھ نہیں کہوں گی تمہیں۔۔کچھ نہیں ہو تم میرے۔۔کچھ نہیں۔اب جیسے وہ خود سے ہار رہی تھی۔

اور فیروز اس کا بکھرتا روپ دیکھتا تڑپ ہی اٹھا تھا۔

رخسار۔۔؟؟ وہ پھر سے اس کو پکار گیا۔

میرے سے بات مت کرو تم۔۔۔! انگلی اٹھا کے وارن کیا۔اوپھر سے اسے کالر سے پکڑا۔ وہ ایک لفظ نہیں بولا۔

جیسے اسے ہر حق دے دیا ہو۔ سارے حقوق اسے دے دی ئے ہوں۔

میں۔۔میں۔۔

میں آج ہی اپنے بھیا سے بات کروں گی۔۔اور۔۔۔؟؟ کہتے کہتے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

اس سے یہ نہ کہا گیا کہ وہ اس سے الگ ہو گی۔۔اس سے۔۔ طلاق لے گی۔

فیروز نے اسے رونے دیا۔ کچھ بھی نہ کہا۔

وہ روتے روتے اس کے سینے سے لگ گ ئی۔

کیوں کیا میرے ساتھ ایسا۔۔؟؟ کیوں۔۔؟؟ کیوں کھیلا میرے جذبات سے۔۔؟؟

کیوں پہنچائی مجھے تکلیف۔۔۔؟؟ کیوں۔۔؟؟ وہ روتے ہوئے اس سے پوچھتی جا رہی تھی۔ اور وہ لب سیے کھڑا تھا۔

تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔۔ لیکن۔۔ پہلے مجھ سے ایک وعدہ کرو۔ فیروز نے اس کے آنسو پونچھے تھے۔

رخسار نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔

کچھ بھی ہو۔۔۔! کچھ بھی۔۔۔۔۔ تم مجھ سے الگ ہونے کی بات نہیں کرو گی۔۔۔! کیونکہ فیروز حاکم خان۔۔ مر تو سکتا ہے۔۔ لیکن رخسار کو چھوڑ نہیں سکتا

ایک ایک لفظ کو جذب کے عالم میں کہتا وہ رخسار کے دل کی دھڑکن کو بڑھا گیا۔

وہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ وہ فیروز کے لیے اپنےل میں کوئی نرم گوشہ محسوس کرے۔ وہ اس سے بھی تک نظر چرا رہی تھی۔ لیکن دل تو دل ہے۔ آخر اس سے دغا کر ہی گیا۔

اس کے دل میں فیروز اپنی جگہ بہت چپکے سے بنا چکا تھا۔ اور اب اسے خود پے بی غصہ آرہا تھا۔

میں تمھیں۔عاف نہیں کروں گی۔۔۔! رخساراس سے دور ہوتے جیسے بے بسی سے بولی تھی۔فیروز کے چہرے پے مکراہٹ رینگی تھی۔لیکن وہ مہارت سے چھپا گیا تھا۔

مت کرنا۔۔۔! جب تک چاہے سزادینا۔۔میں تیار ہوں۔لیک۔۔میری دستر سے باہر نکلنے کی بات بھی مت سوچنا۔۔

اس کی بات پے سر خم کرتااس کے اوراپنے بیچ کے دوقدم کے فاصلے کومٹاتے وہ اس تک پہنچا تھا۔اوور آخری بات جارحانہ انداز میں کہی تھی۔کہ رخسار کودل کی دھڑکن بے ترتیب ہوتی محسوس ہوئی۔

دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملیں۔

تودونوں کے دل ایک ہی تال پے دھڑکے۔

رخسار نظریں چراتے ایک طرف سے ہوتے باہر جانے لگی۔ کہ فیروز نے اس کی کلائی تھام کے اسے اپنے قریب کھینچا۔

مجھ سے دور کہاں جارہی ہو؟۔ فیروز کی گھمبیر آواز پہ رخسار کے اندر کا ایک آگ سے می دہک اٹھی تھی۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔! وہ خود کو اس کے حصار سے چھڑاتی نظریں چراتے بولی تھی۔

نہیں چھوڑوں گا۔۔ مر کے بھی نہیں۔۔۔

یقین بھرے اور جنونی انداز میں کہتا وہ پل بھر کے ے رخسار کو بھی ڈرا گیا۔

اس کے انداز میں جنون تھا۔ شدت تھی۔

رخسار سہمی تھی۔

لیکن اس سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔اور اس کی وجہ وہ خود بی نہیں سمجھ پار ہی تھی۔ کہ کیوں وہ فیروز۔۔ ؟؟ جبکہ فیوز نے جو اس کے ساتھ کیا۔۔ کیا وہ بھول جانے یا معاف کر دینے کے لائی ق تھا۔۔؟؟

مجھ سے اپنی بہن کا بدلہ لینے کے شاید کی ناں۔۔؟؟ پھر۔۔ اتنی جنونیت کیوں۔۔؟

رخسار نا چاہتے ہوئے بھی وہ سوال کر گ ئی۔ جس کا جواب بھی جنونیت میں ہی آنا تھا۔اسے خود سے قریب تر کرتا وہ اس کے لب سے لب مس کرتا آنکھیں موند گیا۔

میں خود نہیں جانتا رخسار۔۔! تم میرے لیے اتنی اہم کیوں ہو۔۔؟ نہیں جانتا جو لڑکی۔۔ میری بہن کی تکلیف کا باعث بنی۔۔ میں اسے وہ تکلیف کیوں نہیں دے پایا۔۔؟ آنکھیں بند کیے وہ اب بولے جا رہا تھا۔ اور رخسار کو ڈر لگنے لگا تھا۔

نہیں جانتا کہ۔۔ جو لڑکی میرے لیے باعث نفرت تھی۔ کیوں اس سے پیار کر بیٹھا۔۔؟؟

اس کا اظہارِ محبت رخسار کو عجیب سے احساس سے دوچار کر گیا۔

خود کو اس کے حصار سے چھڑانے اور مزاحمت کو بھی وہ روک چکی تھی۔

فیروززز۔۔۔! اسنے دھیمے سے پکارا

کچھ مت کہو۔۔۔رخسار۔۔اس کے لب سے ادا ہوتے الفاظ رخسار کے لبوں سے مس ہوتے اس کے اندر رعتاش برپا کر رہے تھے۔

مجھے بولنے دو۔۔۔!رخسار۔۔مجھے سنو۔۔۔!تمنے میرے ی بہن کو بہت تکلیف پہنچائی۔۔وہ بہت تکیف میں رہی ہے۔رخسار۔۔اور اسے تکلیف میں دیکھ دیکھ میں ہر روز مرتا تھا۔ہر روز یہ عہد کرتا تھا خود سے۔۔کہ مر جاؤں گا۔۔یا تمہیں مار ڈالوں گا۔اور۔۔اگر تم۔۔مجھے اس وقت مل جاتی تو۔۔شاید۔۔تمہیں جان سے مار بھی ڈالتا۔۔۔!کہتے ہوئے اس کی گرفت سخت ہوئی اور آنکھیں شعلہ بار ہوئی تھیں۔رخسار نے دہل کے اسے دیکھا۔

لیکن۔۔۔تم۔۔نہیں تھی۔۔اور پھر جب لوٹی۔۔تو۔۔مجھے واپس آنا پڑا۔۔نہیں لینا تھا بدلہ۔۔لیکن۔۔تمہارے الفاظ۔۔ہی تمہارے گلے کا طوق بنے تھے۔۔رخسار۔۔!

میری بہن۔۔مجھے اس دنی میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔اس کے لیے جان لے بھی سکتا ہوں۔۔اور جان لے بھی سکتا ہوں۔

جب تمہیں۔۔کڈنیپ کیا۔۔نہیں۔۔جانتا تھا۔ایک دن روح میں اتر جاؤ گی۔۔

اور جنون بن جاؤ گی۔۔!

اس کا لہجہ جنون لیے ہوئے تھا۔رخسار خاموش ہی ہی۔فیروز کے چہرے پے ایک مسکان سجی۔

جانتی ہو۔۔۔!

ہم دونوں بہن بھائی کی ایک عادت ایک جیسی ہے لیکن۔۔۔۔۔بہت بری ہے۔۔! اسکا لہجہ آنچ دیتا تھا۔رخسار کی سانسوں میں تیزی آئی تھی۔

ہمجسے چاہتے ہیں۔ جنون کی حد تک چاہتے ہیں۔جس سے نفرت کرتے ہیں۔ جنون کی حد تک کرتے ہیں۔

اس کا لہجہ اتنا سرد اور جنون بھرا تھا کہ رخسار بس اسے دیکھے گ ئی۔

مجھ سے کون سا والا جنون ہے۔؟؟

بے اختیار اس کے لب سے پھسلا۔

وہ اس سے اس بات کی توقع تو نہیں کر رہا تھا۔ لیکن سن کے اسے اپنا جواب دینا ضروری سمجھا۔ ور جواب لفظوں سے نہیں وہ عمل سے دینا چاہتا تھا۔خود پے

اختیار کھوتا وہ اس کے لبوں پے شدت سے جھکا تھا۔ کہ رخسار سختی سے آنکھیں بند کر گئی۔ اس کے ہاتھوں کی گرفت فیروز کے کالر پے مزید سخت ہوئی تھی۔

فیروز نے اسے اپنے عمل سے جواب دیا تھا۔ کہ وہ دنگ ہی رہ گئی۔

عشق ہے حدِ جنوں تک۔۔۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔??

اؤچ۔۔۔۔! امامہ کے پاؤں میں موچ آئی تھی۔ آج کل وہ ہر کام ہی بے دھیانی میں کر رہی تھی۔ اس کا سارا دھیان ازہان میں اٹکا ہوا تھا۔ جو اسے یہاں ایسے ہی چھوڑ خود باہر ملک جا بیٹھا تھا۔ اسے رہ رہ کے اس کا خیال آ رہا تھا۔

فرحت بیگم اس کی سوگوار طبعیت کے پیشِ نظر اس کا بہت خیال رکھتی تھیں۔

ان سب کو یہی بتایا گیا تھا۔ کہ فیروز اور رخسار ہنی مون کے لیے یورپ گھومنے نکل گ ئے ہیں۔ اچانک سب کو سپرائی ز کر کے۔

جب کہ حقیقت فیروز کے گھر والے اور ازہان ہی جانتے تھے۔ کہ وہ رخسار کو لے کے جان بوجھ کے غائب ہوا ہے۔

کانچ کا گلاس ٹوٹا تھا۔ اور اس کی کرچیاں اس کے پاؤں میں چبھی تھیں۔

یہ۔۔ آنسو اس کانچ چبھنے کے درد۔۔۔؟؟ کے آنسو نہیں تھے۔۔ یہ۔۔ آنسو ازہان کے بے اعتنائی کے دئی ے ہوئے تھے۔ جنہیں وہ بے آواز بہاتی گہری سوچوں میں گم تھی کہ اچانک سے گل بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

امامہ بھابھی۔۔۔! امامہ بھابھی۔۔۔؟؟ لہجہ میں ایکسائی ٹمنٹ تھا۔

کیا ہوا۔۔؟؟امامہ چونکی۔

خان واپس آگئے ہیں۔۔!اس نے خوشخبری سنائی۔

اس کا وہ حال تھا جیسے مردہ کے اندر نئی روح پھونک دی ہو۔

مرنے والے کو دوبارہ زندگی کی نوید مل گئی ہو۔

آپ۔۔سچ کہہ رہی ہیں۔۔؟امامہ کی فرطِ جذبات سے آنکھیں بھر آئیں۔

بالکل سچ۔۔۔!یقین نہیں آرہا تھا تو چل کے دیکھ لیں خود اپنی آنکھوں سے

گل کی آواز میں خوب کھنک تھی۔

وہ انہی قدموں سے اٹھتی باہر کی طرف بھاگی تھی۔

اپنے پاؤں پے لگے کانچ کی پرواہ کیے بنا۔۔یہ دیکھے بنا کے اس کی پاؤں سے کتنا خون بہہ رہا ہے۔۔اسے بس۔۔۔خان سے ملنا تھا۔اسے دیکھنا تھا۔

وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اترتی نیچے آرہی تھی۔

نظر سیدھا اس ہستی سے جا ٹکرائی یں۔جو اپنے نام کا ایک ہی تھا۔ازہان خانزادہ

وہ سب سے مسکرا کے ملتا اب نگاہ اس پری پیکر چہرہ پے جا ٹھہریں۔

اور ایسی ٹھہریں کہ پھر پلٹنا ہی بھول گ ئی یں۔

خانننن۔۔؟؟؟

ازہان کے قریب جاتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کی کشکول میں لیا۔جب کہ آنکھوں میں بس آنسو ہی بہے جا رہے تھے۔

آپ۔۔۔لوٹ آئے۔۔؟؟آنسو بہہ کے گالوں پے پھسلنے لگے تھے۔ سبھی نے حیران ہوتے امامہ کو دیکھا تھا۔

اس کی دیوانگی دیکھی تھی۔

ہوازشی۔۔خان۔۔۔؟؟پاس کھڑی لڑکی کی کھنک دار آواز پے امامہ کے دل کی دھڑکن رکی تھی۔

وہ کوئی ویسٹرن اسٹائیل ڈرس پہنے بہت ہی خوبصورت سی گڑیا لگ رہی تھی۔ لیکن امامہ کے لیے اس کی آنکھوں میں ناگواری تھی۔

امامہ نے حیران کن انداز میں پہلے اس لڑکی کو دیکھا۔ پھر ازہان کو۔

شی از مائی فرسٹ وائی ف۔۔۔! ازہان نے بنا پلک جھپکے امامہ کی جانب دیکھتے مضبوط لہجے میں کہا۔ جب کہ اس کے فرسٹ وائی ف کہنے پے امامہ کی نظریں پتھرائی تھیں۔

اوہ۔۔ تو یہ ہے۔۔۔ امامہ۔۔؟؟ امامہ حاکم۔۔؟؟ وہ لڑکی اشتیاق سے امامہ کو دیکھتی اس کے قریب ہوئی۔

نائس ٹو میٹ! آئی ایم۔۔ مسز سارہ ازہان خان۔ خان کی سیکنڈ وائی ف۔

وہ مسکراتے ہوئے امامہ کی طرف مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا گئی۔

امامہ نے بے یقینی سے ازہان کو دیکھا۔ بلکہ سبھی کی سوالیہ نظریں ازہان پے تھیں۔

امامہ۔۔۔ بس ازہان کو ہی دیکھے جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پے جلتی لو اب بجھ گئی تھی۔ خوشی اور چمک کی جگہ۔۔۔ اب اداسی نے لے لی تھی۔ ایک گہرا تاریک سایہ چھایا تھا۔

کہ وہ اس صدمے کی تاب نہ لا سکی تھی۔

اور اپنے حواس کھوتے زمین بوس ہونے لگی۔ کہ ازہان نے آگے بڑھ کے اسے گرنے سے بچا لیا۔ اور اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔ جیسے اس دنیا میں سب سے قیمتی وہی کل اثاثہ ہو۔۔۔۔

امامہ کا سر پیچھے کی طرف ڈھلکا تھا۔ازہان کی نظر اس کے پیچھے فرش پے لگے خون کے نشانات پے گ ئی۔وہ امامہ کے پاؤں سے ہی بہنے والا خون تھا۔ازہان نے ایک دم سے اسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔

اور باہر کی طرف لپکا تھا۔

اس کا پاؤں لہولہان ہوا تھا۔اور پھر اس کا یہ نیا انکشاف۔۔کہ وہ سارہ سے شادی کر چکا ہے۔امامہ کے لیے جان لیوا ثابت ہوا تھا۔

اس کا بی پی خطرناک حد تک شوٹ کر گیا تھا۔وہ ازہان کی دوسری شادی کا صدمہ برداشت نہیں کر پائی تھی۔

ازہان آئی سی یو کے باہر کھڑا اس دیوانی لڑکی کو دیکھے جا رہا تھا۔

وہ اس وقت زندگی اور موت کے بیچ جھول رہی تھی۔ صرف اس کی وجہ سے۔

ہم ہم نہیں رہے خان۔۔ ہم تم ہو گ ئے ہیں۔۔۔ ہم میں ہمارا کچھ بھی نہیں رہا۔۔ اکڑ غرور۔۔ انا خودداری۔۔ سب۔۔ کچھ آپ پے آ کے ختم ہو گیا ہے۔

ازہان خانزادہ کی سماعت سے امامہ کے الفاظ ٹکرائے تو وہ دل کو رکتا ہوا محسوس کرنے لگا۔

اگر۔۔۔ امامہ کو کچھ ہو گیا تو۔۔؟؟ ازہان نے خود سے سوال کیا۔ تو دل نے زور سے نفی کی۔

یا اللہ اسے کچھ نہ ہو۔۔۔! وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موند گیا۔

@@@@@@@@@@@@@@@@

یہ سب ۔۔۔ ہو کیا رہا ہے ۔۔؟؟ خانزادہ ۔۔۔؟؟ کیسے ۔۔؟؟ کیسے دوسری شای کر سکتے ہیں ۔۔؟ وہ بھی ۔۔۔ بنا کسی کو بتائے ۔۔؟؟ خان بیگم کو بے انتہا غصہ آیا ہوا تھا۔ فرحت بیگم کی آنکھیں بھی بھیگی ہوئی تھیں۔

خان سے ہمیں یہ امید نہیں تھی۔

فرحت بیگم کو بھی سخت برا لگا تھا۔

خان نے امامہ کے ساتھ بالکل اچھا نہیں کیا۔

مسز عباس نے بھی منہ بناتے کہا۔

افففففف۔۔۔اب بس بھی کر دیں۔۔کون سی قیامت آگئی ہے۔؟؟دوسری شادی ہی کی ہے ناں۔۔؟کوئی قتل تو نہیں کیا ناں۔۔؟؟

سارا منہ بنا کے اٹھتے ہوئے بولی تھی۔

لڑکی اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔خان بیگم ہیں یہ۔۔۔اس خان مینشن کی بڑی ہیں۔۔اور۔۔۔؟؟

تو۔۔؟؟اگر یہ بڑی ہیں۔۔تو کیا۔۔؟؟ان کو حق مل گیا یہ میری بےعزتی کریں گیں۔۔؟

میں بھی خانزادہ کی بیوی ہوں۔۔اس خان مینشن کی مالکن۔۔۔!

سمجھیں آپ۔۔۔!

مسز عباس کے بولنے پے سارا نے بھی انہی کے انداز میں جواب دیا۔

بھابھی۔۔۔! دیکھیں زرا اس لڑکی کی زبان۔۔ کتنی شراٹے بھر رہی ہے۔۔
نجانے کیا دیکھا ہے خان نے اس میں۔۔۔؟؟ جو اسے بیاہ کے لے آئے۔۔؟؟

مسز عباس بھی تپ گ ئی تھیں۔

کچھ تو دیکھا ہی ہو گا۔۔۔؟؟ جو اس کی بیوی نہ دیکھا سکی۔۔بے شرمی سے کہتی وہ
وہاں موجود خواتین کے بھی سر جھکا گ ئی۔

جب تم جیسے انسان میں اتنی کوالٹی نہ ہو۔۔ کہ وہ سب کو نظر آسکے۔۔ تو وہ خود کو
سب کے سامنے دیکھا سکے تو وہ تمہاری طرح ہی خود کو ننگا کرتا ہے۔

خان بیگم کے سخت الفاظ پے جہاں باقی سب خواتین کے دل میں ٹھنڈک پڑی تھی وہیں سارا غصہ سے آگ بگولا ہوئی تھی۔

اور آپ۔۔۔؟؟ ہمارے خان کی بیوی ہو ہی نہیں سکتیں۔۔ وہ تو امامہ ہی ہے۔ اور وہی رہے گی ہمیشہ۔۔ خاندانی بیوی ہی وہ ڈیسرو کرتے ہیں۔ آپ جیسی۔۔۔ تو بالکل نہیں۔

خان بیگم کے الفاظ نے اس کے تن بدن میں آگ لگادی تھی۔ کہ سارا کا بس نہیں چل رہا تھا۔ سب کو آگ لگادے۔

اے بڑھیا۔۔۔!ٹانگیں تیری قبر میں ہیں۔۔ اور زبان سے۔۔؟؟

چٹاخ۔۔۔۔!فرحت بیگم کا ہاتھ اٹھا تھا۔ جس نے سارا کے چودہ طبق روشن کر دی ئ ے تھے۔

تم جیسی کے قدم بھی اس منشن کے لائق نہیں۔۔

نکلو یہاں سے۔۔۔! فرحت بیگم نے اسے بازو سے پکڑا۔

اور باہر کی طرف لے جانے لگیں۔ آج وہ بہت سخت غصہ میں دکھائی دیں۔

سارا نے خود کو چھڑانا چاہا۔ لیکن

مسز عباس نے بھی فرحت بیگم کا ساتھ دیتے سارا کو پکڑ کے مین گیٹ کے پاس لاتے باہر کی طرف دھکا دیا۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے زمین پے جا گری۔

آپ۔۔آپ لوگ اچھا نہیں کر رہیں۔۔۔خان آپ سب کو چھوڑے گا نہیں۔۔!وہ خود مجھے ہاتھ پکڑ کے واپس اندر لائے گا۔سارا اپنی نم آواز میں کہتی ان سب کو وارن کر گئی۔جو مین گیٹ کے سامنے سینے پے بازو باندھے راستہ بند کر کے کھڑی ہو گئی تھیں۔

پہلی بات خان ایسا بالکل نہیں کریں گے۔اور دوسری بات۔۔اگر خان نے ایسا کیا۔۔؟؟تو انہیں بھی ان کی ماں ایسے ہی ہاتھ پکڑ کے خان مینشن سے باہر نکال دیں گیں۔بنا کسی لحاظ کے۔فرحت بیگم نے سخت کڑکتی آواز میں کہا تو سارا کی بولتی ہی بند ہو گئی۔

خان مینشن کے خواتین کو تم عام عورتیں سمجھنے کی بھول بالکل مت کرنا۔اگر زرا بھی کچھ غلط بولا سوچا۔۔یا کیا۔۔؟؟چھٹی کا دودھ یاد دلا دیں گیں۔

مسز عباس نے کہتے ہی دروازہ کا ایک پٹ بند کیا۔اور فرحت بیگم نے دوسرا۔ جب کہ گیٹ پے گارڈ یہ سب دیکھتا آج سچ میں خوش گوار حیرت میں ڈوبا تھا۔

@@@@@@@@@@@@@

دیکھیں ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں۔

لیکن۔۔پیشنٹ رسپانس ہی نہیں کر رہیں۔جیسے۔۔؟؟وہ جینا ہی نہیں چاہتیں۔۔۔ہم بھی ایک حد تک ہی کوشش کر سکتے ہیں۔باقی اللہ ہی ہے۔جو وہ کرے۔۔آپ اللہ سے دعا کریں۔۔کوئی معجزہ ہی ہو جائے۔۔ورنہ ان کے ساتھ ساتھ ان کے بے بی کی جان بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

ڈاکٹر نے جیسے ازہان کے کان میں پگھلا ہوا سیسا انڈیل دیا ہو۔

وہ تڑپ کے ڈاکٹر کو دیکھنے لگا۔

بے بی۔۔۔؟؟ اسے اپنی ہی آواز بہت دور سے آتی سنائی دی۔

یس۔۔۔ شی ارز فور ویک پریگننٹ۔۔۔!

ڈاکٹر کہتے جا چکے تھے۔

اور ازہان کی ایسی حالت تھی۔ جیسے پورے ہاسپٹل کی چھت اس پے آن گری ہو۔۔

اسے سانس لینے میں دشواری آنے لگی۔

ایسا۔۔؟؟ایسا۔۔کیسے ہو گیا مجھ سے۔۔؟میں۔۔کیسے۔۔اتنا خود غرض ہو گیا۔۔؟؟

کیسے۔۔؟؟

میں بے وفا۔۔

میں بے قدر۔۔

میں نے تیرا دل توڑا۔

میرا بھی۔۔دل ٹوٹا مگر۔۔

تجھ کو نہیں۔۔اس کی خبر۔۔۔

####################

آکیسجن ماسک لگے وہ لڑکی آج اپنی آخری حد تک ازہان خانزادہ کو چاہ گ ئی کہ اس کی راہ میں آنے کی بجائے خود ہی خاموشی سے اس کی راہ سے ہٹ رہی تھی۔

اور جیتے جی تو یہ ممکن نہ تھا۔اس لیے وہ بہت چپکے سے موت کو گلے لگارہی تھی۔ بنایہ جانے کے اس کے اندر رب نے ایک زندگی کو جنم دیا ہے۔

دل میرا توڑ دیا اس نے برا کیوں مانوں

اس کو

حق ہے وہ مجھے پیار کرے یا نہ کرے

)فیروز اینڈر خسار کے بیچ مٹ گ ئی دوریاں(

#منتہا_چوہان

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

رخسار۔۔۔رخسار۔۔۔۔فیروز اسے مسلسل پکار رہا تھا۔وہ ایک کمرے میں چھپ کے بیٹھی تھی۔وہ فیروز کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ایک طرف وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھی۔دوسری طرف وہ اسے معاف بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

فیروز نے اسے امامہ کے ساتھ ہوئے تمام واقعے سے مکمل آگاہی دے دی تھی۔ اس سے اس کی بلاوجہ نفرت کو ختم کرنے کا بھی بولا تھا۔

لیکن وہ اپنے دل میں امامہ کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں بنا پائی تھی۔۔

فیروز کال سننے گیا تو وہ وہاں سے چپکے سے نکل آئی۔اب ایک بڑے سے کبرڈ کے پیچھے چھپ کے بیٹھی تھی۔

رخسار۔۔پلیز۔۔سامنے آؤ۔۔وہ زچ آتے بولا تھا۔

اسے ڈر تھا۔کہ کہیں وہ خود کو کوئی نقصان ہی نہ پہنچا دے۔

وہ واپس پلٹنے لگا کہ اسے آسمانی آنچل کبرڈ کی دوسری جانب سے نظر آیا۔

فیروز کے لبوں نے مسکراہٹ کو چھوا۔

تو محترمہ یہاں چھپی بیٹھی ہیں۔

دھیرے سے آگے بڑھا۔اور دروازہ کو بند کیا۔

رخسار کو لگا وہ جاچکا ہے۔ گہرا سانس خارج کرتی وہ باہر نکلی کہ سامنے ہی ناک کی سیدھ میں وہ نظر آگیا۔رخسار کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

کیا ہوا۔۔؟؟یوں۔۔ مجھ سے چھپنے کی خاص وجہ۔۔؟؟

فیروز نے دو قدم کا فاصلہ رکھتے اس سے پوچھا تھا۔

نہیں۔۔میں۔۔کیوں چھپنے لگی۔۔۔؟

چھپتے تو وہ ہیں۔۔جو غلط کام کرتے ہیں۔۔میں نے۔۔کچھ بھی غلط نہیں کیا۔

رخسار کا انداز سنجیدہ تھا۔لیکن لہجہ لڑکھڑا رہا تھا۔

غلط تو ہوا ہے ناں۔۔کہیں نہ کہیں تم بھی زمہ دار ہو۔۔اس کے یوں سرد انداز میں کہنیے پے رخسار نے ایک نظر اسے دیکھا۔

رخسار۔۔! سوچو۔۔۔اگر۔۔امل کو یا۔۔امامہ کو کچھ بھی ہو جاتا۔۔۔تب۔۔تب کون زمہ دار ہوتا۔۔؟۔

تم تو اپنے دوستوں کو ہدایت کر کے خود لائی ف کو نجوائے کرنے نکل گ ئی۔ انہوں نے ان دونوں کے ساتھ کی سلوک کیا۔۔وہ تم نے پلٹ کے خبر لینا بھی ضروری نہیں سمجھا۔

تمہیں۔۔میں نے یہاں صرف بارہ دن رکھا۔

اللہ گواہ ہے۔۔ہمارے بیچ کچھ بھی غلط نہیں ہوا۔

ہاں۔۔صرف دل نے بغاوت کی تھی۔

لیکن۔۔میں نے ہمارے اکیلے پن کا کوئی نجائز فائدہ نہیں اٹھایا تھا۔فیروز اب کے بار دو قدم کا فاصلہ مٹاتا اس کے قریب ہوا۔

اس رات بھی نہیں۔۔جب تم صرف میرے رحم و کرم پے تھی۔

فیروز نے اس کے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑسا تھا۔رخسار کا دل پھر سے اپنی دھڑکنوں کا شور سننے لگا۔اس نے فیروز کا ہاتھ نہیں جھٹک تھا۔لیکن سر بھی نہیں اٹھایا تھا۔

بارہ دن۔۔تمہیں بھول نہیں رہے۔۔۔سوچو۔۔مامہ وہ پندرہ دن کیسے بھولے گی۔۔؟؟جس نے اس کی شخصیت کو برباد کر دیا۔۔اسے توڑ پھوڑ کے رکھ دیا۔وہ امامہ وہ رہی ہی نہیں۔۔اس کی زندگی میں تم سب دوستوں نے مل کے بلاوجہ کی نفرت سے اتنا درد بھر دیا کہ وہ۔۔۔؟؟فیروز شدت جذب سے مزید بول ہی نہیں پا رہا تھا۰

رخار نے ایک نظر اسے دیکھا۔

وہ اپنی بہن سے شدید محبت کرتا تھا۔

تم نے بہت کچھ کہا رخسار۔۔! اب کی بار فیروز کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔

بہت کچھ غلط بولا۔ جو شاید۔ نہیں بولنا چاہیے تھا۔

اور دکھ تو اس بات کا ہے۔۔ تمہیں احساس بھی نہیں۔۔ کہ تمہاری وجہ سے دو لڑکیاں اپنی زندگی ہارتے ہارتے بچیں ہیں۔

تمہیں اب بھی اپنا کوئی قصور نظر نہیں آرہا۔۔؟ فیعوز کو حیرت ہوئی۔ رخسار نے گہرا سانس خارج کرتے رخ پھیرا تھا۔

فیروز نے سختی سے لب ایک دوسرے میں پیوست کیے تھے۔

جیسے وہ اب بھی اپنے آپ کو ہی صحیح سمجھتی تھی۔

ٹھیک ہے۔۔ جیسے تمہیں بہتر لگے۔۔ تم وہی کرو۔۔! فیروز کہتا ہوا پلٹا۔۔

مجھے واپس جانا ہے۔۔ اپنے گھر۔۔۔! اس کا پہلا مطالبہ۔ فیروز سختی سے لب بھینچ گیا۔

اور اس کی طرف مڑا۔

تم کہیں نہیں جا سکتی۔ یہیں رہو گی۔۔ اب۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔! فیروز کا لہجہ بھی سنجیدہ ہوا تھا۔

تم۔۔ تم۔۔ مجھے یہاں قید نہیں کر سکتے۔ رخسار کو تپ چڑھی۔ جب کہ فیروز دھیمے سے مسکرایا۔

تم قید ہو چکی ہو۔۔! رخسار۔۔۔!

میں۔۔ یہاں نہیں رہوں گی۔۔۔ ہر گز نہیں۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔وہ پھر سے س ک کلار دبوچے اس کے قرنیب ہوئی تھی۔اس کا قریب ہونا۔فیروز کو پھر سے اپنے جذبات کو جاگتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

ایک نظراس کے ہاتھوں کی جانب دیکھا۔جو اس کے کلر پے تھے۔دوسری نظر اس سمنے کھڑی ہرنی کی آنکھوں میں دیکھا۔جو شیر کے سامنے آتے ہی ڈر بھی رہی تھی۔اور اپنا مطالبہ بھی بیان کر رہی تھی۔

جب تم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔تو تمہیں کڈنیپ کیا۔

جب تم سے نفرت کا تعلق بنا تو تمہیں بارہ ن قید میں رکھا۔

جب۔۔ محبت کا تعلق محسوس ہوا۔تو تم سے نکاح کیا۔

اور آج۔۔ محبت سے زیادہ جو ننیت کا تعلق ہے تم سے۔۔

ان بارہ دنوں میں جو نہیں کیا۔۔وہ میں اپنی جنونیت میں کیا سے کیا کر دوں۔۔ نہیں جانتا۔۔اس لیے زیادہ قریب آؤ گی۔۔تو خود کے لیے ہی نقصان ہو گا۔بعد میں مجھے نہ گلہ کرنا۔۔۔! معنی خیزی سے کہتا وہ رخسار کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔اس کے ہاتھوں کی گرفت فیروز کے کالر پے ڈھیلی پڑی تھی۔

اور پھر دھیرے سے چھوڑ دی ئے۔

وہ واقعی اس سے ڈر گئی تھی۔کیونکہ اس کی جنونیت وہ کچھ دیر پہلے بھی اپنے لبوں پے دیکھ چکی تھی۔

فیروز۔۔پلیز۔۔۔مجھے واپس جانا ہے۔۔۔!اب کی بار منت سے کہا۔تو فیروز نے گہرا سانس خارج کرتے اس کی جانب عجیب نظروں سے دیکھا۔

مکمل میری ہو جاؤ۔۔میرے رنگ میں رنگ جاؤ۔۔۔لے چلوں گا۔۔!دو جملوں میں بات مکمل کرتا وہ پھر سے واپس پلٹ گیا۔

تم کیوں زبردستی۔۔۔مجھے اپنے ساتھ باندھ کے رکھنا چاہتے ہو۔۔؟وہ اس کے سامنے آئی تھی۔

فیوز کو اس کی بات پے سخت تپ چڑھی۔

اور اسے دونوں بازوں سے جکڑ کے دیوار کے ساتھ لگایا۔

زبردستی۔۔؟؟کب کی ہے زبردستی۔۔؟؟بولو۔۔۔؟فیوز حاکم خان ہوں میں۔۔چاہوں تو پلک جھپکتے تم سے اپنے حقوق حاصل کر سکتا ہوں۔۔لیکن۔۔ ایک بار بھی تمہارے قریب نہیں آیا۔

جھوٹ۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے جو کیا۔۔؟وہ کیا تھا۔۔۔؟؟رخسار نے اس کی بات پکڑی۔

وہ۔۔وہ تو تھوڑا سا ڈوز تھا۔۔زبردستی تھوڑی تھی۔

فیروز کا فوراً ہی لہجہ بدلا تھا۔رخسار نے خفگی سے اسے دیکھا۔ہاتھ اس کے سینے پے رکھتے اسے پرے دھکیلنا چاہا۔۔لیکن وہ کہاں اس دیو نما کو پیچھے ہٹا سکتی تھی۔۔۔؟؟

چھوڑو۔۔مجھے۔۔۔!ٹھرکی انسان۔۔۔!رخسار نے پورا زور لگاتے خود کو چھڑانا چاہا۔

لیکن فیروز کی گرفت سے نہ چھڑا سکی خود کو۔

اور تھک ہار کے گہرا سانس لیتے اسے دیکھا۔

جیسے کہہ رہی ہو۔۔اب تو جان چھوڑو۔جب کہ فیروز کے چہرے پے مسکراہٹ تھی۔تو آنکھوں میں ڈھیروں محبت۔

آنچ دیتی نظروں کا تاب نہ لاتے وہ رخ موڑ گئی۔

فیروز نے اس کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پے رکھا۔

اور اپنا ہاتھ اس کے دل کے مقام پہ۔

رخسار کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔ دونوں ہی کی دھڑکنوں کا تال میل ایک دوسرے سے جڑ گیا تھا۔

تم تو۔۔ مجھ سے۔۔ دور جا رہی ہو۔۔ لیکن۔۔ یہ کیسی دوری ہے۔۔ جس میں۔۔ تمہارا دل میرے دل کے ساتھ دھڑک رہا ہے۔۔؟؟

فیروز نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

قریب۔۔ مت آؤ۔۔۔! رخسار بہت بری طرح گھبرا رہی تھی اس کی اتنی قربت پہ۔ وہ اپنا آپ اس سے دور نہیں کر پا رہی تھی۔

کیا قریب آنے سے جل جاؤ گی۔۔؟؟ فیروز نے اس کی کان کی لو کو چومتے ہوئے پوچھا۔

ہاں۔۔ جل جاؤں۔۔ گی۔۔اور تمہیں جلا بھی دوں گی۔۔۔ دور ہٹو۔۔۔! جتنا وہ اسے پرے دھکیلر ہیتھی وہ اتناہ اسے قریب آنے پے اکسار ہی تھی۔

بیوی ہو میری۔۔۔! نکاح میں ہو میرے۔۔۔ کیسے دور رہوں۔۔؟؟ فیوز نے اسے بانہوں میں بھرا اور بستر کی جانب بڑھا۔

رخسار اس کے ارادے بھانتی جی جان سے لرزی تھی۔

فیروز۔۔۔؟؟ وہ گبھرائی آواز میں بولی۔

جانتی ہو۔۔ تمہارے منہ سے اپنا نام۔۔ بہت ہی اچھا لگنے لگا ہے۔۔۔

فیروز نے اسے بیڈ کے پاس کھڑا کرتے دھیرے سے کہا۔

اگراب ۔۔م میرے قریب آئے تو۔۔ جان سے مار دوں گی تمہیں۔

انگلی اٹھا کے وارن کرتی وہ ایک پل کو فیروز کو چپ کرا گ ئی۔

لب بھینچے اسے دیکھا۔اور اسکے قریب جھکتے دراز میں سے ایک پسٹل نکالی۔۔۔

رخسار نے دہلتے دل کے ساتھ اسے اور پھر پسٹل کو دیکھا۔

پچھلی بار۔۔۔ جانتے ہوئے چاقو مار کے گ ئی تھی۔

اس بار۔۔ گولی بار جاؤ۔۔تاکہ ہمیشہ ہمشیہ کے لیے جان چھوٹ جائے۔اس کے ہاتھ میں پسٹل تھماتے اس سے گھمبر لہجے میں کہا۔

رخسار پسٹل ہاتھ میں تھامے لرزتی پلکوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اس کے ہاتھ بھی لرز رہے تھے۔

فیوز نے اس کے ہاتھ میں پسٹل تھماتے اس کا رخ اپنے دل کے مقام کی جانب کیا۔جب کہ بنا پلک جھپکے وہ رخسار کو دیکھے جارہا تھا۔اس کے ہاتھ کی انگلی ٹریگر پے رکھی۔

شوٹ می۔۔۔۔!

فیروز نے خطرناک حد تک سنجید گی سے کہا۔

رخسار کا پورا وجود انپ اٹھا تھا۔

وہ جانتا تھا۔وہ گولی کبھی نہیں ٹلا سکتی۔اس لیے۔اس کی آسانی کے لیے اپنی انگلی کا دباؤ اسکی ٹریگر پے رکھی انگلی پے ڈالا۔اس کی نظروں میں کوئی خوف نہیں تھا۔موت کا خوف۔۔۔ تھا تو رخسار کی آنکھوں میں۔

پلیز۔۔پیچھے ہٹو۔۔۔!رخسار نے فیروز کو دھکا دیتے پسٹل کو دور اچھالا۔

وہ ہولے ہولے لرز رہی تھی۔جبکہ نظریں اس کی پسٹل پے ٹکی ہوئی یں تھیں۔

کیا ہوا۔۔؟؟اتنا ڈر کیوں رہی ہو۔۔؟؟تمہیں لگتا ہے۔میرے قتل کے جرم میں تمہیں۔۔جیل ہو جائے گی۔۔؟؟

تو ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔بے فکر رہو۔۔میں اپنی موت کا زمہ دار خود ہوں۔۔ فیروز نے ہر لفظ پے زور دیتے کہا۔

رخسار نے آنکھوں میں آنسو لیے اس سنگل انسان کو دیکھا۔

ایسے مت دیکھو۔۔ مجھ سے پھر کوئی گستاخی سرزد ہو جائے گی۔۔اور نیا خطاب مل جائے گا تم سے۔فیروز کے کہنے پے اس نے نظریں چراتے رخ موڑا۔اور آنسو پونچھے۔

جائیں یہاں۔۔سے۔۔۔!پلیز۔۔۔!اس سے کوئی جواب نہیں بن پایا تو وہ بس اتنا ہی بول پائی۔

فیروز انہی قدموں سے پیچھے ہوتا پسٹل اٹھاتے وہاں سے باہر نکل گیا۔صرف کمرے سے ہی نہیں وہ گھر سے بھی باہر نکل گیا۔

آسمان پے زور کی بجلی چمک رہی تھی۔ کسی بھی وقت باش کا موڈ بن سکتا تھا۔ ٹھڈی اور سرد ہوائی یں چل رہی تھیں۔ وہ پسٹ ہاتھ میں پکڑاوہیں باہر گارڈن کے ایک طرف بیٹھ گیا۔

کہاں وہ باہر دب ئی میں تھا۔ سکون بھری زند گی جی رہا تھا۔

رخسر کے اس کی زند گی میں آتے ہی ہلچل مچ گ ئی تھی۔ وہ لڑکی اس کے لیے بہت خاص ہو جائے گی اسے خود بھی اندازہ نہ تھا۔

بدلہ لیتے لیتے وہ اس کا ہو جائے گا۔۔ کہ شدت سے اسے چاہنے لگے گا۔۔ وہ اس کی ہو بھی گ ئی تھی۔ لیکن اس کا دل ابھی تک فیوز کے لیے راضی نہ ہوا تھا۔۔ یہی بات فیروز کو زیادہ تکلیف دے رہی تھی۔

اچانک سے بارل برسے تھے۔ بارش نے پورے زور و شور سے ہر طرف اودھم مچادی۔ فیروز آرام سے اور سکن سے اس برستی بارش میں بیٹھا رہا۔ اسے اس برستی بارش میں ٹھنڈ کا بھی احساس نہیں جاگ رہا تھا۔

جو آگ اس کے اندر لگی تھی۔ اسے یہ بارش کی بوندیں بھی نہیں بجھا پا رہی تھیں۔ وہ آنکھیں موندے آسمان کی طرف منہ اوپر کیے ان بارش کے قطروں کو اپنے جسم پے گرتا محسوس کر رہا تھا۔

نجانے اور کتنی یر گزری کہ اسے اچانک سے رخسار کی موجودگی کا احساس جاگا۔ وہ اسے اس کی خوشبو سے ہی پہچاننے لگا تھا۔ اور اس بات سے خود بھی حیران ہوا تھا۔

ففففیروز۔۔۔؟؟ وہ کانپتی آواز میں اسے پکار رہی تھی۔

ہمممم۔۔۔۔! آنکھیں موندے ہی جواب آیا۔

اندر چلو۔۔۔بہت تیز بارش ہو رہی ہے۔۔بہت ٹھنڈ ہے۔۔ بارش سے بچتے ہوئے وہ ایک طرف سیڈ کے نیچے کھڑا اسے پکار رہی تھی۔اور بارش کو بھی دیکھ رہی تھی۔

فیروز نے زرا کی زرا گردن موڑ کے اسے دیکھا۔

تم کیوں میری اتنی فکر کر رہی ہو۔۔؟؟سوال بھی بہت گھمبیر انداز میں پوچھا گیا تھا۔رخسار اسے بھیگتا ہوا یکھ خود لرز رہی تھی۔

پلیز۔۔اندر چلو۔۔۔! بیمار پڑ جاؤ گے۔۔۔! رخسار کے لہجے میں فکر مندی تھی۔

رخسار۔۔اندر جاؤ۔میں آجاؤں گا۔

سنجیدہ انداز میں کہتے وہ رخ پھیر گیا۔

رخسار کو اب اس پے غصہ آنے لگا۔

مسئلہ کیا ہے تمہارا۔کیوں نہیں سکون سے رہتے نہ مجھے رہنے دیتے ہو۔۔؟

رخسار نے آگے ہوتے زبردستی اس کا ہاتھ تھاما تھا اور اسے کھینچنے والے انداز میں اٹھایا تھا۔

لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔بلکہ رخسار کو ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔وہ اس کی گود میں آگری۔

یہ۔۔۔کیا بدتمیزی ہے۔۔۔چھوڑو۔۔مجھے۔۔۔!رخسار نے اس کی بانہوں سے نکلنا چاہا۔لیکن فیروز اسے اپنی گود میں کس کے پکڑ چکا تھا۔

تم کیا چاہتی ہو۔۔؟؟پہ دور جاتا ہوں تو جانے نہیں دیتی۔۔پاس آتا ہوں۔۔تو آنے نہیں دیتی۔۔۔!کیوں میرے جذبوں کو آنچ دیتی ہو۔۔؟؟مت کرو۔۔۔ایسا۔۔ورنہ۔۔؟؟وہ گھمبیر لہجے میںۃ کہتا اس پہ اپنی گرم سانسیں چھوڑتا اسے خود میں سمٹنے پہ مجبور کر گیا۔وہ ٹھنڈ سے لرزتی اسی کے سینے میں پناہ لینے لگی تھی۔

پلیز۔۔۔فیروز۔۔۔!کچھ پل خاموشی کے بعد رخسار کی ہمت جواب دے گگ ئی تو اسے پکارا وہ جو اسکے اتنے قریب ہونے پہ اس کے جسم کی مہک کو اپنے اندر اتارتا حواس کھو رہا تھا۔اس کی لرزتی پکار پہ آنکھیں وا کرتا اسے دیکھنے لگا۔جو اس کے گلے لگی برستی بارش سے بچنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔بارش نے اسے بھی سر سے پاؤں تک مکمل بھگو دیا تھا۔

پلیز۔۔۔۔۔اندر۔۔ چلو۔۔!ورنہ۔۔ ٹھنڈ سے۔۔۔ مر۔۔۔؟؟

خبردار جو مرنے کی بات بھی کی تو۔۔۔!اس کی بات پوری ہوتی کہ فیروز نے اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالتے اس کا سر اونچا کیا تھا۔

ہلکی ہلکی بلب کی روشنی میں اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن لگا۔اس کے رخسار بارش کی بوندوں سے مزید گلال ہو رہے تھے۔

اس کے لب۔۔ دھیرے دھیرے لرزتے فیروز کو اپنی طرف متوجہ کر چکے تھے۔

اس سے پہلے کے مزید وہ پنا صبر کھوتا اسے بانہوں میں اٹھائے اس نے اندر کی جانب کا رخ کیا۔

وہ اس کے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتی اس کے اندر سمٹی جا رہی تھی۔

اندر لاتے ہی اسے نیچے کھڑا کرتا وہ اس کا لرزتا وجود دیکھتا فوراً سے روم ہیٹر آن کر گیا۔

اسے تو اب بھی ٹھنڈ کا زرا بھی احساس نہ ہو رہا تھا۔ لیکن رخسار کا جسم سرد پڑ رہا تھا۔ اور ہونٹ بھی نیلے ہو رہے تھے۔

تمہیں تو اتنی ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔ جیسے پہلی بار بارش میں بھیگی ہو۔۔۔؟؟

ٹاول سے اس کے بال خشک کرتے فیروز نے اسے بولنے پہ اکسانا چاہا۔ کہ ایک دم سے وہ اس کے سینے سے لگی تھی۔

وہیں فیروز کے دل کی دھڑکن میں ارتعاش پیدا ہوا تھا۔

○○○ ○○○○ ○○○

وہ گھر میں سب کو امامہ کی کنڈیشن کے متعلق فون پے انفارم کر چکا تھا۔

فرحت بیگم اور خن بیگم ہاسپٹل پہنچ چکے تھے۔انہیں امید نہیں تھی۔ کہ امامہ کی اتنی بری حالت ہو جائے گی۔ خان بیگم مسلسل تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ فرحت بیگم کی آنکھوں میں اس معصوم لڑکیکے لیے آنسو تھے۔

جس نے پہلے دن سے سب کی دھتکار سہی تھی۔ لیکن پلٹ کے جواب تک نہیں دیا تھا۔اور وہ سارا۔۔؟؟ جسے۔۔ازہان اچانک بیاہ کے گھر لے آیا تھا۔۔اس نے آتے ہی۔۔؟؟

فرحت بیگم نے آنسو صاف کرتے پلٹ کے شکست خوردہ انداز میں بیٹھے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ دھیرے س اس کے پاس جا بیٹھیں۔

کیا ہوا۔۔؟؟ دکھی کیوں ہو۔۔؟ فرحت بیگم نے سادگی سے پوچھا۔ جب کہ ان کے اندر تو ایک الاؤ دہک رہا تھا۔

وہ خاموش ہی رہا۔

آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔۔ ناں۔۔؟؟ کہ آپ کی زندگی سے ایک ناپسندیدہ ہستی نکلنے جا رہی ہے۔۔ اب آپ کو اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنے کی آزادی مل جائے گی۔

ان کے درد بھرے طنز پہ ازہان نے سختی سے آنکھیں میچیں تھیں۔

اس لڑکی نے بہت دکھ سہے ہیں۔۔خان۔۔! آپ سے شادی کر کے اسے۔۔کچھ نہیں ملا۔۔سوائے نفرت اور دھتکار کے۔۔۔! اور۔۔امامہ جیسی لڑکی۔۔۔یہ سب ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔۔ان کا لہجہ آج پہلی بار بدلا ہوا محسوس ہوا تھا۔

ازہان نے رخ پھیر کے ایک نظر ان کو دیکھا۔

ایسے مت دیکھیں خان۔۔! ہم بھی اسی گھر میں رہتے ہیں۔۔اور جو آپ کا رویہ اس لڑکی کے ساتھ رہا۔۔وہ ہم سے چھپا نہیں۔۔! ان کی بات پے ازہن کا دل چاہا وہ خود کو کہیں غائب کر لے۔

اچھا ہی ہے۔۔وہ اب آپ کی زندگی سے چلی جائے۔۔ونہ اس کا عشق تو اسے برباد کر ہی چکا ہے۔۔کچھ بچا ہی نہیں اس میں۔۔! ان کے اگلے الفاظ پے وہ تڑپ تھا۔

وہ۔۔۔ماں۔۔۔بننے والی ہے۔۔۔!

ازہان خنزادہ کے الفاظ نے فرحت بیگم کے دل کی دھڑکن کو ہی روک دیا

خان کیا کہہ رہا تھا۔۔؟؟ وہ تو بس اسے دیکھتی رہ گئی یں۔منہ پے ہاتھ رکھے اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کرنے لگیں۔

خان۔۔؟؟ کیوں۔۔؟؟ کیوں۔آپ نے اتنا ظلم کیا اس بیچاری پے۔۔؟؟ کیا قصور تھا اس کا۔۔؟ بے پناہ عشق کرتی تھی وہ آپ سے۔۔! اور آپ نے۔۔اور آپ کہ نفرت نے اسے موت کے منہ میں پہنچادیا۔۔؟؟ اپنی اولاد کا بھی لحاظ نہیں کیا۔۔؟؟

مما۔۔پلیز۔۔۔؟؟ وہ کرب میں تھا فرحت بیگم کی باتیں اسے مزید کرب میں مبتلا کررہی تھیں۔

بہت تکلیف ہو رہی ہے ناں۔۔؟؟ ہمیں لگا۔۔ شاید۔۔؟؟ اپپ اپنے کیے پے شرمندہ ہوں۔۔۔اس لیے۔۔؟؟ لیکن۔۔ آپ کو تو۔۔؟؟ اپنی اولاد کا ہی دکھ ہو گا۔۔امامہ کے لیے تو آپ کے جذبات کبھی تھے ہی نہیں۔۔

مما۔۔؟؟ آپ۔۔؟؟ آپ مجھے جانتی ہیں۔۔اس کے باوجود۔۔؟؟ آپ۔۔؟؟ ازہان خانزادہ کو دکھ ہوا۔

جہینس میں جانتی تھی۔۔وہ خان آپ ہیں ہی نہیں۔

فرحت بیگم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی یں۔

فکر نہ کریں۔۔دوسری شادی کر لی ہے۔۔تو اولاد بھی مل جائے گی آپ کو۔۔! امامہ کے لیے یا اس کے بچے کے لیے آپ کو آنسو بہانے کی ضرورت نہیں۔

فرحت بیگم سخت الفاظ سے اسے زخمی کرتیں اس سے دور ہٹ چکیں تھیں پروز خان بھی وہاں آچکے تھے ڈاکٹر سے ساری ڈیٹیل لیتے وہ اب ازہن خانزادہ کے پاس آبیٹھے تھے۔اس کے کندھے پے ہاتھ رکھا۔اسے تسلی دی۔

بابا۔۔؟؟وہ۔۔میری وجہ سے۔۔؟؟ازہان خانزادہ کا لہجہ روندھا تھا۔

فکر نہ کر یار۔۔۔کچھ نہیں ہوگا اسے۔۔۔!اللہ پے بھروسہ رکھو۔۔وہ بہتر کرے گا۔۔!انہوں نے اسے تسلی بھرے الفاظ سے تھوڑا نارمل کرنا چاہا۔

اگر اسے۔۔کچھ بھی ہوا۔۔؟؟تو میں خود کو۔۔کبھی معاف نہیں کرپاؤں گا۔وہ اپنے آنسو ضبط کے باوجود بہا گیا تھا۔

فرحت بیگم نے پلٹ کے اپنے جوان جہاں بیٹے کو دکھ سے دیکھا تھا۔جو باپ کے سینے سے لگا اپنا درد کم کر رہا تھا۔

ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔آپ خود کو کبھے معاف نہ کریں۔۔!فرحت بیگم کے الفاظ پے ازہان کا دل پھر سے دکھا۔

بیٹا۔۔؟؟چاہتے ہو اسے۔۔؟؟ایک ایسا سوال جس کا جواب وہ سوائے ہاں کے دے ہی نہیں سکتا تھا۔اور پرویز صاحب کو اس کا جواب سننے کے لیے الفاظ کی ضرورت ہی کہاں تھی اس کے آنسو اس کا درد۔۔سب کچھ کہہ گ ئے تھے۔

اللہ سے مانگو اسے۔۔۔!اللہ سچے دل سے مانگی دعا کو رد نہیں کرتا۔۔۔!انہوں نے اپنے باپ ہونے فرض بخوبی نبھاہا۔

وہ اپنا ہرہ صاف کرتا وہاں سے اٹھا تھا۔اور ہاسپٹل سے منسلک مسجد کا رخ کیا تھا۔

پرویز صاحب اٹھتے اب فرحت بیگم کی جانب بڑھے۔جو مسلسل آنسو بہا رہی تھیں۔

فکر نہیں کریں۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔!سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔!بیوی کو تسلی دی تو وہ ان کے گلے سے لگ کے رونے لگیں۔

ہم نے اپنی اولاد کی ایسی تربیت تو نہ کی تھی پھر۔۔کیوں۔۔انہوں نے ایک۔۔بے گناہ لڑکی کو تکلیف پہنچائی۔۔؟؟

فرحت بیگم کی بات پے پروز خان نے انہیں حیرت سے دیکھا۔

فرحت بیگم سب جانتی تھیں۔جس دن۔۔امامہ نے ازہان پے راز کھولا تھا۔فرحت بیگم نے بھی سب سن لیا تھا۔

ہمارے بچے کب نفرت کی دنیا میں قدم رکھ گ ۓ ہمیں پتہ ہی نہ چلا۔۔؟؟

خان۔۔؟؟رخسار۔۔؟؟شاید ہماری تربیت میں ہی کوئی کمی رہ گ ئی تھی۔۔۔؟؟

وہ بری طرح رودیں تھیں۔

پرویز صاحب اب بالکل ہی چپ ہو گ ۓ۔۔انہیں کسی بات کا علم ہی کہاں تھا۔۔؟؟کہ وہ جواب میں کچھ کہتے۔۔؟؟

♥♥♥ ♥♥♥ ♥♥♥

وہ اپنے رب کے حضور سجدے میں جھکا ہوا تھا۔ جانے انجانے میں وہ امامہ کو بہت تکلیف پہنچا چکا تھا۔ شاید جس کا ازالہ اب ممکن ہی نہیں تھا۔

لیکن اس نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا۔ کہ اس کی زندگی سے امامہ نکل جائے۔۔؟ وہ تو اس کی روح میں بس چکی تھی خون بن کے اس کی رگوں میں دوڑ رہی تھی۔

کیسے وہ اسے خود سے الگ کر سکتا تھا۔۔؟؟ بہن کا بدلہ لینے کے وہ کس حد تک گر گیا تھا۔۔؟؟

یا اللہ مجھے معاف کر دیں۔۔ میں بہت برا ہوں۔۔ میں نے۔۔ اس معصوم کو بہت تکلیف دی ہے۔۔! وہ مجھ سے بے غرض محبت کرتی رہی اور میں ہر لمحے اسے اس کی محبت کو دھتکارتا رہا۔۔ اور آخر میں اسے۔۔۔ ایسی تکلیف سے دوچار کیا۔ کہ۔۔ وہ سیدھا موت کے منہ میں چلی گئی۔

یااللہ۔۔۔اسے بچالے۔۔۔۔! یا۔۔میری سانسیں بھی روک لے۔۔۔! وہ روتا ہوااللہ سے ہاتھ اٹھائے دعامانگ رہا تھا۔

آج ایک مرد رو رہا تھا۔۔وہ جسے عشق نے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔آج امامہ کا عشق جیت گیا تھا۔وہ عشق کی بازی جیت چکی تھی۔

لیکن۔۔اس عشق میں۔۔شاید وہ۔۔زندگی ہار رہی تھی۔۔۔!

○○○ ○○○○○ ○○○○

سارے وعدوں کا بھرم

پل میں وہ توڑ گیا

غم کے جس موڑ پے لا کے

وہ مجھے چھوڑ گیا۔۔۔

میں اسی موڑ کی

دہلیز پے سو جاؤں گی۔۔۔

عمر بھر اس کے لیے اجنبی۔۔۔

ہو جاؤں گی۔۔۔

ہر ستم شوق سے مجھ پے۔۔۔

دلدار کرے۔۔

اس کو حق ہے۔۔وہ مجھے پیار کرے۔۔۔

یا نہ کرے۔۔۔

○○○ ○○○ ○○○

رخسار لرزتے ہوئے اس کے سینے میں سمٹی جا رہی تھی۔

دوسری طرف فیروز کے جزبات کو جگا گئی تھی۔

رخسار۔۔۔! رخسار۔۔دور ہٹو۔۔۔! فیروز نے اسے پیچھے دھکیلا۔

وہ آنکھیں بند کیے مزید اس کے سینے سے چپکی تھی۔

رخسار۔۔۔؟؟فیروز نے غصہ سے اسے خود پرے دھکیلا۔ جس نے نیم وا آنکھیں کرتے فیروز کو گہرے سانس لیتے دیکھا تھا۔

بندہ بشر ہوں۔۔ جذبات رکھتا ہوں۔۔ پھر کچھ کر گیا تو۔۔الزام لگادو گی۔۔۔!
وہ جیسے بے بسی سے بولا تھا۔

رخسار نے آنکھیں موندے اس کے قریب ہوتے اس کے ہونٹوں پے اپنے نرم گداز لب رکھ دی ئے

فیروز تو اس کی اس حرکت پے ساکت ہی ہو گیا۔

اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چھوتی وہ پیچھے ہٹی تھی۔ کہ فیروز نے اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالے اس کا چہرہ واپس اپنی طرف کیا۔اور شدت سے اس کے لبوں پے جھکا تھا۔

اتنی شدت اور دیوانگی تھی۔ کہ رخسار کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔اس کے کالر پے گرفت مضبوط سے مضبوط کرتی وہ اس کی دیوانگی اس کا جنون اس کی شدت سہہ رہی تھی۔

جس اس کی سانسیں تھمنے لگیں تو وہ پیچھے ہٹا تھا۔

اس کا چہرہ لال گلال ہو چکا تھا۔دونوں ہی گہرے سانس لیتے ایک دوسرے کو دیوانوں کی طرح دیکھ رہے تھے۔

رخسار کا شرم کے مارے چہرہ جھکا تھا۔ فیروز کے ایک گال پے مسکراہٹ ابھری تھی۔

تمہارا یہ انداز۔۔ فیروز کی جان ہی نہ لے لے۔۔؟؟

فیروز نے بہکے انداز میں کہا تھا۔ رخسار کا دل ایک سو بیس کی رفتار سے دھڑکا تھا۔

اسی لمحے لائیٹ بند ہو گئی۔

وہ ڈرتے ہوئے فیروز کے سینے سے جا لگی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ تمہیں آج رات۔۔۔ اندھیرے سے نہیں۔۔ مجھ سے ڈرنا چاہیے۔۔۔! فیروز نے مسکراہٹ دباتے کہا۔

رخسار نے چہرہ اٹھا کے اسے گھورا تھا۔ لیکن اندھیرے میں دکھائی تو نہ دیا۔ لیکن فیروز سمجھ گیا تھا۔

اور اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بستر کی جانب بڑھا۔

اسے بستر پے لٹاتے وہ اس پے جھکا تھا۔ اور اس کے اور اپنے بیچ کے سارے پردے گرا گیا۔

آج وہ رخسار کو پا ہی گیا۔۔

رخسار نے دل سے اسے اپنایا تھا۔ اس سے اپنا رشتہ جوڑا تھا۔ وہ خوش تھی فیروز کی سنگت میں۔ اسے ایک سکون سا محسوس ہو رہا تھا۔ فیروز ہی اس کی روح کا حصہ تھا۔

دیر سے ہی سہی۔ لیکن اسے پتہ لگ گیا تھا۔ فیروز ہی اس کا سب کچھ ہے۔۔ اور اس نے اپنا سب کچھ اس پے نچھاور کر دیا۔

○○○○ ♥♥♥♥♥ ○○○○

ڈاکٹر پیشنٹ از سینکنگ۔۔۔! نرس کی آواز پے سب اس طرف متوجہ ہوئے تھے ڈاکٹر بھی اندر کی جانب بڑھے تھے۔ ازہان جو ابھی وہاں پہنچا تھا۔ یہ سب صورت حال دیکھتا خود پے بمشکل ضبط کرتا وہاں پہنچا۔

کیا کیا میری بہن کے ساتھ۔۔؟ بولو۔۔؟؟ شہروز نے ازپان خانزدہ کا گریبان پکڑا تھا۔

پرویز صاحب نے فرحت بیگم کے کہنے پہ امامہ کے بھائیوں کو اطلاع کر دی تھی۔ شہروز اور بہروز ہاسپٹل پہنچے۔ساتھ میں زرقا اور امل بھی تھے۔ان کا بھی رورو کے اس وقت براحال تھا۔

اچانک سے یہ سب کیسے ہو گیا۔ان میں سے کوئی بھی تو سمجھ نہیں پارہا تھا۔

شہروز۔۔۔!چھوڑو۔۔۔!بہروز حاکم نے شہوز کے ہاتھ سے ازہان خانزادہ کا گریبان چھڑایا۔

کیسے چھوڑدوں۔۔؟؟آج میری بہن اس شخص کی وجہ سے موت کے منہ میں چلی گئی ہے۔۔آور آپ کہتے ہیں۔؟چھوڑدوں۔۔؟؟شہروز غصہ سے اونچی آواز میں بولا تھا۔

ہاں۔۔!بہروز حاکم کو بھی غصہ آگیا تھا۔

کیونکہ یہ شخص۔۔امامہ کی خود کی پسند تھا۔

اس کا خود کا انتخاب تھا۔

بہروز حاکم کے الفاظ نے شہروز کے ساتھ وہاں موجود سب کو گنگ کر دیا۔

کوئی بھی ازہان خانزادہ سے سوال نہیں کرے گا۔۔!آج اگر۔۔امامہ۔۔اس حال میں ہے تو۔۔؟؟اس کی وجہ وہ خود ہے۔۔۔!

بہروز حاکم کی سرد و سپاٹ آواز پے سبھی نے ان کی طرف دیکھا۔

کبھی نہیں۔۔۔۔!میری بہن کو کچھ بھی ہوا۔۔؟؟میں اس شخص کو جان سے مار ڈالوں گا۔

شہروز نے جارحانہ انداز میں کہا۔ تو بہروز حاکم اسے پکڑ کے وہاں سے باہر لے گ ئے۔

امل نے زرقا کو دیکھا تو زرقا نے اسے پیار سے گلے سے لگایا۔

بھابھی۔۔۔! امامہ۔۔؟؟ وہ آنسو ضبط کرتے بولی تھی۔

کچھ نہیں ہو گا۔۔اسے۔۔۔! بس اللہ پے بھروسہ رکھو۔۔۔!

زرقا نے اسے تسلی دی لیکن اس کا دل انجانے خوف سے بری طرح دھڑک رہا تھا۔

رات سے صبح سحر کا وقت ہو چلا تھا۔ابھی بھی امامہ کی کنڈیشن اسٹیبل نہیں ہوئی تھی۔ابھی ڈاکٹرز نے تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔سب کے چہروں پے ابھی بھی پریشانی تھی۔

ازہان خانزادہ بس اس کے لیے دعا گو تھا۔

کسی طرح اسے یہ خبر سننے کو مل جائے وہ ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر کے وہاں آنے پے وہ سب ایک لمحے کو چوکنا ہوئے۔

مسٹر خان۔۔۔آپ اندر جائیں۔۔!آپ کی وائف بے ہوشی میں آپ کا نام لے رہی ہیں

ڈاکٹر کے کہنے پہ سب کے دل دھڑکے تھے۔ شہروز نے روکنا چاہا۔ لیکن بہروز حاکم نے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے وہیں ٹوک دیا

ازہان خانزادہ مرے مرے قدموں سے اندر داخل ہوا۔

وہ رونا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن آج اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

وہ چاہ کے بھی اپنے آنسو روک نہیں پا رہا تھا۔

دھک دھک۔۔۔دھک۔۔۔دھک۔۔۔

دھڑکتے دل کی آواز اسے آج کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔

اس کے قریب آ کے کھڑا ہوتا اسے ماسک میں دیکھتا اس کا اندر کٹ کے رہ گیا تھا۔

وہ ایک دن میں ہی مرجھا گ ئی تھی۔اس کا چہرہ پیلا زرد ہو گیا تھا۔

ازہان نے اس کے قریب ہی رکھی چ ئیر پے بیٹھا تھا۔اس کے دل کی دھڑکن بہت ہی سست رفتار میں چل رہی تھی۔ازہان کا جی چاہا خود کو مار ڈالے۔۔۔دھیمے سے اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔تو اس کے ہاتھ میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔اس کی پلکیں لرزیں تھیں۔

ازہان نے اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا تھا۔جسے امامہ نے بہت دل سے محسوس کیا تھا۔لیکن۔۔۔اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ کچھ کہہ سکے۔۔؟

امامہ۔۔۔پلیز۔۔مجھے معاف کر دو۔۔؟؟میں تمہارا گناہ گار ہوں۔۔۔! تمہاری محبت۔۔تمہارے عشق کو نہ سمجھ سکا۔۔۔اور۔۔آج۔۔میری وجہ سے۔۔ تم۔۔۔؟؟

شدت جذبات سے وہ مزید کچھ بول ہی نہ پایا۔اور اس کے ہاتھ تھامے رو دیا اس کے ہاتھوں پے آنسو بہاتے وہ امامہ کو جھنجھوڑ گیا۔

امامہ بری طرح ہلی تھی۔اس کے جسم میں جھٹکے پیدا ہوئے تھے۔ازہان پریشان ہوا۔

امامہ۔۔؟؟امامہ۔۔؟؟اس نے اسے پکارا۔ لیکن وہ آنکھیں موندے ہوئے تھی۔اس کا جسم جھٹکے کھا رہا تھا۔

ڈاکٹر۔۔۔؟؟ازہان چلایا۔دوسری آواز پے ڈاکٹر آئی سی یو میں تھا۔

آپ پلیز باہر جائیں۔ڈاکٹر امامہ کا چیک اپ کرتے ازہان کو باہر جان کا بولا۔

وہ ناچاہتے ہوئے بھی باہر نکل گیا۔

سبھی اللہ سے دعا گو تھے۔امامہ کی زندگی کی دعا سب کے لب پے تھی۔

ازہان کا دل کسی انہونی کے احساس سے ڈر رہا تھا۔

اور بے تحاشا دھڑک رہا تھا۔

اس تمام وقت میں وہ سارا کے متعلق بالکل فراموش کر گی تھا۔اپنی طرف سے وہ اسے گھر چھوڑ کے آیا تھا۔جب کہ اسے خان مینشن سے دھکے دے کے نکال دیا گیا تھا۔وہ یہ بات نہیں جانتا تھا۔اور نہ کسی نے بتانا ضروری سمجھا تھا۔

صبح فیروز کی آنکھ کھلی تو رخسار کو اپنی بانہوں میں پایا۔وہ مکمل اس کے اوپر ہی لیٹی تھی۔اسی کی شرٹ پہنے وہ فیروز کو پھر سے بہکا رہی تھی۔

اس کا دلکش روپ دیکھتا وہ اس کے چہرے پے ہاتھ پھیرتا بہکنے لگا تھا۔وہ تھوڑا سا کسمسائی تھی لیکن اپنی جگہ سے ہلی ہی نہ۔

فیروز نے زرا کا زرا سر نیچے کرتے اس کے ماتھے پے بوسہ دیا تھا۔وہ نیند میں بھی مسکرا دی تھی۔

فیروز کا دیا ہر لمس اس نے اپنی روح میں اترتا محسوس کیا تھا۔اس نے نہ صرف فیروز کو اس کے حقوق دیئے تھے۔بلکہ خود ک بھی مکمل کیا تھا۔اس کا اندر بہت ہی آسودہ ہو گیا تھا۔

اے جانم۔۔۔!فیروز نے اس کے کان کی لو کو چومتے خمار آلود لہجے میں پکارا۔

وہ پھر بھی نہ اٹھی۔

رخسار۔۔۔؟؟فیروز نے اس کے کانوں سے گردن تک کا فاصلہ طے کرتے اسے پکارا تھا۔وہ دل و جان سے کانپی تھی اور دھیرے سے آنکھیں کھولتی جھٹ سے سر اٹھا کے فیروز کو دیکھا تھا۔

جس کے چہرے پے ایک جان لیوا مسکان تھی۔

جانِ من۔۔اب اٹھ جائیں۔۔!اسے اٹھنے کا کہتے خود اسکے بالوں کے ساتھ کھیلنے لگا تھا۔

پلیز۔۔فیروز۔۔۔!سونے دیں۔۔۔!اس نے رخ پلٹا تھا۔

فیروز نے انگلی سے اسکی کمر پے ٹریسنگ کی تو وہ.جی جان سے لرزاٹی تھی۔

اٹھ جائیں۔۔اس س سے پہلے کہ۔۔۔میرے جذبات پھر سے بہکیں۔۔۔؟؟؟فیروز کی زوردار دھمکی پے رخسار کو بالآخر اٹھنا ہی پڑا۔اسے فیروز کی تیور دیکھ تھوڑا ڈر ہی لگا تھا۔فوراً سے اٹھتی بنا کچھ کہے باتھ روم کی جانب لپکی۔

فیروز کے چہرے اپے دلفریب مسکان سجی تھی۔

رخسار کے باتھ روم میں بند ہونے پہ اس نے بھی اٹھتے دوسرے روم۔کے باتھ روم کا رخ کیا۔واپس آیا تو وہ ابھی بھی باہر نہیں نکلی تھی۔

بال خشک کرتے اس نے ٹیبل سے اپنا موبائی ل اٹھایا۔جسے اس نے کل سے آف کیا ہوا تھا۔

جیسے ہی آن کیا۔حارث کی ڈھیر ساری مسڈ کالز تھیں۔

اور میسجز بھی۔

یہ کیوں۔۔؟؟؟سب خیریت ہو۔۔؟؟

میسجز میں جلد از جلد رابطہ کرنے کو کہا گیا تھا۔

حارث کو کال بیک کرتا وہ اٹھتا باہر لاؤنج میں آیا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ برو۔۔؟؟سب خیریت۔۔؟؟کال پک ہوتے ہی پوچھا۔

کہاں تھے رات بھر۔۔؟؟کب سے کالز کر رہا ہوں۔۔؟؟جتنی جلدی ہو سکے۔۔واپس آئو۔۔۔!حارث کی پریشان کن آواز سنتا وہ بھی فکر مند ہوا۔

کیوں کیا ہوا۔۔؟؟اس کی چھٹی حس نے اسے باخبر کیا۔

فون پہ نہیں بتا سکتا۔۔بہتر ہو گا۔۔تم۔۔بھابھی کو لے آئو۔۔ایڈریس میں سینڈ کر رہا ہوں۔۔حارث نے دھیمے لہجے میں کہا۔

حارث۔۔!مجھے پہلے بتائو۔۔؟؟کیا ہوا۔۔؟؟اور رخسار کو کیوں لے کے آئوں۔۔؟؟

فیروز کو اس کے نہ بتانے پے تپ چڑھی تھی۔

فیروز۔۔۔؟؟ امامہ کل رات سے ہاسپٹل میں ہے۔۔اس کا بی پی خطرناک حد تک شوٹ کر گیا ہے۔۔ڈاکٹرز رات سے لگے ہیں۔۔اسے ہوش نہیں آرہا۔۔ نروس بریک ڈاؤن ہو گیا ہے۔۔ پلیز۔۔ تم۔۔ بھابی کو لے آؤ۔۔۔!
اور۔۔۔؟؟

فیروز۔۔نے تو اس کی باقی کی بات سنی ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔۔۔؟؟ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔بس صرف اتنا۔۔؟؟ امامہ ہاسپٹل میں ہے۔۔۔؟؟

وہ کال بند کرتا واپس پلٹا۔کہ رخسار بالکل ناک کی سیدھ میں نظر آئی۔فیروز کا دماغ سخت گھوما تھا۔آگے بڑھتے اسے نظرانداز کرتا اس کے پاس سے ہو کے نکلنے لگا۔کہ رخسار کو کچھ عجیب سا لگا۔

کہاں جا رہے ہو۔۔؟؟ کیا ہوا۔۔؟؟ سب۔۔ ٹھیک ہے۔۔؟؟ رخسار کے پوچھنے پے فیروز کے قدم رکے تھے۔

اور پلٹتا وہ بھڑکا تھا۔

خوشی مناؤ۔۔۔اور جشن مناؤ۔۔ تمہاری نفرت جیت گ ئی۔۔ میری بہن اپنی زندگی۔۔ہار گ ئی۔۔۔! فیروز کا کرب بھرا لہجہ رخسار کا دل دھڑکا گیا۔

کیا۔۔؟؟ کیا۔۔ کہہ رہے ہو۔۔؟ ایسا۔۔ کیسے ممکن ہے۔۔؟؟ رخسار کی آنکھیں بھیگیں تھیں۔

یو۔۔۔نو۔۔! اس کو بازو سے جکڑا تھا۔

اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ جن میں رخسار کو اپنا آپ جھلستا محسوس ہو رہا تھا۔۔!

تم اور تمہارا بھائی۔۔۔ نفرت کی آگ میں جھلستے اتنے اندھے ہو چکے ہو۔۔ کہ تم دونوں کے لیے کسی کی زندگی بھی کوئی معانی نہیں رکھتی۔ایک جھٹکے سے بازو چھوڑا۔ وہ لڑکھڑائی تھی۔

لیکن۔۔ یاد رکھنا۔! وہ جاتے جاتے پلٹا تھا۔

میری بہن کو کچھ بھی ہوا۔۔ کچھ بھی۔۔۔! تمہارے بھائی کو۔۔ جان سے مار ڈالوں گا۔۔۔! انتہائی جارحانہ انداز میں کہتا وہ رخسار کو بری طرح لرزا گیا۔

یااللہ۔۔۔؟؟ یہ کیا ہو گیا۔۔؟؟ کیا واقعی۔ خان بھائی۔۔؟؟ امامہ کو۔۔؟؟

سختی سے آنکھیں موند لیں۔ دو آنسو ٹوٹ کے گرے تھے۔.

بار بار امامہ کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا۔

اور دل سے کسک اٹھ رہی تھی۔ کاش۔۔ یہ سب جھوٹ ہو۔۔۔ امامہ کو کچھ نہ ہو۔۔ وہ وہیں بیٹھے روئے جا رہی تھی۔

اتنے میں فیروز تیار ہوتا باہر آیا۔

چلو۔۔! قطعی انداز میں کہا۔

کہاں۔۔؟؟ وہ گھبرا کے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

تمہارے بھائی نے اسی لیے یہ سب کیا۔ کہ تمہیں۔۔اس کے حوالے کر دوں۔۔۔تو۔ ٹھیک ہے۔۔ تمہیں۔۔ تمہارے بھائی کے حوالے کروں گا۔۔اور اپنی بہن واپس لوں گا۔۔ آج رخسار کو فیروز سے سخت خوف آیا تھا۔

ننہنہیں۔۔۔فیروز۔۔۔!رکیں۔۔پلیز۔۔میری بات سنیں۔۔۔!وہ روتے ہوئے بولی تھی۔ لیکن فیروز آج کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہ تھا۔ غصہ سے اس کی کلائی کو جکڑا اور باہر لے جا کے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ پٹخنے والے انداز میں بٹھایا تھا۔

خود آکے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی رخسار روتے ہوئے اس کی جانب مڑی۔

آپ۔۔۔آپ۔۔میرے ساتھ۔۔ایسا نہیں۔۔کر سکتے۔۔۔!وہ جو۔۔فیروز کو دل کے تحت پہ بیٹھا چکی تھی۔ آج کیسے وہ اسے عرش سے فرش پہ گرا گیا تھا۔

چپ رہو۔۔۔! کچھ نہیں۔۔ سننا چاہتا میں تم سے۔۔۔! فیروز نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔

فیروز۔۔ پلیز۔۔! مت کریں۔۔ ایسا۔۔۔! میرا کیا قصور۔۔۔؟؟؟ بلکتے ہوئے پوچھا۔

قصور۔۔۔؟؟ ایک قہر کی نظر اس پے ڈالی۔ اور موڑ کاٹا۔ قصوروار نہیں۔۔ گناہ گار ہو تم۔۔۔! دانت چباتے ہوئے کہا۔ اگر اتنی ہی بری تھی۔ تو۔۔ کیوں اپنایا مجھے۔۔۔؟؟ وہ بھی اب دوبدو ہوئی جواب مانگ رہی تھی۔ غلطی ہو گئی۔۔ بہت بڑی۔۔ غلطی۔۔۔! تم جانتی ہو۔۔۔ میرا خاندان گھٹیا نہیں۔۔ لیکن تم دونوں بہن بھائی کی سوچ۔۔۔ انتہائی گھٹیا نکلی۔ اب وہ لفظوں کے زہر میں بجھے تیر چلا رہا تھا۔ رخسار نے لب بھینچے۔ ٹھیک ہے۔۔ آپ کو لگتا ہے۔۔ میں گھٹیا ہوں۔۔ تو۔۔ یہیں دفن کر جائیں۔۔ لیکن۔ میں آپ کو کہہ رہی ہوں۔ میں۔۔ آپ سے الگ نہیں ہوں گی۔۔ چاہے جان چلی جائے۔ رخسار بھی ضدی

لہجے میں بولی تھی۔فیروز نے ایک نظر اسے دیکھا۔اور پھر سامنے ونڈ سکرین پے دیکھنے لگا۔میری بہن بھی جنون کی حد تک۔۔۔ تمہارے بھائی سے عشق کر بیٹھی۔۔اسے کیا ملا۔۔؟؟دھتکار۔۔بے عزتی۔۔زلت۔۔اوراب۔۔ان سب سے جی نہیں بھراتو۔۔موت۔۔؟؟کہتے ہوئے شدید کرب میں مبتلا لگا۔مجھے یقین ہے۔۔بھیا۔۔امامہ کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ضرور۔۔کوئی اور۔۔؟؟دعا کرو۔۔دعا کرو۔۔اس سب کی وجہ۔۔ تمہارا بھائی نہ ہو۔۔ورنہ مجھ سے اسے کوئی نہیں بچا سکے گا۔فیروز نے گھورتے ہوئے سختی سے کہا۔تو وہ منہ پے ہاتھ رکھے ہچکیوں سے روئی تھی۔اسکے پاس موبائل بھی نہ تھا۔کہ ازہان سے ربطہ کر سکتی۔

ڈاکٹر۔۔اب کیسی ہے۔۔؟میری بہن۔۔؟؟شہر ز بھاگتا ہواڈاکٹر کے پاس آیا۔

شی از بیٹر۔۔۔!بی فور۔۔۔۔۔!لیکن۔۔ابھی بھی انکی کنڈیشن سٹیبل نہیں۔۔ ہوئی۔۔!جب تک انہیں ہوش نہیں آجاتا۔۔۔تب تک ہم۔۔کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔اگلے چوبیس گھنٹوں میں۔۔اگر۔۔انہیں ہوش نہ آیا۔۔؟؟تو۔۔وہ کومہ میں بھی جاسکتی ہیں۔

کومہ۔۔۔؟؟؟کاریڈور میں داخل ہوتے فیروز نے یہ الفاظ باآسانی سنے تھے۔

سبھی پریشانی سے اسے دیکھنے لگے۔اچانک فیروز کو سامنے دیکھ وہ بھی سکتے میں آئے تھے۔اس کے پیچھے ہی رخسار بھی آنسو بہاتی دکھائی دی مسز فرحت بیٹی کو دیکھ ایک دم سے آگے بڑھیں تھیں۔کہ فیروز نے سختی سے رخسار کو اپنے پیچھے کیا۔فرحت بیگم کے قدم وہیں تھمے۔ازہان نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے فیروز کو دیکھا۔جس کے چہرے پہ بلا کی سختی تھی۔

فیروز۔۔؟؟کیا طریقہ ہے یہ۔۔؟؟بہروز حاکم نے فیروز کو ٹوکا تھا۔

پہلے۔۔۔ میری بہن مجھے واپس کریں۔۔ایک ایک لفظ پے زور دیتا کہتا وہ سب کو ایک پل کے لیے چپ ہی کرا گیا۔رخسار اسکی گرفت میں تڑپی تھی۔ مطلب۔۔ فیروز کے لیے بس اسکی بہن معنی رکھتی تھی۔وہ کہیں بھی نہیں تھی۔کچھ بھی نہیں تھی۔اس کے اندر کی لڑکی بری طرح تڑپی تھی۔

فیروز۔۔۔!اسے کچھ نہیں ہوگا۔۔وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔ بہروز حاکم نے پیار سے سمجھایا۔تو اس نے کرب سے اپنے بڑے بھائی کی جانب دیکھا۔

اگر۔۔ایسا ہوتا۔۔۔۔تو۔۔آج وہ۔۔ہاسپٹل میں زندگی موت سے نہ جوجھ رہی ہوتی۔۔۔ کہاں ہے وہ۔؟ بتائیں مجھے۔۔۔؟زندگی کی گنی چنی سانسیں کیوں آئی ہیں اس کے حصہ میں۔۔؟اس کے سوالوں پے وہ سر جھکا گئے تھے۔

یہ۔۔۔یہ رہی ان کی بہن۔۔۔! رخسار کی کلائی تھامے اسے سب کے سامنے کیا۔دیکھ لیں۔۔ کس حال میں ہے یہ۔۔؟؟ کیا کیا ہے میں نے اس کے ساتھ۔۔ ؟؟ پوچھ سکتے ہیں۔۔میں۔۔۔۔۔نے۔۔ کتنے ظلم ڈھائے ہیں اس پہ۔۔؟؟ وہ کرب سے بولتا وہاں موجود سبھی کو شرمندہ کر رہا تھا۔رخسار سب کی طرف دیکھتی نفی میں سر ہلا گئی۔اچانک نظر ازہان پہ پڑی۔اس کی طرف لپکنا چاہا۔کہ فیروز نے کلائی سے جکڑ کے واپس اپنی طرف کھینچا۔

نہیں۔۔ بالکل۔۔۔ نہیں۔۔! اس شخص کے پاس جانے سے پہلے۔۔ مجھ سے تعلق ختم کرنا ہو گا۔۔میں۔۔ کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔اس شخص کو۔۔ جس کی وجہ سے میری بہن۔۔ موت کے منہ میں چلی گئی۔فیروز کے کہے الفاظ پہ رخسار نے اسے پتھرائی نظروں سے دیکھا۔فرحت بیگم کے دل پہ ہاتھ پڑا۔تو وہیں زرقا نے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔

یہ۔۔ کیا بکواس۔۔ کر رہے ہو۔۔؟ بہروز حاکم سخت غصہ ہوئے تھے۔ ازہان نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔ وہ امامہ کی تکلیف سے ابھی نہیں سنبھل پایا تھا۔ کہ فیروز اسے لفظوں کے خنجر مارے جارہا تھا۔ جو وہ چپ چاپ سہہ رہا تھا۔ بنا ایک لفظ بھی بولے۔

ایسی باتیں مت کرو جس کے لیے بعد میں پچھتانا پڑے۔۔ فیروز۔۔! بہروز حاکم نے سختی سے باز پرس کی۔ فیروز بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ بھولیں مت۔۔ جو اس شخص کی بہن نے ہمارے بہن کے ساتھ کیا۔ اور افسوس تو اس بات کا ہے۔ سب جانتے ہوئے آپ نے کیسے مانا کو ان کے حوالے کر دیا۔۔؟؟ جو ہماری بہن سے اتنی نفرت کرتے ہیں۔۔ کیسے سونپ دیا۔۔؟؟ اور کیوں۔۔؟؟ شہروز بھی فیروز کا ہم خیال ہوا تھا۔ ہاں یہ سچ ہے۔۔ جانتا تھا۔۔ خود مانا نے مجھے سب بتا دیا تھا۔۔ اور اسی کی خواہش تھی۔۔ اس شخص سے نکاح کرنے کی۔۔۔ میں نے سمجھایا۔۔ لیکن اس کی ضد تھی۔ اس کی ضد کے آگے میں ہار گیا۔ بہروز حاکم بھی جیسے پھٹ پڑے۔ فیروز نے غصہ سے سر جھٹکا۔ اور اس سب میں۔۔ کیا ہی سازش کی

تھی۔۔آپ برخوردار نے۔۔؟؟وہ بھول گ ئے۔۔؟؟بہروز حاکم نے فیروز پے طنز کا تیر برسایا۔وہ انہیں دیکھنے لگا۔یہ۔۔سب۔۔امامہ کی خواہش تھی۔۔۔!فیروز کا لہجہ بھی دھیما پڑا۔ ہممم۔۔۔..اور آپ نے اس کی خواہش کا بھرپور طریقے سے احترام کرتے اسے پورا کرنے میں خانزادہ کی بہن کو کڈنیپ کیا۔یہ۔۔۔کہاں کے شریفوں کا طریقہ ہے۔۔؟؟

ان کے واشگاف الفاظ نے فیروز کو زمین پے لا پٹخا تھا۔تم کرو تو۔۔تمہارا حق۔۔دوسرا کچھ کرے تو۔۔اسے چھٹی کا دودھ یاد دلا دو۔۔؟؟کیا کہنے آپ کے۔۔۔؟؟

پلیز۔۔۔خدا کا واسطہ ہے چپ کر جائی یں۔۔اس وقت۔۔امامہ کو ہماری سب کی۔۔دعاؤ ں کی ضرورت ہے۔۔زرقا نے روتے ہوئے ان بھائی یوں کے آگے ہاتھ جوڑتے ان کو چپ کروایا۔ایک پل کو وہاں خاموشی چھا گ ئی۔ جائی یں بیٹا۔۔۔!اپنے گھر والوں سے مل لیں۔بہروز حاکم نے روتی ہوئی رخسار

کے سرپے شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔ رخسار نے ایک سہمی نظر فیروز پے ڈالی جو سر جھکائے زمین کو گھورے جا رہا تھا۔ گھبرائی یں مت۔ جائی یں۔۔۔ بہروز اسکا گریز سمجھتا حاکمانہ انداز میں بولا۔ تو رخسار تھوک نگلتے آگے بڑھی اور ماں کے گلے لگی تھی۔ کیسی ہو۔۔؟؟ انہوں نے بھی ضبط کے باوجود رخسار کو سینے سے لگا لیا۔ ورنہ وہ اسے معاف کرنے کا ارادہ بالکل نہیں رکھتی تھیں۔ لیکن۔۔ کہیں نہ کہیں۔۔ تکلیف وہ بھی کاٹ کے آئی تھی۔

ایم سوری۔۔ مما۔۔۔! آج جو سب کچھ ہو رہا ہے۔۔ اس سب کی زمہ دار میں ہوں۔۔ بالآخر۔۔ رخسار کو اپنی غلطی کا احساس ہو ہی گیا۔ انہوں نے پھر سے اسے اپنے سینے سے لگایا۔ بس بیٹا۔۔۔ دعا کرو۔۔ تمہاری بھابھی۔۔ اور بھائی کی اولاد کو کچھ نہ ہو۔۔۔! ان کے الفاظ پے رخسار نے دہل کے پہلے ان کو دیکھا۔ پھر فیروز کو۔ جس نے دانت ایک دوسرے میں پیوست کیے ایک نفرت بھری نظر سے انہیں دیکھا۔ بچہ۔۔۔؟؟ رخسار کو لگا شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔ ہممم۔۔۔ بچہ۔۔۔! لیکن۔۔ اس بار۔۔ اگر امامہ کو کچھ ہوا۔۔ تو خان آپ کو

اور رخسار آپ کو کبھی معافی نہیں ملے گی۔ یاد رکھنا۔۔ آپ دونوں۔ خانم بیگم کافی دیر سے سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ آخر کار اٹھتے ہوئے انہوں نے قطعی انداز میں جواب دیا۔ جب کہ ازہان نے اب بھی خاموشی کا قفل نہ توڑا تھا۔ اسے بس امامہ کی فکر تھی۔

سارہ نے ساری رات اپنی ایک دوست کے گھر گزاری تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا۔ کہ خانا سے چھوڑ کے کہاں گیا ہے۔۔؟ ہاں یہ اور بات ہے کہ امامہ کو اٹھا کے باہر لے جاتے اس نے دیکھا تھا۔ لیکن۔۔ وہ امامہ کو لیے کونسے ہاسپٹل میں گیا تھا۔ یہ وہ نہیں جانتی تھی۔ رات بھر وہ اپنی جان سولی پے ٹنگی محسوس کرتی رہی۔ کچھ دن پہلے ہی ازہان نے اس سے نکاح کیا تھا۔ اور صاف لفظوں میں اس سے محبت کا اظہار کیا تھا۔ اور یہ بھی بتایا تھا۔ کہ اسے اپنی پہلی بیوی سے کسی قسم کی کوئی چاہت نہیں۔۔ اس کی پہلی اور آخری چاہت وہی ہے۔

اپنی دوست کے زریعے اس نے ہاسپٹل کا ایڈریس نکلوالیا تھا۔اب اس کا ارادہ ہاسپٹل جانے کا تھا۔وہاں جا کے ہی اسے سب پتہ چلتا کہ حقیقت کیا ہے۔اور کیوں خان اسے یوں اکیلا چھوڑ کے چلا گیا۔؟؟؟

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

مبارک ہو۔۔۔پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔ڈاکٹر نے جیسے سب کو زندگی کی نوید سنائی تھی۔خان نے ایک تشکر کا گہرا سانس خارج کیا۔سبھی نے شکر کا کلمہ پڑھا۔اور ایک دوسرے سے گلے ملے تھے۔ہاسپٹل والے بھی سب حیران تھے۔اتنا بڑا خاندان ہاسپٹل پہنچا ہوا تھا۔صرف ایک لڑکی کی زندگی کی خاطر وہ سب یہاں موجود تھے۔انہیں اس لڑکی کی قسمت پے رشک ہوا۔

میں۔۔میں۔۔مانہ سے مل لوں۔۔۔! فیروز نے بہت دل سے پوچھا۔ایم سوری۔۔۔پیشنٹ اپنے ہزبینڈ سے ملنا چاہ رہی ہیں۔ڈاکٹر نے ایک اور انکشاف کیا۔تو سبھی دیکھتے رہ گۓ۔اور وہ وہاں جو۔۔دیوار کے ساتھ ٹیک لگاۓ آنسو ضبط کر رہا تھا۔امامہ کی چاہت پے وہ پھر شرمندہ ہو گیا۔یہ لڑکی اسے ہر پل ہر موڑ پے حیران کر رہی تھی۔آگے بڑھا۔کہ پھر قدم فیروز کے پاس آتے رک گۓ۔دیکھیے۔۔۔! پیشنٹ کی طبعیت ابھی بالکل نہیں سنبھلی تو کوشش کیجیے گا۔کوئی ایسی بات نہ ہو۔۔جو ان کو گراں گزرے۔اور وہ ٹینشن لیں۔۔خاص خیال رکھیے گا۔ڈاکٹر خان کو تھپکی دیتے کہتا جا چکا تھا۔وہ پھر سے وہیں تھم گیا۔بالکل سامنے فیروز کھڑا تھا۔جو اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا۔ازہان نے سر جھٹکا۔اور اندر کی جانب قدم بڑھاۓ۔جہاں امامہ ابھی بھی آکسیجن ماسک میں تھی۔آنکھیں بند کیے وہ ازہان کے دل کے ہزاروں ٹکڑے کر گئی تھی۔

پہلے معلوم نہ تھا۔۔

آج یہ میں نہ سمجھا۔۔۔

پیار کہتے ہیں۔ جسے۔۔۔ وہ ہے دلوں کا سودا۔۔

دل کی دھڑکن کو بھلا کیسے کوئی قید کرے۔۔؟؟

یہ تو آزاد ہے جب چاہے۔۔ جہاں آہیں بھرے۔۔۔

ہر ستم شوق سے مجھ پے۔۔ دلدار کرے۔

اس کو حق ہے وہ مجھے پیار کرے یا نہ کرے۔۔۔۔

دل میرا توڑ دیا۔۔اس نے برا کیوں مانوں۔۔؟؟

امامہ۔۔۔؟اس نے اس کے قریب بیٹھتے دھیرے سے اسے پکارا تھا۔اس کی بند آنکھوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ازہان کا ہاتھ اس کے ڈریپ لگے ہاتھ پے دھرا تھا۔اس نے دھیرے سے آنکھیں وا کیں۔ایک مسکراہٹ تھی اس کے چہرے پے۔جسے دیکھتے ازہان کا دل کٹا تھا۔رخ پھیر کے اپنے آنسو چھپائے تھے۔امامہ نے آکسیجن ماسک اپنے چہرے سے ہٹایا تھا۔آپ۔۔؟؟آپ۔۔رو رہے ہیں۔۔؟معصومیت بھرا سوال آیا تھا۔نہیں۔۔تو۔۔؟؟میں کیوں رونے لگا پاگل۔۔؟ازہان نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔تو امامہ سکون سا محسوس کرنے لگی۔وہ۔۔۔۔لڑکی۔۔آپ کو ہم سے زیادہ اچھی لگی۔۔؟؟آپ اسے۔۔ بیاہ کے۔۔لے آئے۔۔؟وہ چاہ کے بھی اپنے دل و دماغ سے وہ سب نہیں نکال پا رہی تھی۔

امامہ۔۔۔! وہ تو کیا۔۔؟؟ کوئی بھی لڑکی۔۔ تمہاری جگہ نہیں لے سکتی۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔ وہ سب۔۔ جھوٹ تھا۔۔ بالآخر ازہان نے امامہ کو سچائی بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا مطلب۔۔۔۔؟؟ آپ۔۔ آپ۔۔؟؟ وہ فرطِ جذبت سے کچھ بول ہی نہ پا رہی تھی۔ میں۔۔ ازہان خانزادہ۔۔ صرف اپنی امامہ کا ہوں۔۔ مکمل۔۔۔ طور پر صرف اپنی امامہ کا۔۔ ہمیشہ سے۔۔۔! اپنی آخری سانس تک۔۔! ازہان نے آگے بڑھ کے اس کے ماتھے پے اپنی محبت بھرا لمس چھوڑا۔ تو اس نے اپنے دل کے اندر سکون سا اترتا محسوس کیا۔

آئی لو یو۔۔۔! دھیرے سے کہتے اس کے لبوں پے جھکتا وہ اس کا ننھا سا دل بری طرح دھڑکا گیا۔ امامہ کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ آج بھی اب بھی۔۔۔ اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی۔۔۔ ازہان سے دیوانہ وار پیار کرتی تھی۔
لیکن۔۔ شاید یہ۔۔ پیار نہ تھا۔ یہ عشق تھا۔۔ جو ہر حد سے تجاوز کر گیا تھا۔ جس کی انتہا صرف جنون تھی۔ اور اس جنون کے آگے ازہان خانزادہ بھی گھٹنے ٹیکنے پے مجبور ہو گیا تھا۔

سبھی باری باری امامہ سے مل رہے تھے۔ اپنے اپنے انداز سے اسے چ ئی یر اپ کر رہے تھے۔ فیروز اور شہروز تو اس کے پاس سے اٹھ ہی نہیں رہے تھے۔ اس کا ہاتھ ایسے تھاما ہوا تھا۔ کہ اگر چھوڑا تو وہ انہیں چھوڑ کے نہ چلی جائے۔

ڈرا کے رکھ دیا تھا۔۔مانہ۔۔۔سب کو تم نے۔۔۔! امل نے پیار سے اسے گلے سے لگایا۔ وہ مسکرادی۔ اس بہانے سب کا پیار دیکھنے کو مل گیا ناں۔۔۔! امامہ نے دھیمے لہجے میں کہا۔ سبھی خوش تھے۔ آئی سی یو میں ہی سب نے ڈیرا جما لیا تھا۔ ڈاکٹر کی کوئی سننے کو تیار ہی نہ تھا۔ وہ سب امامہ کو دوبارہ ٹھیک دیکھ بے حد پرجوش تھے۔ ڈاکٹر بھی ان کو جانتا تھا۔ اس لیے ان کی خوشیوں میں دراڑ نہ ڈالی۔ اتنے میں رخسار اندر داخل ہوئی۔ اما مہکی نظر اس پے اٹھی۔ رخسار کی نظریں جھکی تھیں۔ وہ اندر تو آگ ئی۔ لیکن۔۔ اس میں ہمت نہ ہوئی۔ کہ آگے

بڑھ کے امامہ سے ملتی یا معافی مانگتی۔ازہان نے آگے بڑھ کے اسے اپنے گلے سے لگایا۔ تو وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔ پلیز۔۔ بھیا۔۔۔ آپ۔۔ امامہ۔۔ سب۔۔ مجھے معاف کردیں۔۔ میں بہت بری ہوں۔۔ لیکن۔۔ پلیز۔۔ معاف کردیں۔۔! وہ بلک بلک کے رو دی تھی۔ اچھا رونا تو بند کرو۔۔! ازہان نے ٹوکا۔ جب کہ اس کی آنکھوں کے آنسو دیکھتے فیروز نے لب بھینچے۔ آؤ۔۔ امامہ سے ملو۔۔! خان رخسار کو لیے آگے بڑھا۔ وہ ڈر رہی تھی۔ امامہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ اپنے آنسو صاف کرتی الفاظ کو ترتیب دینے لگی تھی۔ ہم نے آپ کو معاف کیا رخسار۔۔۔! اچانک سے امامہ کی کھنکتی آواز سنائی دی۔ تو وہ نظریں اٹھائے اسے حیرت سے تکے گ ئی۔ جو اسے دیکھ کے مسکرا رہی تھی۔ کتنا بڑا دل لے کے پیدا ہوئی تھی یہ لڑکی۔۔۔؟؟ رخسار تو دیکھتی ہی رہ گ ئی۔ کیا ہوا۔۔؟؟ اچھی نہیں لگی ہماری بات۔۔؟؟؟ امامہ نے فیروز جو وہاں سے اٹھ کے جا رہا تھا۔ فوراً آ اے اس کا ہاتھ تھاما۔۔ اور دوسری طرف سے رخسار کا ہاتھ۔ دونوں کا ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں دیا۔ مجھے یہ ہاتھ ہمیشہ جڑے ہوئے ہی نظر آنے چاہیں۔ کبھی الگ نہیں ہونے چاہیں۔ دونوں کی طرف باری باری دیکھتے وہ

دھیمے لہجے میں بولی تھی۔ رخسار کو لگا وہ اس پے آج ایک بار پھر سبقت لے گ ئی ہے۔ آگے بڑھ کے امامہ کو گلے سے لگایا۔ اور پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

ایم سوری۔۔امامہ۔۔۔! میں نے ہر قدم پے تمہارے ساتھ بہت برا کیا۔ لیکن۔۔۔تم۔۔۔۔بہت اچھی ہو۔۔۔! رخسار نے دل سے اس سے معافی مانگی تھی۔ ۰ اور امامہ نے دل سے اسے معاف بھی کر دیا تھا۔

سارہ ہاسپٹل میں انٹر تو ہوئی لیکن انٹر ہوتے ہی غائب بھی ہو گ ئی۔ خان نے اس سے جھوٹی شادی کا ناٹک کیا تھا۔ وہ راکی کی بہن تھی۔ راکی کو بل سے نکالنے کے لیے اس نے یہ کھیل کھیلا تھا۔ لیکن وہ ایسا غائب تھا۔ کہ سامنے نہ آیا۔ آتا بھی کیسے۔۔؟ فیروز حاکم اسے سخت سزا دے چکا تھا۔ جو کوئی نہیں جانتا تھا۔

شام تک امامہ کو ڈسچارج مل گیا تھا۔خان مَنشن کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔امامہ کے گھر واپس آنے کی خوشی میں پورے خان مَنشن میں چراغاں کیے گ ئے تھے۔صدقے کے بکرے دی ئے گ ئے غریبوں میں کھانا تقسیم کیا گیا۔امامہ اور ازہان نے مل کے کیک کٹ کیا۔جب کہ دوسرا ایک فیروز اور رخسار نے کٹ کرنا تھا۔وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے کترا رہے تھے۔لیکن امامہ کے آگے کسی کا نہ چلی۔اور انہیں کیک کٹ کرنا ہی پڑا۔خان مَنشن میں ایک بار پھر سے خوشیوں کا راج شروع ہو چکا تھا۔خوشیوں نے ان کے گھر کا راستہ دیکھ لیا تھا۔رخسار نے روتے ہوئے فیروز کو دیکھا تو اس نے رخ پھیرا۔امامہ کی سخت گھوری پے وہ سر جھٹکتا واپس رخسار کی طرف مڑا اور اسے سب کے سامنے بنا کسی شرم و لحاظ کے گلے سے لگا گیا۔رخسار اس اچانک افتاد پے بری طرح بوکھلائی۔سب کو دیکھتے ہوئے وہ شرم سے سر جھکا گ ئی۔خان نے امامہ کو خود سے قریب کرتے اس کے ماتھے پے لب رکھے۔

آخر۔امامہ کا عشق حدِ جنوں تک۔۔آج جیت ہی گیا تھا۔

آپ کے آنے سے۔۔

گھر میں کتنی رونق ہے۔۔۔آپ کو دیکھیں۔ کبھی۔۔اا اپنے گھر کو دیکھیں
ہم۔۔۔ہم خوش ہوئے۔۔ہم خوش ہوئے۔

❤💌❤❤💌💌💌❤💌❤💌

ختم شد